نئے ایڈیشن کا دیباچہ

آخرکار میں اس کہانی کے نئے اور نظرثانی شدہ ایڈیشن کے پروف دیتے وقت پبلک کی اُس قدردانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتی جو میری اس کتاب کو بڑی وقعت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ کیونکہ باوجودیکہ یہ تصنیف میری پہلی خام کوشش کا نتیجہ تھی۔ اور اس کی اول اشاعت کو اب دس سال گذر چکے ہیں۔ تاہم اُس کا مطالعہ وسیع پیمانہ پر ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ اِس کی مانگ چلی جاتی ہے۔ ناول خواہ روحانی یا مادی معاملات پر ہوں۔ لیکن اِس مصروفیت کے زمانے میں وہ نہیں سے زیادہ تر زیادہ سے زیادہ بارہ ماہ میں فراموش کر دیے جاتے ہیں۔ مگر مجھے ہر روز اجنبیوں کے خطوط ملتے رہتے ہیں۔ جو ہمیشہ اسی کتاب کی خاطر میرا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یہ اِس امر کا غیر معمولی اور اطمینان بخش ثبوت ہے کہ اُس کے اصول اور مسائل نے لوگوں کے دل میں مستقل طور پر گھر کر لیا ہے۔ اور خوب سرسبز ہوئے ہیں۔ گو اُس کے خلاف سخت دلائل لائی گئیں اور معاندانہ نکتہ چینی بھی کی گئی ہے۔

مجھ سے اکثر یہ سوال کیا گیا ہے کہ آیا میں اُن اصول اور مسائل پر خود یقین رکھتی ہوں ہے۔ اِس لئے میں اب مناسب موقع سے اِس قسم کے تمام سوالات اور استفسارات کا آخری جواب دیتی ہوں۔ میں اُن پر یقین رکھتی ہوں۔ اگر یقین نہ رکھتی۔ تو میں معرضِ تحریر میں ہی نہ لاتی۔ اِس داستان میں "مذہب" کے عنوان میں زندگی کے جن طریقوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ میں اُن کو

مدِ نظر رکھتی اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ اور جہاں تک میں نے ان پر عمل کیا ہے۔ وہاں تک اِس آزمائش کا نتیجہ اندرونی امن اور خوشی کی صورت میں حاصل ہوا ہے۔ حیات بعد الموت جو ہمیں مرگ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اُس کے متعلق میں نے جو باتیں درج کی ہیں۔ میں اُن کو نہایت مضبوطی اور تہہ دل سے سچی خیال کرتی ہوں۔ خصوصاً اُن کو جن میں قوتِ ارادی کے عمل سے روح کی ترقی یا تنزل کا ذکر ہے۔ ترقی یقینی طور پر ایسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ جبکہ قوتِ ارادی کی رہنمائی مسیح پر ایمان اور صرف مسیح پر ایمان لانے سے کی جائے۔ روح کو اُس وقت یقینی طور پر تنزل ہوتا ہے۔ جب کہ قوتِ ارادی خودی پر یا اپنی ذات پر مائل رہے۔ اور اس طرح وہ روح کی اصل کو ذلیل کر دیتی ہے۔

ہمارے زمانے کے ایک شہرۂ آفاق سائنس دان نے جو دو جہانوں کی سیر سے بہت دلچسپی رکھتے اور میرے حال پر بے حد مہربانی کرتے ہیں۔ مجھ سے کہا کہ میں نے انسان کے روحانی جوہر کو "برق" یا "برقی قوت" سے تعبیر کرنے میں غلط لفظ استعمال کیا ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ براہِ عنایت آپ ہی کوئی اور لفظ بتائیں جو میرے مفہوم کو ٹھیک طور پر ظاہر کر سکے۔ لیکن آخرکار اُنہوں نے تسلیم کیا کہ اُنھیں اِس قسم کا کوئی لفظ دستیاب نہیں ہو سکا۔ اُن کا قول ہے کہ لغات میں کوئی ایسی صحیح اصطلاح نہیں ملتی۔ جو زندگی۔ روشنی۔ حرارت۔ قوت اور حرکت کے اصولوں پر حاوی ہو۔ کیونکہ یہی باتیں بشمول اصول ادراک ہمارے اندر والے اُس جاندار تخم یا اصل کے اجزا ہیں جسے ہم روح کہتے ہیں۔

نئے ایڈیشن کا دیباچہ

اس نسخے میں اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرنے کے لئے لفظ برق کو دے دیتی ہوں۔ اگر کسی کو کثیر التعداد لوگوں پر اپنا مدعا صاف طور پر ظاہر کرتا ہو تو اسے چاہئے۔ کہ وہ پیچیدہ۔ مغلق اور عالمانہ اصطلاحات استعمال نہ کرے۔ جن سے دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔ اور کچھ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اور جن کی وجہ سے بہت سی کتب کی جو روحانی مضامین پر لکھی گئی تھیں خوبی جاتی رہی۔ اور وہ مفید ثابت نہیں ہوئیں۔ لفظ برق کے نام سے دماغ میں سریع حرکت اور روشنی کا خیال منقش ہو جاتا ہے۔ جو روح کے عظیم اور خاص خواص ہیں۔ مثلاً جیسا کہ میں نے "دو جہان کی سیر" میں بیان کیا ہے اگر روحانی بیج کو نشوونما دیا جائے۔ اور اسکے بالیدگی۔ پھیلاؤ اور ترقی کا حوصلہ دیا جائے تو اسکی ترقی سرعت میں بجلی کی طرح ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کا تنزل بھی بجلی کی سی سرعت سے ہوتا ہے۔ اگر اس کے وجود سے تغافل کیا جائے۔ اور انسان کے جسم میں ایسے بیج کی طرح جو زرخیز زمین میں نہ ڈالا جائے یا جس کو دھوپ نہ پہنچائی جائے۔ پڑا رہنے دیا جائے۔ جیسا کہ اکثر کیا جاتا ہے۔ تو شخص کھانے۔ پینے۔ اور افزایش کرنے والے حیوان کی موت پر جس نے زندگی کے اعلےٰ مقاصد سے غفلت کی ہوگی۔ اس کا برقی یا لطیف جوہر کسی اور جگہ جا کر نشوونما کی تلاش کرے گا۔

روح خیالی اور منطقی شے نہیں۔ بلکہ یہ جسم کی طرح مثبت اور واقعی ہستی ہے۔ یہ درست ہے کہ ہم روح کو نہ تو مس کر سکتے اور نہ اس کی ماہیت معلوم کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہم خون کے اجزا کی طرح اسکی حقیقت معلوم کر سکتے۔ کیونکہ وہ روحانی اور ابدی ہونے کی وجہ سے

آیا الوہیت کا صرف یہی ایک وصف ہے - اور اس کی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ بدی کے مس کرنے تک سے گریز کرے - شجاعت - صداقت - ان چیزوں سے جو دنیا یا شریفانہ نہیں لاپروائی برتنا - یہ سب خوبیاں مقید روحانی اصل کے حق میں آسمانی اکسیر حیات ہیں - جب اس کی بہتری کی کوشش کی جاتی ہے تو یہ زندہ رہتا - بڑھتا اور بہار پہ آتا ہے - یہاں تک کہ وہ خود جسم پر اثر کرنے لگتا ہے - اور اس کو زیادہ خوب صورت اور زمانہ اور غم کی دست و برد کا مقابلہ کرنے کے زیادہ قابل کر دیتا ہے حقیقت حال یہ ہے کہ جہاں تک لا فنا شخصیت کا تعلق ہے - وقت اور غم کا وہاں نام و نشان نہیں - ہم جسم کو اس کا محض عارضی قالب خیال کرتے ہیں - اس دنیا کو اور اس دنیا کی چیزوں کو کسی عارضی تصویر خانہ کا ایک چھوٹا سا نظارہ خیال کرتے ہیں - کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں زیادہ وسیع - زیادہ عمیق اور زیادہ اطمینان بخش زندگی کی بہت سی صورتوں کا نظارہ کرنا ہے - ان میں سے ہر صورت نہایت اعلےٰ صورت کیطرف لے جائے گی - جو کسی اعلےٰ کمال کی حالت ہوگی - اس خوش نصیب شخص کو جو روح کی روزانہ وسعت اور ترقی سے باخبر ہو - اس زندگی میں کوئی چیز رنجیدہ یا پریشان نہ کر سکے گی - افلاس - دوستوں کی قلت - بلکہ خود مرض - الغرض یہ کہ سب چیزیں آسانی سے برداشت کی جاسکینگی - برخلاف اس کے خواہ ہم اقبال کی کتنی ہی بلندی تک پہنچ جائیں - ہمیں کامیابی کبھی نہ بگاڑ سکے گی - کیونکہ ہمیں معلوم ہوگا کہ روح کی ترقی کے شمار کے اعتبار سے اس دنیا کی "کامیابیاں" سڑک کے غبار کے اڑنے والے ذرات ہیں -

اور خود شریک نہیں ہیں ؎

میں یہ چند الفاظ اس روز ختم کر رہی ہوں - جو میرے لئے بالخصوص خوش آئند رہا ہے - یعنی اپنی سالگرہ کے روز - اور میں ان دوستوں کو جو اس جگہ ہیں - اور نیز دُنیا میں ہر ایک جگہ ہیں - اور جن کو "دو جہان کی سیر" کے مطالعہ سے خوشی حاصل ہوئی ہے اس کتاب کا جسے ان میں سے بہت سے اپنی "دل پسند کتاب" خیال کرتے ہیں نیا ایڈیشن پیش کرتی ہوں - اور میں اُنکا شکریہ ادا کرتی ہوں - کہ انہوں نے میرے ساتھ بہت محبت ظاہر کی ہے - اور میری ساری علمی زندگی بھر میں کمال ہمدردی سے میری حوصلہ افزائی کرتے رہے - اور مجھے دلچسپی کی نگاہوں سے دیکھتے رہے ہیں ؎

یکم مئی ۱۸۹۶ء　　　　میری کوریلی

دیباچہ

جب "دو جہان کی سیر" اول اول شائع ہوئی تو مجھے ہرگز توقع نہ تھی کہ اسے خاص توجہ یا مراعات کی نظر سے قبول کیا جائے گا۔ میں نے اسے محض اس وجہ سے لکھا تھا کہ وہ روحانی اشارات یا رموز جن کو میں نے اس کے صفحات میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے زور سے مجبور کر رہے تھے۔ لیکن مجھے یہ امید ہرگز نہ تھی کہ ان کا بے شمار لوگوں کے دلوں میں جن کو ان باتوں سے آگاہ کرنا میں نے اپنا مقصود قرار دیا تھا کوئی اثر ہو سکے گا۔ چھاپہ خانہ کے عالی مقام پیشین گویوں یعنی نکتہ چینیوں کے طرح طرح کے وار میں نے چپ چاپ اور صبر و ضبط کے ساتھ گویا راضی برضا الٰہی ہو کر سہے۔ یہ کتاب میری پہلی تصنیف تھی۔ اور لوگ قدرتی طور پر اس میں بہت سے نقص نکال سکتے تھے اور اب بھی نکال رہے ہیں۔ مگر اُن کی اور خود میری امیدوں کے خلاف یہ کثرت سے پڑھی گئی۔ اور اب بھی پڑھی جاتی ہے۔ اور سب سے زیادہ خوش کن یہ امر ہے کہ لوگ اس کو صرف پڑھتے ہی نہیں بلکہ اس سے اُنس بھی کرتے ہیں۔ میرے پاس اِس امر کا ثبوت یہ ہے کہ میرے پاس ممالک متحدہ برطانیہ عظمےٰ کے تمام حصّوں سے بے شمار لوگوں کے خطوط آتے ہیں۔ جو موثر اور بظاہر سچی عبارت میں تحریر کئے گئے ہیں۔ کہ اِس کتاب کے مطالعہ سے اُن کو بہت تسلی اور امید ہوتی ہے۔ حالانکہ اس میں اعلےٰ درجے کے مضمون نگاری کا دعوےٰ نہیں کیا گیا۔ میں اِس موقع پر اُن میں سے ہر ایک کا اور سب کا اِس ہمدردی کے لئے جس کا مجھے نشان و گمان نہ تھا۔ شکریہ ادا کرتی ہوں کیونکہ

دیباچہ

مصنف کے لئے یہ ہمدردی دولت یا شہرت سے زیادہ معاوضہ ہے۔
ان میں سے بعض خطوط اس جلد کے تتمہ میں اقتباس کئے گئے
ہیں۔ مگر یہ شیخی بگھارنے یا اپنی ادبی لیاقت کا اشتہار دینے کی
خاطر سے نہیں۔ بلکہ صرف یہ ثابت کرنے کے لئے کہ باوجود دہریوں اور
لاادریوں کے مسائل کی اشاعت کے بہت سے لوگوں کی روحوں میں
اندرونی امن اور کامل قناعت کی ابدی اور پرجوش خواہش رہتی
ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اس صورت میں حاصل ہو سکتی ہیں کہ
خدا اور آئندہ ابدی زندگی پر کامل ایمان ہو۔ دہریہ پن سے انسان
کی لافانی روح کی وہ بھوک جو اسے ان الٰہی چیزوں کے لئے
ہوتی ہے۔ جو حق وورثہ سے اس کی ہیں۔ کبھی سیر نہیں ہو سکتی
دنیا کی کوئی چیز اسے آرام یا تسلی نہیں دے سکتی۔ کوئی
دنیاوی چیز اسے بہت دیر تک خوش نہیں رکھ سکتی۔ بلکہ جو
بہترین تحائف دنیا اس کے سامنے پیش کر سکتی ہے۔ وہ مناسب وقت
کے گذر جانے کے بعد بے قدر معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب تک خدا تعالیٰ کے جوہر
کا ایک شرارہ بھی ہم میں روشن رہے گا۔ تب تک، یہ ناممکن ہے کہ ہم
اس دنیا کے محدود خیالات، اور محدود کاموں سے کبھی مطمئن ہو سکیں۔ میں ان لوگوں سے
خطاب نہیں کرتی۔ جنہوں نے تمام روحانی چیزوں کو فراموش کر دیا
ہے۔ جنہوں نے کمال سرد مہری سے خدا کو الوداع کہہ دیا ہے۔
اور جو اپنی مرضی اور خواہش سے بلا جبر و اکراہ خاک و خاکستر میں
لیٹے ہوئے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنا منہ حماقت اور نادانی سے
زمین کی طرف پھیر لیا۔ اور روشنی سے چھپا لیا ہے۔ ایسے
لوگوں کو میں ترحم کے ساتھ کہتی ہوں کہ وہ آرام سے سوئے رہا گو
کیونکہ ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ میں ان لوگوں کو جن کے دلوں

ہیں عظیم و شاندار زندگی کی تیز تحریکیں پائی جاتی ہیں - جو محبت و اشتیاق سے آئندہ زندگی کے عجائبات کو واقعی تصور کرتے ہیں - اور جو موجودہ چیزوں کی تاریکی کے اس پار دعا کی نظروں سے دیکھتے ہیں - اور قبر کے دوسری طرف چمکنے والے نور کی اول خفیف جھلک کو خواہ وہ کتنی ہی بعید ہو دیکھنے کے لئے کوشش کرتے ہیں - اپنا مخاطب کرنا چاہتی ہوں - اور اگرچہ میں جانتی ہوں کہ میں اپنا مافی الضمیر ٹھیک طور پر بیان نہیں کر سکونگی - اور وہ موثر بھی کم ہوگا - تاہم میں تہ دل سے ان کو جوش دلانا چاہتی ہوں - جبکہ وہ اعلےٰ خیال اور شریفانہ کوششوں کی ایک بلندی سے دوسری بلندی پر چڑھتے ہوئے زیادہ بلند ہوتے اور آگے بڑھتے جاتے ہیں *

"دو جہان کی سیر" پر اشاعت کے بعد بہت کچھ بحث ہوتی رہی ہے - اور مجھسے بحیثیت مصنف کے اُس کے مسائل کے متعلق جرح قدح کے ساتھ بہت سے سوالات کئے گئے - اِس اثناء میں میری ملاقات طرح طرح کے خیالات اور اصولوں والے آدمیوں سے ہوئی - جن میں سے بعض ایسے تھے جو اسرار سینہ بسینہ کے معتقد تھے اور بعض غیب دانی یا روشن ضمیری کے قائل تھے اور ہر طرح کی رایوں اور خیالوں کے لوگ مجھ سے اِس خیال سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے تھے کہ میں انہیں روحانی دُنیا کے متعلق کوئی عجیب و غریب اور پر اسرار چیز سکھادونگی - مگر جب ان کو نہیں معلوم ہوتا ہے کہ میرے مذہب و اعتقاد کی بنیاد حرف بحرف مسیح ہے - اور اِس دُنیا میں میری روحانی ترقی کی تاریخ وہ ہے جب کہ میں اُس ایک روشنی پر جس میں مطلق اقتدار - قوت - حکمت - اور طہارت کا الہی اور انسانی جوہر ہے ایمان لائی ہوں - تو یہ لوگ نہایت مایوس ہوجاتے ہیں - اُن کی

صورت سے پایا جاتا ہے نہیں یہ تو "صرف مسیح" پر ایمان رکھتی ہے۔ اور وہ بالکل پریشان اور بیزار ہو کر چلے جاتے ہیں۔ اگر میں اُن کو واقعی یا جھوٹ موٹ بدھ مذہب کی کوئی جدید یا قدیم صورت سکھا سکتی۔ اگر میں اِن کو ہوا میں جس کے غائب سرخ پھول کے سفید۔ اور سفید۔ کے سرخ پھول میں تبدیل ہونے کا یا کوئی اور ٹوٹکا بندی یا شعبدہ جو معمولی مداری اور شعبدہ گر دکھایا کرتے ہیں۔ دکھا سکتی تو میرے گرد اسرار کے سیکھنے والے مریدوں کا ایک خاص مجمع ہو جاتا۔ اِس قسم کے لوگ بہت جلد دم میں آنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہاں وہ اِس امر کے مشتاق ہوتے ہیں۔ لیکن وہ "صرف مسیح"۔ الٰہی محبت اور قربانی کی صرف وہی پرانی داستان کو تو بالکل فضول اور لچر خیال کرتے ہیں۔ ہم کو کرسیاں یا میزیں پھدکنے۔ یا مادے کے خواص دور کئے جانے۔ چھت میں سے بغیر سوراخ کے کودنے۔ یا میز میں قوت ارادی کے داخل کرنے۔ یا کسی قسم کے اشتعال۔ یا کسی طرح کے جنون کا نظارہ دکھایا نہیں گیا۔ یہ تو مسیح کے متعلق وہی پیش پا افتادہ مضامین ہیں جو ہم بچپن سے سنتے چلے آئے ہیں۔ اُن سے کوئی نئی چیز کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔ بہت سے لوگوں نے مجھ سے اشتیاق کے ساتھ پوچھا ہے کہ "معجزے کس طرح دکھائے جا سکتے ہیں؟" "کیا ہمیں وہ نظر آ سکتے ہیں؟" "ہم اپنے باطن میں برقی روح کو کس طرح ترقی دیں؟" میں اُن لوگوں کو جو "نادیدنی چیزوں" کے دیکھنے کے متلاشی ہیں" صرف ایک جواب دے سکتی ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ "خدا کے نزدیک تمام چیزیں ممکن ہیں۔" اس کے بغیر کوئی چیز ممکن نہیں۔ معجزات دکھانے کی قوت۔ شفا دینے۔

اور پیشینگوئی کرنیکی طاقت۔ اور اس دنیا کی چیزوں کے سوا اور چیزوں کے دیکھنے کی لیاقت یہ ساری باتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ لیکن صرف مسیح پر کامل ایمان لانیسے۔ نہایت خفیف تردد۔ رائی بھر گستاخانہ اور احمقانہ تکبر جو خدا کی ہستی کا انکار کرنیکی جرأت دلاتا ہے۔ خودی یا اپنی ہی ذات کے ساتھ محبت کرنیکا ذرا سا خیال۔ یہ باتیں اندرونی روحانی قوت کو فی الفور معطل و بیکار بنا دیتی ہیں۔ جن لوگوں کو اس اعلےٰ سوال سے دلچسپی ہے۔ انکے دل پر یہ امر عقیدہ منقش کیا جائے اتنا ہی تھوڑا ہے کہ کوئی دنیاوی چیز خواہ کتنی ہی خوش آئند ہو۔ اُس سے روح کو کوئی اطمینان یا فائدہ نہیں ہوتا۔ جب تک یہ قالب خاکی میں رہتی ہے۔ تب تک مقید اور پابزنجیر رہتی ہے۔ اور تاوقتیکہ بے غرض محبت کی الہٰی اور گرمانے والی تاثیروں۔ بغیر متزلزل ایمان۔ اعلےٰ آرزوؤں۔ اور خالص خشوع سے قوت حاصل نہ کرے تب تک وہ گھٹتے گھٹتے بالکل خفیف شعلہ رہ جاتی ہے۔ اور جب وہ جسم جس میں اُس نے ایسی بُری زندگی بسر کی ہے۔ ہلاک ہو جاتا ہے۔ تو اُسے مجبوراً کہیں اور ترقی کا کوئی نیا موقع ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ میں نے باب موسومہ "برقی مذہب" میں اس امر کی پوری پوری تشریح کر دی ہے۔ اور میں یہ بتانا بھی مناسب خیال کرتی ہوں کہ اِس مذہب پر بہت کچھ حاشئے چڑھائے گئے ہیں۔ اور بعض نے تو اُسے کفر و الحاد خیال کیا ہے۔ مگر نہ معلوم اُنہوں نے اُسے کیوں اِس نام سے یاد کیا۔ اُس کے عقائد و اصول کی عہد جدید سے بالکل تائید ہوتی ہے اِس چھوٹی سی مقدس کتاب کے پر اسرار اور سچے معانی آج کل اُن لوگوں کی لاپروائی سے جو اُسے پڑھتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کی بے دلی سے جو سنتے ہیں بہت کچھ دھندلے ہو گئے ہیں۔ ہر

اتوار کو پادری اس کی اعلےٰ عبارات بالکل بے لطف اور خشک
لہجہ میں لفظوں اور حرفوں کو کھینچ کھینچ کر پڑھتے ہیں - اور
تلفظ اور بیان میں کوئی دلچسپی پیدا نہیں کرتے - اور زیادہ
تر اس کی منادی صرف روزی کا ذریعہ سمجھ کر کرتے ہیں - اُن کی
کلیسیائیں یا سامعین، جو بظاہر سنتے رہتے ہیں - مگر دراصل ان کے
خیالات کہیں اور ہوتے ہیں وہ بڑبڑا کر معذرت کرتے ہوئے کہتے
ہیں "اسے تو ہم نے بارہا سنا ہے" - الفاظ "کیونکہ بے دینی بڑھ
جانے کے باعث بہتوں کی محبت سرد پڑ جائے گی" ایسے
لوگوں کے سامنے پڑھے جاتے ہیں - جو کند ذہن ہوتے ہیں اور
توجہ سے نہیں سنتے - لوگوں کو اس بات کی خبر نہیں کہ اُن پر
یہ اور مندرجہ ذیل پیشینگوئی صادق آتی ہے "دیکھتے ہوئے وہ
نہ دیکھیں گے - اور سنتے ہوئے وہ نہ سمجھیں گے" اس الہامی
کتاب میں جس سے وہ سب اکتائے ہوئے ہیں یہ واضح سوال تحریر
ہے "جب ابن آدم آئے گا - تو کیا زمین پر لوگوں میں ایمان پائیگا؟"
مگر مجھے معلوم ہے کہ ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہے - جو روحانی
ترقی کی اعلےٰ صورتوں کے متعلق کچھ معلوم کرنے کے مشتاق معلوم
ہوتے ہیں - وہ مذہب عیسوی کے مسئلہ پر جس سے سب لوگ
بخوبی واقف ہیں یقین کرنے کی جگہ کسی اور چیز پر خواہ وہ کیسی ہی
ہو - ایمان لانے کو ترجیح دینگے - وہ میز کے پھرنے - مقناطیسی
سلیٹ کے لکھنے اور اسی قسم اور دھوکہ دینے والے مظہروں پر
ایمان لے آئیں گے - لیکن جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ ان سب
چیزوں کی جگہ تم ایسی محتاط اور خود انکاری اور ایثار کی زندگی
بسر کرو - جو تمہارے اندر تخم الوہیت کو کامیابی کے ساتھ نشوونما

دے سکے۔ اور اس طرح سے اس میں اعلےٰ درجہ کی بصیرت روشن ضمیری اور روحانی لیاقت پیدا کر سکے تو وہ بہت اکتا جاتے اور ناخوش و پریشان ہوتے ہیں۔ بحر جنوبی کے کسی جزیرے کا ایک بارعب باشندہ جو اسرار طلسم کا ماہر ہونے کا دعوے کرے۔ اور اوٹ پٹانگ بولی میں موثر اور پر اسرار گفتگو کرے۔ بیشک ہمارے مہذب شہر لنڈن میں روحانی امور کے موجودہ خبط میں جو فی زمانہ زوروں پر ہے۔ بہت سے لوگوں کو جمع کرے گا۔ اسی خبط کی بدولت زیادہ تر لوگ محض دھوکہ بازوں کے دام فریب میں آجاتے ہیں۔ سچی روحانی ترقی اور علم جس شخص کو حاصل ہوں۔ وہ بشاش۔ زندہ دل۔ اور صادق القول ہوتا ہے۔ اس کی زندگی مفید اور داغ سے بے لوث ہوتی ہے۔ اور اس زندگی کا دوسروں کی زندگیوں پر حوصلہ افزا۔ اعلےٰ اور شریفانہ اثر پڑتا ہے۔ مزید براں جس جسم میں خوب صورت۔ ترقی کن۔ اعلےٰ مدعا والی اور خوش نصیب روح رہتی ہے۔ وہ سبک اور بشاش رہتا ہے۔ تھکتا نہیں۔ اور ہمیشہ سرگرم و مستعد رہتا ہے۔ ایسے شخص کی آنکھوں سے سکون اور اطمینان پائے جاتے ہیں۔ وہ کبھی ملول نہیں ہوتا۔ اسکی طبیعت اور مزاج میں ہمیشہ قناعت اور آرام وسکون رہتا ہے۔ ہپنوٹزم محض حیوانوں کی مقناطیسی قوت ہے جو ایک نئے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور اس کی ساری حقیقت یہ ہے کہ مضبوط جسم۔ کمزور۔ مریض۔ کاہل اور اثر پذیر جسموں پر اثر ڈالتے ہیں۔ ہپنوٹزم کا عمل دکھانے والا بعض موقعوں پر اپنے مریض کے دل میں ایک خیال داخل کر سکتا ہے۔ اور اسے یعنی مرد یا عورت کو (اس کا معمول عموماً ایک کمزور عورت ہی ہوتی ہے) اس خیال کے مطابق کام

کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ اِس عمل سے تھوڑی دیر کے لئے دل بند ہو جائے۔ اور معمول دیر تک غشی کی حالت میں رہے۔ لیکن عمل ہنپوٹزم کی تاثیر عارضی ہوتی ہے۔ ہنپوٹزم بخشش کی مانند ایک طرح کی غنودگی پا سکتے ہے۔ اس میں ہر بعض کو کوئی باور رکھنے کے قابل بات نہیں دکھائی دیتی۔ یہ اِس امر کا قطعی اور یقینی ثبوت ہے کہ ہنپوٹزم زندگی کے مادی پہلو سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا روحانی پہلو سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ بہت سے اشخاص خصوصاً عورتیں۔ جن کے اعصاب کمزور ہوتے ہیں۔ اور جن کی جسمانی اور دماغی حالت ضعیف وناتوان ہوتی ہے۔ اور ایک طرح کی دیوانگی میں جسے ہسٹیریا کہتے ہیں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نہیں فوق الفطرت الہام ہوتا ہے۔ اور اس قسم کے بعض اشخاص سے میرا تعارف کرا کر کہا گیا کہ یہ روحانی باتوں میں عجیب وغریب درک رکھتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ مریض اور کسی شکایت میں مبتلا تھے۔ جس شخص کو سچ مچ روحانی علم حاصل ہو وہ بالکل تندرست ہوتا ہے۔ اس جیسا آدمی خدا اور انسان دونوں سے بے دھڑک اور شریفانہ انداز اختیار کرتا ہے۔ اور اِس علم سے ہر حالت میں فائدہ ہی ہوتا ہے۔ مجھے اُن برانگیختہ خواتین کی حالت پر بہت رحم آتا ہے۔ جو بڑی سنجیدگی سے مجھے یقین دلاتی ہیں کہ ارواح چھت میں سے سوراخ کئے بغیر ہماری موہن مالا یا ہار۔ اور دیگر زیور وغیرہ پھینک دیتی ہیں۔

اُن کو یہ بتانا بے فائدہ ہے کہ ارواح کسی جسمانی یا مادی چیز کو مس تک نہیں کر سکتیں۔ اِس قسم کے فضول شبدوں

اور ومبازیوں پر وہ بے حد یقین رکھتی ہیں۔ جو کسی طرح متزلزل نہیں ہو سکتا۔ البتہ خدا پر ان کا جو قدرے قلیل ایمان ہے۔ وہ بڑی سہولیت اور آسانی سے دور کیا جا سکتا ہے۔ جب کوئی متین و معزز صورت بوڑھا آدمی جس کی آنکھوں سے قدرے وحشت ظاہر ہوتی ہے۔ علانیہ کہتا ہے کہ بعض حالتوں میں (مگر وہ ان حالتوں کو بیان نہیں کرتا) کسی کا جسم بہ تبدیل ہیئت نظر نہ آنے والے ذرّوں میں منتقل ہو سکتا ہے۔ اور اسے دروازے کے سوراخ میں ہو کر گرد کی طرح پھونک سے گزار سکتے ہیں۔ اور پھر دوسری طرف وہ ان ذروں کو خود ہی ترتیب و ترکیب دے کر مناسب شکل وہیئت اختیار کر لیتا ہے۔ تو کیا میں یا کوئی اور شخص اسے یہ ترغیب دے سکتا ہے کہ وہ ہوش کی دوا کرے۔ حواسوں پر صدقہ دے اور جلد اپنا علاج کرائے۔ ورنہ اسے عنقریب پاگل خانہ کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ اس قسم کا سودائی آدمی میری یا کسی اور کی بات کب سنتا ہے۔ پس میں "دو جہان کی سیر" کے مطالعہ کرنے والوں سے دل سے خواہش کرتی ہوں کہ وہ اِس امر کو صاف طور پر ذہن نشین کر لیں کہ جس روحانی علم کا اس کے صفحات میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اُس سے بالکل مختلف ہے۔ جو عام طور پر اِس اصطلاح کا مفہوم خیال کیا گیا ہے۔ میں نے صرف اُن لوگوں کی معجزنما قوتوں کے قدرے قلیل ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو مسیح کی تعلیم سے محبت کرنے والوں اور سمجھنے والوں کو عطا ہوتی ہیں۔ اور جو اُس پر صدق دل سے ایمان رکھتے اور پاک اور کامل زندگی کا اعلیٰ روحانی علم حاصل کرنے کے لیے سعی کرنے

ہیں۔ صرف یہی ایک طریقہ ہے۔ جس سے معجزے دکھائے جاسکتے ہیں۔ صرف یہی ایک ذریعہ ہے جس سے عالم عقبیٰ کی رویائے صادقہ نظر آسکتی ہیں۔ ہمارے اور عالم بالا کے درمیان تعلق پیدا کرنے والی صرف یہی ایک نورانی شاہراہ ہے۔ جس پر فرشتوں کا نزول وصعود ہماری دنیاوی یا مادی آنکھوں کو معمولی طور پر نظر آنے لگے گا۔ زمانۂ حال کے روحانی علم کے مصنوعی۔ مشہور ومعروف اور خود ساختہ دعوے داروں کی نشانیاں اور معجزے فضول۔ لچر اور مضحکہ خیز ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بہت ہیر پھیر اور لطائف الحیل سے دکھائے جاتے ہیں۔ مزید برآں اُن سے بنی نوع انسان کو کبھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اُن سے دُنیا کا کوئی کام نہیں چل سکتا۔ آج کل کے روحانیت کے دعوے داروں سے ذرا یہ تو کہو کہ وہ سات روٹیوں اور چند مچھلیوں سے پانچ ہزار کے مجمع کو سیر کردیں۔ سمندر کی تلاطم خیز موجوں کو تھمادیں۔ اپنی پر اسرار قوت سے طاعون کی دست برد اور غارت گری کو روک دیں۔ یا مُردوں کو زندہ کردیں۔ اِن باتوں میں وہ عاجز رہ جائیں گے۔ مزید برآں یہ امر کہ وہ شعبدہ گری سے روپیہ کماتے ہیں۔ اُن کو مورد الزام ٹھیراتا ہے۔ کیونکہ اِس سے انسان کے دل میں خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان کا منشا کیا ہے؟ یہی نہ کہ اس طرح وہ کسی قدر شہرت حاصل کرکے روپیہ کمائیں اور اپنے دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے قابل ہوسکتے ہیں۔ اُن کی اِس چال بازی میں نہ تو مذہب عیسوی کی کوئی بات ہے اور نہ روحانیت کی۔ مسیح کے معجزات کا مخرج رحم دلی۔ محبت۔ اور بے غرضی

تھی۔ اُس کے معجزے دوسروں کے فائدے یا آرام کے لیئے
اور بلا کسی قسم کی نمائیش یا اسرار کے دعوے کے ہوا کرتے تھے۔
لیکن اُنیسویں صدی میں مسئلہ اسرار کے حامی اور شارع نہ صرف
مسیح کے معجزوں سے قطعی انکار کر دیتے ہیں۔ بلکہ وہ علانیہ
طور پر یہ بھی کہنے کو طیار ہیں کہ مسیح کے معجزے حواریوں کی جدّت
طرازی۔ گھڑت اور ایجاد ہیں۔ تاہم وہ سوچ سمجھ کر اپنے
سریع الاعتقاد اور ڈھل مُل یقین پیروؤں کو یہ ترغیب دیتے
ہیں کہ مقناطیسی کشش کے شعبدوں اور ہتھکنڈوں میں روحانی
صداقت ضرور ہے۔ حالانکہ وہ بخوبی قائل ہوتے ہیں کہ یہ سب
کارروائی محض دھوکے کی ٹٹّی ہے۔ میں نے ایک مرتبہ بدھ
مذہب کے ایک پیرو سے پوچھا کہ تم مذہب عیسوی پر بدھ
مذہب کو کیوں ترجیح دیتے ہو۔ تو اُس نے قدرے غور و فکر
کے بعد جواب دیا کہ آوہ مجھے معلوم نہیں۔ میں مذہب تبدیل
کرنا نہیں چاہتا۔"

اُس کے جواب سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اُس کے ایمان
و اعتقاد میں صداقت کہاں تک ہے یقیناً یہ وہ زمانہ ہے کہ
مسیح کا کوئی نیا حواری یا شاگرد پیدا ہو۔ اور اُس کے شاندار
مگر سیدھے سادے پیغام کا وعظ شروع کرے۔ اِس قسم کا حواری
کسی کلیسیا کا پیرو نہ ہوگا۔ کیونکہ مذہب عیسوی میں اِس قدر
کلیسیائیں۔ اور پھر اُن میں اِس قدر اختلافات اور فرقے پیدا
ہوگئے ہیں کہ اُن کے باہمی تنازعوں سے گویا مسیح بار بار صلیب
پر کھینچا جاتا۔ اور ہزاروں مرتبہ شرم دولت کی موت کے حوالہ کیا
جاتا ہے۔ موجودہ قرن کے لوگوں کے دل پر پرانی طرز کے وعظ

کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اب تو تازہ جوش و سرگرمی۔ زیادہ موثر فصاحت۔ اور زیادہ اعلےٰ مقصد کو مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ عہد جدید کے مطالب کی تشریح سائنس کی روشنی سے کرنی چاہئے۔ اِس روشنی سے انجیل کے مضامین میں ایسے پراسرار مطالب اور معانی پیدا ہونگے جو کبھی وہم و گمان میں بھی نہ آئے ہوں۔ اگر عجز و عبودیت کے خیال سے اُن کا مطالعہ کیا جائے تو یہ امر بالکل ممکن ہے۔ مجھے اکثر اِس امر سے حیرت ہوتی ہے کہ بے شمار پادری اور واعظ اپنے فرقے کے قواعد کے مطابق اپنے سامعین کو ہمیشہ یہ بتایا کرتے ہیں کہ "اپنی روحوں کو بچائیں"۔ لیکن وہ اِس بات کی تشریح کرنے کی کبھی کوشش نہیں کرتے کہ روح ہے کیا شئے بہ ہیئت مجموعی یہ امر عوام الناس کے کبھی ذہن نشین کیا جاتا۔ کہ ان میں سے ہر ایک میں ایک غیر فانی جوہر موجود ہے جسے تحفظ کی ضرورت ہے۔ اور جسے بڑی جسم کے مساوی یا اس سے بھی زیادہ خبرگیری کی ضرورت ہے۔ مگر جسم کی ہم حد سے زیادہ احتیاط و خبرگیری کرتے ہیں۔ موت کے وقت اِس احتیاط سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ہم اپنے غیر فانی جزو کی احتیاط و خبرگیری کریں۔ تو اُس سے ہر طرح کا فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہودیوں کے مسئلہ گناہ کی ابتدا۔ اور جزوی قربانی یا کفارہ پر ہمیشہ ایک ہی قسم کی تقریریں سنتے سنتے اکتا گئی ہے۔ مسیح نے بالکل سچ فرمایا تھا۔ "وہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے ہیں"۔

جیسا کہ "برقی مذہب" میں بیان ہو چکا ہے مسیح ہمارے

لئے بطور قربانی یا کفارہ نہیں آیا تھا۔ بلکہ خدا کے ساتھ ہمارا رشتہ قریب تر کرنے۔ ہمارا میل کرانے اور اس میل کو ترقی دینے کے لئے۔ میں اس خیال کو مہیب اور کافرانہ سمجھتی ہوں کہ خدا جو خوبصورتی اور محبت یا یوں کہو کہ حسن و عشق کا خالق ہے۔ وہ اپنے غصہ کو فرو کرنے کے لئے خون چکاں ذبیحہ کی قربانی کی خواہش کر سکتا تھا۔ اور وہ ذبیحہ جو خود خدا کا جزو تھا۔ شکل انسانی میں مقید کیا جاتا۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ خدا کے دل میں غصے جیسے ردی جذبہ کو گنجایش ہو سکتی تھی۔ افسوس! اس زمین یعنے اس دنیا کی قلیل التعداد مخلوق جو اسکی عظیم الشان کائنات یا خلقت کا ایک ادنےٰ حصہ ہیں اُن کا غم کھاتا۔ ان پر رحم کرنا۔ اس کے ساتھ محبت کرنا اور انہیں اپنے بے پایان سلامتی کے آغوش میں لانے کی خواہش۔ یہ جذبات و خواہشات البتہ شان الٰہی کے شایان۔ ہاں الٰہی جذبات ہیں۔ اور اس کے مسیح کی ذات میں سب ظاہر ہوئے ہیں۔ اسی لئے کہ میں کہتی ہوں کہ اب وعظ و نصیحت کو ایک نئی ہیئت و شکل میں لانے کا وقت آگیا ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہو کہ انجیل میں محبت نہ کہ خوف کی تلقین کی گئی ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ اگر ہم اپنی زندگیوں کو پاک تر بنانے کے لئے کوشش کریں۔ تو اس سے خدا کے ناراض کر دینے کا اندیشہ ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ ہم جانتے اور محسوس کرتے ہیں کہ ہم میں اس کے جوہر کا ایک شرارہ موجود ہے جو صرف خالص محبت کے زور سے ہمیں اسکی طرف (اور اس وجہ سے ہر طرح کی نیکی کی طرف) کھینچے لئے جاتا ہے۔ خدائے تعالےٰ اکو جو ایک لحاظ سے ہمارا اعلےٰ محبوب ہے۔ ہم

خیال میں بھی ناراض کرنا نہیں چاہتے - اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہم آئندہ سزا سے ڈرتے ہیں یا آئندہ خوشی کی خواہش کرتے ہیں - بلکہ یہ وجہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ ہم اس کے اور وہ ہمارا قریبی ہے - ہاں ہم اس کے جزو ہیں - اور وہ ہمارا کل ہے - اور اس عجیب و غریب قرابت کی وجہ سے ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو جائینگے مگر اسکو خیال میں بھی ناراض نہ کرینگے - میری رائے میں مسیح کے مفہوم و منشا کے مطابق مذہب عیسوی یہ ہے - خالق سے بے غرض محبت کی جائے - اور اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی تمام مخلوقات سے بے غرض محبت کی جائے - ایسی محبت جو سورج کی وسیع کرنوں کی مانند حسد یا بخل کے بغیر پھیلے - اپنے ہم جنسوں سے محبت کی جائے - پرندوں اور پھولوں اور قدرت کے جملہ پُر حکمت اور عجیب و غریب کاموں سے محبت کی جائے - محبت جو ہماری روح کی اولین اور بہترین غذا ہے - اور روح کو اگر یہ غذا دی جائے - تو سارنگی کے جنبش کرنے والے تاروں کی مانند اللہ تعالےٰ کے دست قدرت کے ایک ادنےٰ اشارہ کا جواب دینے لگتی ہے - محبت جو دُنیادی چیزوں کے پردے کے پار تک دیکھ سکتی ہے اور جسے ہر شے صاف صاف نظر آتی ہے - اور جس کی نگاہیں کبھی چندھیاتی نہیں - محبت جسے کامل ایمان عطا کیا گیا ہے اور جو زیور ایمان سے آراستہ ہے - کیونکہ وہ خدا کا ایک جزو ہے - اسلئے وہ خدا کے وجود میں شک نہیں لاسکتی - اور اس غیر فانی روح کے نزدیک جس میں یہ محبت ہوگی تمام چیزیں ممکن ہیں - تمام معجزے - شفا دینے

کی قدرت - اور بے حد اثر یہ سب کچھ کر دکھانا ممکن ہے لیکن
اسکے بغیر تمام روحانی جستجو اور تحقیق بے فائدہ ہے - گو میں
اِس قسم کے پراسرار معاملات میں نہایت منکسر اور مبتدی
طالب علم ہوں - مگر میں اِس دھوکہ میں نہیں آسکتی کہ صراط
مستقیم پر چلنے والوں کے امتیازی اوصاف کیا ہیں - اور جو
لوگ ظاہری صورتوں اور دھوکہ بازوں کے دام تزویر میں
پھنس جاتے ہیں وہ کیسے ہوتے ہیں - تھوڑے دنوں کا ذکر
ہے کہ میری ایک لیڈی سے ملاقات ہوئی - اُس کی بابت مجھے
بتایا گیا کہ وہ روحانی قوت معمور ہے - ہمارے تعارف کے
بعد اسی روز اس نے مجھے ایک اشتہار بھیجا - جو امریکہ کے اخبار
سے لے کر از سر نو چھپایا گیا تھا - اُس لیڈی کے پاس اِس قسم
کے سینکڑوں اشتہار تھے - جنہیں وہ روز تقسیم کرتی تھی - اُس
میں نہایت دلکش اور مبالغہ آمیز عبارت میں اُس کے کثیر التعداد
اور شاندار جسمانی خوبیوں کا ذکر تھا - اُس اشتہار کو دیکھ کر میرے
لئے اُس کی قابلیت کا اندازہ لگانا بالکل آسان تھا - جس عورت
میں روحانی بصیرت ہو - وہ اپنے واقفوں اور آشناؤں میں
اپنی جسمانی خوبصورتی - اور حسن کا اِس طرح اشتہار دینا کب پسند
کر سکتی ہے - جس شخص کو آسمانی باتوں کا ذرا سا بھی علم ہوگا -
وہ لوگوں سے چاپلوسی اور ہوا خواہی کرانے کی خاطر ایسی ذلت
کبھی بھی گوارا نہیں کرے گا - کیونکہ روحانی چیزوں سے جو شخص
سچ مچ واقف ہو - اُس کا خاص اور امتیازی وصف خود انکاری
ہے - گویا وہ اپنے خود کو الگ کر دیتا ہے - اور اُسے یہ اجازت
نہیں دیتا کہ روح کو اِس عالی شان دُنیا کے دیکھنے سے جہاں

سے یہ خود آتا ہے - روک سکے - اور میں کہتی ہوں اور نہایت
جوش سے اِس امر کے ثبوت پیش کرونگی کہ مسیح کی تعلیم میں
پر اسرار علم کے تمام راز پائے جاتے ہیں - اُس میں نہایت
اعلے مستعد - کار آمد اور عقلی روحانیت کے کروڑوں ترقی پذیر
مدارج کے اسرار کی کلیدیں ہیں - اِس روحانیت کو فاسد اوہام
اور کمزور یا مریض جسم سے کوئی تعلق نہیں - برخلاف اِس کے
جس شخص کو روحانی باتوں کا علم ہو - وہ مضبوط - اور مطمئن
ہوتا ہے - اور اُس کے روحانی عمل کرنے سے لوگوں کو فائدہ
پہنچتا ہے - جن لوگوں سے اُس کا سابقہ پڑتا ہے - وہ اُن کو
خوش کرتا - حوصلہ دلاتا - قوت دیتا - اور شریفانہ خیال عطا
کرتا ہے - اور جن مردوں اور عورتوں میں روحانی عمل شروع
ہوتا ہے - وہ اُس کے اثر سے بہتر - زیادہ خوش - اور زیادہ
پاک ہو جاتے ہیں - اِس قسم کی روحانیت جو انسان میں
الٰہی روح کے وجود کا نتیجہ ہے - جو خالق کے اعلےٰ الٰہی مرکز
کی مثیل ہے - فرشتوں کو دیکھ سکتی اور اُس سے ہم کلام ہو سکتی
ہے - اُس کے ذریعے سے مریض شفایاب اور مصیبت زدہ
تسلی پا سکتے ہیں - اُس سے جسم کی صحت اور صورت و شکل
کی خوبصورتی قائم رہتی ہے - بلکہ وہ جوانی کو اتنے عرصے تک
بحال رکھتی ہے جو مادی باتوں پر اعتقاد رکھنے والوں کے خواب
و خیال میں بھی نہیں آ سکتی - وہ مصیبت کا اِس طرح مقابلہ کرتی
ہے کہ گویا وہ مصیبت ایک خوشی ہے - اور موت سے مسرور ہوتی
ہے - کیونکہ جانتی ہے کہ اِس دُنیا کے لوگوں نے زندگی کا نام
ہی موت قرار دیا ہے +

"دو جہان کی سیر" میں میں نے معنوی یا اصطلاحی معنی کے اعتبار سے ایک باب کا عنوان "میری دنیا میں" رکھا ہے۔ اِس باب کے ایک حصہ میں جسے "برقی حلقہ سے محیط خدائی دنیا" کے نام سے یاد کرنا مناسب و موزوں ہوگا میں نے ابدیت پر بحث کی ہے۔ مگر میری کتاب پر جو تقریظیں اور نکتہ چینیاں کی گئی ہیں۔ اُن میں اکثر اِس مضمون کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اِس حلقے والے مضمون کی نسبت میں نے یہ لکھا ہے کہ وہ ہمیشہ جذب و اندفاع کرتا رہتا ہے۔ یعنی وقتاً فوقتاً سیارے اُس میں کھنچ کر آ جاتے ہیں۔ اور پھر اُس سے باہر پھینک دئے جاتے ہیں۔ اِس خوف ناک قوت کا کبھی خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ وہ وسطی سیارے کا جو تمام سیاروں کا منبع و مخزن ہے۔ اور جس میں خالق کی ہستی ہے۔ بیرونی دائرہ یا کرہ ہے۔ یہ مسئلہ بالکل سیدھا سادہ ہے۔ تاہم اُس سے عالم کے تمام صغیر و کبیر عجائبات بڑی آسانی سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ جیسے کہ جیبی گھڑی کی بڑی کمانی کے اسرار آ سکتے ہیں۔ اگرچہ ایک جاہل وحشی کو جیبی گھڑی کے سمجھنے میں نہایت دقت پیش آئے گی۔ مگر جس کاریگر نے جیبی گھڑی کے پرزوں کو ترتیب دیا ہے۔ اور جانتا ہے کہ اس کو کس طرح کوکنا چاہیئے۔ اُسے بظاہر پیچدار پرزوں میں کوئی پر اسرار بات نظر نہیں آتی۔ ہم جو اپنے آپ کو دانا خیال کرتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ ہم میں سائنس داں ہونے کا طرّہ لگا ہو۔ تو ہم تنگ خیالی سے اور گستاخی سے بعض اوقات یہ تصور کرنے لگتے ہیں کہ خالق اپنی مخلوقات کا جزو ہی نہیں۔ جب ہم اُس تکلیف دہ خواب سے جسے زندگی کہتے

ہیں موت کے بعد بیدار ہونگے - تو ہمیں یہ بات معلوم ہو گی کہ عالم کا عظیم الشان مقیاس الوقت یعنی گھڑی بالکل سادہ چیز ہے - ہاں ایسا سادہ کہ ہمیں اپنے آپ پر تعجب ہوگا کہ اُسکے صریح راز کو پہلے کیوں دریافت نہیں کر سکے - جیساکہ حضرت سلیمان جن کی حکمت ودانشمندی کا عالم میں شہرہ ہے فرماتے ہیں "فانی انسانوں کے خیالات نکمے ہیں - اور اُنکے منصوبے غیر یقینی ہیں - کیونکہ فانی جسم روح کو مغلوب کر دیتا ہے - اور مٹی کا قالب دماغ پر جو بہت سی چیزیں سوچتا ہے - بوجھ ڈالتا ہے - اور جو چیزیں زمین پر ہیں ہم اُن کو مشکل سے سمجھ سکتے ہیں - اور جو چیزیں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں - اُن کو محنت سے معلوم کرتے ہیں - لیکن جو چیزیں آسمان میں ہیں اُن کی تلاش کس نے کی ہے ؟ سوائے اس کہنے کے کہ تو حکمت بخش - اور اپنی روح پاک آسمان سے نازل کر"۔

ایک سربرآوردہ نکتہ چین نے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے - کہ میں نے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کا وجود تصور کر لیا ہے - اور باوجودیکہ واقعی اُن کا کوئی وجود نہیں - مگر میں نے انکے موجود ہونے پر خواہ مخواہ زور دیا ہے" لیکن میں نے کسی ایسے مسئلہ پر تصوّر یا خیال نہیں دوڑایا - جس کی ابتدا کتابِ مقدس میں نہ ہو - اِس دُنیا میں مجھے تو صرف موت ہی نفس الامری یا واقعی شے معلوم ہوتی ہے - اور بے شک تمام چیزیں موت کی مطیع ہونگی - اِسی وجہ سے میں نفس الامری چیز کے مقابلے میں بڑی خوشی - شکر گذاری - اور کامل ایمان

کے ساتھ آئندہ زندگی پر زور دیتی ہوں۔ اِس آئندہ زندگی پر جو کامل خوشی۔ محبت اور خوبصورتی سے معمور ہے۔ اور صرف اسی زندگی کے لئے کام کرنا۔ امید رکھنی اور دعا کرنی چاہئے۔ اُس کے مقابلے میں کم از کم میری آنکھوں میں یہ زمین ایک طرح کا گرہن معلوم ہوتی ہے۔ گویا یہ زمین ایک سیاہ قرص ہے جس نے سورج کی روشنی کو جو خوش آئند ہے اور جس کی ہمیں خواہش ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے دھندلا کر دیا ہے۔ یہ زمین بادل کی طرح چلی جا رہی ہے اور اُس کی حرکت کو میں کسی قدر بے صبری سے دیکھتی ہوں۔ اُس کے سایہ کو جب یہ میری روح پر پڑتا ہے۔ نفس الامری چیز تصور نہیں کرتی بلکہ صرف سایہ خیال کرتی ہوں۔ اس سایہ میں سے بعض اوقات صلیب کے راستے اور مدد سے پوشیدہ جلال کی روشنی درفشاں ہوتی ہے ؎

میری کوریلی

دو جہان کی سیر

تمہید

ہمارے زمانے میں چاروں طرف تحقیق کا زور ہے۔ چنانچہ عالمگیر شکوک اور بے دینی کی گرم بازاری ہے۔ شاعروں کی پیشین گوئیاں۔ اور خلاسفروں اور سائنس دانوں کے خیالات اور اصول آئے دن پورے ہوتے رہتے ہیں۔ یعنی پہلے جو باتیں پریوں کی داستانیں تصور کی جاتی تھیں اب وہ حقیقت یا امور واقعی ثابت ہو گئی ہیں۔ تاہم باوجود علم و سائنس کے عجائبات کے جو ہمیں ہر ساعت اپنے گردو پیش پورے ہوتے نظر آتے ہیں۔ انسانی طبایع کفر و بے ایمانی کی طرف زیادہ راغب ہوتی جاتی ہیں۔ ایک طرف سے کسی اصولی کی آواز سنائی دیتی ہے کہ "خدا کوئی نہیں۔ اور اگر ہے بھی تو مجھے اس کے وجود کا کوئی ثبوت نہیں ملتا" دوسرا شخص کہتا ہے کہ "کوئی خالق نہیں۔ عالم فقط ذرات کے باہمی ربط و ضبط کے ساتھ حرکت کرنے کا نام ہے" تیسرا دعوےٰ کرتا ہے کہ۔ "روح کو فنا نہیں ——— ہاں خدا کا کوئی وجود نہیں ——— بلکہ ہم محض خاک ہیں اور خاک ہی میں مل جائیں گے"! ایک اور شخص یہ دلیل لاتا ہے کہ "عالم عقبےٰ پر یقین لانے

والوں نے جس چیز کا نام روح قرار دیا ہے وہ محض حیات کا زندہ اصول ہے - اور حرارت اور ہوا سے مرکب - جو موت کے وقت جسم سے نکل جاتی اور اپنے اصلی عنصر میں پھر شامل و مخلوط ہو جاتی ہے - شمع کو روشن کیا جائے تو اس سے شعلہ پیدا ہوتا ہے - شمع کو گل کر دو تو شعلہ بھی گم ہو جاتا ہے ــــــ مگر کہاں چلا جاتا ہے کیا اس صورت میں شعلہ کو غیر فانی قرار دینا دیوانگی نہیں ؟ - تاہم روح یا حیات انسانی کا زندہ اصول شمع کے شعلہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا

اگر ہم ان لوگوں کے سامنے اس قسم کے سوالات جو ہمیشہ ہمارے ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں - پیش کر کے پوچھیں کہ " دنیا کا وجود کیوں ہے ؟ عالم کی ہستی کیوں ہے ؟ - ہم کیوں زندہ ہیں ؟ - ہم غور و فکر کیوں کرتے ہیں ؟ آخر کار ہم نابود کیوں ہو جاتے ہیں ؟ " تو یہ مزے دار جواب ملتا ہے کہ " اس کی وجہ عالمگیر ضرورت کا قانون ہے " مگر یہ لوگ اس پر اسرار قانون کو خود نہیں سمجھ سکتے - اور نہ وہ اس قدر غور کر سکتے ہیں کہ ایک اور یعنی اس خوفناک سوال کا جواب معلوم کریں کہ عالمگیر ضرورت کے قانون کا وجود کیوں ہے ؟ - لیکن وہ محض اپنے استدلال کے نتیجہ سے اگر تمام نہیں تاہم کسی قدر تو ضرور مطمئن ہو جاتے ہیں اور شاذ و نادر ہی اس عظیم - مبہم اور وسیع ضرورت سے پرے جستجو کرنے یا قدم مارنے کی کوشش کرتے ہیں - محض اس خیال سے - کہ کہیں ان کے محدود دماغ چکرا کر دیوانگی میں مبتلا نہ ہو جائیں - جو موت سے بھی بدتر ہوگی - پس اس امر کو تسلیم کر کے کہ زمانہ حال شائستہ یا تعلیم یافتہ دور میں ہر قوم کے عالی دماغ غور

کرنے والے بتدریج شک والحاد کی ایک دیوار تعمیر کر رہے ہیں -
تاکہ اُس ذات کی جو فوق العادت اور پنہاں ہے مخالفت کریں۔
اِسی لئے مجھے یقین ہے کہ جب میں اُن واقعات کو بیان کرونگی
جو اب سے تھوڑے ہی عرصہ پیشتر میرے تجربہ میں آئے ہیں۔ تو
لوگ اُن پر یقیناً شک لائیں گے - میں بخوبی محسوس کرتی
ہوں کہ ایک ایسے زمانہ میں جب کہ مذہب عیسوی کی عظیم الشان
مملکت پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں - باجکہ سرکاری
حکام اور پبلک اسپیکر اور معلم ایک مہذب انداز میں اُس کی طرف
سے بے توجہی کر رہے اور بے اعتنائی برت رہے ہیں محض اُن
واقعات کی جو ایک شخص کو پیش آئے ہیں سیدھی سادی تاریخ
بیان کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ فوق العادت چیزیں
فی الواقع ہمارے گرد و پیش موجود ہیں - اور نیز یہ کوشش
کرنا - کہ اِس مختصر روحانی غنودگی کی حالت سے گذر کر جسے ہم
موت کے نام سے منسوب کرتے اور جس میں جسم فنا ہو جاتا ہے
ایک آئندہ ہستی سے سابقہ پڑنا ایک یقینی بات ہے - بڑی دلیری
اور حوصلہ کا کام ہے ۔

میں یہ توقع نہیں رکھتی کہ لوگ اِس داستان پر جس کا
نام میں نے ارادتاً فسانہ رکھا ہے یقین لائیں گے - کیونکہ میں
صرف وہی باتیں بیان کرسکتی ہوں جو میرے تجربہ میں آئی
ہیں - میں جانتی ہوں کہ آج کل مرد و زن صرف ثبوت کے طالب
ہیں - یا کم از کم ایسی باتوں کے جنھیں وہ ثبوت تسلیم کرنے پر
رضامند ہوں - پیشتر اِس کے کہ وہ کسی ایسی بات پر یقین لائیں
جس کا رجحان روحانیت کی طرف ہو ـــــ یعنی کوئی چونکا دینے

والی چیز ـــــ ہاں کوئی عجیب و غریب معجزہ ہو ۔ اور وہ بھی ایسی قسم کا جس پر وہ پیشین گوئی کے مطابق یقین لانے کی قابلیت یا صلاحیت نہیں رکھتے ؛

بہت ہی تھوڑے لوگ اس لطیف اثر اور لاکلام مگر پُر اسرار اختیار و طاقت کو تسلیم کریں گے جو اُن کی اپنی ہستی سے بھی اعلےٰ تر ذہن اور اک ہستیاں اُن کی زندگیوں پر کرتی ہیں ـــــ ہاں ایسی ہستیاں جو نظر نہیں آتیں ۔ معلوم نہیں ہوتیں ۔ تاہم محسوس ہوتی ہیں ۔ وہ ایسی ہستیاں ہیں جنہیں نہایت لاپروا اور حد درجے کے ترشرو اور تند خو لوگ بھی محسوس کرتے ہیں ۔ اور ہر حالت میں شلاً تکلیف اور اِزیادہ خطرے کی حالت میں ۔ گناہ سے دل میں خدشہ پیدا ہونے کی حالت میں ـــــ ہاں اُس اخلاقی اور دماغی عذاب کی حالت میں جو اُن لوگوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے ۔ جن کے دل میں نیکی بدی پر غلبہ پانے کے لئے طویل جنگ میں معروف رہتی ہے ۔ اور جس میں اُسے بڑی دقتوں سے فتح نصیب ہوتی ہے ـــــ اُن ہزاروں درخواستوں کی حالت میں بھی جو یکایک اور بلا اطلاع انسان کی زندگی کے اُس قطب نما سے کی جاتی ہیں جسے ضمیر کہتے ہیں ـــــ اور ہاں فیاضی ۔ شجاعت ۔ تود انکاری اور ایثار کی نمایاں اور حیرت انگیز تحریکوں کی حالت میں بھی جو ہمیں مہتم بالشان اور شریفانہ افعال کے کرنے کی رغبت ولاتی ہیں (حالانکہ ہم اپنے اِن افعال اور کارہائے نمایاں کے نتیجہ کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے) جن کی شہرت کے نعرے کل دنیا میں بلند ہوتے ہیں یہاں تک کہ اُن سے دنیا گونج اُٹھتی ہے ـــــ ہاں ایسے افعال کی حالت میں بھی
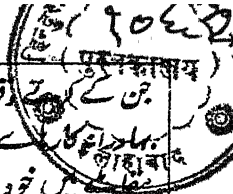
جن کے کرتے وقت خود ہم پر حیرت طاری ہوتی ہے - اور ایسے
بہادرانہ کارنامے نمایاں کی حالت میں بھی جن میں اور جن کے
مقابلے میں خود زندگی ہیچ معلوم ہوتی ہے - اور تھوڑی دیر
کے لئے خود روح افضل و برتر معلوم دیتی ہے - اور بلا سوچے
سمجھے کسی ایسی رہبر تاثیر کی اطاعت کرتی ہے - جو ہمیں کی مثل
ہو - تاہم تخیل کی سلطنت میں اس سے (روح سے) اعلے اتر -
ہاں سچ ہے - کہ ہم ایسی زندگی پر اثر ڈالنے والی چیزوں - یا
ہستیوں کو ایسی ایسی حالتوں میں بھی محسوس کرتے ہیں جن کا
ذکر اوپر کیا گیا ہے ۔

اس امر کے ثبوت نہیں پائے جاتے کہ ایسی چیزیں کیوں ہونی
چاہئیں - لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ ہوتی ضرور ہیں -
اس زمانے میں جو معجزے ہوتے ہیں - وہ گویا عالم خاموشی میں واقع
ہوتے ہیں - اور انسان کے قلب و دماغ میں - دنیا میں آج
بے یقینی اور الحاد کا بول بالا ہے - اگر فرشتہ کسی بازار کے بڑے
چوک کے وسط میں آسمان سے نازل ہو - تو عام لوگ خیال کرینگے -
کہ وہ چرخیوں اور تاروں کے ذریعے کھڑا ہے - اور وہ اُس
کل کو دریافت کرنے کی کوشش کریں گے جس پر وہ اُن کے
گمان میں کھڑا ہوگا - اگر وہ غضب ناک ہو کر ان کو تباہ کرنا چاہتا
ہو - اور اُس کے بازوؤں سے آگ کے بھبوکے نکل رہے ہوں -
اور وہ صرف اپنے بازو ہلا کر ایک ہزار آدمیوں کو ہلاک کر ڈالے -
تو جو زندہ رہیں گے - یا تو یہ کہیں گے کہ ڈائنامیٹ کا خوف ناک
دھماکا تھا - یا یہ کہ چوک ایک سوئے ہوئے آتش فشاں پہاڑ پر
بنا ہوا تھا - جو یکایک خوف ناک طور پر مشتعل ہو گیا - کسی اور چیز پر

تو لوگ یقین لے آئیں گے۔ مگر فرشتوں کے وجود پر تو ہرگز نہیں۔ انیسویں صدی کے لوگ اُنکے وجود کے امکان پر اعتراض کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو معجزے نظر نہیں آتے۔ بلکہ یہ اس کرمی کو بھی جو معجزات دکھا سکتی ہے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

یہ لوگ کہتے ہیں "کوئی مثبت یعنی صاف علامت دکھاؤ۔ جس امر کو تم سچ کہتے ہو۔ اُسے صاف صاف طور پر ثابت کرو۔ اور پھر ہم باوجود اپنی ترقی اور ذرات خورد کے اصول کے یقین کر لیں گے۔" ایسے سوال کا جواب اب سے اٹھارہ سو سال پیشتر دیا جا چکا ہے۔ "بے اعتقاد اور کجرو نسل نشان طلب کرتی ہے۔ مگر اُسے کوئی نشان نہ دیا جائے گا۔"

اگر میں اب کہوں کہ مجھے ایک نشان دیا گیا ہے یعنے ہزاروں طلب کرنے والوں میں سے وہ صرف مجھ ہی کو ملا ہے۔ خواہ میں کتنی ہی دلیری سے یقین دلانا چاہوں۔ تو بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے بڑی کوشش سے اُس کی مخالفت کریں گے۔ پڑھنے والوں میں سے ہر شخص کے تمام مضامین کے متعلق اپنے خیالات اور رائیں جدا جدا ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک طبعاً یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اُس کے خیالات بہترین خیالات ہیں۔ اور قابل قدر بھی۔ ہاں صرف اُسی کے خیالات قابل قدر ہیں۔ پس میں اس امر کو صاف صاف ذہن نشین کر دینا چاہتی ہوں۔ کہ میں اس کتاب میں مذہب یا فلسفہ کی کسی جدید تھیوری یا نظر (اصول) کی موافق طور پر تائید نہیں کرتی۔ نہ میں ان راؤں کی ذمہ دار ہوتی ہوں۔ جو اُن لوگوں نے ظاہر کی ہیں۔ جن کا ذکر اس افسانہ میں آیا ہے اگرچہ وہ عجیب۔ غیر واقعی۔ بلکہ ناممکن سی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر

میں اس کے جواب میں صرف اتنا کہہ سکتی ہوں کہ جن لوگوں کے خیالات اور خواہشات اس دنیا کی طرف رجوع ہیں۔ انہیں تو نظر نہ آنے والی دنیا کی چیزیں ایسی ہی معلوم ہونگی۔

نگارخانہ

میں ۱۸۹۲ء کے موسم سرما میں بعض اعصابی امراض میں مبتلا تھی جن کا باعث کاروبار۔ اور افکار دنیاوی کے کثرت تھی ان شکایتوں میں سے سب سے زیادہ خوفناک بدخوابی یا شب بیداری تھی جس سے میں عرصہ دراز سے تکلیف اٹھا رہی تھی۔ اس کے ساتھ حد درجہ کی کمزوری اور دلی تشویش بھی لگی ہوئی تھی۔ میرا دل آئندہ حقیقت کے نہایت غمناک خیالات سے معمور تھا۔ اور بتدریج میرے کل نظام جسمانی اور دماغی میں ایسے غایت درجہ کی اشتعال پیدا ہو گئی تھی۔ کہ میرے دوستوں کی نہایت مشفقانہ اور اطمینان دلانے والی آوازوں کا اثر ہوتا تھا۔ کہ میں اور بے چین اور بے قرار ہو جاتی تھی۔ کام کرنا میرے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔ اور راگ وسرود جو میرا خاص دل بہلاوا تھا۔ ناقابل برداشت ہو گیا تھا۔ کتابوں کے مطالعہ سے میں بہت جلد اکتا جاتی تھیں۔ اور کھلی ہوا میں اگر تھوڑی دیر تک بھی سیر کرتی تھی تو ایسی تھکاوٹ اور ناتوانی پیدا ہو جاتی تھی کہ گھر سے باہر قدم نکالنے کے خیال ہی سے ڈر لگنے لگتا تھا۔ جب میری صحت اس حالت کو پہنچ گئی۔ تو طبی امداد کی

ضرورت لاحق ہوئی۔ ایک ہوشیار اور ملنسار ڈاکٹر آر ـــــ جو اعصابی امراض کا علاج کرنے میں بہت ہی مشہور اور ید طولےٰ رکھتے تھے۔ کئی ہفتوں میرا علاج کرتے رہے۔ مگر اُن کے علاج سے بہت ہی کم فائدہ ہوا۔ علاج میں جو ناکامی ہوئی۔ اس میں اُس بیچارے کا قصور نہ تھا۔ اُسے علاج کا ایک ہی طریقہ آتا تھا۔ اور وہ اپنے تمام مریضوں پر اُسی کو استعمال کیا کرتا تھا۔ جس سے کم و بیش عمدہ نتائج پیدا ہوتے تھے۔ بعض مریض مرجاتے تھے۔ اور بعض کو شفا ہو جاتی تھی۔ اس ڈاکٹر کا طریق علاج ایک بازی تھی۔ جس کے ساتھ اُس نے اپنی شہرت وابستہ کر دی تھی۔ اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوا۔ جو مریض مرجاتے تھے۔ اُن کا کبھی ذکر بھی نہیں آتا تھا۔ جو شفایاب ہو جاتے تھے۔ وہ اپنے معالج کی تعریفوں کا راگ جگہ جگہ گاتے پھرتے تھے۔ اور اپنے شکریہ کے اظہار میں اُس کے پاس سیمیں ظروف اور شراب کے خم کے خم بطور تحفہ بھیجتے تھے۔ اُس کی شہرت دور دور پھیل گئی تھی۔ اور لوگ اس کی حذاقت و دانائی پر عش عش کرتے تھے۔ مجھے اکثر مجبوراً ماننا پڑتا ہے۔ کہ اُسکے ہاتھ سے مجھے اِس لئے فائدہ نہ ہوا کہ میرے جسم میں کوئی ایسا نقص یا ایسا مخفی سرکش سبب موجود تھا جس کا اُسے پہلے کبھی تجربہ نہ ہوا تھا۔ اور جس کے واسطے وہ تیار نہ تھا۔ یا جس کے رفع کرنے کی اُس میں قابلیت نہ تھی۔ بیچارا ڈاکٹر آر ـــــ میں نے تمہاری خوش ذائقہ اور قیمتی دواؤں کی کتنی ہی بوتلیں پی ہوتیں۔ کیونکہ مجھے تمہاری طبیبانہ قابلیت پر بلا حیل و حجت کامل یقین تھا۔ گویا میں قدرت کے تمام اصولوں کی خلاف ورزی کرتی رہی۔ اگر میں قدرت کو آزاد بننے دیتی ہوتی۔ تو یہ وہ ہمیشہ شجاعانہ کشمکش سے

صحت کی رو نمائی حاصل اور خود شکایت کا علاج کرلیتی ہے۔
لیکن اگر اس پر مختلف زہروں یا جڑی بوٹیوں کے تجربے
کئے جائیں۔ تو اکثراوقات اِس خلافِ فطرت لڑائی میں اُسکی
طاقت زائل ہو جاتی ہے۔ اور نقاہت کے مارے صاحب فراش
ہو جاتی ہے۔ اور شائد اصلی قوت کے ساتھ پھر کبھی نہیں اُٹھتی۔
میری بیماری کے رفع کرنے کی کوششوں میں ناکام ہونے پر
ڈاکٹر آر ــــــ نے آخرکار اِس معمولی تجویز پر عملدرآمد شروع
کیا۔ جو طبیب ایسی حالت میں اختیار کرتے ہیں جب کہ اُنکی دوا
کا اثر نہیں ہوتا۔ اُس نے تبدیل مکان اور تبدیل آب و ہوا کی
صلاح دی۔ اور حکم دیا کہ میں لنڈن کو چھوڑکر (کیونکہ اُس وقت
شدت سرما کی وجہ سے یہ شہر کُہر سے تاریک ہو رہا تھا) راؤیرا
چلی جاؤں۔ جہاں ہر طرح کی چہل پہل ہے۔ اور انواع و
اقسام کے تازگی بخش پھول ہیں۔ اور جہاں دھوپ کھلی رہتی
اور جو ایک نہایت فرحت بخش اور خوشگوار جگہ ہے۔ یہ خیال مجھے
ناپسند معلوم نہ ہوا۔ اور میں نے اُس کی رائے پر عمل کرنے کا
ارادہ کرلیا۔ میرے اِس ارادے کا حال سنکر میرے امریکہ کے رہنے
والے دوست کرنل ایورارڈ اور اس کی حسین۔ دل فریب۔ اور
نوجوان بیوی بھی میرے ہمراہ چلنے اور سفر اور ہوٹل کے اخراجات
میں شریک ہونے پر آمادہ ہوگئے۔ ہم سب لنڈن سے ایک،
مرطوب شام کو جبکہ چاروں طرف کُہر کا تسلط تھا روانہ ہوئے اس وقت
سردی کی ایسی شدت تھی کہ وہ گوشت و پوست میں درندوں کے
تیز دانتوں کی طرح گھستی اور نشتر کی مانند چبھی جاتی تھی۔ اور
رگوں میں خون خشک ہوا جاتا تھا۔ دو روز گئے بیتے اور تیز سفر

کے بعد جس میں بتدریج میری طبیعت پھر سنبھلنے لگی۔ اور وبجھ اور افسردہ خاطر کرنے والی علامات ایک ایک کرکے معدوم ہونے لگیں۔ ہم کینس میں جا پہنچے۔ اور ہوٹل ڈی ایل۔ میں قیام پذیر ہوئے۔ یہ ہوٹل بہت دلفریب۔ اور نہایت خوب صورت مقام پر واقع تھا۔ اس کا باغ کیا تھا گویا گلاب کے پھولوں کا ایک جنگل تھا۔ جو اچھی طرح کھلے ہوئے تھے۔ اور نارنگی کے درختوں کی دورویہ قطار تھی۔ جن کی کلیاں کھلنی شروع ہوگئی تھیں۔ اور ان کی بھینی بھینی خوشبو سے گرم اور شیریں ہوا مہک رہی تھی۔

یہ سماں دیکھ کر مسز ایورارڈ بہت خوش ہوئیں اور اس مقام میں پہنچنے کے بعد دوسرے روز صبح ہی کو وہ مجھ سے مذاقیہ کہنے لگیں۔ "اگر تمہاری صحت اس جگہ بحال نہ ہوئی۔ تو میرے اندیشہ کے مطابق تمہارے بچنے کی اور کوئی صورت نہیں۔ واہ! کیسی دل فریب دھوپ ہے! ہوا کیسی معطر ہے! اس ہوا کے اثر سے تو لنگڑا بھی اپنے چلنے کا عصا پھینک دیتا ہے۔ اور بے سہارے چلنے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ لنگڑے ہونے کا خیال بھی اس سے دور رہتا ہے۔ کہو۔ تمہاری کیا رائے ہے؟"

میں اس کے جواب میں مسکرا دی۔ لیکن میرے دل سے ایک سرد آہ نکلی۔ گو منظر ہوا۔ اور گرد و پیش کی تمام چیزیں خوبصورت تھیں۔ تاہم دل ہی دل میں مجھے معلوم ہوتا تھا کہ کینس کے سفر اور جدید نظاروں کے اشتعال و اثر سے میرے خیالات میں جو عارضی خوشی پیدا ہوگئی تھی۔ وہ بتدریج مگر یقینی طور پر زائل ہو رہی تھی۔ وہ خوف ناک اضمحلال اور اداسی جس سے میں کئی مہینوں تک جنگ کرتی

رہی تھی - پھر ناقابل مزاحمت اور جابرانہ زور سے میرے دل میں نشانے جما رہی ہے - میں نے اُس سے پھر جنگ کرنے کی حتی الوسع بہت کوشش کی - میں مسز ایوارڈ اور اُس کے خاوند کے ساتھ سیر کرتی - گھوڑے کی سواری بھی کرتی - اور ہر روز ہنسی مذاق اور گفتگو سے دل بہلاتی تھی - اور اور لوگوں سے جو ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے تھے - میل ملاپ کر کے غم غلط کرنے کی کوشش کرتی تھی - الغرض میں اپنی ساری قوت ارادی سے جو مجھ میں تھی - اُس موذی جسمانی اور ذہنی تکلیف کو جس سے میری زندگی کے سرچشمہ کے خشک ہونے کا اندیشہ تھا - مغلوب کرنے کی کوششیں کرتی تھی - اور مجھے ان کوششوں میں قدرے قلیل کامیابی بھی ہوئی - مگر رات کے وقت میری خوفناک حالت صاف طور پر عیاں ہوتی اور طرح طرح کے خطرے پیش کر کے مجھے ڈراتی تھی - اُس وقت نیند میری آنکھوں سے گریز کر جاتی تھی - میرے سر میں چبکیں ہونے لگتی تھی - گویا میرے سر پہ کانٹوں کا ایک بوجھل تاج رکھا ہوا تھا - جس کے کانٹے سر میں چبھ چبھ کر سر کے ٹکڑے کئے دیتے تھے - بے چینی اور خوف سے میں سر سے پاؤں تک کانپتی تھی - جو گیت میں نے نظم کئے تھے - ان کے بعض حصے بار بار میرے کانوں کے پردوں سے دوچار ہوتے تھے - جس سے میں بہت بیتاب ہو جاتی تھی - میرے دل میں خیال آتے اور چلے جاتے - مگر میں یقینی طور سے نہیں کہہ سکتی تھی - کہ وہ کیا خیال تھے - اب شب و روز یونہی بسر ہونے لگے - کرنل ایوارڈ اور ان کی بیوی بڑے عیش و عشرت میں بسر کرتے تھے - وہ شب و روز دل پسند نظاروں کے دیکھنے

اور دوستوں اور آشناؤں سے ملاقات کرنے میں معروف رہتے تھے۔ گو بظاہر میں بھی عام عیش و طرب اور دل لگی کے سامان میں شریک ہوتی تھی۔ مگر روز بہ روز میری مایوسی اور مصیبت میں ترقی ہوتی جاتی تھی۔ مجھے امید نہیں تھی کہ مجھے پہلی سی صحت۔ قوت۔ خوشی اور زندہ دلی پھر نصیب ہوگی۔ بڑی مشکل یہ تھی۔ کہ بظاہر مجھ سے کام کرنے کی قابلیت بھی رخصت ہوچکی تھی۔ میں ابھی بالکل نوجوان تھی۔ اور چند ماہ پیشتر زندگی مجھے بے حد دلفریب نظر آتی تھی یہ امید کرتی تھی۔ کہ جس میدان میں قدم رکھوں گی۔ اسی میں شہرت و ناموری میری ہم رکاب ہوگی۔ مگر اب میں کیا تھی؟ مریض۔ صاحب فراش۔ جو خود اپنے اور نیز دوسروں کے لئے ایک بار گراں تھی۔ گویا میں ایک شکستہ مستول تھی۔ جو زندگی کی بہت سی شکستہ کشتیوں کے درمیان زمانہ کے بحر ذخار پر پھینک دیا گیا تھا۔ تاکہ اس کا تلاطم مجھے جدھر چاہے لئے پھرے۔ اور میں سب کی یاد سے نکل جاؤں۔ لیکن اس مصیبت سے عنقریب میری رہائی ہونے والی تھی۔ یہ ایسی ناگہانی اور حیرت انگیز رہائی تھی کہ مجھے کبھی اس کا سان و گمان ہی نہ ہوا تھا۔

اسی ہوٹل میں جہاں ہم مقیم تھے۔ ایک اطالین مصور ریفائیلو سیلینی نامی بھی اترا ہوا تھا۔ اس کی تصویریں پیرس اور روم دونوں شہروں میں بہت کچھ مقبول ہونے لگی تھیں کیونکہ یہ تصویریں علاوہ بے عیب تھیں اور ان میں نہایت موزوں رنگ بھرے جاتے تھے۔ وہ تصویروں میں ایسے عمدہ اور خوشنما رنگ بھرتا تھا کہ اس کے ہم پیشہ جو ویسی ہی عمدہ اور

دلکش تصویریں نہیں بنا سکتے تھے۔ علانیہ کہا کرتے تھے کہ اس
نے کہیں سے کوئی نسخہ اڑا لیا ہے۔ جس سے وہ فی الحال
تصویروں کے رنگ گہرے اور چمکدار کر دیتا ہے مگر وہ تھوڑے
ہی عرصے بعد اُڑ جاتے ہیں۔ اگر اس کی تصاویر آٹھ دس
سال تک ہوا میں پڑی رہیں تو ان کی رنگت بالکل اُڑ
جائے گی۔ اور بجائے تصویروں کے ہلکے ہلکے داغ اور دھبے
رہ جائیں گے۔ جو لوگ زیادہ حسن ظن رکھنے والے تھے۔ وہ
اُسے قدیم استادوں کے اسرار دریافت کرنے والا سمجھتے اور آسکے
اُسکے لئے مبارکبادیں دیتے تھے۔ المختصر ایک طرف اسکی تعریف
اور خوشامد ہوتی تھی۔ اور دوسری طرف مذمت۔ بعض اس سے
رقابت کرتے اور جلتے تھے۔ بعض اس کی کامیابی پر خوش تھے۔
اس کی طبیعت پرلے درجے کی مطمئن واقع ہوئی تھی یہاں تک
کہ اُسے کبھی کسی قسم کی فکر نہیں ہوتی تھی۔ اور وہ دنیا کی تعریف
یا مذمت کی بالکل پروا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے کام میں مشغول
رہتا تھا۔

سیکیبنی نے ہوٹل ڈی ایل ——— میں بہت خوش قطع
اور خوبصورت مکان لے رکھا تھا۔ اور میرے دوست کرنل اور
مسز ایورارڈ اس سے بھائی کی طرح بہت ہی محبت کرنے لگے
تھے۔ وہ بھی ان کے ساتھ دوستانہ سلوک کرتا تھا اور اس وجہ سے
اس کا نگار خانہ ہمارے لئے ایک تفریحی مقام ہو گیا۔ جہاں ہم
اپنا زائد وقت گذارنے کے لئے جمع ہوتے۔ چائے پیتے۔ باتیں
کرتے۔ تصویریں دیکھتے۔ یا آئندہ تفریحوں کے متعلق اپنی تجاویز
پر بحث کرتے تھے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ سیکیبنی کے نگار خانہ میں آنے

آنے جانے سے میرے اعصاب کے درد اور شکایات میں تخفیف اور کمی اور میرے دل میں طمانیت اور راحت پیدا ہوتی تھی۔ اس کی قیام گاہ کا ایک کمرہ بلند اور نفیس تھا۔ اور اس میں عیش و عشرت کا اسباب کمال بے ترتیبی اور لاپروائی سے چاروں طرف پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ مصور اکثر ظاہری آرائش اور ٹیپ ٹاپ کی پروا نہیں کرتے۔ بھاری بھاری مخملی پردے دروازوں پر آویزاں تھے۔ سنگ مرمر کے چھاتی تک کے سفید سفید بت جگہ جگہ جگمگ کر رہے تھے۔ جابجا شکستہ ستون پڑے تھے۔ پھولوں کی خوشبو سے دماغ معطر اور ان کی شادابی سے آنکھیں تر و تازہ ہو جاتی تھیں۔ جو کہ نگار خانے کے باہر ایک چھوٹے سے پائیں باغ میں پھول بوٹے ہوتے تھے۔ اور اس کے آگے ایک باغ تھا۔ اور وہاں ایک فوارہ سریلی آواز سے چل رہا تھا۔ ان سب چیزوں سے میں بے حد خوش ہوتی تھی۔ اور میرے دل میں بھی آرام کی عجیب اور نہایت خوش آئند حس پیدا ہوتی تھی۔ ہیلینی بھی اسی زمانہ سے مجھے چاہنے لگا تھا۔ مجھے اس امر کی ایک مثال بھی یاد ہے۔ ایک موقع پر مجھے یکایک عصبی بے چینی پیدا ہو گئی تھی۔ اور میں مسز ایورارڈ کی آنکھ بچا کر ایک سنسان حصہ میں نہایت عجلت سے چلی گئی۔ تاکہ وہاں ادھر اُدھر ٹہلنے سے اضطراب و بے چینی میں تخفیف ہو جائے۔ جب میں اس فرطِ اضطراب میں چہل قدمی کر رہی تھی۔ تو میں نے ہیلینی کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ اس کا سر جھکا ہوا۔ اور اس کے ہاتھ پس پشت جڑے ہوئے تھے۔ گویا وہ کسی امر پر غور کر رہا تھا۔ جب وہ میرے

بالکل قریب پہنچ گیا۔ تو اس نے نگاہیں اُٹھائیں۔ اور میری طرف شفقت آمیز تبسم سے ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اپنی ٹوپی ایسی تہذیب اور ادب سے جو اٹالیہ کے باشندوں کا حصہ ہے۔ اُٹھائی اور چپ چاپ آگے چلا گیا۔ مگر اس کی عارضی آمد کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔۔۔ اس اثر میں برقی تاثیر تھی۔ اس وقت میرے دل سے اضطراب بالکل دور ہو گیا تھا۔ میں اطمینان۔ سکون۔ راحت اور مسرت سے ہم آغوش ہو کر مسز ایوارڈ کے پاس واپس گئی۔ اور اس روز کی سیر و تفریح کی تجاویز پر اس کے ساتھ ایسی مستعدی سے گفتگو کرنے لگی کہ وہ حیران رہ گئی۔ مگر بہت خوش ہوئی۔

مسز ایوارڈ:۔ اگر تمہاری حالت یونہی اسی طرح ترقی ہوتی رہی تو تم ایک ماہ کے اندر اندر بالکل اچھی ہو جاؤ گی۔"

مجھے ایسی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی تھی کہ ریفایل سیلینی کی موجودگی سے مجھ پر کیوں دوا کا سا اثر کیا۔ بہرکیف اس کے لئے میں شکر گذار تھی۔ کہ اس کے سامنے میری عصبی تکلیف اور درد میں تخفیف ہو جاتی تھی۔ اور اب میں ہر روز اس کی قیام گاہ میں جانے اور خوش رہنے لگی۔ اور اس کی قیام گاہ کو اپنا حق سمجھ کر ترک کرنا نہیں چاہتی تھی۔ مزید برآں اس کی تمام تصویریں خود اس کی وضع کی ہوئی اور حقیقت سے معمور تھیں۔ مگر بعض بعض نہایت عجیب و غریب اور فرضی بھی تھیں۔ ایک بڑی تصویر سے مجھے بہت اُنس تھا۔ اس نے اس کا نام "ہماری حیات و ممات کے مالک" تجویز کیا تھا۔ اس میں یہ کیفیت دکھائی گئی تھی۔ کہ دنیا کے گرد اگرد بادلوں

کا ایک جمگھٹ تھا۔ جن میں سے بعض کے کنارے چاندی کی طرح سفید تھے۔ اور بعض میں سے سرخ سرخ شعلے نمایاں تھے گویا ایک کرہ نصف روشن تھا اور نصف تاریک۔ اس کے اوپر ایک بڑا فرشتہ معلق کھڑا ہوا تھا۔ جسکے طمانیت بخش اور شریفانہ بشرے سے غم دل نشیں۔ اعلےٰ درجے کا نرس اور بے حد تاسف ظاہر ہو رہا تھا۔ اس شیریں مزاج۔ مگر بارعب مخلوق کی پلکوں پر جو آنکھوں پر پڑی تھیں آنسو چمک رہے تھے۔ اور اس کے مضبوط دائیں ہاتھ میں ایک تلوار ——
ہاں ہلاکت کی تلوار۔ سونتی ہوئی تھی۔ یہ برہنہ تلوار بدقسمت کرے کی طرف جو اس کے قدموں کے نیچے تھا۔ جھکی ہوئی تھی۔ اس فرشتے اور دنیا کے نیچے جس پر اس کی حکومت تھی۔ تاریکی طاری تھی۔ ایک کامل اور غیر محدود تاریکی ——
لیکن اس کے اوپر بادل شق ہو رہے تھے۔ اور ہلکے طلائی کہر کے ایک شفاف پردے میں سے ایک نہایت خوبصورت چہرہ نظر آتا تھا۔ جس پر شباب۔ صحت۔ امید۔ محبت۔ اور اعلےٰ درجے کی خوشی ناقابل بیان طریقہ میں جلوہ گر تھی۔
تصویر کیا تھی زندگی کا ایک مرقع تھی۔ ہاں زندگی کا ایک استعارہ —— ایسی زندگی کا مرقع نہیں جو مختصر اور پرانکار ہوتی ہے۔ اور جس سے ہم واقف ہیں۔ بلکہ غیر فانی زندگی اور منظفر و منصور محبت کا مرقع۔ میں اکثر اوقات سیلینی کی اس اعلےٰ درجے کی تصویر کے سامنے دیر تک کھڑی رہتی تھی۔ اور میں اسے نہ صرف تعریف کی نظر سے دیکھتی تھی۔ بلکہ اسے دیکھنے سے مجھے واقعی راحت نصیب ہوتی تھی۔ ایک روز

۔ پھر کو میں ایک نیچی کرسی پر اُس پیاری تصویر کے سامنے بیٹھی ہوئی عالم تخیل میں محو تھی کہ یکایک چونک پڑی ۔ اور مصوّر سے جو مسز ایوارڈ کو آبی رنگوں کی چند تصویریں دکھا رہا تھا مخاطب ہوئی ٭

میں۔ سگنور سیلینی کیا اس فرشتۂ حیات کی اس صورت کا خیال خود تمہارے ذہن میں پیدا ہوا تھا۔ یا تم نے کسی نمونے سے اس کی نقل اتاری تھی ٭

سیلینی (میری طرف دیکھ کر اور مسکرا کر) اس کی اصل موجود ہے ۔اور یہ اس کی اوسط درجے کی ایک ادنیٰ تصویر ہے ٭"

میں "تو میرے خیال میں یہ کسی عورت کا چہرہ ہے ؟ وہ کیسی حسین ہوگی ٭"

سیلینی "واقعی حسن میں جنس کی تمیز نہیں ہوتی ۔ وہ بے جنس ہوتا ہے ۔ اُسے نہ مرد کہہ سکتے ہیں ۔ اور نہ عورت" یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔ اس کے بشرے کی کیفیت سے پایا جاتا تھا۔ کہ اب اس کا خیال کسی اَور طرف کو رجوع ہے ۔ اگرچہ اس وقت وہ مسز ایوارڈ کو دکھانے کے لئے تصویروں کو اُلٹ پلٹ رہا تھا۔ مگر اُس کا دل اُس کام میں مشغول نہ تھا۔ بلکہ کسی دور دراز مقام میں پہنچ گیا تھا ٭

میں (سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے) "اور فرشتۂ موت! کیا تمہارے پاس اس کا بھی نمونہ تھا ؟ ٭"

یہ سُن کر اُس کے بشرے سے اطمینان اور خوشی کی جھلک نمایاں ہوئی ۔

سیلینی (صاف دل سے) "نہیں تو ۔ یہ تو سراسر میری

ایجادِ طبع ہے ؛"

میں اس کے شاعرانہ تصور کی عظمت اور قوت کی تعریف کرنا ہی چاہتی تھی۔ کہ اس نے مجھے ہاتھ کے خفیف اشارے سے روک دیا ؛

ہیلینی :- اگر تم اس تصویر کی واقعی تعریف کرنی ہو۔ تو براہِ مہربانی اِس کا اظہار ہی نہ کرو۔ اگر سچ مچ یہ فنِ مصوری کا کمال یا اعلےٰ کاریگری ہے۔ تو اُسے تصویر کی طرح دیکھو۔ اور غریب مصور کے سامنے اس کی بے حد تعریف کرکے اس کو شرمسار نہ کرو۔ اعلےٰ درجے کے فن کی سچی نکتہ چینی خاموشی ہی ہے۔ ایسی خاموشی جو بلحاظ عظمت خود آسمان کی ہمسر ہو ؛"

یہ الفاظ اس نے بڑے زور سے کہے۔ اور اس کی سیاہ آنکھیں چمکنے لگیں۔

ایمی (مسز ایورارڈ کا اصلی نام) اس کی طرف تعجب سے دیکھنے لگی ؛

ایمی (قہقہہ لگا کر) سگنو، پھر کہو۔ تم کسی قدر دیوانے تو نہیں ہو ؟ تم تو پیغمبروں کی سی باتیں کرتے ہو !۔ میں نے آج تک کوئی ایسا مصور نہیں دیکھا۔ جو تعریف نہ سُن سکے۔ میں عموماً اِس بات سے حیران ہوا کرتی ہوں۔ کہ اِس خوش ذائقہ اور نشیلی شیرینی (تعریف) کو کھاتے کھاتے لوگوں کا سر کیوں نہیں گھومنے لگتا۔ لیکن مجھے تسلیم کرنا پڑا کہ تم اس کلیۃً قاعدے سے مستثنےٰ ہو۔ اور اس پر میں تم کو مبارکباد دیتی ہوں ؛"

جب یہ کہہ کر مسز ایورارڈ تعظیم کے لئے کسی قدر دوستانہ اور کسی

قدرے مذاقیہ انداز سے جھکی تو سیلینی بہت خوش ہو کر اُسے آداب بجا لایا۔ اور پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ :۔
"خاتون - میں آپ سے ایک عنایت کا خواستگار ہوں کیا اچھا ہو۔ کہ آپ میرے سامنے بیٹھیں اور میں آپ کی تصویر اُتاروں ؟"
میں۔ (حیرت کے لہجہ میں) "نہیں، مسٹر سیلینی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اپنا قیمتی وقت اس طرح کیوں ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ بھلا میری غریب صورت میں کون سی ایسی بات یا شان ہے۔ جو آپ کی ذرا سی بھی توجہ کی مستحق ہو سکے"۔
سیلینی (متانت سے) "خاتون - اگر اس بارے میں میری رائے آپ کی رائے سے مختلف ہو تو مجھے معاف کریں۔ میں آپ کے خدوخال کو پردۂ تصویر پر اُتارنے کے لئے نہایت مشتاق ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کی صحت اچھی نہیں۔ اور حسب معمول آپ کا چہرا بھرا ہوا نہیں۔ نہ اس کی رنگت قائم ہے۔ مگر میں گوالنوں کی سی خوب صورتی کا مداح نہیں۔ خاتون مختصر عرض یہ ہے کہ آپ کے چہرے سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ کو اندرونی روح خاکستر کر رہی ہے۔ اور میں پھر کہتا ہوں کہ آپ مہربانی سے مجھے اپنی فرصت کا کچھ وقت عنایت کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو اس پر افسوس نہ کرنا پڑے گا"۔
آخری جملہ اس نے دھیمی آواز اور عجیب مؤثر لہجے میں کہا۔ میں اپنی نشست سے اُٹھی اور اس کی طرف غور سے دیکھنے لگی۔

وہ بھی میری طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ میرے بدن میں عجیب سنسنی پیدا ہوئی۔ اور اس کے بعد وہ ناقابل بیان کامل آرام و اطمینان کی حس پیدا ہوئی۔ جس کا میں پہلے تجربہ کر چکی تھی۔ میں مسکرانے لگی کیونکہ میں تبسم کو روک نہ سکی۔

"میں کل صبح آؤنگی۔"

تیلیپنی "میں آپ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں۔ کیا آپ یہاں دوپہر کو تشریف لاسکتی ہیں۔"

میں نے ایجی کی طرف استفسار کی نظر اٹھائی۔ اور وہ فرط خوشی اور جوش سے تالیاں بجانے لگی۔"

ایجی "سگنور آپ جس وقت چاہیں۔ یہ خاتون اسی وقت تصویر اتروانے آجائیں گی۔ ہم چہل قدمی اور سیر کے اوقات اس ترتیب سے رکھیں گے کہ آپ کو ان کی تصویر بنانے میں تکلیف پیش نہ آئے۔ تصویر کو ہر روز بنتے دیکھنا بہت دلچسپ ہوگا۔ آپ اس تصویر کا نام کیا تجویز کریں گے۔ کوئی خیالی نام ہوگا۔"

تیلیپنی۔ نگار خانے کے دروازے کھول کر "جب تصویر مکمل ہو جائے گی۔ تو اس کی حسب حال کوئی نام تجویز کر دیا جائیگا۔ پھر اس نے بڑی شائستگی سے ہمیں سلام کیا۔ اور ہم وہاں سے رخصت ہوئے۔

ہمارے دروازے سے باہر نکلتے ہی نگار خانے کے مخملی پردے آہستہ سے گرے۔ مصور نے مسز ایورارڈ کو دوسری ملاقات تک کے لئے الوداع کہا۔ اور مجھے یہ کہہ کر کہ "کل آنا۔" چلا گیا۔

ہوٹل ڈی ایل۔ کے طویل برآمدہ میں سے گذرتے ہوئے

جب ہم اپنے کمروں کی طرف جا رہے تھے۔ تو مسز ایورارڈ کہنے لگی "کیا یہ نوجوان کسی قدر عجیب نہیں ہے۔ اس کی خصلت یا تو کسی قدر رحمانی ہے یا کسی قدر شیطانی۔ یا رحمانی اور شیطانی دونوں اوصاف میں سے اُسے تھوڑا تھوڑا حصہ ملا ہے"

بٹس۔ میرے خیال میں وہ "خاص" آدمی ہے۔ لوگ یہ صفت کسی شخص کے لئے اس وقت استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ ذکی الطبع آدمیوں کی شاعرانہ قابلیت کے ظاہر کرنے کے لئے اُن کو کوئی اور لفظ نہیں ملتا"

ایمی "بے شک وہ ایک بہت ہی غیر معمولی آدمی ہے"

جب ہم ایک بڑے کمرے میں سے گذرنے لگے تو میری سہیلی ایک طویل آئینے کی طرف متوجہ ہوئی جو اس کے ایک گوشے میں رکھا ہوا گذرنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ اس میں وہ اپنے گلاب جیسے حسین اور دل فریب چہرے کو دیکھ کر غور کرتی ہوئی کہنے لگی "اچھا۔ میں یہ جانتی ہوں کہ خواہ وہ کتنا ہی اصرار کرتا۔ مگر میں اس سے اپنی تصویر بنوانے پر نہ راضی نہ ہوتی!۔ میں تو مارے خوف کے مر جاتی۔ مجھے تعجب ہے کہ باوجودیکہ تم اس قدر بے چین رہتی ہو۔ مگر تم کو اس سے خوف نہ آیا"

میں "میں تو اس خیال میں تھی کہ تم اسے پسند کرتی ہو"

ایمی "بے شک۔ میں اسے پسند کرتی ہوں۔ اور میرا خاوند بھی اسے پسند کرتا ہے۔ وہ بہت ہی خوب صورت۔ اور ہوشیار ہے۔ اور اس میں سب ہی وصف ہیں گویا اوصاف کا مجموعہ

مگر اُس کی گفتگو۔ اے پیاری - اِس امر کو تو تم بھی تسلیم کرو گی کہ وہ کسی قدر نرالا آدمی ہے - کیا سوائے دیوانے کے اور بھی کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے - کہ مصوری کی نکتہ چینی صرف خاموشی ہی ہے - کیا یہ بالکل لغو بات نہیں ہے ؟"

میں (اس کے قول کی صحت کرنے کے خیال سے)

"صرف پیچی نکتہ چینی۔"

ایمی "اجی میری اور تمہاری بات میں بہت فرق نہیں ہے۔ خاموشی سے کسی قسم کی نکتہ چینی ہو ہی نہیں سکتی - اس کے خیال پر عمل کیا جائے - تو ہم کو جب کہ ہم کسی چیز کی بہت تعریف کرنا چاہیں - منہ میں کپڑا ٹھونس لینا چاہئے - یہ حرکت بالکل مضحکہ خیز ہو گی - اور ہاں اُس نے تم سے بھی تو کوئی ڈراونی ہی بات کہی تھی ؟"

میں "میں تمہاری بات اچھی طرح نہیں سمجھی۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ اس نے مجھ سے کوئی ڈراونی بات کہی تھی ؟"

ایمی (حیرت سے) "اخاہ! مجھے یاد آگئی - واقعی یہ خوفناک بات تھی - اس نے تم سے کہا تھا کہ تمہارا چہرہ ایسے شخص کا سا ہے جسے روح خاکستر کر رہی ہو - یاد رہے کہ یہ بات بہت ہی خوفناک اور پر اسرار سی ہے - جب اُس نے یہ کہا تو بہت بھیانک معلوم ہوتا تھا - مجھے حیرت ہے - کہ اِس بات سے اس کی مراد کیا تھی ؟"

میں نے کچھ جواب نہ دیا - لیکن مجھے خیال تھا کہ مجھے اس بات کا مطلب معلوم ہے - میں نے بہت جلد موقع پاکر تقریر کا رخ بدل دیا - اور میری باتونی امریکن سہیلی لباس اور زیورات کے مضمون پر ترنت بحث کرنے لگی - وہ رات میرے لئے نہ

بہت ہی سعد تھی۔ میں ہر طرح کے درد اور تکلیف سے نجات
پا کر بچے کی طرح آرام سے سوئی۔ اور میں نے خواب میں دیکھا
کہ سیلمینی کی تصویر کا "فرشتہ حیات" میری طرف مسکرا کر دیکھ
رہا ہے اور گویا امن و راحت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔"

عجیب و غریب عرق

دوسرے روز حسب وعدہ عین دو پہر کے وقت میں نگارخانہ
میں داخل ہوئی۔ میں اکیلی تھی۔ کیونکہ ایمی پہلے تو مجھ
سے جدا ہونا مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ لیکن میرے سمجھانے
اور اپنی سہیلیوں کے اصرار کرنے پر ان کے ساتھ گاڑی
سوار ہو کر سیر کرنے چلی گئی تھی۔ گویا وہ ریفائیو سیلمینی کے شیطانی مزاج سے ڈرنے لگی تھی۔
لیکن ایک بات کا اسے اور مجھے اخلاقی طور پر یقین ہو گیا تھا۔ کہ صفحہ زمین پر اور
کوئی شخص اس سے زیادہ صادق القول یا زیادہ معزز نہیں ہے۔ اسکی حفاظت
میں نہایت حسین اور نہایت بے کس عورت مامن و محفوظ رہ سکتی
تھی۔ ایسی ہی محفوظ کہ گویا وہ قصہ کی شہزادی کی مانند ایک ایسے
برجی برج میں بند ہے۔ جس کی کنجی ایک سانپ کے پاس ہے
اور جس کا پتہ کسی کو معلوم نہیں۔ جب میں نگارخانہ میں پہنچی۔
تو سوائے نیو فاؤنڈلینڈ نسل کے ایک کتے کے ان کمروں میں
اور کوئی موجود نہ تھا۔ میرے اندر آنے پر یہ شاندار کتا کھڑا

ہو گیا۔ اور اپنے بال دار جسم کو ہلا کر میرے سامنے بیٹھ گیا۔ اور
اپنا بڑا سا پنجہ میرے آگے رکھ دیا۔ اور اتنی ہی دیر میں دوستانہ
انداز سے دُم ہلانے لگا۔ میں نے نفے انفور اس کی دلی تواضع
کا جواب دیا۔ یعنے میں اُس کی خوب صورت سر پر ہاتھ پھیرنے
لگی اور یہ تعجب کرنے لگی۔ کہ یہ کتا کہاں سے آیا ہے۔ کیونکہ گو ہم
سگنور سیلبنی کے نگارخانہ میں ہر روز جایا کرتے تھے۔ مگر کتا
کبھی بھی نظر نہ آیا تھا۔ اور نہ اس شاندار۔ بھوری آنکھوں والے
چوپائے رفیق کا خود سیلبنی نے ذکر کیا تھا۔ میں بیٹھ گئی۔ اور
کتا نفے الفور میرے قدموں میں لیٹ گیا۔ وہ کبھی کبھی میری
طرف پیار کی نظر سے دیکھ لیتا۔ اور پھر از سر نو دُم ہلانے لگتا
تھا۔ میں نے نگارخانہ میں نظر ڈالی۔ تو دیکھا کہ اس تصویر پر
جس کی میں بہت تعریف کیا کرتی تھی۔ مشرقی ساخت کا ایک
پردہ پڑا ہوا ہے۔ وہ ریشمی زربفت کا تھا۔ سونے اور زنگار رنگ
ریشم کی آمیزش سے وہ بہت ہی چمک دار معلوم ہوتا تھا۔
تصویر بنانے کے چوکھٹ پر بڑا سا مربع کپڑا تنا ہوا تھا۔ اور
میں خیال کرنے لگی۔ کہ وہ میری تصویر اُتارنے کے لئے تیار کیا
گیا ہے۔ گو دوپہر کا وقت تھا۔ مگر حرارت بہت محسوس ہوتی تھی۔
گو باغچہ اور نقار خانہ کے دروازے اور کھڑکیاں بالکل کھلی تھیں
مگر مجھے نگارخانہ میں بہت حبس معلوم ہوتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ
میز پر وینسی شیشے کی نقش و نگار سے آراستہ و پیراستہ ایک صراحی
دھری ہے۔ اور اس میں بہت ہی مصفا پانی بھرا ہے۔ اُسے
دیکھ کر میرا دل للچ گیا۔ میں نے انگیٹھی کے طاق پر سے ایک
گلاس اُٹھایا۔ اور اُسے اُس سرد پانی سے لبالب بھر لیا۔ میں

اُسے پینے ہی کو تھی۔ کہ کسی نے گلاس یکایک میرے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور سیلینی کی آواز نے جو عموماً نرم ہوتی تھی۔ اب جابرانہ اور تحکمانہ لہجہ میں سنائی دی جسے سنکر میں چونک پڑی ؛

سیلینی " اس کو نہ پیو۔ تمہیں یہ پانی نہیں پینا چاہئے۔ تمہیں اس کے پینے کی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔ میں تمہیں منع کرتا ہوں ؛"

میں اُس کی طرف چپ چاپ حیرت سے دیکھنے لگی۔ اس کا چہرہ بہت زرد تھا۔ اور اس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں سے اشتعال نمایاں تھی۔ جسے وہ ضبط کرنے کی لئے کوشش کر رہا تھا۔ میں نے بتدریج ضبط کیا۔ اور متانت سے کہا :۔

میں " سگنور۔ تم مجھے منع کرتے ہو۔ یقیناً تم خود فراموشی کی حالت میں ہو۔ میں نے تمہارے نگار خانے میں جو سادہ پانی کا ایک گلاس پینا چاہا تھا۔ تو اس میں کیا حرج تھا۔ تم عموماً تو مہمانوں سے ایسے روکھے پن سے پیش نہیں آتے ؟ "

میرے صرف اس قدر گفتگو کرنے سے اِس کا طور بدل گیا۔ اُس کے چہرے پر گئی ہوئی رنگت پھر واپس آگئی۔ اس کی آنکھوں میں حلم نمودار ہوا۔ اور وہ مسکرانے لگا ؛

سیلینی " میری اس ناگہانی کج خلقی کو معاف کردو۔ یہ سچ ہے کہ میں ایک لحظہ بھر کے لئے خود فراموشی کے عالم میں چلا گیا تھا۔ لیکن تمہیں ایک خطرے کا سامنا ہو گیا تھا اور ـــــ "

میں (شک کے ساتھ) " خطرے کا سامنا ہو گیا تھا ! ؟ "

سیلینی " ہاں خاتون یہ روشنی صراحی کو روشنی کی طرف کرکے) صرف سادہ پانی نہیں ہے۔ چونکہ آب اس پر روشنی

خوب پڑ رہی ہے۔ اس لئے میرے خیال میں تمہیں اس کے ایسے وصف نظر آئیں گے کہ تم میرے قول کی صداقت کو پہونچ جاؤگی

میں نے اس کے کہنے کے مطابق اس سیال عرق کی طرف دیکھا۔ تو مجھے بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ اس کو ایک ثانیہ تک بھی قطعی سکون حاصل نہیں ہوتا تھا۔ اس کے مرکز پر حباب سے پیدا ہو رہے تھے۔ جن میں وقتاً فوقتاً قرمزی اور طلائی رنگوں کے خطوط اور داغ نظر آتے تھے*

میں (مسکراتے ہوئے) "یہ کیا ہے؟ کہیں تمہارے پاس مشہور و معروف آب طوفانا کا نمونہ تو نہیں؟"

ہیلینی نے صراحی کو احتیاط سے ایک الماری پر رکھ دیا۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے اس کے واسطے ایک خاص جگہ پسند کی۔ جہاں صراحی پر جس میں عرق بھرا تھا۔ آفتاب کی شعاعیں عموری طور پر پڑنے لگیں۔ پھر اس نے میری طرف مخاطب ہو کر جواب دیا:-

خاتون آب طوفانا[1] ایک مہلک زہر ہوتا ہے۔ جو قدیم لوگوں کو معلوم تھا۔ اور ہمارے زمانے کے بہت سے فاضل کیمیا دانوں کو بھی معلوم ہے وہ ایک صاف اور بیرنگ سیال عرق ہے۔ لیکن بالکل ساکن۔ ایسا ہی ساکن جیسا کہ تالاب کا پانی جو متحرک نہیں ہوتا۔ مگر پانی جو تم نے ابھی دیکھا ہے زہریلا نہیں ہے بلکہ زہر کی ضد اور امرت۔ اور یہ بات میں ابھی ابھی تمہارے سامنے ثابت کئے دیتا ہوں اور ایک میز پر سے

[1] قدیم زمانہ میں اس نام کا زہر ایک عورت نے ایجاد کیا تھا اور یہ اسی کے نام سے منسوب تھا*

ایک چھوٹا سا جام لے کر اور اسے عجیب و غریب سیال عرق سے بھر کر اس نے پھر صراحی کے منہ پر احتیاط سے ڈاٹ لگا دی۔
میں (اصرار سے) "سگنور سیلینی اگر یہ ایسی ہی بے ضرر چیز ہے تو تم نے مجھے اس کے چکھنے سے کیوں منع کیا۔ جب میں اس کو پینے لگی تھی تو تم نے یہ کیوں کہا تھا کہ وہ میرے لئے خطرناک ہے؟"
سیلینی "کیونکہ وہ تمہارے حق میں مضر ثابت ہوتا۔ تمہاری صحت کمزور ہے۔ اور تمہارے اعصاب بگڑے ہوئے ہیں۔ یہ آب حیات ایک بڑی تقویت بخش دوا ہے۔ اور یہ تمام جسم پر بڑی سرعت سے اثر کرتی ہے۔ اور رگوں اور شریانوں میں برق کی سی تیزی سے دوڑتی اور تاثیر کرتی ہے۔ میں اس کا عادی ہوں۔ یہ میری روزمرہ کی دوا ہے۔ لیکن مجھے آہستہ آہستہ غیر محسوس طور پر اس کی عادت ہوئی۔ خاتون اس سیال عرق کا ایک چھوٹا چمچہ اگر ایسے شخص کو پلا دیا جائے جو اس کے پینے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو وہ اسے فوراً ہلاک کر دے گا۔ حالانکہ اس کا استعمال دراصل اس خیال سے کیا جاتا ہے۔ کہ انسان کو قوت بخشے۔ اور اس کی روح کو طاقت۔ اب تم سمجھ گئی ہو گی۔ کہ میں نے اسے تمہارے لئے کیوں خطرناک بتایا تھا۔" میں حیران و پریشان تھی کہ اصل بات کیا ہے۔ لیکن بظاہر میں نے یہ جواب دیا۔
"میں سمجھ گئی۔"
سیلینی "اور کیا تم میری ظاہرا بد تہذیبی کو معاف کرتی ہو؟"

میں ” بے شک۔ لیکن تمہاری باتوں سے میرے دل میں تعجب پیدا ہو گیا ہے۔ میں تمہاری اس عجیب و غریب دوا کے مزید حالات معلوم کرنا چاہتی ہوں“۔

اتنی دیر میں سیلینی کی طبیعت اپنی اصلی حالت پر آگئی۔ اور وہ حسب معمول خوش خلقی سے کہنے لگا۔ ”اگر تمہاری یہی خواہش ہے۔ تو میں اس کے مزید حالات بتا دوں گی۔ اور تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ لیکن آج تو نہیں۔ اب بہت قلیل وقت رہ گیا ہے۔ میں نے ابھی تمہاری تصویر شروع نہیں کی۔ اوہو مجھے یاد نہ رہا۔ تم پیاسی تھیں۔ اور جیسا کہ تم نے کہا تھا۔ میں تمہارے ساتھ روکھے پن سے پیش آیا۔ اب مجھے اجازت دو کہ اس قصور کی تلافی کر دوں“۔

یہ کہہ کر اس نے شایستگی سے سلام کیا۔ اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ اور بعد ازاں جلد تر ایک بڑا سا گلاس کسی خوشبو دار سنہری رنگ کے سیّال عرق سے بھرا ہوا لایا۔ اس میں برف کے ٹوٹے چمک رہے تھے۔ جنہیں دیکھ کر دل کو بہت تر و تازگی حاصل ہوتی تھی۔ اس خوش آئند اور خوش معطر سیّال عرق کی سطح پر گلاب کی پتیاں تیر رہی تھیں۔

سیلینی (مسکرا کر) ”اس سے بلا خوف و خطر لطف اٹھاؤ۔ یہ تمہارے لئے مفید ہو گا۔ یہ ایک مشرقی شراب ہے۔ جو دوکانوں سے نہیں مل سکتی۔ بلکہ شراب فروشوں کو اس کی خبر بھی نہیں۔ اس لئے اس میں کسی طرح کی آمیزش نہیں ہے۔ تم اس کی سطح پر گلاب کی پتیوں کی طرف دیکھ رہی ہو یہ فارس والوں کا دستور ہے کہ شراب کی سطح پر پھولوں کی

پتیاں ڈال دیتے ہیں - اور میرے خیال میں یہ اچھا دستور ہے - جب تم اُسے پینے لگو گی - تو وہ تیر کر تمہارے لبوں سے ہٹ جائیں گی - اور اس لئے پینے میں مزاحم نہیں ہو سکتیں "

میں نے شراب چکھی - وہ خوش ذائقہ - لذیذ اور سرد تھی - جب میں اُس کی چسکیاں بھر رہی تھی - تو نیو فاؤنڈ لینڈ کا بڑا سا کتا جو سیلینی کے کمرہ میں آنے کے وقت سے ایک غالیچے پر لیٹا ہوا تھا - اُٹھا اور میڑی آن بان سے میرے قریب آیا - اور اپنا سر میرے دامن کے ساتھ پیار سے ملنے لگا "

سیلینی "معلوم ہوتا ہے کہ لیو تمہارا دوست بن گیا ہے - گویا تمہاری وقعت اُس کے دل میں پیدا ہو گئی ہے - کیونکہ وہ بڑی خصوصیت سے واقف بننا پسند کرتا ہے - اور جب وہ ایک مرتبہ کسی سے دوستی پیدا کر لیتا ہے - تو اُس پر ثابت قدم رہتا ہے - اُس کی قوت فیصلہ کئی ایک مدبروں سے زیادہ ہے "

میں (استفساریہ لہجہ میں) "کیا وجہ ہے کہ ہم نے پہلے تم سے کبھی نہ دیکھا - تم نے کبھی نہیں بتایا - کہ تمہارا ایک ایسا شاندار رفیق ہے "

سیلینی - میں اس کا مالک نہیں - وہ میرے پاس کبھی کبھی چلا آتا ہے - کل رات وہ پیرس سے آیا تھا - اور چونکہ اُسے یہ یقین تھا - کہ یہاں اس کی خاطر و مدارات کی جائیگی - اس لئے سیدھا یہیں چلا آیا وہ اپنی تجویزیں

میرے سامنے ظاہر نہیں کرتا۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ وہ مناسب وقت پر اپنے گھر واپس چلا جائے گا۔ وہ اپنا کام خوب جانتا ہے!!"

یہ سنکر میں ہنس پڑی۔

میں۔ کیا ہوشیار کتا ہے۔ کیا وہ پیدل سفر کرتا ہے یا ٹرین پر سوار ہوتا ہے ؟"

سیلینی "میرے خیال سے وہ عموماً ریلوے کی سرپرستی اختیار کرتا ہے۔ تمام افسر اسے جانتے ہیں۔ اور وہ عموماً گارڈ کی گاڑی میں سوار ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ راستے میں کسی اسٹیشن پر ٹرین سے اتر کر باقی سفر پیدل کرتا ہے۔ لیکن اگر اس کی طبیعت سست ہو۔ تو ٹرین کے منزل مقصود پر پہنچنے تک گاڑی سے ہلتا نہیں۔ ہر چھ مہینے کے اختتام پر حکام ریلوے کیو کے سفر کا بل اسکے مالک کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ جو بلا دقت ادا کر دیا جاتا ہے"

میں (جرات سے) "اور اس کا مالک کون ہے ؟"

اس وقت سیلینی کے بشرے سے غور اور انہماک ظاہر ہونے لگا۔ اور جب اس نے جواب دیا۔ تو اس کی نگاہوں سے سنجیدگی اور فکر ہویدا تھی۔

سیلینی "خاتون اس کا مالک میرا مالک ہے — جو آدمیوں میں بہت ہی سمجھدار ہے۔ استادوں میں بالکل بے غرض۔ خیال اور غور کرنے میں شخصیت سے بالکل مبرا۔ دوستوں میں ثابت قدم اور وفادار... مجھے اسی نے ہر چیز

دی ہے۔ بلکہ زندگی بھی اُسی کی دی ہوئی ہے۔ اگر میں اسکا شکر ادا کرنا چاہوں۔ خواہ کتنا ہی اشیار اور خواہ کتنی ہی جان نثاری کروں مگر وہ زیادہ نہیں ہے کیونکہ وہ انسانی شکریوں یا انسانی حملوں سے اتنا ہی بلند و برتر ہے۔ جتنا کہ سمندر سے آفتاب بلند ہے۔ میں اب اور اِس دنیا میں اس سے یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ میرے دوست دیکھو مجھے تم سے کس قدر محبت ہے۔ اس قسم کے کلام اظہار مطلب کے لیئے کافی نہیں۔ بلکہ مہمل و مبہم ہیں۔ لیکن بعد ازیں کون جانتا ہے؟ ــــــ" اور پھر اس نے آہ بھر کر یکایک سلسلۂ کلام منقطع کر دیا۔ پھر گویا اس نے اپنے طرز خیالات کو جبر یہ تبدیل کر دیا۔ اور مہربانی کے لہجے میں کہنے لگا:۔

"مگر خاتون میں آپ کا وقت ضائع کر رہا ہوں۔ اور آپ کی اس نوازش سے جو آپ نے یہاں تشریف لاکر میرے حال پر کی ہے۔ کوئی فائدہ نہیں اٹھا رہا ہوں۔ کیا آپ اِس جگہ تشریف رکھینگی؟" اور اُس نے نگار خانہ کے ایک گوشے میں آلۂ تصویر کشی کے بالمقابل شاہ بلوط کی ایک منقش نشست رکھ دی۔

سیلینی:۔ مجھے بہت افسوس ہوگا۔ اگر آپ یہاں آکر اکتا یا تھک جائیں۔ کیا آپ پڑھنا چاہتی ہیں؟"

میں نے اس سوال کا جواب بڑے اشتیاق سے اثبات میں دیا۔ اس نے مجھے چمڑے کی ایک خوبصورت اور منقش جلد والی کتاب دی۔ جس کا نام "ایک مردہ مطرب کے خطوط" تھا۔

سیلینی:۔ "آپ کو اس کتاب میں خیالات۔ جذبات اور

تصورات کے شستہ اور صاف موتی ملینگے - چونکہ آپ کو سرود کا مذاق ہے - اس لیئے آپ ان کی قدر کریں گی - مصنف ایسے ذکی اور طباع آدمیوں میں سے تھا - جن کی دنیا قدردانی کی جگہ تضحیک اور حقارت کرتی ہے - کسی کی قسمت اس سے زیادہ قابل رشک نہیں ہوسکتی "
مصور نے تو اس کتاب کی سفارش کی - اور میں نے اسے حیرت کے ساتھ اس کے ہاتھ سے لے لیا - اور اس نشست پر جس کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا - بیٹھ گئی - جب وہ میرے پیچھے مخملی پردے اس خیال سے کہ تصویر کشی میں مدد ملے - ترتیب دینے لگا - تو میں نے کہا -
سیلینی - کیا آپ دنیا کی تضحیک اور حقارت کا نشانہ بننے کو واقعی قابل رشک حالت خیال کرتے ہیں "
سیلینی بے شک میرا یہی خیال ہے - کیونکہ اس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے لوگ آپ کی حقیقت کو سمجھے نہیں - انسانی سمجھ سے اعلیٰ تر کوئی چیز حاصل کرنے کا نام عظمت ہے - مسیح میں الوہیت ایک اعلیٰ تر وصف تھا - لیکن وہ باوجود دنیا کے طنز اور مسخر کے بڑے اطمینان کے ساتھ مصلوب ہونے پر رضامند ہوگیا - اور پھر دنیا اس کے ہی کلام اور وعظ کی بدولت مہذب بنی - اور چار دانگ عالم پر اس کے کلام کی سلطنت پھیل گئی - کیا کوئی چیز اس سے زیادہ شاندار ہوسکتی ہے ؟
شیکسپیئر کو دیکھو - کیسی شاندار بوقلموں طبیعت پائی تھی - مگر اس کے زمانہ نے بہ مشکل اس کی قدر کی - لیکن

اُس کو قدرت نے ایسے وسیع اور گوناگون عطیات عنایت کئے تھے - کہ احمق لوگ آج تک اُس کی ذات کے واقفی - اور اُسکی ناکوں کے مستند ہونے پر لڑتے جھگڑتے ہیں - انسان کو دُنیا میں اِس سے زیادہ کون سی فتح حاصل ہو سکتی ہے ؟ اِس امر کا علم ہونا کہ ہماری روح بشرطیکہ وہ قوت ارادی سے تقویت اور حوصلہ پالے تو قوت واختیار کے اعلےٰ مدارج پر پہنچ جاتی ہے - کیا مردونس کے عام مجمع کی ہو و پکار کا کافی معاوضہ نہیں ہے ؟ - لوگوں کو یہ بھی خیال نہیں ہوتا - کہ اُن میں کبھی روحانی شرارہ موجود تھا - اُن کی آنکھیں دُنیا کی روشنی سے چندھیا جاتی ہیں - اور وہ ہرچند کہ آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہیں - کہ ذہانت کی تیز روشنی نظر آئے مگر جب وہ کسی صورت نظر نہیں آتی تو وہ پکار اُٹھتے ہیں ہمیں کچھ نظر نہیں آتا - اِس لئے کچھ ہے ہی نہیں - آہ خاتون ! - اگر انسان کو خود اپنی ذات کے موجود ہونے کا علم ہو - تو وہ علم و فن کے تمام عجائبات سے برتر و اعلےٰ ہے *

سیلینی جوش کے ساتھ تقریر کر رہا تھا - اور اُس کی تقریر میں جو فصاحت جوش زن تھی - اُس سے اُس کا چہرہ تمتما رہا تھا - اور میں گویا عالم خواب میں اطمینان سے اُس کی گفتگو سن رہی تھی - اور اُس شخص کی موجودگی میں بالکل آرام و امن کی معمولی حس جو ہمیشہ میرے دل میں پیدا ہوتی تھی - اب بھی میرے اوپر مسلط تھی - جب وہ میرے چہرے کے خد و خال کے خاکے کو پردۂ تصویر پر جلدی اور چابک دستی سے اُتارنے لگا - تو میں اُس کی طرف دلچسپی سے دیکھنے لگی *

بتدریج وہ اپنے کام میں زیادہ محو ہونے لگا۔ وہ وقتاً فوقتاً میری طرف دیکھ لیتا تھا۔ لیکن کچھ کہتا نہ تھا۔ اور اُس کی پنسل بہت سرعت سے چلتی تھی ٭

میں ایک مردہ مطرب کے خطوط" کے اوراق کسی قدر تعجب سے الٹ رہی تھی۔ اُس کی بعض عبارتیں جدت طرازی اور عمیق خیالات کی وجہ سے مجھے دل کش معلوم ہوئیں۔ لیکن اِس کتاب کے پڑھنے سے یہ امر بالخصوص ذہن نشین ہو گیا۔ کہ اُس کے ہر صفحے سے مسرت کلّی۔ اور قناعت کی چاشنی مترشح ہوتی ہے۔ کسی جگہ بھی ہوس میں مایوس ہونے پر شکایات نہ تھیں۔ کہیں گذشتہ زمانے کا افسوس نہ تھا۔ اپنے ہم پیشہ لوگوں کی کہیں شکایت یا نکتہ چینی نہ تھی۔ کوئی لفظ اُن کے حق میں یا اُن کے خلاف نہ تھا۔ ہر مضمون اِس اعلےٰ نقطۂ خیال سے بیان کیا گیا تھا۔ کہ سب انسان مساوی ہیں۔ سوائے ایسی صورت کے کہ جب مصنّف اپنا ذکر کرتا تھا۔ اور پھر اُس کا طرز نہایت ہی منکسرانہ تھا۔ مگر اس میں لجاجت بالکل نہ تھی۔ اور ہمیشہ خوشی پائی جاتی تھی ٭

چنانچہ ایک مقام پر لکھا تھا۔ اے سرود تُو خدا کے تخائے کی خدمت کرنے والوں میں سے نہایت شیریں روح ہے۔ ہم نے ایسا کیا کام کیا ہے۔ کہ تُو اکثر میری ملاقات کے لئے آتا ہے؟ اے اعلےٰ و الٰہی صفت چیز یہ مناسب نہیں۔ کہ تو اِس قدر پستی اختیار کرے۔ کہ اپنے ایک نہایت نالائق نوکر کو تسلّی دے۔ کیونکہ میں نہایت کمزور ہوں اور دنیا کو

یہ بتا نہیں سکتا کہ تیرے سرسرانے والے بازوؤں کی پرواز بہت ہی نرم ہے۔ تیرے لبوں سے جو سانس نکلتی ہے۔ وہ نہایت خفیف آہ کی طرح ملائم و نازک ہے۔ تیری نہایت سبک سرگوشی سے ہوا میں جو تموّج پیدا ہوتا ہے۔ وہ تمام چیزوں سے زیادہ شاندار ہے۔ اے خالق کی آواز کے منتخب جوہر اعلیٰ مقام پر رہ۔ اُس پاک اور بے ابر اتیھر میں رہ۔ جہاں تیری بود و باش مناسب ہے۔ میرے مس کرنے سے تو ناپاک ہو جاتا ہو گا۔ میری آواز تجھ کو دہشت زدہ کر دیتی ہو گی۔ تیرے خادم کے لئے یہی کافی ہے کہ اے محبوب وہ تیرے خواب دیکھتا ہوا مر جائے!"

میں۔ (سیلینی کی نگاہوں سے نگاہیں ملا کر) "کیا تم اس کتاب کے مصنف کو جانتے ہو؟"

سیلینی "میں اُسے جانتا ہوں۔ وہ نہایت حلیم الطبع آدمی تھا۔ کالبد انسانی میں ایسی حلیم روح کبھی نہ رہی ہوگی۔ جس طرح جان کیٹس کی شاعری اعلیٰ ہے۔ اسی طرح اس کا سرود اعلیٰ تھا۔ اُس کے تصورات اعلیٰ درجے کی مسرت سے لبریز رہتے تھے۔ شاذ و نادر ہی اس قسم کے آدمی صفحۂ زمین پر آیا کرتے ہیں۔ وہ خوشی کا پتلا تھا۔ اُس کی موت کیسی عجیب تھی!"

میں "وہ کس طرح مرا؟"

سیلینی "کنواری (مریم) کے تیوہار کے روز وہ شہر روم کے ایک بڑے گرجے میں ارغنوں بجا رہا تھا۔ اُس کے ہی ایک اعلیٰ گیت کو بہت سے اعلیٰ درجے کے مشاق گوتے

باجے کی سر سے ملا کر گا رہے تھے ۔ گویئوں اور ارغنوں کی آواز
ہم آہنگ تھی۔ اور سرود حیرت انگیز معلوم ہوتا تھا۔ جو دل
کو چونکا دیتا - اور اس پر فتح پاتا تھا۔ اور قوت وعظمت
میں ترقی کرتا انتہائی درجے تک پہنچ گیا تھا۔ جبکہ یکایک
کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی - ارغنوں یک لخت
بند ہو گیا۔ گویئے رک گئے ۔ مطرب مردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ منہ
کے بل ارغنوں کی کھونٹیوں پر گر گیا تھا۔ اور جب ہم سے اٹھایا
گیا تو اس کا چہرہ فرشتوں کے مورتوں کے چہروں سے
بھی زیادہ خوبصورت تھا۔ اس کے بشرہ سے طمانیت اور
لبوں سے خوشی اور مسکراہٹ پائی جاتی تھی ۔ کسی کو اس کی
موت کا اصلی باعث معلوم نہ تھا۔ وہ ہمیشہ سے بہت ہی مضبوط
اور تندرست چلا آیا تھا۔ ہر شخص کہتا تھا کہ وہ کسی ایسی موت
سے مرا ہے جس کا تعلق قلب سے ہے ۔ جب کوئی شخص دنیا
سے یکایک رخصت ہو جاتا ہے تو حاذق طبیب اس کی یہی
وجہ بیان کرتے ہیں۔ اس کی موت پر سوائے میرے اور ایک
اور شخص کے جسے اس سے محبت تھی ۔ سب افسوس کرتے
تھے ۔ ہم اس کے دنیا کی قید سے رہا ہونے پر بہت خوش تھے۔
اور اب تک بھی خوش ہوتے ہیں "

میں آخری جملہ کے معانی پر کچھ غور کر رہی تھی۔ کیونکہ
میں اس کا مطلب نہیں سمجھ سکی ۔ لیکن میں نے کوئی اور
سوال کرنا مناسب نہ سمجھا۔ سیلیفی غالباً یہ تاڑ کر مزید گفتگو
کے بغیر تصویر بنانے میں مصروف ہو گیا۔ میری آنکھیں بند
ہوتی جاتی تھیں۔ اور پپوٹے بھاری معلوم دیتے تھے ۔ اور

نزرو مطرب کے خلوط" سیاہ فام سوکھے ساکھے ہاتھ پاؤں والے جنوں اور بدارواح کی مانند میری آنکھوں کے سامنے ناچتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اور مجھ پر عجیب مگر خوش آئند غنودگی نے غلبہ کیا۔ اس حالت میں مجھے کھڑکی کے پاس شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ اور ہوٹل کے باغ میں پرندوں کی راگنیاں اور لوگوں کے بولنے کی آوازیں اس طرح سنائی دینے لگیں۔ کہ بہت ہی دور سے آرہی ہیں۔ میں دھوپ اور سائے کو دیکھ رہی تھی۔ شاندار لیونارڈ تصاویر کے پاس اچھی طرح لیٹا ہوا اور ریفا لیو سلیبنی کی سبک اور چست شکل روشنی کے سامنے بخوبی نکھری ہوئی نظر آتی تھی۔ مگر یہ سب چیزیں عجیب و غریب طور پر چلتی ہوئی۔ اور تغیر پذیر معلوم ہوتی تھیں۔ اور سبھوں پر ایک طرح کا وسیع اور رنگ دار نور نظر آتا تھا۔ اس وقت مجھے یا تو خیال ہی گذرا۔ یا فی الواقع یہی بات تھی۔ کہ میری پیاری تصویر سے آہستہ آہستہ پردہ اٹھنے لگا۔ اس قدر کہ "فرشتۂ حیات" میری طرف مسکراتا ہوا نظر آنے لگا۔ میں زور زور سے اپنی آنکھیں ملنے لگی۔ اور مصور کی آواز سنکر چونک پڑی اور کھڑی ہوگئی۔

مصور اس طرح بولنے لگا کہ گویا کسی دیوار کے دوسری جانب سے بول رہا ہے۔ یا اس کے بستہ پر کوئی روک لگی ہوئی ہے۔ "آج میں نے آپ کو بہت دیر تک روکا ہے اور آپ کو بہت صبر کرنا پڑا۔ اگر آپ چاہیں تو اب رخصت ہوسکتی ہیں۔"

میں اس کے سامنے ایک کل کی طرح کھڑی ہوگئی۔

گویا مجھ میں قوت ارادی تھی ہی نہیں۔ وہ کتاب جو اُس نے مجھے دی تھی ابھی تک میرے ہاتھ میں تھی۔ میں نے تذبذب کی حالت میں اس تصویر کی طرف نگاہ کی۔ جس کا نام "ہمارے حیات وموت کا مالک تھا"۔ اُس پر اچھی طرح پردہ پڑا ہوا تھا۔ اُس وقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ میری نگاہیں دھوکہ کھا گئیں۔ اور میں نے بولنے اور مسکرانے اور ان نرالی حسّوں کو جو میرے اوپر مسلط ہو رہی تھیں۔ روکنے کی کوشش کی "

میں بولنے لگی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں کچھ اونگھ رہی ہوں اور بہت دور سے بول رہی ہوں۔

میں "میرے خیال میں سگنور سیلینی تمہاری مشرقی شراب ایسی تیز تھی کہ میری طبیعت برداشت نہیں کر سکی۔ میرا سر بہت بھاری ہے۔ اور چکر سا معلوم ہوتا ہے۔

سیلینی (آہستہ لہجہ میں) "محض تھکاوٹ اور دل کی گرمی سے تمہارا یہ حال ہو گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارا سر اسقدر چکرایا ہوا نہیں کہ تم اپنی چہیتی تصویر کو نہ دیکھ سکو۔ کیوں کیا نہیں دیکھ سکتی ہو؟"

میں کانپنے لگی۔ اور خیال کرنے لگی کیا اس تصویر پر پردہ نہیں پڑا ہوا ہے۔ میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو کوئی پردہ نہ تھا۔ اور دونوں فرشتوں کے چہرے صفحہ تصویر پر نہایت چمک دمک کے ساتھ درخشاں تھے۔ اور تعجب ہے کہ مجھے اس امر سے کوئی حیرت نہ ہوئی۔ اگر یہ واقعہ ایک لحظہ پہلے ہوتا۔ تو لاکلام میں متحیر ہوتی۔ اور شاید اور خائف ہوتی۔ میرے دماغ کا غبار یکایک جاتا رہا۔ مجھے ہر چیز واضح طور پر

نظر آنے لگی۔ اور جب میں بولی تو میری آواز ایسی بھری ہوئی اور گونج دار تھی۔ جیسی کہ پہلے کبھی اور بند سی تھی۔ میں تصویر کی طرف غور سے دیکھنے لگی۔ اور میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

میں "سگنور اگر میں اس تصویر کو نہ دیکھ سکوں۔ تو بالکل بے خود ہو گئی۔ جیسی کہ مثل مشہور ہے۔ یہ تمہاری اعلےٰ درجے کی تصویر ہے۔ تم نے اسے کبھی نمائش میں کیوں نہیں رکھا؟"

تیلینی "کیا تم مجھ سے یہ سوال کر سکتی ہو؟" یہ الفاظ اس نے موثر اور زور دار لہجے میں کہے۔ اور یہ کہتے ہی وہ میرے قریب آگیا۔ اور اپنی سیاہ۔ عمیق آنکھوں سے ٹکٹکی باندھ کر میری طرف دیکھنے لگا۔ اس وقت میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کوئی بہت زبردست اندرونی قوت مجھے اس عجیب سوال کے جواب دینے پر مجبور کر رہی ہے۔ اور ایسے الفاظ میں جن کو میں نے پہلے نہیں سوچا تھا۔ اور جب میں نے یہ الفاظ منہ سے نکالے تو میرے ہی کانوں کو ان کے کوئی خاص معنے سمجھ میں نہ آئے۔

میں (آہستہ سے گویا میں اپنا سبق دہرا رہی تھی) "کچھ شک نہیں کہ تم اس اعلےٰ اعتماد کی خلاف ورزی اور انکشاف نہیں کر سکتے تھے۔ جو تمہارے سپرد کیا گیا تھا۔"

تیلینی "خوب کہا! خاتون تم ٹھیک کہتی ہو۔ کل تک کے لئے سلام ہے۔" یہ کہہ کر اس نے نگار خانے کا دروازہ کھول دیا۔ اور میرے گزرنے کے لئے راستہ چھوڑ کر ایک طرف کو کھڑا ہو گیا۔ اور میں اس کی طرف استفسار کی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

میں "کیا میں کل صبح کو اسی وقت آؤں؟"

سیلینی "بشرطیکہ آپ پسند کریں"

میں نے پریشانی کی حالت میں پیشانی کو ہاتھوں سے ملا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ میں رخصت ہونے سے پیشتر اس سے کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔ اور وہ سننے کے لئے صبر سے انتظار کر رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے دروازے کا پردہ اٹھا رکھا تھا۔

میں (اس کی نظروں سے نظریں ملا کر) "میرے خیال میں میں کوئی رخصتی بات کہنا چاہتی تھی۔ لیکن اب مجھے یاد نہیں آتا۔ کہ وہ کیا بات تھی۔ وہ یاد سے اتر گئی ہے"

یہ سنکر سیلینی متانت سے مسکرانے لگا

سیلینی "خاتون آپ اسے یاد کرنے کی تکلیف گوارا نہ کریں میں اس لائق ہی نہیں۔ کہ آپ یہ تکلیف برداشت کریں"

ایک لحظہ کے لئے میری آنکھوں کے سامنے ایک روشنی چمکنے لگی۔ اور میں اشتیاق سے بلند آواز میں کہنے لگی۔

"سگنور وہ مجھے یاد آگئی ہے۔ وہ یہ تھی۔ خدا تمہاری حفاظت کرے"

اس نے اپنا سر تعظیم سے جھکایا اور کہنے لگا "خاتون میں آپ کا بے حد شکر گذار ہوں۔ خدا تمہاری بھی حفاظت کرے۔ الوداع سلام عرض کرتا ہوں"

پھر اس نے آہستہ سے دوستانہ طریق میں مصافحہ کیا۔ اور میرے نکلنے پر دروازہ بند کر دیا۔ جب میں راستے میں اکیلی جا رہی تھی۔ تو اعلیٰ خوشی اور قناعت کی حس جو میرے دل میں ابھی ابھی پیدا ہوئی تھی۔ بتدریج کم ہونے لگی۔ درحقیقت

میری طبیعت اور اس نہیں ہونے لگی تھی۔ لیکن درماندگی کی تکلیف وہ جس نے مجھے بہت ستا رہی تھی۔ اور میرے اعضا اس طرح درد کر رہے تھے کہ گویا میں کئی میل سفر کر کے آ رہی ہوں۔ میں سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اور میں نے جیبی گھڑی دیکھی۔ اسوقت ڈیڑھ بج چکا تھا۔ اور لوگ ہوٹل میں لنچ تناول کر رہے تھے۔ بظاہر مسز ایورارڈ سیر سے واپس نہیں آئی تھی۔ میں تنہا لنچ (سہ پہر کا کھانا) تناول کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اِس لئے ہوٹل کے کھانے کے کمرے میں جانا فضول تھا۔ میں نے اپنے کمرے کے پردے گرا دئے۔ تاکہ جنوب کی طرف سے جو تیز روشنی آ رہی تھی۔ وہ رک جائے۔ میں اپنے بستر پر دراز ہو گئی۔ اور ارادہ کر لیا کہ ابھی سے آنے تک چپ چاپ آرام کرتی رہوں گی۔ میں جسیلینی کے نگار خانہ سے "مردہ مطرب کے خطوط" ساتھ لیتی آئی تھی۔ میں نے اِس کتاب کو پڑھنا شروع کیا۔ تاکہ میں جاگتی رہوں۔ لیکن معلوم ہوا کہ میری توجہ کتاب پر نہیں جم سکتی۔ اور نہ میرے خیالات کا سلسلہ برابر ایک مضمون پر قائم رہتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ میری پلکیں بند ہونے لگیں۔ کتاب میرے بے سکت ہاتھوں سے گر پڑی۔ اور میں چند ہی منٹ میں خواب راحت میں مصروف ہو گئی۔ اور مجھ پر ایسی خواب گراں کا غلبہ ہو گیا جیسے "موت کی نیند" کہنا موزون ہو گا۔ نیند کیا آئی کہ مجھے "دنیا او ر ما فیہا" کی کوئی خبر نہ تھی۔ گویا میری اسوقت کی نیند اس قول کی مصداق تھی۔ کہ سویا اور مرا برابر ہے۔

تین رویا

میرے چاروں طرف ہار ہی ہار ہیں جن کو ایسی مخلوق نے اپنی نورانی انگلیوں سے گوندھا ہے جو چاندنی جیسے منور ہ کی مانند سبک ہیں۔ اور جن کے چھوٹے چھوٹے بازو قوس قزح کے رنگوں سے مزین ہیں۔ یہ مخلوق ہاروں کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ لئے اور مجھے گھیرے ہوئے کھڑی ہیں۔ اور میری طرف مسکراتے ہوئے چہروں اور اشتیاق بھری نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔ اور ہاروں کا ایک سرا میرے ہاتھوں میں دے کر آہستہ سے کہتی ہیں "ہمارے پیچھے پیچھے چلی آؤ" میں بخوشی ان کے کہنے کو مان لیتی ہوں۔ اور عجلت سے آگے روانہ ہوتی ہوں۔ میرے ہاتھ میں خوشبودار ہار ہے۔ وہ زنجیر کی طرح میری رہبری کرتا ہے۔ میں درختوں کی ایک بھول بھلیاں سے گزرتی ہوں ان کی شاخیں گھنی ہیں۔ اور پرندوں کی پرواز اور راگوں کے اثر سے ہل رہی ہیں۔ پھر پانی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ ایک نالہ بڑی آزادی اور زور سے بلا روک ٹوک بہ رہا ہے۔ یہ ایک ہزار فٹ بلند پہاڑ سے نیچے کی طرف گرتا ہے۔ اور گویا اپنے سبک رفتار اور خوبصورتی کی تعریف گرج کر بیان کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی سفید سفید جھاگ کے تاج اپنی فتح کی علامت کے طور پر ہوا میں اچھالتا ہے۔ اس کے اندر سے انا سرا چلتے۔

رنگ بدلتے اور چمکتے ہیں۔ میں اس کی شان و شوکت کو دیکھنے کے لئے ٹھیرنا چاہتی ہوں۔ لیکن گلاب کے پھولوں کے ہاروں کی لڑیاں میرے آگے کھلتی اور دراز ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور پریوں کی سی آواز پکار کر مجھ سے کہتی ہے "پیچھے پیچھے چلی آؤ" میں کالہ سے گزر جاتی ہوں۔ درخت پہلے سے زیادہ گنجان ہوتے جاتے ہیں۔ پرندوں کی گنیاں بند ہوتی جاتی ہیں۔ میرے گرد جو روشنی تھی وہ زرد اور مدھم ہوتی جاتی ہے۔ دور فاصلے پر مجھے ایک طلائی ہلال نظر آتا ہے۔ جو کسی نظر نہ آنے والے تاگے سے ہوا میں معلق معلوم ہوتا ہے۔ کیا یہ پہلی کا چاند ہے؟ نہیں۔ کیونکہ جب میں اس کی طرف نظر اٹھاتی ہوں۔ تو وہ شہاب ثاقب کی طرح ٹوٹتا ہے۔ اور روشنی کے ہزاروں سنہرے نقاط اس میں سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے آتشین حروف جن کر چمکنے لگتے ہیں۔ میں اپنی چندھیائی ہوئی آنکھوں پر زور ڈالتی ہوں۔ اور ان حروف کے معانی معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ ان سے صرف ایک لفظ بنتا ہے۔ ہیلیوپاس ہیر، اس لفظ کو پڑھتی ہوں۔ میں اس کو زور سے بولتی ہوں۔ گلاب کا ہار ٹوٹ کر میرے قدموں پر گرتا اور معدوم ہو جاتا ہے۔ پریوں کی آوازیں سنائی دینے سے رک جاتی ہیں۔ سوائے اس مقام کے جہاں وہی ایک نام آسمانوں کی تاریکی پر حرکت کرتے ہوئے سنہری حروف میں نظر آتا ہے۔ چاروں طرف ایک گہری تاریکی اور خاموشی طاری ہوتی ہے +

ایک وسیع گرجے کا اندرونی منظر میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ بلند سفید سنگ مرمر کے ستونوں پر ایک محراب دار چھت سیدھی

ہوئی ہے۔ طرح طرح کی تصویریں اور نقوش بنے ہوئے
ہیں۔ سقف میں ہزاروں لمپ آویزاں ہیں۔ اور ان میں
سے ہلکی روشنی نکل رہی ہے۔ بڑی قربان گاہ بھی روشن
ہے۔ امام زرق برق لباس پہنے ادھر اُدھر ٹہل رہے ہیں۔
ارغنون جس میں سے پہلے ہلکے ہلکے سُر نکل رہے تھے۔ اب
زور کی تانیں شروع کرتا ہے۔ اور ایک لڑکے کی صاف۔
بلند گونجتی ہوئی آواز معطّر ہوا میں یہ کہتی ہوئی آتی ہے۔
"میں ایمان رکھتا ہوں"۔ اور سریلی بگل کی سی آواز بلند عمارت
پر سے اس طرح گونجتی ہوئی آتی ہے۔ جیسے کہ گھنٹہ
پاک ہوا میں بج رہا ہو ——

پھر نہایت سریلی آواز میں یہ کلمات گرجے میں چاروں
طرف گونجتے ہیں "میں ایمان رکھتا ہوں ایک قادر
مطلق باپ پر۔ جو آسمان و زمین اور سب دیکھی اور ان دیکھی چیزوں
کا خالق ہے۔"

جواب لوگ ان کلمات کو دُہرانے لگتے ہیں۔ اور اُن کی
آوازوں سے گرجا گونج اٹھتا ہے:

میں خود بخود دوزانو ہو جاتی ہوں۔ اور ستائش کا گیت
میری زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ پھر سرود مدّھم پڑ جاتا ہے۔
خوشی کی آوازیں سسکیوں اور افسوسناک نوحوں میں تبدیل
ہو جاتی ہیں۔ ارغنون اس طرح کانپتا ہے۔ جس طرح
آندھی میں دیار کا جنگل۔ اور یہ الفاظ سنائی دیتے ہیں۔
"ہمارے لئے مصلوب بھی ہوا۔ اس نے دکھ اٹھایا اور دفن
ہوا۔" میرے گرد تاریکی چھا جاتی ہے۔ میرے ہوش و حواس

میں فرق آنے لگتا ہے۔ پھر سرود بالکل بند ہو جاتا ہے۔ مگر گرجے کے ایک بغلی دروازے سے چمک دار نور چمکتا ہے۔ اور بیس دوشیزہ نوجوان لڑکیاں سفید لباس زیب تن کئے اور مہندی کے تاج سروں پر رکھے۔ دو دو کی قطار میں آگے پیچھے قدم بڑھاتی ہوئی میرے قریب پہنچتی ہیں۔ وہ میری طرف مسرّت بھری نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔ اور بڑبڑا کر کہتی ہیں "کیا تو بھی ہم میں سے ہے؟" پھر وہ آگے بڑھ کر قربان گاہ کی طرف چلی جاتی ہیں۔ وہاں پھر روشنی چمکنے لگتی ہے۔ میں اُن کو اشتیاق اور دلچسپی سے دیکھتی ہوں۔ اور وہ باریک نازک آواز سے دعا اور مدح کرنے لگتی ہیں۔ اُن میں سے ایک جس کی آنکھیں گہری نیلی ہیں۔ اور اُن سے مہربانی پائی جاتی ہے۔ اپنے سہیلیوں سے جدا ہوتی ہے۔ اور میرے قریب آتی ہے۔ اِس کے ہاتھ میں پنسل اور تختی ہے۔

وہ سنسنی پیدا کرنے والی ہلکی آواز میں کہتی ہے "لکھو! اور جلدی سے لکھو۔ کیونکہ اس وقت جو کچھ تم لکھو گی۔ وہ تمہاری معتقدات کا نوشتہ ہوگا۔"

میں بے اختیاری کے عالم میں اُس کے حکم کی تعمیل کرتی ہوں۔ اپنی قوتِ ارادی سے نہیں۔ بلکہ کسی نامعلوم زبردست قوت سے جو میرے اندر اور ارد گرد اثر کر رہی ہے مجبور ہو کر لکھتی ہوں۔ میں اُس تختی پر صرف ایک حرف لکھتی ہوں۔ میں اِس نام کو لکھتی ہوں تو چونک اُٹھتی ہوں۔ ہیلتو باس۔ میں اُس کو لکھ کر فارغ ہی ہوتی ہوں۔

کہ ایک گھنا سفید بادل سے گرجے کو میری نظروں سے چھپا لیتا ہے۔ خوبصورت دوشیزہ لڑکیاں غائب ہو جاتی ہیں۔ اور ایک سناٹے کا عالم ہو جاتا ہے۔

میں ایک متین اور سنجیدہ۔ رسیلی اور سُریلی آواز کو غور سے سن رہی ہوں۔ جو ہلکی اور گت دار ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کتاب پڑھ رہا ہے۔ یا زبانی کوئی عبارت سنا رہا ہے۔ مجھے ایک چھوٹا سا کمرہ نظر آتا ہے۔ اُس میں مختصر اسباب ہے۔ اور ایک میز کے سامنے جس پر کتابوں اور قلمی مسودوں کے ڈھیر لگے ہیں۔ ایک شریفانہ وضع کا آدمی بیٹھا ہے۔ اس کے بشرے سے حاکمانہ خو بو پائی جاتی ہے۔ اُس کی زندگی کی بہار کا آغاز ہے۔ وہ عین شباب میں ہے۔ اُس کے سیاہ بالوں کی رونق کم کرنے والا۔ کوئی سفید بال نظر نہیں آتا۔ اُس کے چہرے پر جھُریاں۔ بالکل نہیں۔ اُس کی پیشانی پر فکر و تشویش کی کوئی شکن نہیں۔ اُس کی آنکھیں جھکے ہوئے ابروؤں کے نیچے اندر کو گھسی ہوئی ہیں۔ اور اُن کا رنگ بہت نیلا اور صاف ہے۔ نگاہیں متجسس معلوم ہوتی ہیں۔ گویا اُن کو سمندر میں دور دور کی چیزیں دیکھنے کی عادت ہے۔ اُس کے سامنے ایک بڑی سی کتاب کھلی ہوئی رکھی ہے۔ اور اُس کے ہاتھ اسی کتاب پر رکھے ہیں۔ وہ پڑھ رہا ہے۔ اور اُس کے بشرے سے توجہ اور شوق ہویدا ہے۔ گویا وہ اپنے ہی خیالات کو بلند آواز سے بیان کر رہا ہے۔ اور ایسے فصیح تقریر کرنے والے کے یقین اور جوش کے ساتھ جسے اپنی کلام کی

صداقت میں شک نہ ہو۔ وہ یہ کہہ رہا ہے:-
"عالم محض قانون محبت سے قائم ہے۔ ایک بارعب۔ نفرت
آمیز والی سلطنت آندھیوں۔ طوفانوں۔ مدوجزر موسموں کے
آمدورفت۔ پھولوں کی پیدائش۔ جنگلوں کے نشوونما۔ دھوپ
کے نکلنے اور ستاروں کی چپ چاپ چمکنے پر مسلط ہے۔ ایک
وسیع دائمی شفقت تمام مخلوقات پر طاری ہے۔ ہر طرح کے
افسوس اور ہر طرح کے گناہ کے لئے ایک وسیع ویدی رحم موجود
ہے۔ جس نے سیاروں کو پہلے ہوا میں معلق کیا۔ اور ان کو
زمانہ کے اختتام تک گردش کرنے کا حکم دیا۔ جو کامل کمال
کا سرچشمہ ہے۔ وہ کوئی بھری نابینا۔ متلون مزاج۔ لالچی یا
بے رحم ہستی نہیں ہے۔ اس کے لئے نہائت چھوٹے نغمہ سنج
پرند کی موت دنیا کے شہنشاہ کی وفات کے برابر عظیم یا ادنے
واقعہ ہے۔ اس کی نظروں میں ایک پھول کا بے وقت مرجھانا
ایک زبردست قوم کے زوال کی مانند قابل رحم بات ہے۔ وہ
معصوم بچے کی پہلی دعا کو ویسے ہی صبر سے سنتا ہے۔ جیسے کہ
ہزاروں پرستش کرنے والوں کی متفقہ دعاؤں کو۔ کیونکہ ہر
چیز کے اندر اور ہر چیز کے گرد آفتاب سے لے کر ریگ
کے ایک ذرے تک اسکی اپنی نہائت کامل ہستی کا ایک چھوٹا
سا یا بڑا حصہ موجود ہے۔ اگر وہ اپنی مخلوقات سے نفرت کرے۔
تو گویا وہ خود اپنی ذات سے نفرت کرے گا۔ اس لئے وہ اپنے
پیدا کی ہوئی تمام چیزوں سے محبت کرتا ہے۔ اور محبت کامل
اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس میں رحم۔ عفو۔ اور
تحمل ہو۔ اس لئے وہ رحم۔ عفو اور تحمل سے کام لیتا ہے۔ کیا

یہ ممکن ہے کہ ایک انسان محض اپنے دوست یا بچے کی خاطر اپنا انکار کرے؟ اور غیر محدود محبت ایثار نہ کرے۔ ہاں وہ ایسی بے انتہا چیزوں کے لئے جیسا کہ وہ خود غیر محدود طور پر عظیم ہے۔ ایثار کرتا ہے۔ کیا ہم اُس کی مخلوق انسان میں تو رحم دلی کے اوصاف کو تسلیم کریں۔ اور خدا سے تعالےٰ میں اُن کے وجود سے انکار کریں؟ - میری روح خوش ہو کہ تو انسانی تصور سے خارج ہستی کے پردے کو چھید کر نکل گئی ہے۔ اور تو نے صداقت کو دیکھ اور معلوم کر لیا ہے۔ یہ کہ تجھے زندگی کا سبب اور موت کی جزا صاف صاف طور پر معلوم کرا دی گئی ہے۔ تاہم اس خوشی میں تجھے افسوس بھی کرنا چاہئے۔ کیونکہ تیری قسمت میں یہ لکھا ہے کہ تو اس راحت کی طرف جو خود تجھے حاصل ہوئی ہے۔ متعدد روحوں ہی کو کھینچ کر لا سکتی ہے"۔

بولنے والے کی آواز اور چہرے میں کچھ ایسی کشش تھی۔ کہ میں ہمہ تن گوش ہو کر اُس کے لبوں سے جو لفظ نکلتا تھا۔ اُسے سنتی تھی۔ پھر وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔ اور اُس نے نہایت متانت اور خشوع کے ساتھ اپنے ہاتھ پھیلا دیے۔

وہ شخص (بلند آواز سے) آزول۔ میری قسمت کے قاصد۔ تو جو عناصر کی رہبری کرنے والی روح ہے۔ تو جو طوفان کے بادل پر سوار ہوتی ہے۔ اور بجلی کے کنارے پر تخت نشین یا جلوہ گر ہوتی ہے۔ اِس برقی شرارے کی طفیل جو میرے اندر ہے۔ اور جس کا تو ام شعلہ ہے۔ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اِس ایک اور غریب انسانی روح کو میرے پاس بھیج دے۔ اور مجھے یہ توفیق دے کہ میں اُس کی بے چینی کو

آرام میں۔ اُس کے تذبذب کو یقین میں۔ اُس کی کمزوری کو
قوت میں۔ اُس کی تھکا دینے والی قید کو آزادی کے نور میں
تبدیل کر دوں بآزادیٔ دل !"
پھر اُس کی آواز بلند ہو گئی۔ اُس کے پھیلے ہوئے ہاتھ
آہستہ آہستہ اپنی اصلی جگہ پر آ گئے۔ بتدریج اُس نے اپنی تمام
شکل کو میری طرف موڑا۔ وہ میرے مقابل ہوا۔ اُس کی تیز
نگاہیں مجھے جلائے دیتی تھیں۔ اُس کی عجیب مگر حلیمانہ مسکراہٹ
نے مجھے محو کر دیا۔ مگر میرے دل پر بلاوجہ ہیبت طاری تھی۔
میں کانپتی تھی۔ میں اُس متجسس اور مقناطیسی نگاہ کے سامنے
سے بھاگ جانے کے لئے کوشش کرتی تھی۔ اُس کی بلند مگر
شیریں آواز سے پھر مہر سکوت ٹوٹی۔ وہ مجھ سے مخاطب ہوا۔
"میری بچی تو مجھ سے ڈرتی ہے ؟ کیا میں تیرا دوست نہیں۔
کیا تجھے ہیابیو یا اُس کا نام معلوم نہیں ہے ؟"
اِس نام کو سنکر میں چونک گئی۔ اور میں نے سانس
کے لئے منہ پھاڑ دیا۔ میں چیخنا چاہتی تھی۔ مگر چیخ نہیں سکتی
تھی۔ کیونکہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک زبردست ہاتھ نے میرا منہ
بند کر رکھا ہے۔ اور بے حد بوجھ مجھے نیچے کو دبا رہا ہے۔ میں
اِس نظر نہ آنے والی طاقت کے ساتھ زور سے کشمکش کرتی
تھی۔ بتدریج مجھے غلبہ حاصل ہونے لگا۔ ایک اور کوشش
کے بعد مجھے فتح حاصل ہوئی۔ یعنے میں بیدار ہو گئی۔
ایک آشنا آواز کہتی ہے " غنیمت ہے کہ تم زندہ ہو۔
تم پر نیند کا جادو چل گیا تھا۔ میں قریباً فاقہ کی حالت میں
دو بجے کے قریب گھر پہنچی۔ اور میں نے تم کو معصوم بچے کی

طرح جس کا چہرہ شگفتہ و شاداب ہو۔ یہاں سوتے دیکھا ۔
میں کھٹال کو ڈھونڈ کر لائی۔ اور بیچ کھایا۔ کیونکہ تمہاری
نیند میں خلل انداز ہونا گناہ معلوم ہوتا تھا۔ اب ٹھیک چار
بجے ہیں۔ کیا یہاں کچھ چاے منگوالیں ؟"
میں مسز ایوراڈ کی طرف دیکھ کر مسکرائی ۔ اور میں نے
چاے منگوانے پر رضامندی ظاہر کی۔ اس کی گفتگو سے
معلوم ہوا کہ میں اڑھائی گھنٹے سوئی تھی ۔ اور اس اثنا
میں خواب دیکھتی رہی ۔ لیکن میرے خواب اصلی واقعات
کی طرح میرے دل پر منقش تھے ۔ ابھی میری طبیعت میں
غنودگی موجود تھی ۔ لیکن میں خوب آرام کر چکی تھی ۔ اور
میری مزاج میں مزے مزے کا سکون و اطمینان پیدا ہو گیا
تھا۔ میری سہیلی نے چائے کے لئے گھنٹی بجائی ۔ اور پھر
مڑ کر مجھے حیرت سے دیکھنے لگی ۔
آخر وہ میرے بستر کے قریب آئی اور میری طرف غور سے
دیکھ کر کہنے لگی "بیٹی تم نے کیا کیا ہے ؟"
میں "اس جملے سے آپ کی مراد کیا ہے ۔
مسز ایوراڈ " اجی تم تو ایک اور ہی قسم کی آدمی معلوم
ہوتی ہو۔ جب میں صبح کو تمہیں یہاں چھوڑ کر گئی تھی ۔ تو
تمہارا رنگ پیلا پیلا اور صورت بھیانک معلوم ہوتی تھی ۔
گویا تم مریض لب گور تھیں ۔ مگر اب تو تمہاری آنکھوں میں
نور ہے ۔ اور تمہارے رخساروں پر دل فریب رنگت اور رونق
ہے۔ تمہارے لبوں کا رنگ بھی ویسا ہے جیسا کہ ہونا چاہئے
اور خوف زدہ و سراسیمہ ہو کر لیکن شاباش تم کو نجانے کیا ہو گیا ہے ؟"

میں (مسکرا کر) "میرا تو یہ خیال نہیں" اور میں نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ کہ وہ میری نبض دیکھے۔

مسز ایورارڈ۔ (تشفی پاکر) "نہیں۔ بخار تو نہیں ۔ مگر تمہاری ہتھیلی مرطوب اور سرد ہے۔ اور تمہاری نبض با قاعدہ چل رہی ہے۔ بہر کیف تم ہوشیار معلوم ہوتی ہو۔ اور اگر تم آج رات محفل رقص میں شریک ہونے کا ارادہ کرو۔ تو مجھے کوئی حیرت نہ ہوگی"

میں "رقص؟ کیا رقص اور کہاں ؟"

مسز ایورارڈ "جی میڈم گرینڈ تر نے جو ایک خوش باش اور زندہ دل فرانسیسی خاتون ہے۔ اور جس کے ہمراہ میں سیر کو گئی تھی۔ آج رات ایک با قاعدہ محفل رقص منعقد کی ہے"

میں (مضحکہ خیز استفسار کے طور پر) "کیا اس نے وضع داروں کی دعوت بھی کی ہے؟"

مسز ایورارڈ (قہقہہ لگا کر)

"جی ہاں۔ ممکن ہے کہ اس قسم کا مجمع موجود ہو۔ مجھے اس کے خلاف کوئی بات معلوم نہیں ہے۔ بہر کیف اس نے باجو کرایہ پر منگوایا ہے۔ اور عمدہ و نفیس کھانے کے لئے حکم دیا ہے۔ ہوٹل کے نصف مہمان موجود ہونگے۔ اور بہت سے بیرونی آدمیوں کو بھی نیوتے بھیجے گئے ہیں۔ اس نے دریافت کیا تھا۔ کیا ہم بھی آسکیں گے۔ یعنے میں۔ کرنل اور تم۔ میں نے جواب دیا۔ کہ میں اپنی اور کرنل کی تو ذمہ وار ہوں۔ لیکن میں تمہاری حامی نہیں بھر تی۔ کیونکہ تم مریض ہو۔ لیکن اگر تمہاری حالت ویسی ہی رہے جیسی کہ اب ہے

تو کسی کو معلوم نہ ہوگا۔ کہ تم بیمار تھیں الفانش چائے لاؤ "
یہ الفاظ اس نے ایک شائستہ دربان سے کہے۔ جو ہماری
خدمت میں خاص طور پر حاضر رہتا تھا۔ اور جس نے اسوقت
ہم سے یہ دریافت کرنے کی غرض سے دروازے پر دستک
دی تھی۔ کہ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں "
میری سہیلی نے میرے روبصحت ہونے کے متعلق جو
کچھ کہا تھا۔ میں نے اس پر بالکل یقین نہ کیا۔ میں بستر سے
اٹھی۔ اور لباس کی میز کے قریب گئی کہ آئنے میں اپنی صورت
دیکھ کر خود ہی اس امر کا فیصلہ کروں کہ آیا میری صورت تندرستوں
کی سی معلوم ہوتی ہے۔ اور میں اپنا عکس دیکھ کر اس قدر
حیرت زدہ ہوئی کہ میں ایک قدم پیچھے ہٹ گئی میری آنکھوں
کے نیچے جو گہرے نشان اور حلقے تھے۔ میری پیشانی پر
درد کے آثار اور شکن جو صبیتوں سے پائی جاتے تھے۔ دہن
کا کھنچاؤ جس سے میری صورت مریضوں کی سی اور مشوش
معلوم ہوتی تھی یہ سب گویا کسی طلسمی اثر سے کافور ہو گئے
تھے۔ مجھے اپنی رنگت گلابی اور آنکھوں میں دلفریب چمک
نظر آئی۔ آئینے کے عکس میں ایک خوش۔ زندہ دل نوجوان
عورت کی صورت دکھائی دی۔ جو مسکراتی ہوئی میری طرف
دیکھ رہی تھی۔ اس لئے مجھے شک سا ہوا کہ کیا یہ اپنی عکس
ہے "

میں نے اپنی گنجان کاکل اپنی پیشانی سے ہٹائیں۔
اور زلفوں کو ایک طرف کر دیا۔ زیادہ توجہ سے دیکھنے لگی۔
اس وقت اپنی بہت خوش ہو کر کہنے لگی " اے لو! کیا میں

نے تم سے غلط کہا تھا ہ تم میں تو ایک حیرت انگیز تغیر ہو گیا ہے۔ مجھے اِس کا باعث معلوم ہے۔ یہاں کی صحت بخش ہوا اور دلکش مناظر کے اثر سے تمہاری حالت بہتر ہو گئی ہے۔ لیکن تمہیں خود اِس کا حال معلوم نہیں ہے۔ اور سہ پہر کی طویل اور تسکین بھری نیند نے جس سے تم ابھی بیدار ہوئی ہو تمہیں بالکل تندرست کر دیا ہے۔"

میں اس کے جوش مسرت پر مسکرا دی۔ لیکن مجھے مجبوراً یہ تسلیم کرنا پڑا۔ کہ جہاں تک واقعی شکل و صورت کا تعلق ہے وہ درست کہتی تھی۔ اب کسی کو یقین نہیں آ سکتا تھا کہ میں کبھی بیمار تھی۔ یا بیمار رہی ہوں۔ میں نے چُپ چاپ اپنے بالوں کی لٹیں کھولیں۔ اور اُن میں کنگھی کرنے اور آئنہ کے سامنے اُن کو سنوارنے لگی۔ اُس وقت میرے دل سے طرح طرح کے خیالات دوچار ہو رہے تھے۔ مجھے بخوبی یاد تھا کہ ریفا لیو سیلیپنی کے نگار خانے میں کیا واقع ہوا تھا۔ اور اُس سے بھی زیادہ صفائی سے وہ تین خواب یاد تھے جو میں نے نیند کی حالت میں دیکھے تھے۔ اِن خوابوں کا بنیادی نام بھی مجھے بخوبی یاد تھا۔ لیکن میرا باطنی ادراک کہہ رہا تھا نہ مجھے یہ نام بلند آواز میں ظاہر نہ کرنا چاہیئے۔ ایک دفعہ مجھے خیال آیا "کیا پنسل سے اِس نام کو لکھ لوں مبادا کہ یہ فراموش ہو جائے؟" اور اسی ادراک نے مجھے جواب دیا کہ "نہیں"۔

ایمی اِس عرصے میں چٹاخ چٹاخ باتیں کرتی رہی۔ اور میں دیکے واقعات پر غور کر ...

ایمی (بلند آواز سے) کہو بچی رقص میں چلو گی نا؟

میں "ہاں بخوشی شریک ہوں گی" اُس وقت مجھے
ایسا معلوم ہوتا تھا - کہ میں نارج سے لطف اور خوشی حاصل کرونگی
ایمی "شاباش بہت خوب مزا ہوگا - بڑا لطف آئے گا - میرے
خیال میں غیر ملکوں کے بڑے بڑے القاب والے لوگ بھی
آئیں گے - کرینل کسی قدر کند ہے مگر جب کبھی اُسے پورا لباس
پہننا پڑتا ہے - تو اُس کی یہی حالت ہوا کرتی ہے - وہ اُس
سے نفرت کرتا ہے - اُس شخص میں نمائش تو نام کو نہیں - وہ
شام کا لباس پہنتا ہے تو زیادہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے - لیکن
اُسے خود یہ بات معلوم نہیں ہے - مگر مجھے بتاؤ (اور اُسکے
دلکش چہرے پر سچی زنانہ تشویش کی وجہ سے متانت پیدا ہوگئی)
تم پہنو گی کیا - تمہارے پاس رقص کا لباس تو نہیں؟"
میں نے آخری کاکل کو گرہ دی - اور جوڑا ختم کر دیا - اور
پھر میں نے اُس کی طرف منہ کیا - اور اُس کے ساتھ پیار سے
باتیں کرنے لگی - وہ نہایت خوش طبع اور فیاض عورت تھی - وہ
اپنا کوئی نفیس جوڑا بخوشی مجھے دے دیتی - بشرطیکہ میں اُس
سے عاریتاً لینے کی خواہش ظاہر کرتی *
میں "نہیں پیاری - میرے پاس رقص کا باقاعدہ لباس
اور سامان تو موجود نہیں ہیں - کیونکہ مجھے یہ توقع ہی نہ تھی -
کہ یہاں رقص کا موقع پیش آئے گا - بلکہ اور کسی مقام کی بابت
بھی ایسی امید نہ تھی - میں وہ بڑے ٹرنک نہیں لائی - جن
میں پیرس کی وضع کے رقص کے جوڑے ہیں اور جنہیں لاڈلی
اور بگڑے مزاج دلہن پہنتی ہو - تاہم میرے پاس کام چلانے کا
لباس موجود ہے - واقعی اُس سے کام چل جائے گا"

ایمی (دو سیر ہونے والے تعجب سے) "کیا لباس ہے ؛ کیا میں نے اُسے دیکھا ہے ؛ مجھے دکھاؤ"
اُس وقت بائیز الفانس نے دروازے پر دستک دی۔ میں "اندر آؤ"۔ ہوٹل ڈی ایل ——— میں بہت نفیس چائے تیار ہوتی تھی۔ اُس نے یہ چائے لاکر میز پر رکھ دی۔ اور چائے کی کشتی عجب انداز سے رکھی۔ اور پھر اپنی صدری کی جیب سے ایک چھوٹا سا رقعہ نکالا۔ اور سلام کرکے کہنے لگا۔ "آپ کے لئے ہے" اور اُس نے وہ رقعہ میرے ہاتھ میں دے دیا۔ اور تعجب سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ اُس کو بھی میری شکل میں صاف تغیر نظر آرہا تھا۔ لیکن وہ خود مجسّم شان وشوکت معلوم ہوتا تھا۔ اور اُس نے فی الفور واقعی شائستہ ومؤدب دربان کی طرح اپنی حیرت کو دور کر دیا۔ اور دبے پاؤں حسب معمول کمرے سے باہر چلا گیا۔ وہ رقعہ سیابینی کا تھا۔ اُس کا مضمون یہ تھا:۔
"اگر خاتون آج شام کو اپنے لباس میں لگانے کے لئے پھول پسند نہ کریں۔ تو وہ اپنے عاجز دوست اور خادم پر بڑا بھاری احسان کرینگی"

"ریفالیو سیلینی"

میں نے رقعہ پڑھ کر ایمی کے ہاتھ میں دے دیا۔ جس کے دل میں اُس کا مضمون معلوم کرنے کی بے حد خواہش پیدا ہورہی تھی۔

ایمی (رقعہ پڑھ کر) "کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ وہ ایک عجیب روان ہے ؛ اِس سے اُس کی مراد یہ ہے۔ کہ وہ آپ کے

کے لئے کچھ پھول بھیجے گا۔ لیکن مجھے اس خیال سے حیرت ہوتی ہے کہ اُسے یہ کس طرح معلوم ہو گیا کہ آج شام کو تم خاص لباس زیب تن کرو گی اور اگر میں میڈم ویڈیر کے اس قول پر خیال کروں جس نے یہ صاف صاف کہا تھا کہ میں سیلینی کو رقص کا بلاوا شام کو ہوٹل میں دونگی۔ تو سیلینی کی درخواست اور زیادہ عجیب معلوم ہوتی ہے۔

میں "شاید الفانس نے تم سے سب حال بتا دیا ہو؟"

یہ سنکر میری سہیلی کے چہرے کی بشاشت اور رونق بڑھ گئی۔"

ایمی "بے شک یہی بات ہے۔ اور مسٹر سیلینی نے اُس کی باتوں سے یہ فرض کر لیا ہے۔ کہ تمہارے سی عمر کی عورت رقص میں شریک ہونے سے انکار نہیں کرے گی۔ تاہم اس میں بھی ایک انوکھی بات ہے۔ ہاں مگر میں یہ دریافت کرنا بھول گئی کہ اب تمہاری تصویر کیسی رہی؟"

میں (ٹالنے کے خیال سے) "میرے خیال میں اچھی رہیگی۔ سگنور سیلینی نے اس کے شروع کرنے کے لئے کسی قدر خاکہ سا بنایا ہے"

ایمی "کیا وہ تمہاری طرح تھی جیسا واقعی تمہاری شکل سے مشابہ تھی؟"

میں "میں نے اُسے قریب سے نہیں دیکھا کہ اس بارے میں فیصلہ کر سکتی"

ایمی (ہنسکر) "تم کیسی بے حیا نوجوان لڑکی ہو۔ میں ہوتی تو دوڑ کر اس کے آلہ تصویر کے پاس جاتی۔ اور جو کچھ اس نے

بنایا تھا اُسے دیکھ لیتی۔ واقعی تم تمیز مجسم ہو۔ اب میں تمہیں اکیلے چھوڑ کر چلے جانے کی چنداں پرواہ کیا کروں گی۔ اب لباس کا ذکر کرنا چاہیئے۔ جسے تم آج رات کو زیب بدن کروگے۔ اچھی لڑکی مجھے یہ ضرور دکھاؤ۔"

میں نے اپنا ٹرنک کھولا۔ اور دھانی رنگت کا ایک ریشمی جوڑا نکالا۔ یہ بہت ہی سادہ بنا ہوا تھا۔ سوائے پرانی وضع کے لیس کے جو گردن اور آستینوں پر ٹنکی ہوئی تھی۔ وہ آرائشی چیزوں سے بالکل معرا تھا۔ ایمی اُسے نکتہ چینی کی نظر سے دیکھنے لگی۔

ایمی (میرے چہرے کی طرف دیکھ کر) "اگر تم کل رات۔ یہ لباس پہنتیں تو بالکل بھیانک معلوم ہوتیں۔ لیکن آج رات میرے خیال سے یہ موزوں معلوم ہوگا۔ کیا محرم کسی قدر نیچی نہیں ہونی چاہیئے تھی؟"

میں "نہیں میں آپ کے مشورے کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں نیچی محرم بیواؤں کے سپرد کرتی ہوں۔ جو اتنی گردن برہنہ رکھتی ہیں کہ نیم درجن لیڈیوں کے لئے کافی ہو۔"

ایمی "جو تمہاری مرضی سو کرو۔ البتہ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تمہاری قمیص کی آستین چھوٹی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ تمہیں بجائے گول یونانی وضع کے گریبان کے مربع گریبان پسند ہوگا۔ مگر غیر گول ہی بہتر ہے۔ کپڑا خوش نما ہے۔ تم نے کہاں سے لیا تھا؟"

میں "لنڈن میں مشرقی ایشیا کے ایک عجائب خانہ سے۔۔۔ پیاری تمہاری چائے سرد ہو رہی ہے۔"

حسن نے میری پوشاک بستر پر رکھ دی۔ وہاں مجھے ایک عجیب کتاب جس کی جلد چاندی کی تھی۔ اور جو میں نے وہاں رکھ دی تھی۔ نظر آئی ؛

کتاب کا نام دریافت کرنے کے لئے اُس نے ورق الٹ کر کہا " اور یہ کیا ہے ؟ " مردہ مطرب کے خطوط " کیسا بھیانک نام ہے ! کیا یہ غم پیدا کرنے والی کتاب ہے ؟

میں ایک آرام چوکی پر بیٹھ کر چائے کی چسکیاں بھرنے لگی اور یوں جواب دیا " ہرگز نہیں۔ یہ ایک بہت عالمانہ۔ شاعرانہ اور دلکش کتاب ہے۔ سگنور سیلینی نے مجھے مستعار دی ہے۔ اس کا مصنف سیلینی کا دوست تھا "

ایمی دمعنے خیز اور سنجیدہ نگاہوں سے دیکھ کر) " اب بتاؤ۔ یہ کیا بات ہے ؟۔ محتاط رہو۔ محتاط رہو۔ کیا تم اور سیلینی دلی دوست نہیں بن گئے ؟ کیا افلاطون کی طرح تم بھی ایک دوسرے سے تصور میں محبت کرنے لگے ہوئے ؟ "

اُس کی یہ بات مجھے اس قدر لغو معلوم ہوئی۔ کہ میں خوب ہی ہنسی۔ پھر ایک لحظہ بھر سوچنے یا خیال کرنے کے بغیر کہ میں کیا جواب دے رہی ہوں۔ میں نے حیرت انگیز مستعدی اور صفائی باطنی سے جواب دیا۔ گو مجھے اس امر کی نسبت کچھ معلوم نہ تھا۔ " پیاری ربفا لیو سیلینی کی نسبت ہو چکی ہے۔ اور وہ اپنی معشوقہ کو دل سے چاہتا ہے "

یہ بات کہہ کر مجھے اپنے آپ پر بہت حیرت ہوئی۔ میرے پاس اس بات کا کیا ثبوت تھا کہ سیلینی کی نسبت ہو چکی ہے ؟ مجھے اس امر کی نسبت کیا معلوم تھا ؟۔ میں نے پریشان ہو کر

یہ کوشش کی کہ اس بے بنیاد اور عاجلانہ قول کو کسی طرح واپس لے لوں۔ لیکن گو میں اُسے بالکل جھوٹ جانتی تھی۔ تاہم میری زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ حالانکہ میں نے یہ بات پہلے بہت مستعدی اور تیزی سے کہدی تھی۔ ایمی کو میری تشویش کا حال معلوم نہ تھا۔ اُسے تیلینی کے کسی پر عاشق ہونے کے خیال سے خوشی اور دلچسپی حاصل ہو رہی تھی۔

ایمی (بلند آواز سے) "واقعی یہ سُنکر مجھے خیال پیدا ہو گیا کہ تیلینی بہت ہی عجیب آدمی ہے۔ خیال تو کرو میں نے تمہیں اپنی منسبت کا حال بتا دیا۔ کیسی خوشی کی بات ہے! میں اُس سے اُس کی معشوقہ کے تمام حالات دریافت کروں گی۔ لیکن میں واقعی ممنون ہوں کہ وہ تم پر عاشق نہیں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اُس کا سر پھر گیا ہے۔ یہ کتاب جو اُس نے تمہیں مستعار دی ہے۔ کسی ساحر کی چیز معلوم ہوتی ہے" اور وہ مردہ مطرب کے خطوط کی ورق گردانی کرنے لگی۔ اور یہ دیکھنے لگی کہ کوئی دلکش عبارت مل جائے۔ یکایک وہ رک گئی اور چلا کر کہنے لگی "اجی یہ تو بالکل مہیب ہے۔ اِس کتاب کا مصنف سچ مچ دیوانہ ہو گا۔ سُنو تو"۔ اور وہ یہ عبارت بلند آواز سے پڑھنے لگی۔

"ہوا کی مملکتیں کیسی زبردست ہیں، وہ کیسی وسیع ہیں۔ اُن کی آبادی کیسی گنجان ہے۔ اُن کی تقدیر کیسی شان دار ہے۔ اُن کے باشندے کیسے زبردست اور دانا ہیں۔ انہیں لازوال حسن وصحت حاصل ہے۔ اُن کی حرکات گویا سرود ہیں۔ اُن کی نظریں گویا روشنی ہیں۔ وہ اپنے قوانین یا فیصلوں میں غلطی

نہیں کرتے - کیونکہ اُن کی زندگی محبت ہے - ان میں ریاستیں
اور سلطنتیں ہیں - لیکن سب مساوی ہیں - ہر ایک کو مختلف
فرض انجام دینا ہوتا ہے - مگر ان کی سب محنت و مشقت اعلے
درجے کی ہوتی ہے - اِس دنیائے دوں میں ہمارا مقدر کیا ہے -
کیونکہ مہد سے لحد تک یہی روحانی مشاہدہ کرنے والے ہم کو
دیکھتے رہتے ہیں ہمارے لئے انکی دلچسپی کم نہیں ہوتی اور ہماری حالت غور کرنے میں انکو
تامل پیدا نہیں ہوتا اے فرشتہ خصلت ارواح انسانی زندگی کے ادنےٰ اور
خستہ منظر میں کون سی بات ہے - جو تمہارے عظیم ادراک کی
کشش کرتی ہے ہ - افسوس - گناہ - غرور - شرم - ہوس -
ناکامی - ضد - جہالت - خود غرضی - فراموشی - اِن چیزوں
کی اِس قدر افراط ہے - کہ تم اپنے منوّر چہروں کو ان بادلوں
میں چھپا لو - جنھیں کوئی چیز چیر نہیں سکتی - اور بادلوں کے
پردے سے انسانی جرائم - اور مصائب کے نظارے کو ہمیشہ
کے لیئے چھپا دو - لیکن اگر تمہاری آوازوں کی ہدایت کے
مطابق اپنے ارادے کے زور سے جو تمہاری قسمت میں ساری
ہے - ہماری روحیں زمین کے بلند ہونے کی نہایت خفیف
اور کمزور کوشش بھی کریں - تو جن بڑے عظموں میں تم رہتے
ہو - وہاں بے حد خوشی کی آواز گرجتے ہوئے سرود کی طرح
لہریا سُر کی مانند پھیل جاتی ہے - اور تم خوش ہوتے ہو -
مبارک ارواح ! تم اپنی زندگیوں سے خارج خوشی پر خوش ہوتی
ہو - جب تمہیں معلوم ہوتا ہے کہ معدودے چند انسان عالگیر
خود غرضی اور بے ایمانی سے مبّرا ہیں - تو تم کو بے حد خوشی ہوتی
ہے - سچ سچ ہم گواہوں کے بادل کے ایک سایہ کے نیچے کام

کر رہے ہیں - اے گنجان مگر چیک دار گروہو منتشر ہو جاؤ -
پھیل جاؤ - میری طرف سے اپنی جلتی ہوئی - صداقت سے
بھری ہوئی - ناقابل تغیر آنکھیں پھیر لو - الہی - اور ابدی
افسوس اور رحم کی نظروں سے بھری ہوئی ہیں - اے لو -
میں تمہاری شان و شوکت دیکھنے کے بالکل لائق نہیں - تاہم
مجھے لازم ہے - کہ میں تم سب کو دیکھوں - تم سے واقفیت
پیدا اور محبت کروں - حالانکہ دیوانی نابینا دنیا اپنی ہلاکت کی
طرف دوڑی چلی جا رہی ہے - اور کوئی اس کی تقدیر کو پھیر
نہیں سکتا "

اس مقام پر پہنچ کر امی نے کتاب ایک طرح کی حقارت
سے پھینک دی - اور مجھ سے کہنے لگی -

"اگر تم ایک دیوانے کی بڑسے اپنے دماغ کو پراگندہ کرنا
چاہتی ہو - تو تم ویسی نہیں ہو جیسا کہ میں نے خیال کیا
تھا - اجی یہ تو صوفیانہ خیالات و عقائد کے آدمیوں کی سی
باتیں ہیں - ہوا کی بادشاہتیں بھی ہونگی - اور گواہوں کے
بادل جو اُس نے خیال کر رکھے ہیں - اُن کا وجود بھی ہوگا -
یہ تو بالکل لغو اور فضول خیالات ہیں "

"ہاں وہ اُس نے گواہوں کے بادل والا فقرہ پولوس رسول
کی کتاب سے اقتباس کیا ہے "

میری سہیلی نے (بلا وجہ غصّے سے) کہا جیسا کہ اچھے پروٹسٹنٹوں
کی عادت ہے - کہ جب اُن کی پیاری بائیبل کو کوئی شخص اتفاقیہ
پاؤں تلے روندتا ہے - تو بہت غضب ناک ہو جاتے ہیں -
اُس نے یہ کہا - اس کے لئے اور بھی شرم کی بات ہے -

کسی نے خوب کہا ہے کہ شیطان بھی اپنے مطلب کی تائید میں بائبل کی آیتیں پیش کرسکتا ہے۔ اور یہ مطرب مجھے یقین ہے۔ کہ وہ مرگیا ہے۔ اور یہ اچھا ہوا) بالکل کافر ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مضحکہ خیز خیالات کی تائید میں بائبل کی تائید پیش کرتا ہے۔ "گواہوں کے بادلوں سے" پولوس رسول کی مراد "ہوائی گروہ اور" جلتی ہوئی ناقابل تغیر آنکھیں" اور اسی قسم کی اور لغو بات نہیں تھیں"۔

میں (آہستہ سے اصرار کے لہجے میں) "اچھا تو اس کی کیا مراد تھی؟"

ایمی نے (شماتت اور ملامت کے لہجے میں) "آجی اس کی وہی مراد تھی۔ تم بخوبی جانتی ہو کہ اس کی کیا مراد تھی۔ اور مجھے تعجب ہے کہ تم مجھ سے ایسا سوال کرتی ہو۔ یقیناً تم بائبل کو جانتی ہو۔ اور تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ پولوس رسول کو روحانی مسائل کبھی بھی پسند نہیں تھے"۔

میں (آہستہ سے مسکرا کر اور یہ جملات سناتی ہوئی) "اور آسمانی بھی جسم ہیں۔ اور زمینی بھی۔ مگر آسمانوں کا جلال اور ہے"۔

یہ سنکر مسز ایڈورڈ ہیبت زدہ اور غصہ ہوگئی۔ اور کہنے لگی "پیاری میں تمہاری حالت سے شرمسار ہوتی ہوں۔ میں صاف کہے دیتی ہوں۔ کہ تم ارواح پر اعتقاد رکھتی ہو۔ میرا تو خیال تھا کہ ماسکیلینی اور کوک نے ہر شخص کے دماغ سے اس قسم کے خیالات خارج کردئے ہیں۔ اور یہ خوفناک کتاب تمہیں پہلے سے بھی زیادہ تشاویش میں ڈال دیگی۔ کسی رات کو تم

اٹھو گی۔ اور ناقابل تغیر آنکھوں کو اپنی طرف گھورتے دیکھ کر چلاتی پھرو گی؛

میں نے اٹھ کر فرش پر پڑی ہوئی کتاب اٹھائی۔ اور ہنسکر بولی۔

خوف نہ کھائیے۔ میں کل صبح یہ کتاب سگنور سیلینی کو واپس دے دونگی۔ اور اُس سے کہہ دونگی کہ تم۔ نہیں چاہتیں کہ میں اِس کتاب کو پڑھوں۔ اور یہ کہ میں اُس کی جگہ بائبل کا مطالعہ کروں گی۔ پیاری غصّے کو دل سے نکال ڈالو۔ اور میں اِس سے بڑے تپاک کے ساتھ بغل گیر ہوئی۔ کیونکہ مجھے اُس سے اِس قدر محبت تھی۔ کہ میں اُسے ناراض کرنا نہیں چاہتی تھی) ورآؤ آج رات کے نفیس لباس پر تمام توجّہ صرف کر دیں جبکہ گنجان اور شاندار گروہ جو ہوائی نہیں۔ بلکہ بالکل ارضی ہوگا۔ اور ہمیں نکتہ چینی کی نظر سے دیکھے گا۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میں اپنی شکل صورت سے جس میں بوجہ مرض کی کمی کے اب قدرے اصلاح ہو گئی ہے۔ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہتی ہوں۔ کیونکہ مجھے یقین نہیں کہ یہ حالت بہت دیر تک رہے گی۔ میں جرأت سے کہہ سکتی ہوں۔ میں کل صبح پھر وہی مریض ہو جاؤنگی۔ جیسا کہ تم نے میرا نام تجویز کیا تھا؛

میری سہیلی نے بھی میرے پیار کا جواب دے کر مہربانی کے لہجے میں کہا۔ اور وہ عارضی ناراضگی کو بالکل بھول گئی۔ مجھے تو یہ امّید نہیں۔ رقص ایک قسم کی تفریح ہے اُس سے تمہیں فائدہ ہوگا۔ بشرطیکہ تم اعتدال سے زیادہ زور نہ لگاؤ۔

لیکن تم نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔ ہمیں آج شام کے لئے اپنی چیزیں درست رکھنی چاہئیں۔ ورنہ آخری وقت میں ہم بے حواس ہو جائیں گی۔ اور کرچل عورتوں کو سراسیمگی اور ہل چل کی حالت میں دیکھ کر بہت بگڑ جایا کرتا ہے۔ میں اپنی لیس دار پوشاک پہنونگی۔ لیکن اُسے بھی دیکھنا ضروری ہے۔ کیا تم میری مدد کروگی؟"

میں نے اس کی بات خوشی سے منظور کی۔ اور ہم ان بے شمار چھوٹی چھوٹی پر اسرار چیزوں کو جن پر عورت کا لباس مشتمل ہوتا ہے۔ بڑی توجہ سے ترتیب دینے لگے۔ اس اثنا میں ہم بڑی فضول گفتگو کرتے رہے۔ لیکن جب میں لیس کے جواہرات اور شام کے لباس کے دیگر نفیس لوازمات کے سنوارنے میں مشغول تھی۔ تو بڑی متانت سے غور کر رہی تھی۔ میں اپنے دل میں ان مختلف حسّوں پر جو سیلینی کے نگارخانے میں سشرقی شراب کے پینے کے وقت سے معلوم ہوئی تھیں۔ غور کر رہی تھی۔ اور میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ کہیں سے کوئی نسخہ لایا ہے۔ اور اس میں کوئی جڑی بوٹی ہے۔ اور اس نے اُسے اس کی میرے اوپر آزمائش کی ہے۔ مگر مجھے اس بات کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوتی تھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ البتہ مجھے اس امر کا یقین ہو گیا کہ اس نے بوٹی ضرور استعمال کی تھی۔ علاوہ بریں مجھے یہ بھی یقین تھا کہ وہ مجھ پر کچھ ذاتی اثر بھی ڈال سکتا ہے۔ البتہ مجھے تسلیم کرنا پڑا۔ کہ یہ راحت اور اطمینان پیدا کرنے والا اثر ہے۔ پھر میں خیال کرنے لگی۔ کہ یہ دیر تک نہ رہے گا۔ ایک

ایسے شخص کا جو تقریباً اجنبی تھا۔ مجھے اپنی ذات پر ایک ایسے شخص کا جو اجنبی تھا۔ کوئی قابو ہونا بھی بالکل ناپسند۔ اور خلاف فطرت معلوم ہوتا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ اُس سے چند سادہ سوال ضرور کرنا چاہیں۔ فرض کرو کہ مسز آیورارڈ اُس سے اُس کی نسبت کے متعلق سوال کرے۔ اور وہ انکار کر دے۔ اور بعد ازاں میری طرف مخاطب ہو کر پوچھے۔ کہ مجھے ایسا کہنے کا کیا اختیار تھا۔ تو اس صورت میں میں کیا کہونگی! کیا میں اپنے آپ کو دروغ گوئی کا مجرم قرار دونگی۔ پھر میں خیال کرنے لگی۔ کہ جب تک یہ مشکل واقعی پیش نہ آئے۔ اسکے حل کرنے میں حیران و سراسیمہ ہونا بے فائدہ ہے۔ بہرکیف میں نے یہ مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ میں اُس سے صاف صاف طور پر اور بے باکی سے پوچھونگی۔ کہ جب سے میری تمہاری ملاقات ہوئی ہے۔ میرے دل میں عجیب و غریب جذبات کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ تصیح کر کے میں صبر سے شام کا انتظار کرنے لگی۔

رقص اور وعدہ

ہماری پستہ قامت فرانسیسی سہیلی میڈم ڈیڈیر ایسی نہ تھی۔ کہ کوئی کام ادھورا چھوڑتی۔ وہ پیرس کی بیڈیوں میں اِس امر

کی ایک نادر مستثنےٰ تھی۔ کہ بحیثیت بیوی کے وہ بالکل خوش تھی۔ نہیں وہ اُس سے بھی زیادہ تھی۔ یعنے وہ اپنے خاوند پر عاشق تھی)۔ فرانس اور انگلستان میں سوسائٹی کی جو حالت ہے۔ اُس کی وجہ سے وہ تمام آزاد خیال لوگوں میں حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی تھی۔ وہ فربہ تھی۔ اور اُس کی صورت سے خوشی اور زندہ دلی پائی جاتی تھی۔ اُس کی آنکھیں گول تھیں۔ وہ پودنے کی طرح پھرتیلی تھی۔ اُس کے خاوند کا چہرہ چوڑا چکلا اور حلیم معلوم ہوتا تھا۔ وہ اُس کی باتوں میں دخل نہ دیتا تھا۔ اور جو بات وہ کرنا چاہتی تھی اُسے کر لینے دیتا تھا۔ اور وہ جو کچھ کرتی تھی۔ اُس کی نسبت خیال کرتا تھا کہ اُس نے خوب کیا ہے۔ پس جب اُس کی بیوی نے ہوٹل ڈی ایل ——— میں یہ رقص تجویز کیا تو اُس نے بالکل اعتراض نہ کیا۔ بلکہ وہ بھی میڈم مذکور کی تجویزوں میں سرگرمی اور مستعدی سے شریک ہوا۔ اور رقص کے لئے جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ یعنے ضروری اخراجات اُس نے بجوشی دے دئے۔ رقص کا خوبصورت کمرہ ہوٹل سے ملحق تھا۔ وہ کھلوایا گیا۔ اور اُس میں دریا دلی سے پھولوں کے فوارں اور جگمگ کرنے والی روشنی سے آرائش کی گئی۔ اُس کمرے کی کھڑکیوں سے درختوں کی ایک روش تک چاندنی کا ایک پردہ ایستادہ کیا گیا۔ درختوں پر چینی شمع آویزاں کی گئیں۔ کھانے کے وسیع کمرے میں نفیس نفیس کھانے چنے گئے۔ اور تمام مکان میں خوب ہی سجاوٹ کی گئی۔ جب کرنل ایورارڈ۔ اُس کی بیوی اور مِس عبیش و

عشرت کے کمرے کی سیڑھیوں پر چڑھنے لگے تو وائنا کی ساخت کے ایک باجے کی دلکش تانیں سنائی دیں - وہ خوش پوش خوش رو جوان عورتیں اِدھر اُدھر پھرتی - اور کبھی کبھی ہمارے پاس سے گذرتی تھیں - تو ہم کو پرستان یاد آتا تھا - کرنیل ایورارڈ حسب معمول جنگی آن بان اور ٹھسّے سے ٹہلتا پھرتا تھا - اور کبھی کبھی تعریف کی نگاہوں سے اپنی بیوی کی طرف دیکھ لیتا تھا - اور فی الواقع مسز ایورارڈ کی صورت اُس وقت نہایت عمدہ معلوم ہوتی تھی - اس کی پوشاک پیازی ساٹن کی تھی - اور اس پر بروسلز کی ساخت کی نہایت خوبصورت لیس لگی ہوئی تھی - اُس کے سینے پر قرمزی مخمل کے گلاب کے پھول بنے ہوئے تھے - اور اسکے گھنے بالوں میں بھی یہی گلاب کے پھول نظر آتے تھے - اُس کی گردن میں شاندار لعلوں کا ہار تھا - اور اُس کے گول گول گورے ہاتھوں پر بھی یہی جواہرات جگمگا رہے تھے - اُس کی آنکھیں خوشی اور جوش سے چمک رہی تھیں - اور اُس کے نازک نازک رخساروں پر نہایت ہی خوبصورت رنگ نظر آتا تھا ؂

میں نے جب امریکہ کی عورت دلفریب ہوتی ہے تو وہ بہت ہی دلفریب ہوتی ہے - ایمی تم آج رات محفل رقص کی کے حسینوں میں اوّل درجہ کی بانکی عورت خیال کی جاؤگی"

وہ میری اس بات سے بہت خوش ہوئی - لیکن کہنے لگی :"

"لعنو - تم کو یاد رہے - کہ تم اِس بارے میں میری رقیب

ہوتا"

میں نے اپنے شانے اِس طرح سکوڑے - کہ گویا مجھے اُس کی بات پر یقین نہ تھا۔

میں "اِس طرح طنز کی باتیں کرنا تمہارا شعار نہیں - تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں مرتے مرتے بچی ہوں - اور میری صورت ایسی معلوم ہوتی ہے کہ میری لاش میں ابھی جان آئی ہے"

کرنیل نے یکایک چکر کاٹا - اور ایک بڑے آئینے کے سامنے ہم کو کھڑا کر دیا۔

کرنیل "اگر تمہاری صورت ایسی معلوم ہوتی ہے - جیسی لاش میں جان پڑنے سے ہوتی ہو - تو میں تم پر سے نثار کر کے قریب کے تالاب میں ایک سو ڈالر پھینک دوں گا - ذرا اپنی شکل تو دیکھو"

پہلے تو میں نے آئینے میں اپنی شکل لاپروائی سے دیکھی - لیکن پھر میں نکتہ چینی کی نظر سے دیکھنے لگی - مجھے نظر آیا کہ ایک لاغر اندام - جوان عورت سفید لباس زیب تن کئے ہوئے ہے - اُس کی گردن کے اوپر کی طرف سنہری بالوں کی ڈھیلے ڈھیلے پیچ دے کر الماسوں کے ایک ہی ستارہ سے باندھی ہوتی ہیں - وادی کے قدرتی کنول کے پھولوں کا ایک شاندار سہرہ اُس لڑکی کے کندھے پر پڑا ہے - اور یہ سہرہ اُس کی چھاتی پر ہوتا ہوا قمیص کے ڈھیلے دامن میں غائب ہو گیا ہے - اُس کے ہاتھوں میں کھجور کے پتوں کا ایک پنکھا ہے - اُس پر بھی وادی کے کنول کے پھول لگے ہیں - اور انہی پھولوں کا ایک

ڈوری " تم بلاشک اچھا رقص دکھاؤ گی"۔
ہم نے رقص کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ تو ہر عمر اور قد کے رقص کرنے والے ہمارے معائنہ کے لئے بلا لئے گئے۔ کرنیل کا ایک سترہ سالہ حسین انگریز لڑکی سے تعارف کرایا گیا۔ جو اس کو فی الفور رقص کرنے والوں کی بھول بھلیاں میں چکر لگاتی ہوئی لے گئی۔ اس وقت باجے سے ایک نہایت دلکش تان نکل رہی تھی۔ اور رقص کرنے والے اس تان کے ساتھ گھوم گھوم کر تھرک رہے تھے۔ اور بہت خوش و خرم تھے۔ تھوڑی دیر بعد میں ایک شائستہ اور دل فریب جرمن نوجوان کے ساتھ رقص کرنے لگی۔ اگرچہ وہ رقص کے فن سے بالکل ناواقف تھا۔ پھر بھی ہوشیاری سے تھرکتا پھرتا تھا۔ کبھی کبھی ریجی کے چمکدار جواہرات بھی نظر آتے تھے۔ کیونکہ وہ کئی بار آسٹریا کے ایک فوجی افسر کے ساتھ رقص کرتی ہوئی ہمارے پاس سے گذری۔ محفل رقص سرور و بشاشت کا مرقع تھی۔ اس کا نظارہ بہت پر جوش اور خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ مگر محفل میں اس قدر ہجوم نہ تھا۔ کہ رقص کرنے والوں کو گذرنے کے لئے جگہ ہی نہ مل سکے۔ بہت سے نوجوان میرے ساتھ رقص کرنے کے خواہشمند تھے۔ میں حیران تھی۔ کہ اس وقت میں خوب ہی جی کھول کر خوشی سے لطف اٹھا رہی تھی۔ اور میری طبیعت میں حسب معمول کسی قسم کی بےچینی یا گھبراہٹ بالکل نہیں تھی۔ میں نے الفالیو سیلینی کو ہر جگہ تلاش کیا۔ مگر وہ نظر نہ آیا۔ اس نے کنول کے جو پھول مجھے بھیجے تھے۔ اور میں نے پہنے تھے۔ وہ گیس کی تیز روشنی میں بالکل نہیں مرجھائے۔ انکی ایک پنکھڑی بھی پژمردہ نہ ہوئی۔ جن لوگوں نے

مجھے گفتگو کرنے کا اتفاق ہؤا۔ اُنہوں نے انکی حیرت انگیز سفیدی
اور خوشبو کی بہت ہی تعریف کی۔ اب بہت دیر ہوچلی تھی۔
آخری رقص سے پیشتر صرف دو والٹز (ایک قسم کا خاص رقص)
ہونے والے تھے۔ میں کرۂ رقص کی ایک بڑی کھلی ہوئی
کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی۔ اور اپنے آخری ساتھی کے ساتھ
گفتگو کر رہی تھی۔ اس وقت میرے تمام بدن میں سر سے
پاؤں تک یکایک سنسنی پیدا ہوئی۔ میں خود بخود ایک طرف
دیکھ گئی۔ تو سیلینی کے قریب آتے دیکھا۔ وہ بہت ہی خوبصورت
معلوم ہوتا تھا۔ اگر اُس کا چہرہ زرد۔ اور بشرہ سے درماندگی مترشح
تھی۔ مگر وہ دو لیڈیوں کے ساتھ باتیں کرتے وقت خوش
ہوتا اور ہنستا تھا۔ اُن میں سے ایک مسز ایورارڈ ہی تھی۔
اور جب وہ میری طرف آیا۔ تو اُس نے تہذیب سے سلام
کیا اور کہنے لگا۔

سیلینی "میں اِس امر کو اپنے لئے باعث فخر خیال کرتا
ہوں۔ کہ آپ نے بڑی مہربانی سے میرے کچھ یونہی سے پھول
لینے سے انکار نہیں کیا"

میں وہ دل فریب ہیں۔ اور سیلینی میں آپ کی بہت
ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے پھول بھیجے۔

ایمی (میرے پنکھے کو سونگھ کر) "اور کیسے تازہ اور خوشبودار
ہیں۔ حالانکہ وہ شام سے اب تک کمرے کی گرم ہوا میں رہے
ہیں"

سیلینی "جب تک خاتون اُن کو پہنے ہوئے ہیں۔ وہ
مرجھا نہیں سکتے۔ اُنکے سانس سے وہ تر و تازہ رہیں گے"

ایمی (تالی بجا کر) "شاباش - خوب کہا - کیوں نہ ؟"
میں خاموش رہی - میں کسی کے مُنہ سے تعریف سُننا نہیں چاہتی تھی - کیونکہ تعریف صدق دل سے بہت کم کی جاتی ہے - اور کوئی شخص خواہ کیسے دلفریب پیرائے میں جھوٹ بولے مجھے اِس سے کبھی خوشی نہیں ہوتی - سگنور سیلینی میرے خیالات کو بھانپ گیا - کیونکہ وہ آہستہ آواز میں کہنے لگا :-
"خاتون معاف کیجئے - کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میری بات سے آپ ناخوش ہو گئیں - مگر میں نے سچ بات کہی ہے اور یہ تم بھی جانتی ہو۔"
مسز ایورارڈ "کہو بھی - سگنور مجھے بہت خوش ہوتی ہے کہ تمہاری نسبت ہو چکی ہے - میرے خیال میں وہ حسن کا خواب ہو گی ؟"
یہ سُنکر میرے رخسار تمتما گئے - اور میں گھبراہٹ اور بے چینی سے ہونٹ چبانے لگی - وہ اِس کا کیا جواب دیگا ؟ مگر مجھے بہت دیر تک تشویش میں نہ رہنا پڑا - کیونکہ سیلینی مسکرایا اور وہ حیرت زدہ معلوم نہیں ہوتا تھا - وہ آہستہ سے کہنے لگا :-
سیلینی "میڈم صاحبہ تمہیں کس نے بتایا ہے کہ میری نسبت ہو چکی ہے ؟"
میں نے مسز ایورارڈ کی طرف منت کی نظر کی - مگر اس نے کچھ پروانہ کی اور کہنے لگی "اجی یہ کہتی ہیں - (یہ میری طرف اشارہ کرکے کہا) - اور کہتی تھیں - کہ تم کو اپنی معشوقہ سے بہت محبت ہے ۔"

سیلینی بہت ہی خوش اندازی سے مسکرایا۔ جیسا کہ اس کا معمول تھا۔ اور جواب دینے لگا۔ وہ بالکل ٹھیک کہتی ہیں ۔ اور میڈم تمہارا خیال بھی درست ہے ۔ میری منسوبہ حسن کا خواب ہے“
یہ سنکر میری تشویش بالکل جاتی رہی ۔ کیونکہ میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا ۔ لیکن یہ راز منکشف نہ ہوا ۔ کہ مجھے اس امر کی صداقت کیونکر معلوم ہوئی تھی ؟ جب میں دل میں اس سوال پر پیچ وتاب کھا رہی تھی ۔ تو مسز ایورارڈ کی ساتھن جو آسٹریا کی ایک ذی جاہ اور صاحب کمال عورت تھی ۔ بول پڑی ۔ ”سگنور تمہاری بات میں مجھے بہت لطف آیا ۔ کیا تمہاری منسوبہ آج رات یہاں موجود ہے ؟
سیلینی ”میڈم وہ یہاں موجود نہیں“ وہ اس ملک میں ہی نہیں“
ایمی (بلند آواز سے) ”بہت ہی افسوس ہے ۔ واقعی میں اسے دیکھنے کی بہت خواہشمند ہوں ۔ (میری طرف مخاطب ہوکر) کیا تم اس سے ملاقات کرنا نہیں چاہتی ہو“
میں نے آنکھیں اٹھائیں ۔ تو مصور کی صاف سیاہ آنکھوں سے دوچار ہوئیں ۔ جو مجھے غور سے دیکھ رہا تھا ۔
میں (تردد سے) ”ہاں میں اس سے ملاقات کرنا پسند کرتی ہوں ۔ شاید آئندہ زمانے میں اس سے ملاقات نصیب ہو“
سیلینی ” اس میں ذرا شک نہیں ہے ۔ خاتون اب مجھے یہ بتائیں کہ کیا آپ اس والٹز میں میرے ساتھ رقص کریگی ؟ یا کیا آپ نے کسی اور شخص سے رقص کرنے کا وعدہ کر لیا ہے ۔ اگر مجھپر عنایت کریں تو مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوگی ؟“

میں نے کسی اور کے ساتھ رقص کرنیکا وعدہ نہیں کیا تھا جب اس نے ہاتھ بڑھایا۔ تو میں نے بخوشی اس کے ساتھ رقص پر آمادگی ظاہر کی۔ وہ جنٹلمین ایمی او ساسکی آسٹریہ والی سہیلی کو رقص میں شریک کرنے کے لئے آئے۔ تھوڑی دیر تک میں اور سیلینی محفل رقص کے ایک تنہا گوشے میں کھڑے رہے۔ ہمیں منتظر تھے۔ کہ باجہ شروع ہو۔ میں نے اس سے ایک بات پوچھنے کے لئے لب کھولنے چاہے تھے۔ کہ اس نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھے منع کر دیا +

(آہستہ اور متانت سے) صبر کرو۔ چند منٹ بعد تمہیں وہ موقع مل جائے گا۔ جس کی تم کو تمنا ہے۔"

اس وقت باجے سے ایک بہت دلکش تان شروع ہوئی۔ اور ہم اس کی تال پر رقص کناں پرواز کرنے لگے۔ میں نے پرواز کا لفظ ارادتاً استعمال کیا ہے۔ کیونکہ اس وقت میرے دل میں ایسی خوشی کی حس پیدا ہو رہی تھی جسے میں سوائے پرواز کے کسی اور طرح ظاہر نہیں کر سکتی۔ سیلینی بہت عمدہ رقاص تھا۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے قدم فرش سے بمشکل لگتے ہیں۔ ہم بہت تیزی۔ سبکی اور سہولت سے ناچ رہے تھے۔ جلد جلد چند پھرکیاں لگانے کے بعد ہم کھلی کھڑکیوں کے قریب پہنچے۔ مگر مجھے اچھی طرح معلوم نہ ہوا کہ ہم رقص کرنے سے رک گئے۔ اور پھر ہم آہستہ آہستہ پہلو بہ پہلو درختوں کی روش پر ٹہلنے لگے۔ جہاں چھوٹے چھوٹے فانوس سرخ جگنوؤں کی طرح سیاہ اور پتوں والی شاخوں کے درمیان درخشاں تھے +

ہم چپ چاپ راستے کے آخر تک پہنچ گئے۔ وہاں سے ہمیں فراخ باغ نظر آیا۔ اس میں سبزہ کی کیاریوں پر چودھویں کے

چاند کی نورانی روشنی پڑ رہی تھی۔ چاند بہت دلکش اور صاف آسمان پر کشتی کی طرح تیرتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ گرمی زیادہ تھی۔ مگر سیلینی نے اس امر کی کچھ پرواہ نہ کی۔ بلکہ اس نے میرے اوپر پشمینہ کی چادر ڈال دی۔ جو اس نے روش پر سے گزرتے ہوئے ایک کرسی سے اٹھائی تھی*

میں "مجھے سردی محسوس نہیں ہوتی"*

سیلینی۔ "شائد محسوس ہونے لگے۔ بے فائدہ خطرہ میں پڑنا دانائی نہیں ہے"*

یہ سن کر میں خاموش ہو گئی۔ اور ہمارے قریب درختوں کی چوٹیوں پر ہوا کی سائیں سائیں سنائی دیتی تھی۔ محفل رقص کے باجے کی آواز ہمیں بہت ہی ہلکی ہلکی سنائی دیتی تھی۔ گویا کہیں دور فاصلے پر بج رہا ہے۔ ہوا گلاب اور دوسرے پھولوں کی خوشبو سے مہکی ہوئی۔ اور ہمارے دماغوں کو معطر کر رہی تھی۔ چاند کے نور سے باغ کا منظر بہت سہانا اور دلکش معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت جسم پر ایک نحوست کا عالم یا خواب طاری تھا*

سیلینی نے کسی شاعر کے چند اشعار چاند کی تعریف میں پڑھے*

اے چاند جب تو دیکھتا ہے۔ تو نہایت پرانے درختوں کے سایہ تلے کے بوڑھے لوگوں کے دل بھی راہ سی کھاتا ہو کر دھڑکنے لگتے ہیں*

اے چاند پرانی شاخیں جب تیری منور صحبت سے مستفید ہوتی ہیں۔ تو ان کے لبوں سے ایک مقدس ترانہ پیدا ہوتا ہے۔ تو ہر چیز کو بابرکت و سرور بنا دیتا ہے۔ اور تیری سیمیں لبوں کے بوسوں سے مردہ چیزیں بھی زندہ ہو جاتی ہیں*

یہ کیٹس شاعر کے اشعار تھے جو سیلینی نے بڑے دلکش لہجہ میں پڑھے تھے۔

میں :- (اشتیاق سے) تم کیٹس کے مداح ہو؟

سیلینی :- میں اس کا تمام شاعروں میں سب سے زیادہ مداح ہوں۔ اس کے شعر نہایت پاکیزہ اور لطیف ہیں۔ اور ان میں نازک خیالیاں کوٹ کوٹ کر بھری ہیں۔ گویا نظم کی دیوی اس کے دل میں بسا کرتی تھی۔ اور اس کے ساتھ اس دنیا کے دل میں رہنے پر بھی رضامند تھی۔ مگر خاتون آپ میرے شعر و سخن کے مذاق کا امتحان کرنا تو نہیں چاہتی ہیں۔ آپ مجھ سے چند اور سوال کرنا چاہتی ہیں؟

یہ سنکر میں نے کوئی لحظہ بھر تامل کیا۔ اور پھر میں نے صاف دل سے جواب دیا۔

میں :- ہاں سگنور۔ اس شراب میں جو تم نے مجھے صبح کو پلائی تھی۔ کیا ملا ہوا تھا؟

میری متجسّس نگاہوں کے سامنے اس کی نگاہ چھپکی نہیں۔

سیلینی :- ایک دوا تھی۔ جو پودوں کے عرق سے بنی ہوئی اور بالکل بے ضرر ہے۔ وہ بہت عمدہ اور سادہ علاج ہے"۔

میں :- (اصرار سے) لیکن تم نے یہ دوا مجھے کیوں دی؟ کیا اس میں کوئی ہرج نہ تھا کہ تم نے اپنے آپ پر اس قدر ذمہ واری گوارا کی؟

سیلینی (مسکرا کر) میرے خیال میں اس میں کوئی ہرج نہیں تھا۔ اگر تمہیں کوئی ضرر پہنچا ہو۔ یا تمہارے دل کو رنج پہنچا ہو۔ تو میں نے غلطی کی۔ لیکن اگر برخلاف اس کے تمہاری صحت

اور طبیعت میں نہایت خفیف اصلاح بھی ہو گئی ہو۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح ہو گئی ہے۔ تو خاتون تمہیں میرا شکر گزار ہونا چاہئیے"
یہ کہکر اطمینان کے ساتھ اور جواب کی امید میں انتظار کرنے لگا۔ میں پریشان اور کسی قدر غصے تھی۔ تاہم میں یہ امر تسلیم کرتی تھی کہ میں بلحاظ طبیعت اور خوشی کے اس قدر مسرور ہوں کہ کئی مہینوں سے ایسی حالت نصیب نہ ہوئی تھی۔ میں نے مصوّر کے گندمی اور بھدار چہرے کی طرف دیکھا۔
میں نے (عجز سے) سگنور میں واقعی تمہاری شکر گزار ہوں لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ تم میری اجازت بغیر میرے طبیب کیوں بنے؟"
یہ سنکر وہ ہنسنے لگا۔ اس کی نظروں سے بیحد شفقت نمایاں تھی۔
سبلینی "خاتون میں ان عجیب لوگوں میں سے ہوں جو کسی معصوم ذی روح مخلوق کو تکلیف میں مبتلا دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ خاک کا کیڑا ہو یا ہوا میں اڑنے والی تتلی یا پرند۔ یا پھول۔ یا انسان۔ میں نے پہلی ہی ملاقات میں معلوم کر لیا تھا۔ کہ تمہاری صحت اس قسم کی ہے کہ تم ان سرور کی لذت سے آشنا نہیں ہو سکتیں لیکن جو عمر اور جنس کے شایاں ہوں میں نے یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ طبیب اور ڈاکٹر تمہاری مرض کی تشخیص کرتے رہے ہیں۔ لیکن انہیں ان کا سبب بالکل معلوم نہیں ہوا۔ خاتون طبیب اور ڈاکٹر بہت ہوشیار اور قابل قدر آدمی ہوتے ہیں۔ اور چند باتیں ایسی ہیں جو ان کے علاج کے دائرہ کے اندر ہوتی ہیں۔ لیکن بعض باتیں ایسی بھی ہیں۔ جو گہری نظر اور طبی معلومات سے بھی دریافت نہیں کی جا سکتیں۔ ان میں سے ایک انسان کی وہ حیرت انگیز کل بھی ہے جس کو نظام عصبی کہتے ہیں۔ اعصاب بہت نازک اور پیچیدہ رگ و ریشہ کا جال ہیں۔ گویا یہ برقی تار ہیں جن پر ہو کر خیالات۔ جذبات۔

حسیات۔ تحریکات وغیرہ کے پیغام نہایت تیزی سے دوڑتے ہیں۔ اگر یہ تار کسی نامعلوم وجہ سے الجھ جائیں۔ تو محض طبیب یا ڈاکٹر اس مضر الجھاؤ کو سلجھا نہیں سکتا۔ اعصاب کی عقدہ کشائی کرنے میں ڈاکٹری کا تجربہ کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ ایسی حالتوں میں جو جڑی بوٹیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ وہ انسان کے خون فطری مربع اور خلات کے لئے مضر ہوتی ہیں۔ پس وہ ہمیشہ خطرناک اور اکثر مہلک ہوتی ہیں۔ خاتون میں ہتے تمہارے چہرہ پر غور کرنے سے معلوم کر لیا تھا کہ تم ایک شدید مرض میں مبتلا ہو۔ جیسا کہ قریباً پانچ سال پیشتر میں خود مبتلا تھا۔ اور میں نے تم پر ایک سادہ نباتاتی جوہر کی آزمایش کرنے کی جرأت کی۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ تم میں اس سے مستفید ہونے کی صلاحیت ہے۔ اب تک تجربہ میں کامیابی ہوئی ہے۔ لیکن ——"

یہ کہکر وہ رک گیا۔ اور اس کے بشرہ سے متانت اور غور و خوض کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

میں "(شوق سے سوال) لیکن کیا؟"

سیلینی "(سلسلہ کلام کو جاری رکھتا ہوا) میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ اس کا اثر عارضی ہے۔ اڑتالیس گھنٹے کے اندر تمہاری حالت بدستور سابق ہو جائیگی اور تمہاری طبیعت پھر کر وہ ہو جائیگی۔ لیکن بدقسمتی سے مجھ میں اس کا تدارک کرنے کی قوت نہیں ہے۔"

میں نے آئندہ درماندگی کے خیال سے ٹھنڈی آہ بھری۔ اور مایوسی کا خیال مجھے ستانے لگا۔ اور خیال کرنے لگا کیا یہ ممکن ہے کہ پہلے کی طرح میں تکلیف۔ درد۔ خستہ حالی۔ اور غنودگی میں مبتلا ہو جاؤں؟"

میں "تم مجھے اس دوا کی ایک اور خوراک دے سکتے ہو۔"

سیلینی۔ (افسوس کے لہجہ میں) "خاتون میں اب دوا نہیں دے سکتا۔ میں مزید مشورہ اور راہنمائی کے بغیر ایسا کرنے کی جرات نہیں کرسکتا"۔

میں "مشورہ اور راہنمائی کس کی؟"

سیلینی "اس دوست کے مشورہ اور راہنمائی کے بغیر میں دوا نہ دونگا۔ جس نے مجھے طویل اور جان لیوا مرض سے شفا دی تھی۔ صرف وہی بتا سکتا ہے۔ کہ میں نے تمہاری طبیعت مزاج اور ساخت جسمانی کے بارہ میں جو مسئلے قائم کئے ہیں وُہ درست ہیں یا نہیں؟"

میں "اور وہ مسئلے کیا ہیں؟" اب مجھے اس کی گفتگو سے بہت دلچسپی ہو چلی تھی۔

سیلینی ایک منٹ تک خاموش رہا۔ وہ اپنے دل میں کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر وہ موثر اور متین لہجہ میں کہنے لگا۔

سیلینی "خاتون اس دنیا میں کوئی سے دو شخص بلحاظ فطرت کے یکساں نہیں ہوتے۔ تاہم ان میں الٰہی صفات کا تھوڑا سا حصہ ہوتا ہے۔ جسے ہم روح کہتے ہیں۔ یہ محض ایک شرارہ ہے۔ اور اس کا لبید خاکی میں جس کا بوجھ ہم سہارے ہوئے ہیں۔ دھکتا رہتا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو یہ خاص تخم یا بیج نشو و نما پا سکتا ہے۔ یعنی اگر ہم خواہش کریں اور اس کے نشو و نما پر مصر ہوں۔ جس طرح بچے کا مصوری یا علم کا متعلق مذاق بتدریج تعلیم سے اس قدر بڑھایا جا سکتا ہے۔ کہ آئندہ اس میں اعلےٰ درجہ کی قابلیتیں پیدا ہوسکتی ہیں اسی طرح انسانی روح کو تعلیم دینے سے ایسے اعلےٰ اور فائق کمال تک پہنچا سکتے ہیں کہ محض انسانی ماپ طول کے معیاروں سے

اس کی عظمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ کرہ زمین کے نصف باشندوں سے زیادہ کی حالت میں یہ لافانی تخم ہمیشہ تخم ہی رہتا ہے۔ اُس میں شاخ و برگ پیدا نہیں ہوتے۔ یہ اپنے چھلکے یعنے جسم کی بلغمی اور مادی میلانوں کے بوجھ سے دب جاتا ہے۔ لیکن میں عوام کا لاالفام کی افسوسناک حالت کا ذکر نہ کرونگا۔ کیونکہ ان میں یہ الہی جوہر کتے یا پرندے سے زیادہ مقدار میں نہیں ہوتا۔ بلکہ انہیں جسقدر سایۂ ابیں دیا جاتا ہے۔ اسی قدر رہتا ہے۔ اب میں ان کمیاب معدودے چند آدمیوں کا ذکر کرونگا۔ جو روح کو نہایت ہی قابل قدر چیز خیال کرتے تھے۔ جو اپنے اندر اس کے وجود کو معلوم اور تسلیم کرکے اپنے تمام قواے اس اندرونی روشنی کے شرارہ کو مشتعل کرنے میں صرف کردیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ منور۔ درخشاں جلنے والا اور ناقابل فرد شعلہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے شاذ کام انسانوں سے بھی یہ غلطی سرزد ہوتی ہے کہ وہ روح کے مطالبوں کے لئے جسم کو قربان کردیتے ہیں۔ درمیانی یا وسطی راستہ یعنی اعتدال کو دریافت کرنا مشکل ہے۔ مگر وہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اور جسم و روح کے حقوق اس طرح ادا کئے جا سکتے ہیں کہ ایک کی خاطر دوسرے کو قربان نہ کرنا پڑے۔ خاتون میں درخواست کرتا ہوں کہ ان کمیاب لوگوں کے بارہ میں جو روح کو نہایت ہی قابل قدر چیز خیال کرتے ہیں۔ میں جو کچھ کہوں۔ آپ اُسے دلی توجہ سے سنیں اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو تم ان معدودے چند آدمیوں میں سے ہو۔ اور تم نے اپنے جسم کو اپنی روح کے لئے اس قدر قربان کردیا ہے۔ کہ جسم برسر بغاوت ہوگیا ہے۔ اور تکلیف میں مبتلا ہے۔ یہ حالت بہت دیر تک برداشت نہیں کیجا سکتی۔ دنیا میں تمہارے

لئے کام ہے۔ اور تم اُسے انجام نہ دے سکو گے تاوقتیکہ تم میں
جسمانی صحت۔ اور نیز روحانی خواہش نہ ہو۔ مگر کیوں؟ اس لئے
کہ زمین پر تم بمنزلہ قیدی کے ہو۔ اور تم کو قید خانہ کے قوانین کی
خواہ وہ کیسے ہی ناگوار معلوم ہوں اطاعت کرنی پڑیگی۔ اگر تم ویسے
ہی آزار ہوتیں۔ جیسے گذشتہ قرنوں میں تھیں۔ اور جیساکہ آئندہ
قرنوں میں ہوگی۔ تو اس وقت تمہاری حالت بالکل مختلف ہوگی مگر
بالفعل تمہیں اپنے قید خانہ کے عمال کے احکام کے مطابق چلنا
چاہیئے۔ اور وہ عمال کون ہیں۔ حیات و موت کے مالک ؛

میں نے اس کی تقریر کسی قدر خوف اور کسی قدر اشتیاق سے
سنی۔ اس کے الفاظ پر اسرار باتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے ؛
میں ؛ (آہستہ لہجہ میں) "تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ میرا مزاج
ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے؟"

سیلینی "خاتون مجھے یہ تو معلوم نہیں۔ میں نے صرف قیاس
سے کام کیا ہے۔ صرف ایک ہی شخص ہے جو تمہاری نسبت صحیح
صحیح فیصلہ کرسکتا ہے۔ یہ شخص مجھ سے کئی سال بڑا ہے۔ اس
کی زندگی روحانی کمال کے غائت درجہ پر پہنچ چکی ہے۔ اُسے
وسیع اور سچا علم حاصل ہے۔ اور بیشتر اس کے کہ میں اپنی رایہ کہنا
بالکل درست ہوگا کہ اس کی دوا استعمال کروں۔ مجھے اس سے ملاقات
اور گفتگو کرنی لازم ہے۔ لیکن ہم یہاں کافی سے زیادہ وقت گزار
چکے ہیں، اور اگر تم مجھ سے کچھ اور کہنا نہ چاہتی ہو تو ہم محفل رقص میں
واپس چلیں گے۔ ورنہ آخری رقص میں شریک نہ ہوسکینگے۔" اور
وہ روشن روش پر ہوتا ہوا خراماں خراماں واپس چلا ؛

لیکن یکایک ایک خیال مجھے دوچار ہوا۔ اور میں نے اُسے

کہدینے کا مصمم ارادہ کرلیا۔میں نے اپنا ہاتھ اُس کے بازو پر رکھا۔اور اُس کے منہ کی طرف پوری طرح دیکھ کر میں نے آہستہ اور صاف آواز میں کہا:۔
"اپنے جس دوست کا تم نے ذکر کیا ہے۔کیا اس کا نام ہیلیوباس نہیں ہے؟"
سیلینی یہ سنکر چونک پڑا اور حیرت کا پتلا بن گیا۔اس کی پیشانی پر خون اتر آیا۔مگر پھر جلدی سے جاتا رہا۔اور اس کا رنگ پہلے سے زیادہ زرد ہوگیا۔اس کی سیاہ آنکھیں ضبط شدہ اشتعال سے چمکنے لگیں۔اور اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔بتدریج وہ سنبھل گیا۔میری نظروں کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔پھر اس کی اور نگاہوں سے شفقت نمایاں ہوئی۔اور اس نے تعظیم اور ادب کے خیال سے اپنا سر جھکا لیا۔
سیلینی:۔"خاتون مجھے پتہ لگ گیا ہے کہ تمہیں سب حال معلوم ہے۔تمہارا مقدر یہی ہے۔اب تو تم سے بیحد رشک کرنا چاہیئے میرے پاس کل آؤ۔اور جو کچھ بتانے کے قابل ہے میں سب بتا دونگا۔بعد ازاں تمہاری قسمت تمہارے ہاتھوں میں ہوگی۔مگر اس وقت مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔"
پھر وہ مجھے مزید گفتگو کرنے کے بغیر محفل رقص کی طرف لے گیا۔آخری رقص بہت جوش وخروش سے شروع ہوگیا تھا۔اور رقاص مرد و زن بہت ہی شاداں تھے۔میں مسز ایورارڈ کے پاس سے گزری تو میں نے اس کے کان میں آہستہ سے کہا۔میں تھک گئی ہوں۔اور آرام کرنا چاہتی ہوں۔میں بیرونی برآمدہ میں پہنچی اور وہاں سیلینی سے مخاطب ہوکر یہ کہا:۔
"شکریہ اللہ حافظ کل دوپہر کو میں آؤنگی"

سیلینی:۔ خاتون میں بھی اللہ حافظ کہتا ہوں۔ کل دوپہر کو تم مجھے منتظر پاؤگی۔"

یہ کہکر اس نے مجھے شائستگی سے سلام کیا۔ اور ایک طرف کو مڑ گیا۔ میں بعجلت تمام اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ وہاں پہنچی تو یہ دیکھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی کہ کنول کے پھول بالکل تروتازہ اور شاداب ہیں۔ وہ ایسے نظر آتے تھے گویا اسی وقت توڑے گئے تھے۔ میں نے سب کے سب لباس سے علیحدہ کر دئے۔ اور ان کو احتیاط سے پانی میں ڈال دیا۔ پھر جلدی سے لباس اتار کر بستر پر لیٹ گئی۔ پھر چند منٹ تک میں دن بھر کے عجیب وغریب واقعات پر غور کرتی رہی۔ لیکن میرے خیالات بہت جلد پراگندہ ہوگئے۔ اور مجھ پر جلد خواب راحت کا غلبہ ہوگیا۔ اور میں ملک خواب میں پہنچ گئی۔ جہاں مجھے نہ کوئی بے چینی اور نہ کوئی پریشانی ہوئی۔ بلکہ خواب و خیال کا سایہ تک بھی نظر نہ آیا۔

سیلینی کی داستان

دوسرے روز مقررہ وقت پر میں سیلینی کے نگار خانہ میں پہنچی اس نے شائستگی مہربانی اور متانت سے میرا استقبال کیا۔ یہ اوصاف اس میں بہت ہی معذون معلوم ہوتے تھے۔ مجھے درماندگی۔ اور اضمحال پہلے ہی زیادہ معلوم ہونے لگے تھے۔ اور وہ مصور کی اس پیش گوئی کے کہ پرانی تکالیف پھر واپس آئینگے۔ پیش خیمہ معلوم ہوتے تھے۔ ابھی گذشتہ رات کے رقص سے تھکی ماندی تھی۔ اور ابھی تک سو رہی تھی۔ کیونکہ میڈم ڈیڈسر کے جلسہ میں جو لوگ شریک ہوئے تھے ان میں سے اکثروں کی یہی حالت ہوئی تھی۔ ہوٹل میں غیر معمولی خاموشی تھی۔ گویا اس میں جو لوگ قیام پذیر تھے۔ ان میں سے نصف رخصت رات کو ہو گئے تھے۔ صبح کا نظارہ بہت دلکش تھا۔ ہوا بند تھی۔ اور دھوپ نکھری ہوئی۔ سیلینی نے یہ دیکھ کر کہ میں تھکی ماندی اور اوداس سی معلوم ہوتی ہوں۔ میرے لئے کھڑکی کے قریب ایک فراخ سی آرام چوکی رکھ دی۔ اس مقام سے مجھے باغ کا ایک نہایت خوبصورت تختہ نظر آتا تھا۔ اس میں طرح طرح کے خوشبودار پھول کھلے ہوئے تھے۔ سیلینی خود کھڑا رہا۔ اس کا ایک ہاتھ لکھنے کی میز پر رکھا تھا۔ اور میز پر بہت سے خطوط اور اخبارات بے ترتیبی سے پڑے تھے۔

میں "یئو کہاں ہے" اور ساتھ ہی اس شریف حیوان کی تلاش

میں نظریں دوڑائیں ٭
سیلینی "لیوُ گذشتہ رات کو پیرس چلا گیا۔ وہ میری طرف سے ایک ضروری مراسلہ لے گیا ہے۔ جسے میں ڈاک خانہ میں بھیجنے سے خائف تھا ٭
میں "(مسکرا کر) کیا اُسے لیُو کے سپرد کرنے میں کوئی خطرہ نہ تھا؟ کیونکہ مجھے کتے کی فراست سے ایک گونہ خوشی اور دلچسپی پیدا ہو گئی تھی ٭
سیلینی "بہت ہی محفوظ رہے گا۔ لیُو کے پٹے میں پیتل کا ایک چھوٹا سا خانہ ہے۔ جس میں کاغذ کے چند تہ کئے ہوئے تختے سما سکتے ہیں۔ جب اُسے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سفر میں اس خانہ کی حفاظت کرنا ہے۔ تو کسی کی کیا مجال کہ اس کے قریب آسکے۔ جو شخص اُس سے ہاتھ لگانا چاہے۔ اس پر وہ بھوکے اور غضبناک شیر کی مانند حملہ کرتا ہے۔ اور کھانے کی کوئی نفیس سے نفیس چیز ایسی نہیں ہے۔ جس سے وہ اپنے فرض کو ایک لحظہ کے لئے بھی فراموش کرکے بھوک سیر کرنے پر مائل ہو سکے۔ یا لالچ میں آجاوے۔ اس سے زیادہ معتمد یا وفادار قاصد کوئی نہیں ہے ٭"
میں "میں خیال کرتی ہوں تم نے اپنے دوست ہاں اُس کے مالک کے پاس بھیجا ہے ٭
سیلینی۔ "ہاں وہ سیدھا گھر کو۔ ہیلیو باس کے پاس گیا ہے ٭"
ا ؎ اس نام سے میرے دل میں کوئی حیرت یا تعجب پیدا نہ ہوا اس سے میرے کان مانوس یا آشنا معلوم دیتے تھے۔ میں کھڑکی میں سے اباہر کو باغ کے شگفتہ و شاداب پھولوں کی طرف بے دلی سے دیکھ رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ پریوں کی طرح رنگدار ٹوپیاں سروں

پر رکھے مجھ سے غمزے کر رہے ہیں۔ لیکن میں منہ سے کچھ نہیں کہتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ سیلینی مجھے توجہ اور غور سے دیکھ رہا ہے۔ وہ تھوڑی دیر بعد کہنے لگا:۔

سیلینی "خاتون کیا میں اب آپ سے تمام حال کہہ دوں؟"

میں اس کی طرف اشتیاق کے ساتھ متوجہ ہوئی +

میں "۔ اگر آپ کی خواہش ہو +"

سیلینی "کیا میں آپ سے ایک سوال کر سکتا ہوں؟"

میں "ضرور +"

سیلینی "آپ نے ہیلیو باس کا نام کہاں اور کس طرح سنا؟"

میں نے تردد سے نظر اٹھائی +

میں "سگنور تعجب کی بات ہے کہ ایک خواب میں یا یوں کیوں نہ کہو کہ تین خوابوں میں۔ ان کو میں آپ سے بیان کرتی ہوں +"

اور میں نے وہ تین رویا بیان کر دیں۔ جو میں نے دیکھی تھیں۔ میں نے بیان میں احتیاطاً کوئی تفصیلی امر بھی نہیں چھوڑا۔ کیونکہ فی الواقع مجھے ہر بات عجیب صفائی سے یاد تھی +

مصوّر سنجیدگی۔ اور توجہ لگا کر سننے لگا۔ جب میں اپنا ماجرا بیان کر چکی تو اُس نے کہا:۔

میں نے تمہیں جو اکسیر پلائی تھی۔ اس نے میری توقع سے بھی زیادہ اثر کیا۔ تم اس سے زیادہ احساس کرتی ہو۔ جتنا کہ میرا خیال تھا۔ خاتون اب باتیں کر کے زیادہ در ماندگی نہ خریدو۔ میں تمہاری اجازت سے تمہارے مقابل بیٹھ کر اپنی داستان بیان کرونگا۔ بعد ازاں تم اپنی نسبت خود فیصلہ کر سکو کہ آیا تمہیں وہ طریقہ علاج اختیار کرنا چاہئے۔ جس سے میری جان بچی۔ اور ہاں جان سے بھی زیادہ کوئی چیز

یعنی میرے عقل و ہوش ؟"

اُسنے اپنے کتب خانہ میں سے ایک کرسی لے کر میرے مقابل بچھا دی۔ اور اس پر بیٹھ گیا۔ اور وہ میرے چہرے کو ہمدردی اور دلچسپی سے دیکھنے لگا۔ اس بات کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ جوں جوں وقت گزر گیا۔ میں زیادہ زیادہ کمزور اور بیدل سی ہوتی گئی! اور گو میں جانتی تھی۔ کہ میں بدستور سابق مایوسی کے غار میں چلی جا رہی ہوں۔ لیکن میرے دل میں خود بخود خیال پیدا ہو رہا تھا۔ کہ سیلینی جو کچھ بیان کریگا اس سے میری بہتری کا بہت کچھ تعلق ہے اس لئے میں نے اپنی طبیعت کو جبراً حاضر کیا۔ اور وہ زبان سے جو لفظ نکالتا تھا۔ اُسے میں غور سے سنتی تھی۔ سیلینی آہستہ اور شفقت آمیز لہجہ میں یوں بیان کرنے لگا ؛

خاتون آپ کو معلوم ہے کہ جو لوگ کسی فن کو اپنا ذریعہ معاش قرار دیتے ہیں۔ جب وہ دنیا میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی مالی حالت بہت ردّی ہوتی ہے گویا دولت کی دو ڑیں ان پر ایک بار ہوتا ہے جو ان کو نیچے دباتا چلا جاتا ہے۔ فن کو اختیار کرنا کسی تجارت یا کاروبار اختیار کرنے سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ خرید و فروخت درآمد یا برآمد کا کام اختیار کرنے میں اگر انسان کو معمولی حساب کتاب سے اچھی واقفیت ہو اور متوسط درجہ کی عالم عقل ہو تو خاص کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن فنون لطیفہ میں جن کا نتیجہ بت تراشی۔ مصوّری۔ سرود اور شاعری ہیں۔ انسان کو اپنے تصوّرات۔ جذبات اور تمام روحانی احساسات پر زور ڈالنا ڈالنا پڑتا ہے۔ دماغ کے نہایت نازک رگ و ریشے استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اور خیال کے نہایت اندرونی عملوں سے کام لینا ہوتا

ہے۔ اور آئے دن بلکہ ہر ساعت طبیعت پر بہت زور دینا ہوتا ہے۔ جو ہر حس کو محسوس اور اس کے اثر کو مستعدی سے قبول کرتی ہے البتہ بہت سے نام کے مصوّر اور کاریگر ایسے بھی ہیں جو دیکھنے ہی میں مصوّر ہوتے ہیں۔ یہ ایسے شخص ہوتے ہیں جن کو فنون لطیفہ کی کسی نہ کسی شاخ میں تھوڑی سی سطحی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ جو یا تو مصوّری کے قلم کو جاہلی سے استعمال کرتے ہیں یا علم ادب کے بحرِ عمیق میں لاپروائی سے کھیلتے ہیں۔ یا دوسرے لوگوں کے بنائے ہوئے اشعار اور راگ لے کر اور بر تصرّف کر کے اُنہیں اصلی اور اپنے اشعار ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے گروہ میں وہ مصوّر شامل ہیں جو اپنے منہ سے مصوّری کے پروفیسر بن بیٹھتے ہیں وہ بہت ساز جو دوسروں کے بنائے ہوئے ٹیون کو اپنا بتاتے ہیں رسالوں میں رطب و یابس مضامین تحریر کرنے والے۔ اخباروں کے لیڈر (ضروری مضامین) لکھنے والے۔ اور نکتہ چین پیانو یا سارنگی کے نیم ماہر جو ہر جدت پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور جوش کے بغیر بےلطف اور مقررہ قاعدہ کے مطابق مضراب چلاتے رہتے ہیں اور اس طریقہ کو وہ قدیم قرار دیتے ہیں۔ ہر زمانہ تو واقعی ایسے ایسے لوگ فنون لطیفہ کے ماہر ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں اور جب تک نیکی اور بدی دو زبردست قوتیں زندگی کی رہبر رہینگی ایسے لوگوں کا بھی وجود رہیگا۔ وہ فنون لطیفہ کے گلاب پر اُن کرم خور کیڑوں کی مانند بیٹھتے ہیں۔ جو اصلی بھونروں کو کھا جاتے ہیں۔ لیکن میں تو ان لوگوں کو مصور اور شاعر وغیرہ کے نام سے یاد کرتا ہوں جو ذرا ذرا سی باتوں کو بھی حاصل کرنے کے لئے شب و روز محنت کرتے ہیں۔ اور جو اپنی نہایت بہترین کوششوں پر بھی

مطمئن نہیں ہوتے۔ چند سال ہوئے میں اس دوسری قسم کے لوگوں میں شامل تھا۔ اور اب بھی عاجزی سے کہتا ہوں کہ میں اسی مزاج کا آدمی ہوں۔ میری اس زمانہ کی اور موجودہ حالت میں یہ فرق ہے کہ اس وقت میں اندھا دھند اور مایوسی کے ساتھ کوشش کرتا تھا۔ مگر اب میں صبر اور اطمینان سے محنت کرتا ہوں۔ اور مجھے وثوق سے معلوم ہے کہ جس چیز کی مجھے تلاش ہے وہ مقررہ وقت پر مجھے خود مل جائیگی۔ خاتون فن مصوری کی تعلیم میں نے اپنے والد سے پائی تھی۔ جو ایک نیک دل اور سادہ مزاج آدمی تھا۔ اس کی زمینی مناظر کی چھوٹی چھوٹی تصویریں ایسی تر و تازہ اور دلفریب ہوتی تھیں کہ ان کے دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا کہ واقعی کھیت یا جنگل سے اٹھا کر صفحہ قرطاس پر رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اس نے مجھے جو سادہ اور صاف راستہ سکھایا تھا میں اس پر چلنے میں قانع نہ تھا۔ میری ہوس کے لئے محض صحیح صحیح تصویریں بنانا۔ محض صحیح صحیح رنگ بھرنا کافی نہ تھے۔ میری آنکھیں کوریگیو مصوّر کی بنائی ہوئی کی تصویر دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئی تھیں اور میں اس تصویر کے عجیب نیلگوں رنگ کو دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا۔ یہ نیلا رنگ اس قدر نفیس اور تیز تھا کہ میں یہ خیال کرنے لگا تھا کہ اگر رنگ کو کھرچتے رہیں تو تصویر کے پردے میں سوراخ ہو جائیگا۔ مگر اس عمیق آسمانی رنگ کے انتہا تک رسائی نہ ہو گی۔ میں نے ططیان کے وضع کردہ شوخ رنگوں کو غور سے دیکھا تھا۔ اور میں نے اس کی بنائی ہوئی اس حیرت انگیز تصویر کے ساتھ ہوا میں اڑنے کے لئے مستعد و تیار ہو گیا تھا جس کا نام بشارت کا فرشتہ تھا۔

جب میرے دل میں اس قسم کے خیالات موجزن تھے۔ تو میں موجودہ زمانہ کے مصوّروں کی معمولی آرزؤوں پر کس طرح قانع ہو سکتا تھا۔ میں ایک مضمون یعنے رنگ کے مسئلہ میں محو ہو گیا میں نے دیکھا کہ موجودہ زمانہ کے رنگ قدیم استادوں کے بھرے ہوئے رنگوں کے مقابلہ میں بالکل بے جان اور پھیکے معلوم ہوتے ہیں۔ اور میں رنگوں کے سوال پر نہایت تعمق کی نگاہ سے غور کرنے لگا۔ کوریگیو۔ فرا انجیلیگو اور ربقائیل کے رنگ بھرنے کا کیا راز تھا۔ میں نے مختلف رنگوں سے آزمایش کے طور پر تجربہ کیا۔ میں نے نہایت اور اعلےٰ درجہ کے شرطیہ رنگ خریدے مگر بے سود۔ اُن میں سوداگروں نے اور چیزیں ملا دی تھیں پھر میں نے خام رنگ خریدے۔ اور ان کو پیس کر خود ملایا۔ اس طرح گو پہلے سے بہتر نتیجہ حاصل ہؤا۔ لیکن مجھے یہ معلوم ہؤا کہ تجارتی اغراض کے لئے روغنوں۔ وارنشوں اور دیگر چیزیں الغرض ہر ایک چیزیں جو مصوّر اپنے کام میں اثر پیدا کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ردّی چیزیں ملائی جاتی ہیں۔ اکثر اوقات رنگوں کے خراب کرنے والے اور شریر سوداگروں سے گریز نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ لوگ اپنے سودے پر تھوڑا سا فیصدی منافع حاصل کرنے کے لئے اس فائن زمانہ میں پرلے درجہ کے فائن اور بے ایمان ہیں*

خاتون میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پیرس اور لنڈن کے طرب خانوں عشرت منزلوں یوان خانوں کے لئے آج کل جو تصویریں بنائی جا رہی ہیں۔ غالباً ایک سو سال تک بھی قائم نہ رہینگی۔ تھوڑا سا عرصہ ہؤا کہ میں فنون کے اس محل میں گیا۔ جو عجائب جنوبی

کینسنگٹن کے نام سے مشہور اور لنڈن میں واقع ہے۔اور وہاں میں نے ایک سایہ اور دستکاری کی تصویر سر فریڈرک لیٹن کی بنی ہوئی دیکھی۔اس کا رنگ پھیکا پڑنے لگا تھا۔ اور چند سال میں یہ تصویر میرے خطوں کا مجموعہ رہ جائیگی۔اور دیکھنے والا یہ تمیز نہ کر سکیگا کہ یہ تصویر تھی۔میں نے اس کی حالت کارفائیل کے کارٹونوں (مضحکہ خیز تصاویر) اور کورگیو کی ایک اعلےٰ تصویر سے جو اسی عمارت میں رکھی تھیں مقابلہ کیا۔ ان کے رنگ ایسے شگفتہ اور شوخ تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصوّر ابھی بنا کر گیا ہے۔یہ لیٹن کا قصور نہیں ہے کہ اس کی تصویریں پردوں پر سے اس طرح مٹ جائینگی کہ گویا اس نے ان پر قلم چلایا ہی نہ تھا۔یہ اس کی نہایت بدقسمتی ہے۔اور اُنیسویں صدی کے ہر ایک مصوّر کا یہی حال ہے۔آزادانہ تجارت کی شاندار ابتدا اور قیام کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ ہر ملک اور ہر جماعت ناجائز مقابلہ کے ذریعہ سے دوسرے ملک اور جماعت کو صفحۂ ہستی سے معدوم کرنا چاہتی ہے۔خاتون میری اس طویل تقریر سے آپ اُکتا گئی ہونگی۔مگر اس کے لئے آپ مجھے معاف کیجئے۔اب میں پھر اپنی داستان شروع کرتا ہوں۔میں بیان کرچکا ہوں۔کہ میں سوائے رنگ کے مضمون کے کسی اور بات پر خیال نہیں جما سکتا تھا۔میرا دماغ ہر وقت اسی خیال کی آماجگاہ بنا رہتا تھا۔مجھے خوابوں میں نفیس شکلوں اور چہروں کے بادہوائی ہیولے نظر آتے تھے۔اور میں ان کو پردہ تصویر پر منتقل کرنیکا خواہاں تھا۔لیکن باوجود کوشش کے مجھے کامیابی نہیں ہوتی تھی۔معلوم ہوتا تھا میرے ہاتھ میں مصوّری کی مہارت ہی نہیں

رہی۔ اس زمانہ میں میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ دنیا میں میرا کوئی اور رشتہ دار نہ تھا۔ اور اور کوئی خانگی تعلقات یا جھوریاں موجود نہ تھیں۔ اس لئے میں نے تنہائی کی زندگی اختیار کی۔ اور اپنے دماغ پر اس ایک سوال کے حل کرنے میں جس نے مجھے بالکل مایوس کر دیا تھا۔ پہلے سے زیادہ زور ڈالنے لگا میری طبیعت میں غم اور اشتغال پیدا ہو گیا۔ میں نے لوگوں سے میل جول ترک کر دیا۔ اور آخر کار نیند میری آنکھوں سے گریز کر گئی۔ اس کے بعد بخار کی تکلیف۔ اعصابی کمزوری اور مایوسی کا خوفناک زمانہ آیا۔ بعض اوقات میں چپ چاپ بیٹھا سوچا کرتا تھا۔ بعض اوقات میں اٹھ کر گھنٹوں جلد جلد ٹہلتا رہتا تھا۔ اس امید سے کہ وہ وحشت خیز بے چینی جو میرے دماغ پر مسلط ہو گئی تھی۔ فرو ہو۔ اس وقت میں شہر روم میں اپنے والد کے نگار خانہ میں رہتا تھا۔ مجھے خواب یاد ہے کہ ایک روز شام کو مجھ پر ایسی وحشت سوار ہوئی جو مجھے آرام یا خیال کرنے اور سونے نہیں دیتی تھی۔ اور میں حسب معمول گھر سے باہر سیر کے لئے نکل گیا۔ حالانکہ مجھے اس طویل سیر سے کوئی مدعا مقصود نہ تھا۔ لیکن میں تھوڑے ہی دنوں سے میں اس قسم کے سیر کا عادی ہو گیا۔ بازار کی جانب کھلے دروازے میں میرے مکان کی مالکہ اپنے سب سے چھوٹے بچے پیا کو لئے ہوئے کھڑی تھی۔ وہ گٹھیلے بدن کی مضبوط خوش خلق عورت تھی۔ اور بچہ اس کے گھگرے کا دامن پکڑے ہوئے تھا۔ اس نے مجھے قریب آتے دیکھا تو وہ خوف سے چونک کر ایک طرف ہٹ گئی۔ اور اس نے چھوٹی لڑکی کو گود میں لے لیا۔ اور جلدی سے اپنے جسم پر صلیب کی علامت

بنائی۔ اس سے میں حیرت زدہ ہو کر جلد جلد چلتے چلتے رک گیا۔ اور میں نے حتے الوسع اطمینان سے کہا:۔"

تمہارا اس سے کیا مطلب ہے؟ کیا تم یہ خیال کرتی ہو کہ میری نظر لگ جائیگی؟"

پیپا کے بال گھنگرالے تھے۔ اس کی معصوم صورت اسوقت بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ اس نے ننھے ننھے ہاتھ میری طرف پھیلائے۔ میں اس معصوم بچی کو اکثر پیار کرتا۔ اور اُسے مٹھائیاں اور کھلونے دیتا تھا۔ لیکن اب اس کی والدہ مجھے دیکھتے ہی اوّل تو چیخ پڑی۔ اور لڑکی کو میرے پاس نہیں آنے دیا پھر وہ بڑبڑا کر کہنے لگی:۔

"یا مقدّس مریم! پیپا کو اس کے پاس نہ جانے دونگی۔ وہ تو دیوانہ ہے"۔ میں دیوانہ کا نام سنکر حیران رہ گیا۔ اور میں اس عورت اور لڑکی کی طرف حقارت و حیرت کی نظر سے دیکھنے لگا۔ پھر میں نے کچھ نہ کہا۔ اور بازار کی طرف تیز قدمی چلتا ہوا ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ میں خیال کرتا تھا کہ کیا واقعی میں دیوانہ ہوں؟ کیا فی الحقیقت میری عقل ضائع ہو گئی ہے؟ کیا یہ رات کو نیند نہ آنے۔ تشویشناک خیالات اور عجیب بیچینی کا نتیجہ ہے۔ کہ میں اک خوفناک دیوانگی میں مبتلا ہو گیا۔ میں تیزی پھرتی سے آگے کو چلا گیا۔ یہاں تک میں یکایک کمپیگنا کے میدان میں پہنچ گیا۔ جہاں چاروں طرف سناٹے اور ہُو کا عالم تھا۔ چاند ہلالی صورت میں آسمان پر جلوہ گر تھا۔ گویا یہ ایک درانتی تھی۔ جو کثیرالتعداد تاروں کی فصل کاٹنے کے لئے افلاک پر رکھی گئی تھی میں تذبذب کی حالت میں کھڑا ہو گیا۔ ہر طرف ہُو کا عالم تھا۔ میں کمزور اور درماندہ

معلوم ہوتا تھا اور میرا سر چکرا رہا تھا۔ میری آنکھوں کے سامنے سے روشنی کی عجیب و غریب شعاع گزرتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اور میرے اعضا اس بوڑھے کی طرح کانپتے تھے۔ جو فالج میں مبتلا ہو۔ میں ایک پتھر پر آرام اور اپنے منتشر خیالات کو مجتمع کرکے اور کسی خاص سمت میں متوجہ کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ اس عورت نے مجھے دیوانہ کہا تھا۔ جب یہ خیال پھر میرے دل سے دوچار ہوا۔ تو میں نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ اس وقت میرا سر درد کے مارے پھٹا جاتا تھا۔ اور میں اسے زور سے دبائے ہوئے تھا۔ میں دیوانہ ہونے کے اندیشہ سے بہت ہی پیچ و تاب میں تھا۔ اور بیچارے شاہ لیئر کی طرح دل میں دعا کرتا تھا :-

اُے رحیم و کریم خدا تو مجھے دیوانہ نہ ہونے دے " پھر مجھے خیال آیا کہ خدا کی عبادت کرنی چاہئیے۔ مگر ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہُوا کہ میں عبادت کس طرح کرونگا؟ کیونکہ میں منکر خدا ہوں میرے والد نے مجھے پرلے درجہ کے دہریوں کی تعلیم دی تھی۔ وہ خود مشہور دہریئے والٹیئر کا پیرو تھا۔ اور وہ الوہیت پر اپنے محدود خیالات کے مطابق رائے دوڑاتا تھا۔ اور اس سے اُسے بیحد خوشی حاصل ہوتی تھی۔ وہ نیک آدمی تھا۔ اور جب فوت ہُوا تو اس نے نہایت اطمینان سے جان دی۔ موت کے وقت اسے یہ یقین تھا۔ کہ خاک کا پتلا بنا اور خاک کی تصویر ہے۔ خاک میں مل جائیگا اور خاک دامنگیر ہے۔ یعنی وہ مشت خاک ہے جو خاک میں مل جائیگی۔ اسے سوائے ضرورت کے عالمگیر قانون کے کسی چیز پر کوئی اعتقاد نہ تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اس کی تمام تصویروں میں اعلےٰ درجہ کا کمال نہیں تھا۔ جو ایک قسم کے

مصتورانہ الہام سے حاصل ہوتا ہے۔ میں اس کے اصولوں پر بہت غور و خوض کرنے کے بغیر ایمان لے آتا تھا۔ میں کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ لیکن باوجود اس کے میں عزت کی زندگی بسر کرتا تھا۔ مگر اس وقت تو دیوانگی کی خوفناک تصویر میری نظروں کے سامنے ناچ رہی تھی۔ اور میرے استقلال اور ثابت قدمی میں فرق آ گیا تھا۔ میں دعا کرنے کی کوشش کرتا تھا پھر خیال کرنے لگتا تھا کہ کس کی جناب میں دعا کروں؟ کیا ضرورت کے عالمگیر قانون کے سامنے دعا کروں؟ یہ قانون انسان کی دعاؤں کو نہ سنتا ہے اور نہ ان کا جواب دیتا ہے۔ جب میں اس امر پر غور کرتا تو میرے دل میں بڑا ہی غم و غصہ پیدا ہوتا تھا۔ پھر میں اپنے دل سے سوال کرتا تھا کہ ضرورت کے اس قانون کو کس نے پیدا کیا؟ کونسا وحشیانہ ضابطہ ہے۔ جو ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم پیدا ہوں۔ زندہ رہیں۔ تکلیفیں سہیں۔ اور پھر بغیر اجر یا کسی معقول وجہ کے مر جائیں۔ یہ دنیا جو پہیئے کی طرح ہر وقت گردش میں رہتی ہے۔ ہمیں ہمیشہ عذاب میں کیوں مبتلا رکھتی ہے؟ اُس وقت میرے دل میں ایک اور وحشت پیدا ہوئی۔ میں جھکا ہوا بیٹھا تھا۔ مگر اب سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اب میرے بدن پر مطلق لرزہ نہ تھا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ چلو دنیا کی کیا پرواہ ہے۔ اس میں دھرا ہی کیا ہے۔ یہ تو بالکل مضحکہ خیز ہے اور پھر میں زور سے قہقہہ لگا کر ہنسا۔ وہ ہنسی بھی عجیب تھی وہ تو دیوانوں کی سی ہنسی تھی۔ اب میں نے غور و فکر کو دل سے دور کر دیا تھا۔ کیونکہ میں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ یعنے کہ میں ضرورت کے ہیبتناک قانون کو حرف بہ حرف پورا کر دکھاؤنگا۔ اگر ضرورت

نے مجھے پیدا کیا ہے تو وہ میری موت کی بھی طلبگار رہے ضرورت مجھے خواہش کے خلاف زندہ رہنے پر مجبور نہیں کر سکتی ہے بہتر ہے کہ میں دیوانگی کے مقابلہ میں ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جاؤں۔ میں نے اپنی قمیص میں سے آہستہ آہستہ اور سوچ سوچ کر میلان کی ساخت کا ایک باریک و تیز خنجر نکالا۔ اسے میں ذاتی حفاظت کے خیال سے ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا۔ اُسے میں نے میان سے سونت لیا۔ اور چاند کی شعاعوں میں اس کی باریک دھار چمکتی ہوئی نظر آئی۔ گویا وہ بھی میری جان لینے پر راضی تھی میں نے اُسے خوشی سے چوما۔ اور خیال کیا یہ میرا آخری علاج ہے۔ میں نے اُسے اپنی انگلیوں کے ذریعہ اوپر اٹھایا۔ میں اسے کوئی لمحہ ہی بھر بعد اپنے جگر میں بھونک لیتا۔ مگر کسی نے میری کلائی زور سے پکڑ لی۔ اور زور لگا کر میرے ہاتھ سے خنجر چھین لیا۔ مجھے نہایت غصہ آیا کہ اس شخص نے مجھے اپنا دیوانہ ارادہ کیوں پورا نہ کرنے دیا۔ میں لڑکھڑا کر چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اور اپنے بچانے والے کی طرف برہم ہو کر دیکھنے لگا۔ وہ ایک دراز قامت آدمی تھا۔ اور سیاہ اوورکوٹ پہنے ہوئے تھا۔ جس کے کناروں پر سمور لگا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوئی متمول انگریز یا امریکن ہے جو بغرض تفریح سیر و سیاحت کر رہا ہے۔ اس کے خد و خال نفیس اور صورت بارعب تھی میں اس کی طرف غصے سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن اسے میرے غصے کی کچھ بھی پروا نہ تھی۔ وہ مجھے ٹھنڈے دل اور شریفانہ حقارت کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے زبان کھولی تو اس کی دہن سے ایک دلکش اور شیریں آواز نکلی۔ گو اس سے کسی قدر متانت

اور حقارت بھی مترشح ہوتی تھی*

"واہ نوجوان تم زندگی سے بیزار ہو۔ اگر اس بیزاری کے مقابلہ میں تمہیں زندہ رہنا چاہئے۔ ہر شخص مر سکتا ہے۔ قاتل میں بھی اتنا حوصلہ ہوتا ہے کہ وہ جلاد کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ اور اس کا تمسخر کرتا ہے۔ مرنا بہت آسان ہے۔ بچہ ہو یا سپاہی۔ مگر اپنی جان ہلاک کر سکتا ہے۔ مرنے میں تو ڈھار کے درد سے بھی کمتر درد ہوتا ہے۔ اور وہ بھی ایک ہی بار۔ اور پھر کام تمام ہو جاتا ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایسی موت مردانگی نہیں۔ یہ معمولی سی بات ہے۔ جیسے کہ بستر پر جا کر سو رہنا۔ ایسی موت میں دلفریبی بالکل نہیں۔ اگر تم چاہو تو زندگی کو شجاعت کے نام سے تعبیر کر سکتے ہو۔ لیکن موت محض کام کے بند ہو جانے کا نام ہے۔ اور تماشہ گاہ کے سٹیج سے تحریک دینے والے کے اشارہ سے پہلے ہی عجلت اور بدتہذیبی کے چلدینا بالکل نامناسب ہے تماشہ میں جو حصہ تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔ اسے ضرور انجام دینا چاہئے۔ خواہ تمہارا کھیل کتنا ہی بُرا ہی کیوں نہ ہو۔ بتاؤ تم کیا کہتے ہو"

"پھر اس نے خنجر کو آہستہ سے اپنی انگلی پر اس طرح رکھ لیا کہ گویا وہ چاقو ہے۔ پھر وہ میری طرف دیکھ کر صاف دلی اور مہربانی سے مسکرانے لگا۔ اس کا انداز کچھ ایسا دلکش تھا کہ میں اس کی باتوں کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ چہ جائیکہ میں اس سے بحث کرتا* میں نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا*

میں "خواہ تم کوئی ہو۔ تم مردوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ وہ باعث کیا تھے۔ جنہوں نے مجھے یہ کہتے ہی میری آواز جوش گریہ سے بند ہو گئی۔ میرے اس نئے

واقف نے میرے ہاتھوں کو جو میں نے مصافحہ کے لئے بڑھائے تھے زور سے دبا لیا۔ اور بدستور سابق متانت سے جواب دیا ؛

"میرے دوست کوئی باعث سوائے دیوانگی یا بزدلی کے ایسا نہیں جو ہمیں خودکشی کرنے پر مجبور کرے ؛

میں "۔ (اشتیاق سے) "اچھا۔ اور اگر دیوانگی ہو تو پھر ؟ ۔ وہ میری طرف غور سے اور میری کلائی پر آہستہ سے انگلی رکھ کر میری نبض دیکھنے لگا ؛

وہ "۔ جناب من تمہارا خیال بالکل غلط ہے ۔ جیسے کہ میں دیوانہ نہیں ۔ تم بھی نہیں ۔ البتہ یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم نے حد سے زیادہ کام کیا ہے ۔ اور تمہاری طبیعت میں اشتعال پیدا ہو گیا ہے ۔ کوئی دماغی بے چینی تمہیں دق کر رہی ہے ۔ اس کا حال مجھے بتاؤ ۔ بیشک میں تمہارا چند روز میں علاج کر سکتا ہوں ؛

میں "۔ (حیرت اور رشک کی نگاہوں سے دیکھ کر) تم میرا علاج کر سکتے ہو ؟ کیا تم ڈاکٹر ہو ؟"

وہ (ہنس کر) "میں ڈاکٹر نہیں ۔ میں اس پیشہ میں شامل ہونا نہیں چاہتا ۔ تاہم بعض مریضوں کو میں دوا اور مشورہ دیتا ہوں میں صرف معالج ہوں ۔ ڈاکٹر نہیں ۔ لیکن اس وقت خیر مقام میں جہاں قدیم زمانہ کے شجاعوں کی روحیں آباد ہونگی ۔ کھڑے رہنے سے کیا فائدہ ؟ تم میرے ساتھ آؤ ۔ میں ہوٹل کو سٹانزا کی طرف جا رہا ہوں ۔ اور ہم وہاں پہنچ کر گفتگو کر سکتے ہیں ۔ لو یہ خوبصورت کھلونا میں تمہیں واپس کرتا ہوں ۔ اُسے اپنا کام تمام کرنے کے لئے پھر نہ استعمال کرنا ؛"

اور اس نے ذرا سا سر جھکا کر خنجر میرے ہاتھ میں دے دیا ۔

اور میں نے اُسے فی الفور میان میں ڈال لیا۔ جب میں نے اس کی نیلی صاف آنکھوں کی طرف دیکھا۔ جن سے کسی قدر طنز ہویدا تھا۔ تو میں شرمندہ ہو گیا۔ جیسے کہ بچے کو ملامت کی جائے تو وہ شرمسار ہو جاتا ہے +

ہم کمپیگنا سے شہر کی طرف واپس ہوئے +

میں "سگنور آپ کا اسم شریف کیا ہے؟"

وہ "میرا نام ہیلیو باس ہے۔ عجیب نام ہے۔ مگر بیحد عجیب نہیں (وہ خالص کلدانی یا خالدی زبان کا نام ہے۔ میری والدہ نے جو کوہ قاف کی پری اور حور سے بھی زیادہ حسین تھی۔ اور بہت ہی ایماندار اور عابد۔ ایک عیسائی ولی کے نام پر میرا نام کاسیمر تجویز کیا تھا۔ لیکن ہیلیو باس کا سادہ نام میرے لئے زیادہ مناسب ہے اور عام طور پر میں اسی نام سے مشہور ہوں +

میں "کیا تم کلدانی ہو؟"

وہ "بیشک۔ میں براہ راست ان مشرقی داناؤں کی نسل سے ہوں (اور برسبیل تذکرہ وہ تین سے زیادہ تھے۔ مگر بادشاہ نہ تھے) جنہوں نے اس وقت جبکہ دنیا کے باقی لوگ غفلت کی نیند سو رہے تھے تو وہ جاگ رہے تھے۔ انہوں نے حضرت عیسٰے (علیہ السلام) کی پیدائش کا ستارہ افق پر دیکھا تھا۔ قدیم زمانہ سے کلدانی لوگ بہت عمدہ مشاہدہ کرنے والے چلے آتے ہیں۔ میں نے تو اپنا نام بتا دیا۔ اب برائے مہربانی تم بھی اپنا نام بتاؤ +

میں نے بھی فی الفور اپنا نام بتا دیا۔ اور ہم دونو وہاں سے اکٹھے روانہ ہوئے۔ میں اس وقت بالکل مطمئن اور بشاش معلوم ہوتا تھا۔ جیسا کہ تمہیں میری صحبت میں راحت طمانیت معلوم

ہوتی ہے *

یہ کہکر سیلینی رک گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ میں اس سے کوئی اور بات پوچھوں۔ اور اسی خیال سے وہ میری طرف دیکھنے لگا۔ لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ جب تک وہ اپنی تمام داستان نہ سنا لے۔ میں خاموش رہوں پس اس نے سلسلہ داستان یوں شروع کیا "ہم ہوٹل کوسٹا نزا میں پہنچے۔ جہاں قریباً سب لوگ سیلینو پاس سے آشنا معلوم ہوتے تھے۔ دربان اُسے موشیورلی کومٹ کے نام سے پکارتے تھے۔ لیکن اُس نے مجھے یہ نہ بتایا کہ اُسے کیوں یہ خطاب دیا گیا۔ ہوٹل میں اس کے پاس بہت ہی نفیس مکان تھا جس میں زمانہ حال کے عیش و عشرت کے تمام سامان مہیا تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو اس نے کھانے کے لئے کچھ کھانا منگوایا۔ اس نے مجھے پہلے کچھ کھانے کے لئے کہا۔ میں نے نصف گھنٹے میں اسے اپنی ساری داستان سنا دی اور اس میں میں نے اپنی ہوس۔ رنگوں میں کمال پیدا کرنے کی کوشش اس کے متعلق اپنی مایوسی۔ پست ہمت۔ اور بے امید ہونے۔ اور آخر دیوانگی کے اندیشہ سے خودکشی کرنے کا حال سنایا۔ وہ صبر اور بہت ہی توجہ سے سنتا رہا۔ جب میں اپنی داستان ختم کرچکا تو اس نے ایک ہاتھ میرے کندھے پر رکھا۔ اور شریفانہ لہجہ میں کہنے لگا:-
نوجوان جو میں کہوں اس کے لئے تم مجھے معذور سمجھو۔ اس وقت تک تم نے اپنی زندگی کاہلی اور خودغرضی میں بے فائدہ صرف کی ہے۔ بقول پولوس رسول تم کانٹوں پر لات مارتے رہے ہو۔ تم نے بہت اعلےٰ کام اختیار کیا یعنے تم نے دس رنگ کا راز دریافت کرنے کی جو قدیم مشہور مصوروں کو معلوم تھا۔ کوشش کی۔

چونکہ موجودہ زمانہ کے بنج و بیوپار کی وجہ سے رنگوں میں طرح طرح کی چیزیں ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لئے تمہیں اس راز کے معلوم کرنے میں مشکل پیش آئی۔ اس سے تم نے خیال کیا کہ اس کے دریافت کرنے کا موقع نہ ملیگا۔ اور تمہاری کوشش بے سود ہوگی تم کو شرم کرنی چاہیئے۔ کیا تم خیال کر سکتے ہو۔ کہ کیا چند بے ایمان تاجر قدرت پر غالب آسکتے ہیں؟ اس کے خزانہ میں ویسے ہی خالص رنگ موجود ہیں جو ریفائیل اور طیطیان نے اس سے لئے تھے۔ اور تم بھی لے سکتے ہو۔ لیکن عجلت سے نہیں۔ اگر تم کسی وقت اور تاخیر سے بے صبری ظاہر کرنے لگو تو تمہاری آرزو پوری نہیں ہوسکتی۔ کام صبر و تحمل سے کرنا چاہیئے۔ اس اصول کو بخوبی یاد رکھو۔ تم نے اپنی صحت بے فائدہ گھبراہٹ نادانی اور بیزاری سے بگاڑ لی ہے۔ اور اس کا علاج مقدّم سمجھنا چاہیئے۔ ان رنگوں کے حاصل کرنے کا طریقہ بتاؤنگا۔ جن کی تلاش تم کر رہے ہو (اور مسکرا کر) ہاں میں تمہیں کوریگیو کا نیلا رنگ بھی بتا دونگا +

میں فرطِ انبساط سے بول نہ سکا۔ بلکہ اپنے محسن اور بچانیوالے کا شکریہ بھی ادا نہ کرسکا۔ لیکن میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس طرح ہم تھوڑی سی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر ہیلیوباس سرو قد آن بان سے کھڑا ہوا۔ اور اپنی آنکھیں ارادتاً میری طرف کر دیں میرے بدن میں عجیب و غریب سنسنی پیدا ہوئی۔ میں آپ ہی اس کا پکڑے ہوئے تھا +

"وہ آہستہ اور پر تاثیر لہجہ میں کہنے لگا آرام کرو۔ اے درماندہ اور خستہ شخص جو آرام تمہارے لئے ضروری ہے۔ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ! اے کشمکش اور کوشش کرنے والی روح دنیا میں

تمہیں ضرر پہنچا ہے۔ اپنے تنگ قید خانہ سے آزاد ہوا۔ جو قوت مجھ میں۔ تم میں اور ساری مخلوقات میں ہے۔ اس کے زور پر میں تمہیں حکم دیتا ہوں آرام کرو ✦

" اس کے طرز تقریر میں غضب کا اثر تھا۔ میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ میں بولنا چاہتا تھا۔ لیکن مارے خوف کے میری زبان بند تھی اور میں ایک حرف نہیں نکال سکتا تھا۔ میرے دماغ میں چکر آنے لگا۔ میری آنکھیں بند ہونے لگیں۔ میرے اعضا ڈھیلے اور سست ہو گئے۔ اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا ✦

اس قدر بیان کرنے کے بعد سیلینی پھر چپ ہو گیا۔ اور میری طرف دیکھنے لگا۔ مگر میں اس کی داستان کی طرف متوجہ تھی۔ اور خود کچھ کہنا نہ چاہتی تھی۔ اس لیئے اس نے پھر سلسلہ داستان شروع کیا

"خاتون میری مراد یہ ہے کہ میرا جسم بے حس ہو گیا تھا۔ لیکن میں خود یعنے میری روح ہوش میں تھی۔ میں زندہ تھا۔ میں حرکت کرتا سنتا اور دیکھتا تھا۔ اس اثنا میں مجھے جو باتیں نظر آئیں اُن کے بیان کرنے کی مجھے ممانعت ہے۔ جب کالبد انسانی میں میری روح واپس آئی۔ تو میں اسی کمرے میں جہاں میں نے ہیلیو باس کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ ایک پلنگ پر پڑا تھا۔ اور ہیلیو باس خود میرے قریب بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا۔ وہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ میری طبیعت بہت خوش مطمئن تھی۔ اور مجھ میں نوجوانوں سی چستی اور پھرتی عود کر آئی تھی۔ میں چپ چاپ یکایک اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اور میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھدیا۔ اس نے نظر اٹھائی۔" اس کی آنکھوں سے مسکراہٹ کے آثار ہویدا تھے۔ اور وہ کہنے لگا۔ اچھا کہو ✦

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ادب سے اپنے لبوں تک لے

گیا۔ اور اُسے چوما۔

میں۔ (بلند آواز سے) میرے بہترین دوست۔ میں نے کیسے کیسے عجائبات دیکھے۔ کیسی کیسی صداقتیں سیکھیں۔ کیسے کیسے راز معلوم کرلئے!

ہیلیو باس۔ ان تمام باتوں کا کسی سے ذکر نہ کرو۔ ان کا معمولی طور پر ذکر کرنا مناسب نہیں۔ جو سوالات تمہارے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے جواب تمہیں مناسب وقت کے بعد دئے جائینگے۔ تمہاری جو کیفیت ہوئی تھی۔ وہ تعجب انگیز نہیں۔ تم پر صرف علم کے ذریعے سے اثر ڈالا گیا تھا۔ لیکن ابھی تمہارا علاج کا طور پر نہیں ہوا اگر چند روز میرے پاس اور ٹھیرو گے تو بالکل شفایاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم اس قدر عرصہ تک میرے پاس رہنے پر رضامند ہو؟

میں نے خوشی اور شکریہ کے ساتھ اس کی بات منظور کی۔ اور اس کے بعد ہم دس روز تک اکٹھے رہے۔ اس اثنا میں ہیلیو باس میرا خارجی اور میرا داخلی دونوں ہی طرح کا علاج کرتا رہا۔ اسکے مفرح نسخے نے میرے نظام جسمانی کو تازہ دم کرنے اور تقویت دینے میں غضب کا اثر کیا مقررہ عرصہ کے گزرنے پر میں قوی اور اچھا ہو گیا۔ جیسا کہ میرے محسن نے وعدہ کیا تھا۔ میری صحت اور ہوش بحال ہو گئے۔ میرا دماغ تر و تازہ ہو گیا۔ اور میرے دل میں کام کرنے کی امنگ پیدا ہو گئی تھی۔ اور دماغ میں مصوری کے نئے اور اعلےٰ اعلےٰ خیالات آنے لگے۔ میں نے ہیلیو باس کے ذریعے سے دو نہایت بے بہا چیزیں سیکھ لیں۔ یعنے میں نے مذہب کی صداقت اور انسان کی تقدیر کے راز کو بخوبی سمجھ لیا تھا۔ اور ایک نہایت نفیس محبت حاصل کر لی۔

یہ کہکر سیلینی رک گیا۔ اور اس نے حیرت اور مسرت سے نظر اٹھائی

تھوڑے وقفہ کے بعد اُس نے سلسلہ داستان یوں شروع کیا!
ہاں خاتون مجھے معلوم ہوگیا تھا - کہ مجھ سے محبت کرنے والا بھی کوئی موجود ہے - اور ایک ذات جس میں الوہیت کا حسن اور نہایت شاندار وفا موجود ہے - اور جس کے کمالات کو انسان فانی کی زبان بیان کرنے سے قاصر ہے - میری نگرانی اور راہنمائی کرتی ہے!"
یہ کہہ کر وہ پھر رک گیا - اور اس نے دوبارہ داستان کو یوں شروع کیا:-
"ہیلیوپاس نے مجھے دماغی اور جسمانی طور پر جب بالکل تندرست پایا - تو اُس نے مجھے رنگوں کے ملانے کا ہنر سکھایا - اس وقت سے مجھے تمام تصویروں میں کامیابی ہوئی - تم جانتی ہو کہ جب میری تصویریں مکمل ہو چکتی ہیں - تو لوگ ان کو اشتیاق سے خریدتے ہیں اور میں ان میں جو نفیس رنگ بھرتا ہوں - دنیا کے لوگ ان کو پراسرار بلکہ قریب قریب جادو کا کرشمہ خیال کرتے ہیں - لیکن نہایت ادنےٰ درجہ کے مصوّر بھی اگر چاہیں - تو جو ذریعے میں نے استعمال کئے ہیں ان کی مدد سے قریباً ویسے ہی پائدار اور ناقابل محو رنگ جو ریفائیل کی تصویروں پر بھرے گئے ہیں حاصل کر سکتے ہیں - لیکن اس امر کا اب تذکرہ کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی - خاتون میں نے اپنی داستان تمہارے سامنے بیان کر دی ہے - اور اب میری خواہش ہے کہ اس کے معانی کا اطلاق پھر کیا جائے - کیا تم توجہ سے سُن رہی ہو؟
میں نے بڑی توجہ سے - اور درحقیقت مجھے اب داستان سے اس قدر دلچسپی پیدا ہو گئی تھی - کہ امید کے مارے میرا دل دھڑکتا ہوا سنائی دیتا تھا۔"

سیلینی :- خاتون آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے زمانہ میں برق ایک عجوبہ خیال کی جاتی ہے۔ کوئی یہ پیشین گوئی نہیں کر سکتا کہ یہ بھی کیا کیا کرشمے دکھائیگی۔ لیکن اس عظیم علم کی ایک نہایت ضروری شاخ کا اس وقت بنی نوع انسان کا زیادہ حصہ تمسخر اڑاتا ہے۔ میری مراد انسانی برق سے ہے۔ یہ قوت انسان میں ہے۔ تم میں اور مجھ میں بھی ہے۔ اگرچہ ہیلیو باس میں ہم سب سے بہت زیادہ ہے۔ اُس نے اپنے جسمانی برق کو اس حد تک نشو و نما دے لیا ہے۔ کہ محض اسکے مس کرنے یا نہایت خفیف سی نظر سے شفا یا اس کے بالعکس حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنے جس طور پر کہ وہ اپنی اس قوت کو استعمال کرنا چاہئے۔ ویسا ہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ البتہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ بالعکس حالت کبھی پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسے تمام انسانوں سے ہمدردی ہے۔ اور وہ ہر ایک کے ساتھ مہربانی اور رحم سے پیش آتا ہے۔ اس کا اثر اس قدر زبردست ہے۔ کہ وہ زبان سے کوئی کلمہ نکالنے کے بغیر خواہ کسی جگہ موجود ہو۔ بالکل اجنبی لوگوں کے دل میں بھی اپنے خیالات ڈال سکتا ہے۔ اور اپنی تجاویز کے مطابق ان سے بعض کام خیالی یا عملی طور پر کرا سکتا ہے۔ تمہیں میری اس بات کا یقین نہیں آتا۔ خاتون یہ قوت ہم میں سے ہر شخص میں موجود ہے۔ گویا ہم میں اس نے نشو و نما نہیں ہونے پایا۔ کیونکہ اس امر میں ہماری تعلیم بالکل ناقص ہے۔ اپنے قول کی صداقت ثابت کرنے کے لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ گو میں نے اپنی برقی قوت کو بہت ہی کم نشو و نما دیا ہے۔ تو بھی میں تم پر اپنا اثر ڈالنے میں کامیاب ہوا ہوں اور تم بھی اس امر سے انکار نہیں کر سکتیں۔ میں نے اپنا خیال تمہارے دل میں اس طرح ڈال دیا تھا کہ تم نے میری تصویر جس پر درحقیقت

پردہ پڑا تھا۔ صاف صاف دیکھ لی۔ میری ہی قوت کے تاثیر سے
تم نے میرے ایک سوال کا جو میں نے اسی تصویر کی نسبت پوچھا
تھا۔ صحیح صحیح جواب دے دیا۔ نیز تم نے میری خواہش کے مطابق
باوجودیکہ خود تم کو خبر نہ تھی۔ ایک ایسے شخص۔ کا جس سے مجھے
محبت ہے مجھے پیغام پہنچا دیا۔ چنانچہ تم نے کہا تھا۔ خدا تماری حفاظت
کرے! کیا یہ تمہیں یاد ہے؟ اور میں نے تمہیں جو اکسیر پلائی تھی۔
اور جو ہیلیو باس کی دریافت کئے ہوئے نسخوں میں سے نہایت سادہ
ہے۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ تمہیں اس کا نام معلوم ہوگیا۔ اور اس کا
ارادہ یہی تھا کہ تمہیں اس کا نام معلوم ہوجائے ؛

مس "۔ (بلند آواز سے) وہ! اجی وہ تو مجھے جانتی ہی نہیں۔
اس کا میری نسبت کوئی ارادہ نہیں ہوسکتا!"

سیلینی "۔ (متانت سے) خاتون اگر آپ اپنی تین رویا میں سے
آخری پر غور کریں۔ تو آپ کو بالکل شک باقی نہ رہیگا کہ اس کا آپ کیطرف
کوئی ارادہ ہے۔ میں نے بیان کیا تھا کہ وہ جسمانی برق کے علم میں ماہر
ہے۔ اس لفظ میں بہت سے معنے پنہاں ہیں۔ اُسے خود بخود معلوم ہوجاتا
ہے۔ کہ کسی کو اُس کی جلدی یا دیر بعد ضرورت پڑیگی۔ جو میں کہنا چاہتا
ہوں۔ اُسے ختم ہو لینے دو۔ خاتون تم بیمار ہو۔ تمہیں حد سے زیادہ کام
کرنے سے مرض لاحق ہوگیا ہے۔ تم سرود کی نظمیں فی البدیہہ کہتی ہو۔
یعنے تمہارے دل میں سرود کی محبت اور اعلےٰ درجہ کی ذہانت ہے۔
یہ ایک روحانی قوت ہے۔ اور کسی قاعدہ کی پابند نہیں۔ اور دُنیا
کے لوگ اُسے بالکل غلط طور پر سمجھے ہیں۔ تم اس قوت کو نشو و نما دیتی
ہو۔ اور اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتی ہو کہ تمہیں اس کی قیمت کیا
ادا کرنی پڑیگی۔ تمہیں تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ اور ابھی اور تکلیف اٹھانی

ہوگی - جس نسبت سے سردو میں تمہاری قوت بڑھتی جائیگی - اس نسبت سے تمہاری صحت میں کمی واقع ہوتی جائیگی - ہیلیو باس کی خدمت میں حاضر ہوؤ - اور وہ تمہارے لئے وہی کریگا - جو اُس نے میرے واسطے کیا تھا - مجھے یقین ہے - کہ تم اس امر میں تردّد نہ کروگی - دو باتیں ہیں - خواہ سا لہا سال تک کمزوری اور بیماری قبول کرو - خواہ دو ہفتوں سے کم عرصہ میں بالکل تندرست ہو جاؤ - چاہو تو زندگی کی بہار دیکھو اور چاہو تو خزاں - ان دونوں میں سے ظاہر ہے - کہ تمہیں کس بات کو ترجیح دینی چاہئے +

میں اپنی نشست سے آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑی ہوئی +

میں "یہ شخص جس کا نام ہیلیو باس ہے کہاں ہے؟ پیرس میں ہے؟"

سیلینی "ہاں پیرس میں ہے - اگر تم وہاں جانے کا ارادہ کرو - تو میری صلاح پر عمل کرو - اور اکیلی جاؤ - تم اپنے دوستوں سے کوئی معذوری بیان کرو - میں تمہیں لیڈیوں کے ایک ہوٹل پنشن کا پتہ بتاؤنگا - وہاں تم آرام اور اطمینان سے رہو گی کیا پتہ بتاؤں؟"

میں "اگر آپ نوازش کرنا چاہیں +"

اس نے جلدی سے پنسل سے اپنے ہی ایک کارڈ پر لکھ دیا

"میڈم ڈینیس
روش نمبر ۳۶ ڈیو میڈی
پیرس"

اور یہ کارڈ میرے حوالے کیا - میں جہاں کھڑی تھی - وہیں خاموش کھڑی بہت غور کرتی رہی - سیلینی کی داستان سے میرے دل میں اثر اور کسی قدر حیرت تو پیدا ہوگئی تھی - مگر مجھے ہیلیو باس ایسے جسمانی برقی کے ماہر سے علاج کرانے کے خیال سے کسی طرح کا خوف پیدا

نہ ہؤا۔ میں جانتی تھی کہ بہت سی سخت مرضوں میں برقی کے ذریعے شفا ہوجاتی ہے۔ یہ کہ برقی حمام۔ اور ہر طرح کی برقی آلات عالم طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ مجھے اس امر سے حیرت پیدا ہونے کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوتی تھی۔ کہ ایک شخص ایسا بھی موجود ہے۔ جس نے اپنی اندرونی قوت برق کو اس حد تک نشوونما دے لیا ہے کہ وہ اُسے مرضوں کا علاج کرنے میں استعمال کرتا ہے۔ مجھے اس امر میں فی الواقع کوئی حیرت انگیز بات معلوم نہ ہوتی تھی۔ سیلینی کی داستان میں میں اسکی روح کے منتقل ہونے کے واقع کو جسے وہ سچا خیال کرتا تھا تسلیم نہیں کرتی تھی۔ اور میں اس امر کی وجہ یہ تصور کرتی تھی کہ جب ہیلیو باس سے اس کی اول مرتبہ ملاقات ہوئی۔ تو اس کی قوت متخیلہ حد سے زیادہ مشتعل ہوگئی تھی۔ لیکن اس خیال کو میں نے ظاہر نہ کیا۔ بہرکیف میں نے پیرس جانے کا ارادہ کیا۔ میری زندگی کی بڑی خواہش یہ تھی کہ میں بالکل تندرست ہو جاؤں۔ اور میں نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ اس نعمت عظمےٰ کے حاصل کرنے کے لئے میں اپنی سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگی۔ جب میں سیلینی کے سامنے کھڑی ہوئی چپ چاپ غور کر رہی تھی۔ تو وہ میری طرف توجہ سے دیکھ رہا تھا۔

سیلینی۔ "کیا تم جاؤگی؟"

میں۔ "ہاں۔ لیکن کیا تم مجھے اپنے دوست کے کا نام کا ایک خط لکھ دوگے؟"

سیلینی۔ "(مسکرا کر) لیو خط اور تمام تشریح طلب امور کی کیفیت پہلے ہی پہنچ چکا ہے۔ میں جانتا تھا کہ تم جاؤگی۔ ہیلیو باس تمہارے وہاں پہنچنے کا برسوں سے منتظر ہے۔ وہ ہوٹل مارس جیمپس ایلیس میں رہتا ہے۔ خاتون تم مجھ سے خفا تو نہیں ہو؟ مجھے کسی طرح یہ

معلوم ہو گیا تھا کہ تم جاؤ گی"!
یہ سنکر میں آہستہ سے مسکرا دی ٭
میں "میرے خیال میں یہ بھی برق کا کرشمہ ہے! نہیں میں خفا نہیں ہوں - میں خفا کیوں ہونے لگی؟ سگنورین تمہاری بہت ممنوں ہوں - اور اس سے بھی زیادہ شکرگزار ہونگی - بشرطیکہ ہیلیوباس فی الواقع میرا علاج کر دیگا"
سیلینی "اجی یہ تو یقینی امر ہے - بالکل یقینی - تم اس امید کو جس قدر چاہو دل میں جگہ دو - کیونکہ یہ ایسی ہے کہ اس میں ہرگز مایوسی نہ ہو گی - مجھ سے رخصت ہونے سے پیشتر اپنی تصویر دیکھتی جاؤ کیوں کیا صلاح ہے؟ اور اس نے تصویر کشی کے آلہ کی طرف بڑھکر اس سے پردہ اٹھا دیا ٭
پردہ اٹھتے ہی میں بہت حیران ہوئی - میں نے خیال کیا تھا کہ اس نے میرے چہرے کے خد و خال ہی کھینچے ہونگے - مگر اس نے تو سر قریباً مکمل کر لیا تھا - میں اس تصویر کی طرف اس طرح دیکھ رہی تھی - جس طرح کوئی اجنبی کی تصویر کو دیکھتا ہے - اس تصویر کی آنکھوں سے افسوس و رنج اور چہرہ سے غور و خوض کے آثار نمایاں تھے ٭
سیلینی "(آلہ تصویر کشی پر پھر پردہ ڈال کر) یہ جلدی مکمل ہو جائیگی - اب تمہارے بیٹھنے کی حاجت نہ ہو گی - یہ بھی اچھا ہوا کیونکہ تمہارا جانا ضروری ہے - کیا تم تصویر حیات و ممات کو پھر دیکھنا چاہتی ہو"
یہ سنکر میں نے اس شاندار تصویر کی طرف نظر اٹھائی - جو اس روز بالکل برہنہ تھی ٭
سیلینی "(آہستہ سے) اس میں فرشتہ حیات کی جو تصویر ہے -

وہ میری معشوقہ کی بھدّی سی شبیہ ہے۔ خاتون کیا تمہیں معلوم ہے کہ میری نسبت ہو چکی ہے ٭

میں گھبراہٹ کی حالت میں اس کے سوال کا جواب سوچ رہی تھی کہ وہ کہنے لگا:۔

"تم اس امر کی وجہ بیان کرنے کی تکلیف گوارا نہ کرو۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ بات تم کو کس طرح معلوم ہوئی تھی۔ اب اس کا ذکر مناسب نہیں۔ کیا تم کیبنیس سے کل صبح روانہ ہو جاؤ گی؟

میں "ہاں میں کل صبح چلی جاؤنگی"٭

سیلیٹی "لیجئے اللہ حافظ ہے! ممکن ہے کہ تمہاری میری پھر ملاقات نہ ہو٭"

میں "پھر ملاقات نہ ہو اس سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

سیلیٹی "(شفقت بھری نگاہوں سے) میں تمہارے ارادوں کی بابت کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ میں اپنا ذکر کرتا ہوں۔ شائد تمہارے یہاں واپس کرنے سے پیشتر میں کاروبار کی وجہ سے کہیں چلا جاؤں ممکن ہے کہ ہم مختلف سمتوں میں چلے جائیں۔ یعنے ممکن ہے کہ ایسے واقعات ہو جائیں کہ ہماری ملاقات نہ ہو سکے۔ چنانچہ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر میں پھر تم سے ملاقات نہ کر سکوں۔ تو میں امید کرتا ہوں۔ کہ تم مجھے ایسا دوست خیال کرو گی۔ جسے تمہاری تکلیف سے رنج ہوتا تھا اور جس نے باوجود عجز و انکسار کے تمہاری ازکرنو صحت اور مسرت کی طرف راہنمائی کی"٭

میں نے اس سے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اس کی مزاج میں اس قدر حلم۔ شجاعت۔ سرگرمی اور ہمدردی معلوم ہوتی تھی۔ کہ میں خیال کرنے لگی کہ دنیا میں اپنے

ایک نہایت مخلص دوست سے رخصت ہو رہی ہوں +

میں "(سچے خلوص سے) مجھے امید ہے کہ میرے واپس آنے تک تم کسی وجہ سے کینیس سے نہ جاؤ گے۔ میں چاہتی ہوں کہ جب میں شفایاب ہو جاؤں۔ تو تم اس امر میں اپنی رائے ظاہر کرو کہ آیا میں فی الواقع تندرست ہو گئی ہوں "

سیلینی "اس امر کی تو ضرورت ہی نہ ہو گی۔ جب تم شفایاب ہو جاؤ گے تو مجھے ہیلیوباس کی معرفت اطلاع مل جائیگی "

یہ کہکر اُس نے بڑی سرگرمی سے میرے ساتھ مصافحہ کیا +

میں "میں وہ کتاب جو تم سے مستعار لے گئی تھی میں واپس لائی ہوں۔ لیکن میں اس کا ایک نسخہ لینا چاہتی ہوں۔ یہ مجھے کہیں سے مل سکتی ہے ؟

سیلینی "ہیلیوباس بخوشی تمہیں ایک نسخہ دیدیگا۔ صرف اس سے درخواست کرنی کافی ہو گی۔ یہ کتاب بازار میں فروخت نہیں ہوتی۔ یہ صرف بخ کے استعمال کے لئے شائع کی گئی تھی۔ خاتون اب ہم جدا ہوتے ہیں۔ میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ جب تم وہاں پہنچو گی۔ تو آرام اور خوشی تمہارے منتظر ہونگے۔ دیکھو پتہ نہ بھول جانا۔ ہوٹل مارسن چیمپس الیسیس لو خدا حافظ !"

اس نے پھر سرگرمی سے مصافحہ کیا۔ میں باہر نکلی اور ان سیڑھیوں پر چڑھنے لگی۔ جو میرے کمرے کی طرف جاتی تھیں۔ وہ اپنے دروازہ پر کھڑا ہؤا مجھے دیکھتا رہا۔ آخری سیڑھی پر میں ٹھیر گئی۔ میں نے پھر کر دیکھا تو وہ اُسی جگہ کھڑا تھا۔ میں نے مسکرا کر ہاتھ ہلایا۔ اُس نے بھی ایک دو مرتبہ ہاتھ ہلایا اور پھر یکایک نظروں سے غائب ہو گیا +

اس روز میں نے کرنیل اور مسٹر ایوارڈ سے بیان کیا کہ میں

نے اپنی صحت کے بارہ میں پیرس کے ایک مشہور ڈاکٹر سے مشورہ کرنے کا عزم کیا ہے۔ (لیکن میں نے اس ڈاکٹر کا نام نہیں بتایا) اور میں چند روز کے لئے وہاں اکیلی جانا چاہتی ہوں۔ جب اُنھوں نے یہ سنا کہ وہاں لیڈیوں کے لئے ایک عمدہ ہوٹل پنشن تام ہے تو انھوں نے میرے ارادہ پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ اور اُنھوں نے میرے ہوٹل ڈی ایل۔ میں واپس آنے تک خود وہیں ٹھیرنے کا اقرار کیا۔ میں نے ان سے اپنی تجویزوں کی مفصّل کیفیت بیان نہ کی۔ اور رفائیل سیلینی کا اس امر سے کوئی تعلق ظاہر نہ کیا۔ وہ رات بڑی بےچینی اور اضطراب میں گزری۔ جس کے باعث مجوزہ علاج کرانے کی نسبت میرا عزم اور بھی پختہ ہوگیا۔ دوسرے روز صبح کے دس بجے میں ڈاک گاڑی میں سوار ہوکر کینیس سے پیرس کی طرف روانہ ہوئی۔ روانہ ہونے سے پیشتر میں نے دیکھا کہ سیلینی نے وادی کے کنول کے جو پھول مجھے رقص کے لئے دئے تھے۔ باوجود احتیاط و خبر گیری کے بالکل مرجھا گئے تھے۔ اور خشک ہوکر سیاہ پڑ گئے تھے۔ یہ ایسے سیاہ تھے کہ گویا ان پر بجلی گری تھی ٭

ہوٹل مارس اور اُس کا مالک

جس رات میں پیرس پہنچی اُس سے دوسرے روز سہ پہر کے وقت تین اور چار بجے کے درمیان میں ہوٹل مارس چیمپس ایلیس کے دروازہ پر ٹھہری تھی۔ یہ امر ثابت ہوگیا تھا کہ میڈم ڈبنیس کا زنانہ ہوٹل پنشن نامی میری خواہشوں کے بالکل مطابق ہے۔ میں نے اس نیک نہاد عورت کو سیلینی کا سفارشی خط دکھایا۔ تو اُس نے تہ دل سے میرا خیر مقدم کیا۔ ہر طرح سے تپاک سے پیش آئی۔ اور میری راحت کا سامان کرنے لگی *

یہ عورت بہت ہی خوش خلق اور زندہ دل تھی۔ اور میری خاطر مدارت میں اپنی سعی کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتی تھی۔ اس نے مجھے صبح کو بہت ہی لذیذ اور نفیس کھانا کھلایا اور کہنے لگی "میں اُسے بہت ہی چاہتی ہوں۔ وہ نہایت ہی نیک دل ہے سبحان اللہ فرشتہ ہے"

میں نے اپنی رہائش اور خادموں کے متعلق اطمینان کرلیا۔ اور سفری لباس اتار کر ملاقات کی پوشاک پہن لی۔ پھر ہیلیوباس کے مکان کی طرف روانہ ہوئی *

اس روز بہت سردی تھی۔ میں کینیس میں ہی گرمی چھوڑ آئی تھی۔ پیرس میں جاڑے کا زور معلوم ہوتا تھا۔ مشرق کی طرف سے بہت خنک ہوا چل رہی تھی۔ اور مکدر و غبار آلود آسمان سے کبھی کبھی برف کے گالے گرتے تھے۔ چیمپس ایلیس کے بالمقابل ایک سڑک تھی

اور میں اس سڑک کے ایک گوشے میں کھڑی تھی۔ جیمپس ایلیس ایک خوش وضع اور عالیشان ہوٹل تھا۔ اس کے دروازہ کی سیڑھیاں کشادہ تھیں۔ اور ان کے دو نو جانب سفلکس (ملک مصر کا وہ عظیم الجثہ بت جسے ابوالہول کہتے ہیں) کی دو مورتیں تھیں گویا دروازہ کے محافظ تھیں ان میں سے ہر ایک کے سنگین پنجہ میں ایک سادہ ڈھال تھی۔ اور اس پر رومیوں کا وہ سلام جو انہوں نے اجنبیوں کے لئے تجویز کیا تھا تحریر تھا۔ یعنے غلام (مکان کے محرابدار دروازے پر کوئی کاغذ جیسی چیز لگی ہوئی تھی۔ اور اس پر جلی حروف میں ہوٹل مارس" تحریر تھا۔ اور مالک کے نام کا اختصار" سی۔ ایچ " ٭

میں اس مکان کی سیڑھیوں پر تامل کے ساتھ چڑھی میں نے دو مرتبہ اُس کی گھنٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں مکینوں کو خبردار کرنا چاہتی تھی۔ مگر میرے دل میں ایک خوف پیدا ہو رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یہ برقی گھنٹی ہے۔ اس کو کھینچنا ضروری نہیں۔ بلکہ صرف اس کا بٹن دبانا ہوگا۔ آخرکار میں نے شک و تردد کے بعد اپنی انگلیاں اس چھوٹے سے بٹن پر رکھیں۔ جس کے دبانے سے گھنٹی بجنے لگتی تھی۔ میں نے اس خیال سے ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی خادم ہو گا۔ مگر وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ میں وہاں ایک لمحہ تک کھڑی رہی۔ دروازہ کھلا۔ گویا مجھے اندر بلانے کے لئے۔ اس میں سے مجھے پھولوں کی جھلک نظر آئی میں نے جرات سے بلاتردد قدم اندر رکھا۔ جب میں دہلیز سے گزر گئی۔ دروازہ فی الفور چپ چاپ اور تیزی سے جس طرح کھلا تھا۔ اُسی طرح بند ہو گیا ٭

میں ایک وسیع ہال میں پہنچی۔ جو خوشنما۔ اور بلند تھا۔ اس کے چاروں طرف سنگ مرمر کے ستون تھے۔ بیچوں بیچ ایک فوارہ

چل رہا تھا۔ اس کی آواز بہت سریلی تھی۔ اور کبھی کبھی اس سے پانی کی چمکدار بوچھاڑ اچھل کر بہت بلند ہوتی تھی۔ اس کے حوض کے گرد نہایت کمیاب اور ملک ملک کے پودے تھے۔ ان سے بہت خوشگوار اور نفیس خوشبو چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ اس مقام میں سردی کا نام و نشان نہ تھا۔ یہاں جنوبی اٹلی کے موسم بہار کے دن کی مانند ہوا گرم اور معطر تھی۔ سنگین ستونوں کے درمیان مختلف گوشوں پر ہندوستانی بانس کی سبک کرسیاں تھیں۔ ان پر نفیس مخمل کی گدّیاں تھیں۔ اور میں ایک کرسی پر تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئی۔ میں حیران تھی کہ کیا کروں۔ اور دل میں کہتی تھی کیا کوئی شخص مجھ سے یہ پوچھنے آئیگا کہ میں خواہ مخواہ یہاں کیوں چلی آئی ہیں انہیں خیالات میں تھی کہ ایک نوجوان لڑکا نمودار ہُوا۔ وہ بائیں جانب سے گزرا۔ اور میرے قریب پہنچا۔ میرے وہ تمام خیالات کافور ہو گئے۔ اس خوبصورت لڑکے کی عمر بارہ تیرہ سال ہوگی۔ وہ سفید قطان کا یونانی وضع کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ جس پر قرمزی ریشم کی چوڑی جالی لگی تھی۔ اس سے لباس خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ اس کے موٹے سیاہ کاکلوں پر چھوٹی قرمزی ٹوپی رکھی ہوئی تھی۔ یہ اس نے ادب سے اٹھائی۔ اور مجھے سلام کرکے مودبانہ لہجہ میں کہا۔

"خاتون میرا آقا آپ کی ملاقات کے لئے تیار ہے"

میں چپ چاپ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے پیچھے ہولی۔ میں نے اس بات کا مطلق خیال نہ کیا۔ کہ اس کے آقا کو میرے آنے کا حال کس طرح معلوم ہُوا

ہم بہت جلد کمرے سے گزر گئے۔ اور لڑکا ایک عمدہ شاندار قرمزی پردے کے سامنے جس پر بہت بھاری سنہری کناری لگی تھی کھڑا ہو گیا

اس کے پاس ہی ایک بل دی ہوئی دوڑی تھی - اس کو کھینچنے سے پردے کی شاندار تہیں باقاعدہ طور پر مگر چپ چاپ علیحدہ ہوگئیں اور ایک ہشت پہلو کمرہ نمودار ہوا - اس کا نقشہ اور اسباب اس قدر عمدہ تھا - کہ میں اسے نادر اور خوبصورت تصویر کی طرح دیکھنے لگی - یہ کمرہ خالی تھا - نوجوان خادم نے وسطی کھڑکی کے قریب میرے لئے ایک کرسی بچھادی - اور مجھے اطلاع دی کہ "حضور والا ابھی" تشریف لاتے ہیں - یہ کہکر وہ چلا گیا +

میں اکیلی رہ گئی - تو کمرے کی دلکش چیزوں کو حیرت سے دیکھنے لگی اُس کی دیواروں اور سقف پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے - گویا نہایت خوبصورت مسکراتے ہوئے چہرے بادلوں سے دیکھ رہے ہیں - اور وہ ستاروں اور ہلالوں کے درمیان بنے ہیں - کمرے کا اسباب بہت ہی پرانی عربی وضع کا معلوم دیتا تھا - کرسیاں چوبی تھیں کندہ کاری کا اعلےٰ نمونہ تھیں - اُن کے نفیس بیل بوٹوں میں سونا جڑا ہوا تھا - ایک بڑا سا پیانوں نظر آنے پر مجھے خیال ہوا کہ یہ تو زمانہ حال کی بنی ہوئی ہے - میں درحقیقت زندہ ہوں - اور الف لیلہ کی کسی داستان کا خواب نہیں دیکھ رہی ہوں - پیرس کا اخبار فگارو - اور لنڈن کا ٹائمز دونوں اس روز کے نمبر ایک میز پر پڑے تھے - اُن سے تو صاف صاف ظاہر ہوگیا کہ اُنیسویں صدی کی مخلوق ہوں - اس کمرے میں ہر جگہ پھول ہی پھول تھے - بعض عمدہ ظروف - اور بعض بید مجنون کی شاخوں کے ملمع کئے ہوئے ٹوکروں میں رکھے تھے مشرقی وضع کا ڈھلوان منہ والا ایک مرتبان میرے بالکل قریب پڑا تھا اس میں نیپلز کے گل بنفشہ مہنا منہ بھرے ہوئے تھے - گو اس کمرے میں پھولوں کی کثرت تھی - مگر پیرس میں سردی کا موسم تھا - اور اسلئے

شہر میں پھول کمیاب اور بہت قیمتی تھے +

میں نے اپنے قریب ہی ریفالیو سیلینی کی بہت عمدہ تصویر قدیم وضع کے چاندی کے چوکھٹے میں آویزاں دیکھی۔ چونکہ وہ میرا دوست تھا۔ اس لئے میں اُس کی تصویر کو زیادہ غور سے دیکھنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں اُسے دیکھ ہی رہی تھی کہ فاصلے پر ایک ارغنون سے ایک مذہبی تان سنائی دی۔ میں اُسے غور سے سننے لگی۔ یکایک مجھے ان تین خوابوں کا خیال آیا جو میں نے دیکھے تھے۔ اور میرے دل میں دہشت سی پیدا ہوئی۔ اور میں خیال کرنے لگی کیا اس شخص ہیلیو باس سے مشورہ لینے کے لئے آنا ٹھیک ہے؟ کیا وہ نیم حکیم خطرہ جان کا مصداق تو نہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ جو دوائیں وہ کھلائے اُن کا کچھ فائدہ نہ ہو۔ بلکہ وہ الٹی مہلک ثابت ہوں؟ ہاں یہ ممکن ہے۔ میں کم از کم آج اس سے ملاقات نہ کرونگی۔ میں ہوٹل میں جاکر خط کے ذریعے کوئی وجہ لکھدونگی۔ یہ اور اسی قسم کے اور پریشان سے خیالات میرے دل میں آرہے تھے۔ میرے دل میں بلا وجہ خوف پیدا ہُوا۔ تو میں کمرے میں سے چلے جانے کے لئے واقعی لوٹ گئی۔ مگر میں نے دیکھا کہ قرمزی مخملی پردہ کی دونو خوبصورت اور باقاعدہ تہیں آہستہ سے جدا ہوگئی ہیں۔ اور خود ہیلیو باس کمرے میں داخل ہُوا +

میں تصویر کی طرح خاموش اور بے حس و حرکت کھڑی ہوگئی میں اُسے بخوبی جانتی تھی۔ اس شخص کو میں نے اپنے تیسرے اور آخری خواب میں دیکھا تھا۔ اس کی وہی شریفانہ اور سنجیدہ وضع تھی وہی تحکمانہ طرز۔ وہی دمکتی ہوئی صاف آنکھیں۔ وہی موثر مسکراہٹ تھی۔ جو مجھے خواب میں نظر آتی تھی۔ اُس کی شکل میں سوائے اس کے

شاندار سج دھج اور خوبصورت چہرے کے کوئی غیر معمولی بات نہ تھی اس کا لباس موجودہ زمانہ کے فارغ البال اور آسودہ جینٹلمین کا سا تھا۔ اور اس کے اطوار میں کوئی پر اسرار بات چھپی ہوئی معلوم نہیں ہوتی تھی۔ آگے بڑھ کر اس نے شائستگی سے سلام کیا۔ اور پھر دوستانہ نظر اٹھا کر اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے فی الفور اس سے مصافحہ کیا ۔

اس نے تپاک سے بھری ہوئی شیریں آواز میں جسے میں پہلے سن چکی تھی۔ اور جو مجھے بخوبی یاد تھی۔ کہا۔ اچھا نوجوان مطربہ تم ہی ہو۔ میرے دوست رلفائیو سیکینی نے تمہارے حالات لکھ کر میرے پاس بھیجے ہیں۔ اور ان سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم جسمانی اور عصبی کمزوری میں مبتلا ہو ۔

اس کی تقریر ویسی ہی تھی جیسی کہ معمولی ڈاکٹروں کی اپنے مریضوں سے صحت کا حال پوچھنے وقت ہوا کرتی ہے۔ میں حیرت میں تھی۔ لیکن پھر مجھے اطمینان ہو گیا۔ مجھے توقع تھی کہ کسی وحشت خیز۔ پر اسرار اور سازشی آدمی سے ملاقات ہوگی۔ لیکن اس خوش خلق۔ اور خوش رو جینٹلمین کے شیوہ اور طور میں کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ اس نے مجھے بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا۔ اور ایک کرسی پر خود بھی بیٹھ گیا۔ اور مجھے ہمدردی مہربانی اور دلچسپی کی نظروں سے دیکھنے لگا۔ جیسے کہ ہر ایک مہذب ڈاکٹر اپنے مریض کو اسی طرح دیکھنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ میں بالکل مطمئن ہو گئی ۔ اور اس کے تمام سوالات کا پورے پورے طور پر اور کشادہ پیشانی سے جواب دیتی رہی اس نے معمولی طور پر میری نبض دیکھی۔ اور میرے چہرہ کی طرف غور سے دیکھتا رہا میں نے اپنی تمام علامات بیان کیں۔ اور سارا حال کہہ دیا

اور وہ نہایت حیرت اور غور سے سننے لگا۔ جب میں اپنے تمام حالات سنا چکی۔ وہ اپنی کرسی سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا۔ اور چند منٹ تک بہت غور سے سوچ بچار کرتا رہا۔ پھر وہ بولا:۔

"تم کو یہ امر تو معلوم ہی ہے کہ میں ڈاکٹر نہیں ہوں؟"

میں "ہاں یہ تو میں جانتی ہوں۔ سگنور سیبینی نے یہ حال مجھ سے کہدیا تھا"

ہیلیو پاس (مسکرا کر) "اخاہ! ریفائیو نے خواہ کتنے ہی حالات کہے ہوں۔ مگر اس نے سب باتیں بیان نہیں کیں۔ میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ میرے پاس سادہ نسخوں کی اپنی کتاب ہے۔ اس میں بارہ اور صرف بارہ ہی نسخے ہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ انسان کے علاج کے لئے سوائے اُن کے اور کوئی نسخہ مفید ہی نہیں۔ یہ سب پودوں کے رس سے بنائے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے چھ برقی ہیں۔ ریفائیو نے ایک نسخہ کی تم پر بھی آزمایش کی تھی۔ کیا میں ٹھیک کہتا ہوں؟"

اس نے یہ سوال کیا تو وہ میری طرف نہایت تجسّس کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔

میں "(صاف دل سے) ہاں۔ اور اس سے مجھے نیند آگئی اور میں نے اس خواب میں تمہیں دیکھا"

یہ سنکر ہیلیو پاس آہستہ سے مسکرایا۔

ہیلیو پاس "اچھا خوب ہوا۔ اب میں پہلے تمہیں ایک اطمینان بخش خبر دیتا ہوں۔ اگر تم مجھ سے علاج کراؤ گی تو تم چودہ روز سے پیشتر بالکل تندرست ہو جاؤ گی۔ لیکن تمہیں میرے قواعد کی ٹھیک ٹھیک پابندی کرنی ہوگی"

میں اپنی نشست سے چونک کر اُٹھی۔ پہلے اس کی طرف سے جو مجھے خوف پیدا ہو گیا تھا۔ اُسے میں نے فراموش کر دیا ۔

میں "۔ بہت خوب! تم مجھے جو صلاح دو گے۔ میں اُس پر عمل کرونگی خواہ تم مجھ میں سیلینی کی طرح مقناطیسی اثر ہی کیوں نہ ڈال دو!"

ہیلیوباس "(سنجیدگی سے) میں نے سیلینی میں مقناطیسی اثر ہرگز نہیں ڈالا تھا۔ وہ دیوانگی کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ اور اُس کے دل میں ایمان نہیں تھا۔ جس سے کہ وہ بچ جاتا۔ میں نے اُسے تھوڑے عرصہ کے لئے رہا کر دیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ ایک طباع اور ذہین آدمی ہے۔ اس طرح یا تو وہ اپنے مفید مطلب چیز خود ہی تلاش کرلیگا یا اس کوشش میں ہی ہلاک ہو جائیگا۔ میں نے اُسے دریافت کرنے کے لئے ایک سفر پر بھیج دیا۔ اور وہ بالکل مطمئن ہو کر واپس آیا۔ اُس کے حالات یہی ہیں۔ لیکن تمہیں اس تجربہ کی جو اس نے کیا تھا ضرورت نہیں ہے ۔

میں "۔ یہ تمہیں کس طرح معلوم ہوا؟"

ہیلیوباس "۔ تم عورت ذات ہو۔ تمہاری خواہش یہ ہے کہ تندرست اور قوی رہو۔ کیونکہ تندرستی ہی کا نام خوبصورتی ہے تمہیں کسی سے محبت کرنا اور کسی کی محبت کی امید رکھنا۔ عمدہ لباس پہننا۔ اور لوگوں سے اپنے حُسن گلوسوز کی تعریف سننا ہے۔ تمہارا ایک مذہب ہے جس سے تم مطمئن ہو۔ اور جس پر تم بغیر اثبات کے یقین رکھتی ہو ۔"

جب اس نے یہ کلمات کہے تو اُس کی آواز میں تضحیک کی نہایت خفیف جھلک ضرور تھی۔ میرے دل میں طرح طرح کے خیالات اور جوش پیدا ہونے لگے۔ میرے دل میں اُٹھے ہوسین تھیں میں معمولی

اور بیش یا افتادہ مضامین سے نفرت کرتی تھی۔ مجھے سردو سے گہری محبت تھی۔ مجھے شہرت کی خواہش تھی۔ ان سب باتوں کا خیال پیدا ہوا تو میرا دل بے اختیار ہو کر۔ اور میرے دل میں اس قدر فخر پیدا ہوا کہ میں جرح قدح کرنے کے بغیر اُس سے مخاطب ہوئی ⁂

میں نے۔ تم خیال کرتے ہو کہ میں بہت کمزور اور نازک سی عورت ہوں۔ اور ایسی حالت میں ہی جبکہ تمہیں دعوےٰ ہے۔ کہ برق کے اسرار سمجھ سکتے ہو۔ کیا تم اپنی فطری تمیز سے میرے یہی حالات معلوم کر سکتے ہو۔ کیا تم تمام مستورات کو یکساں خیال کرتے ہو کیا وہ سب ایک ہی سطح پر ہیں اور ایک ہی قسم کی۔ کیا وہ سوائے اس کے اور کسی لائق نہیں کہ وہ مردوں کی خواہشیں پوری یا ان کے لئے محنت ہی کریں؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بعض مستورات ایسی ہوتی ہیں۔ جو دنیا کی معمولی باتوں سے نفرت کرتی ہیں۔ جو سوسائٹی کے روزمرہ کے استعمال کی کچھ پروا نہیں کرتیں۔ اور جن کے دل میں ایسی اُمنگیں ہوتی ہیں۔ جو محض انسان یا زندگی کی محبت سے سیر نہیں ہو سکتیں۔ ہاں کمزور مستورات بھی عظمت کی قابلیت رکھتی ہیں اگر ہمیں بعض اوقات ایسی باتوں کے خواب دکھائی دیتے ہیں۔ جو ہم اس وجہ سے پورے نہیں کر سکتے کہ ہم میں وہ جسمانی قوت نہیں ہوتی جو مہتمم بالشان امور کی تحصیل کے لئے ضروری ہوتی ہے یہ ہمارا قصور نہیں بلکہ ہماری بدقسمتی ہے۔ ہم خود پیدا نہیں ہوئے ہم نے یہ کب کہا تھا کہ ہماری فطرت میں عورت ذات کا اعتدال سے زیادہ احساس ہو۔ ایسی نزاکت ہو جو ہمارے حق میں مہلک ثابت ہوتی ہے۔ یا عورتوں کی سی حد درجہ کی بے چینی پیدا کی جاسکے؟ ہیلیوباس صاحب مجھے اس بارہ میں بالکل شک نہیں کہ تم ایک

فاضل اور عاقبت اندیش آدمی ہو۔ لیکن اگر تم مجھے محض ایسی عورت خیال کرتے ہو۔ جو معمولی زندگی کی عام چیزوں پر بالکل قانع ہے۔ تو تم نے میری خصلت کا صحیح صحیح اندازہ نہیں لگایا۔ تم نے میرے مذہب کا ذکر کیا تھا۔ تمہیں اس سے کیا غرض کہ میں اپنے کمرے میں تنہائی کے عالم میں یا کسی شاندار و منوّر گرجے میں اس وحدہٗ لاشریک کی جناب میں اپنے دل کی آرزوئیں ظاہر کروں۔ جس کے وجود پر میں یقین رکھتی ہوں۔ اور جس پر بقول تمہارے میں بلا حجت یقین لے آتی ہوں۔ سوائے اُن ثبوتوں یا حجتوں کے جو خود میرے باطن میں فطری طور پر موجود ہیں؟ میں صاف صاف کہے دیتی ہوں۔ گو تمہاری رائے میں میری جنس کا شیوہ میری فطرت کے بالکل برعکس ہے۔ مگر جیسی ادنےٰ و ہیچ زندگی زیادہ تر عورتیں بسر کرتی ہیں۔ میں اس زندگی کو قبول کرنے کی جگہ موت کو ترجیح دونگی"!

میں اپنے جذبات کے جوش سے مغلوب ہو کر تقریر کرتے کرتے رک گئی اور ہیلیو باس مسکرانے لگا +

ہیلیو باس۔ (آہستہ لہجہ میں) تمہارا یہ خیال ہے۔ تمہیں میری باتیں کڑوی معلوم ہوتی ہیں۔ یا میری کڑوی باتوں کے اثر سے تم مستعد ہوئی ہو۔ ایسا ہی چاہئیے۔ خاتون اپنی نشست پر بیٹھ جاؤ۔ اور میرے اوپر خفا نہ ہو۔ میں تمہارے فائدہ کی خاطر تمہارے حالات معلوم کر رہا ہوں۔ ساتھ ہی میں تمہاری گفتگو کو غائر نظر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم نوجوان اور ناتجربہ کار ہو۔ تم نے عورت ذات کے اعتدال سے زیادہ احساس۔ نزاکت جو اس کے حق میں مہلک ثابت ہوتی ہے۔ اور حد سے زیادہ بے چینی کا ذکر کیا ہے۔ عزیز خاتون اگر تمہاری عمر میرے برابر ہوتی تو تمہیں معلوم ہو گیا ہوتا کہ یہ

کلمات خالی خولی ہیں - اور اکثر بالکل مہمل ہیں - یہ قاعدہ کلیہ ہے - کہ مستورات میں مردوں کے نسبت احساس کا مادہ کم ہوتا ہے بہت سی مستورات گوشت پوست چربی اور غلاظت کا تودہ ہوتی ہیں ان میں بے زبان حیوانوں سے بھی کم تمیز ہوتی ہے اور وحشت اور تند خوئی زیادہ ہوتی ہے - بعض ایسی عورتیں ہوتی ہیں - جن میں بندر کی سی ادنےٰ مکاری - اور مور کی سی رعونت وخود ستائی ہوتی ہے - ان میں سوائے اپنی مطلب برآری کے کسی سے کچھ غرض نہیں ہوتی - گویا مطلب آشنا ہوتی ہیں - مطلب یا مدعا اگرچہ کمینہ نہیں - تاہم ہمیشہ ادنےٰ ہوتا ہے - بعض مستورات لحیم وشحیم ہوتی ہیں - جن کی زندگی کا مدّعا صرف کھانا اور سونا ہے - بعض عورتوں کے لب نازک اور ناک نوکیلی ہوتی ہے - وہ خانگی امور میں [illegible] جھگڑتی اور اپنے پڑوسیوں کے معاملات میں دخل دیتی رہتی ہیں - بعض عورتیں قاتل ہوتی ہیں - ان کی بڑی بڑی بادامی آنکھیں - خوبصورت گورے گورے ہاتھ - اور شہوت انگیز سُرخ لب ہوتے ہیں - اُن کے پاس خنجر یا زہر کا پیالہ نہیں ہوتا - مگر وہ چند کلمے دبی زبان اور اعلےٰ درجہ کے مہذب لہجہ میں کہکر نیک نامی کا خون کر دیتی ہیں - بعض عورتیں اس قدر بخیل ہوتی ہیں کہ پنیر اور موم بتی کے ٹکڑے ڈھونڈھتی پھرتی اور صابون قفل لگا کر رکھتی ہیں - بعض عورتیں کینہ ور ہوتی ہیں - جو سانس لیں تو تیزاب اور زہر نکلتا ہے - بعض عورتیں یاوہ گو ہوتی ہیں - جن کی جھک جھک بک بک اور بے معنے وپھیکی ہنسی ہی ہوتی ہے - جیسے کہ وہ آواز جو وھیل پر مرٹکے خشک دانے رگڑنے سے پیدا ہو - المختصر یہ کہ عورتوں کی نزاکت بالکل مبالغہ آمیز امر ہے - ان کی ناشائستگی کا کسی نے بخوبی ذکر نہیں کیا -

میں نے بہت سی عورتوں کو ایسے مخرب اخلاق اشعار راہ یا عام مجمع میں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ مثلاً ٹینین کی نظم "زراف" جسے کوئی مرد پڑھنے کی جرات نہ کرے گا۔ ایک ایسی عورت موجود ہے۔ جو اُس کے ایک ایک مصرعہ کو باوجودیکہ ان میں فحش اشارات میں ہر شخص کے سامنے بڑی دلیری سے پڑھتی ہے۔ اور مطلق شرم نہیں آتی۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ عورتوں کی نسبت مرد بہت ہی نازک۔ بہت ہی بہادر۔ بہت ہی عالی ظرف اور بہت ہی فیاض منش ہوتے ہیں۔ لیکن دو سو پچاس عورتوں میں سے ممکن ہے کہ چار ایسی ہوں یا واقعی ویسی ہوتی ہیں۔ جیساکہ عورتوں کو ہونا چاہیئے یعنی پاک دل ایثار کرنے والی۔ حلیم صادق القول۔ اور ان میں نرمی اور جوش دلی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ خدا جانتا ہے۔ میری والدہ میں یہ سب اوصاف بلکہ ان سے بھی زیادہ موجود تھے۔ اور میری ایک ہمشیرہ ہے۔ لیکن اب مجھے تمہارے سامنے تمہارا ہی ذکر کرنا چاہیئے۔ تمہیں سرود سے محبت ہے۔ اور مطربی تمہارا پیشہ ہے"؟

میں "میں مطرب تھی لیکن صحت کے بگڑ جانے سے اب کچھ بھی نہیں رہی"۔

ہیلیو باس نے دوستوں کی سی ہمدردی کے ساتھ میری طرف نگاہ کی۔ اور سلسلہ کلام یوں شروع کیا "تم فی البدیہہ اشعار رکھتی تھیں۔ اور تم فی البدیہہ کہنے لگو گی۔ کیا سامعین کو اپنے مدعا کے سمجھانے میں تمہیں دقت پیش نہیں آتی"؟

مجھے عام جلسوں میں یہ تجربہ ہوا تھا یاد آ گیا اور میں مسکرانے لگی۔

میں "(ہنسکر) ہاں انگلستان میں لوگوں کو معلوم نہیں کہ فی البدیہہ اشعار کہنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اسی بارے میں وہ یہ خیال کرتے

ہیں کہ کسی کا تیار کیا ہُوا چھوٹا سا مضمون لیا۔ اور اُس میں تھوڑا
سا تغیر کر لیا۔ بجائیکہ یہ توفی البدیہہ اشعار کہنے کی محض ابجد ہے۔
یہ بات اُن کی سمجھ میں نہیں آتی اور نہ آسکے گی۔ کیا پیانو بیٹھ کر
بیٹھ جانا۔ اور اعلےٰ درجہ کا نظم سوچ کر گاتے چلے جانا کیا مشکل
کام ہے۔ وہ سُننے آتے ہیں۔ اور حیران ہو کر چلے جاتے ہیں۔
اور نکتہ چین لوگ کہتے ہیں اجی یہ تو بالکل فضول ہے" ؂
ہیلیوپاس "۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔ لیکن میں تمہیں مبارکباد دیتا
ہوں کہ انہوں نے تمہارے حق میں یہی فیصلہ دیا ہے۔ انگلستان
میں جس بات کو لوگ سمجھتے نہیں وہ فضول بتائی جاتی ہے۔ سارسٹی
کے عدیم المثال سارنگی بجانے۔ روبنسٹین کے شاندار اور بلند
ارغنون نوازی کو بھی لنڈن والے فضول ہی تصوّر کرتے تھے۔
اور جو لوگ باقاعدہ اور پھیکے مگر صحیح راگ گائیں اُن کو شاندار اور
دلکش قرار دیا جاتا ہے۔ خیر اب تمہارے حالات کی طرف رجوع کرتا
ہوں۔ کیا تم مجھے گا کر سناؤ گی؟"
میں "۔ میں نے دو ماہ سے باجہ کو چھُوا تک نہیں۔ اور اندیشہ
ہے کہ مجھے مشق نہیں رہی" ؂
ہیلیوپاس "۔ تو آج نہ بجاؤ۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میں فی البدیہہ
نظم راگ کہنے میں تمہیں مدد دے سکتا ہوں۔ تم نے کہا تھا کہ تم پیانو
باجہ بجاتے وقت نظم ہی موزون کرتی جاتی ہو۔ مگر کیا تمہیں یہ معلوم
ہے کہ تمہارے دماغ میں تانیں یا سُر کس طرح پیدا ہوتی ہیں؟"
میں "۔ یہ تو مجھے بالکل معلوم نہیں" ؂
ہیلیوپاس "۔ کیا ان کے سوچنے میں تمہیں دقّت ہوتی ہے؟"
میں "۔ بالکل نہیں۔ وہ خود بخود منہ سے نکلتی چلی جاتی ہیں۔

اور ایسی طرح جیسے کہ کوئی شخص میرے لئے انہیں موزون کر رہا ہے"
ہیلیو پاس "اچھا - اچھا - میرا خیال ہے کہ اس معاملہ میں بھی دوسرے معاملوں کی طرح میں تمہارے کار آمد ہو سکتا ہوں میں تمہاری مزاج سے بخوبی واقف ہو گیا ہوں - اب میں تمہیں اپنا پہلا نسخہ دیتا ہوں"۔

یہ کہکر وہ کمرے کے ایک گوشہ میں گیا - اور فرش پر سے ایک ہاتھی دانت کی ڈبیا اٹھائی - اس پر عجیب و غریب بیل بوٹے بنے ہوئے اور چاندی سے مرصع تھی - اس نے اس کا قفل کھولدیا اس میں شیشے کی بارہ چھوٹی چھوٹی صراحیاں تھیں - ان کے ڈاٹ طلائی تھے - اور ان پر ہندسے تحریر تھے - پھر اُس نے اس ڈبیا کے ایک طرف سے ایک دراز نکالی - اس میں میں نے شیشے کے چند خالی نل دیکھے - جو سیگرٹ پینے کی ٹونٹی کے برابر تھیں - ان میں سے دو نل اس نے دو صراحیوں سے لئے - پھر ان پر کاگ کس دئے - اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا :-

ہیلیو پاس - آج رات سوتے وقت حمام گرم کراؤ - نل نمبر ۱ پانی میں الٹ دو - اور پھر تمام جسم پانچ منٹ تک پانی میں ڈبوے رکھو - غسل کرنے کے بعد نل نمبر ۲ کا عرق چشمہ کے تازہ پانی کے ایک گلاس میں ڈالو - اور سب پی جاؤ اور فوراً سو جاؤ"۔

میں "(کسی قدر تشویش سے) کیا مجھے کوئی خواب دکھائی دیگا"
ہیلیو پاس "(مسکرا کر) ہرگز نہیں - میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایک سالہ بچے کی سی گہری نیند آئے - آج رات تجھ کو خواب نظر نہیں آئینگے - کیا تم کل شام کے چار بجے میرے پاس آسکتی ہو؟ اگر کھانے کے وقت تک ٹھیرو گی تو میری ہمشیرہ تم سے ملاقات

کر کے بہت خوش ہوگی۔ شائد تم نے کسی اور سے ملاقات کا وعدہ کیا ہُوا ہے۔

میں ۔ میں نے کسی سے وعدہ نہیں کیا۔ اور میں پنشن کے ہوٹل میں فروکش ہوں۔ اور محض تم سے علاج کرانے کی خاطر آئی ہوں۔

ہیلیو باس ۔ (متانت سے) تمہیں اس سفر سے کسی طرح افسوس نہ ہوگا۔ میں تمہارا بخوبی علاج کر سکتا ہوں۔ اور کرونگا بھی ایسا ہی مجھے تمہاری قوم یاد نہیں رہی۔ تم انگریز تو نہیں ہو؟

میں ۔ قطعی نہیں۔ نیم اطالی ہوں۔

ہیلیو باس ۔ اخاہ۔ مجھے اب یاد آیا۔ لیکن تم نے انگلستان میں تعلیم پائی ہے؟

میں ۔ کسی قدر۔

ہیلیو باس ۔ میں خوش ہوں کہ تم نے وہاں کسی قدر تعلیم پائی۔ اگر تم نے اوّل سے آخیر تک وہیں تعلیم پائی ہوتی۔ تو تمہیں فی البدیہ نظم بنانے کا کبھی موقع نہ ملتا۔ تم غریب اریلا گوڈارڈ کی طرح یونہی کسی پیانو بجاتی۔ لیکن موجودہ صورت میں تم سے کسی قدر جدت طرازی کی امید ہو سکتی ہے۔ تمہیں ادنےٰ درجہ کے مطربوں میں شمار نہ کیا جائیگا۔ تاوقتیکہ تم خود ایسا بننا پسند کرو۔

میں ۔ میں ایسا بننا پسند نہیں کرتی۔

ہیلیو باس ۔ لیکن تمہیں اس کے نتائج بھگتنے پڑینگے اور وہ تلخ ہوتے ہیں۔ جو عورت اپنے زمانہ کے ساتھ ساتھ نہ چلے وہ متلون مزاج تصوّر کی جاتی ہے۔ جو عورت سرد و کو چلائے

اور لوگوں کی رسوائی کرنے پر ترجیح دے اُس سے دوستی پیدا کرنی معیوب سمجھی جاتی ہے۔ اور جو عورت بائرن کی نظموں کو الفریڈ آسٹن کے ابیات پر ترجیح دے وہ بہت ہی نامعقول خیال کی جاتی ہے!

یہ سنکر میں بہت ہی ہنسی۔ میں نے ان شیشے کے ظروف کے لینے کے لئے جو اس نے ایک کاغذ میں لپیٹ کر پکڑے ہوئے تھے۔ ہاتھ بڑھائے اور کہا۔ "میں تمام نتائج کو ویسے ہی خوشی سے جیسی کہ تمہاری ادویہ استعمال کرنے سے حاصل ہوتی ہے گوارا کرونگی۔ جناب من میں آپ کی بڑی ہی شکر گزار ہوں اور" یہ کہہ کر میں متردد ہوئی۔ اور خیال کرنے لگی مجھے اس سے یہ تو پوچھنا چاہئے کہ کیا جنس لوگے؟ اور کم از کم دواؤں کی قیمت تو ادا کرنی چاہئے؟

ہیلیو باس نے میرے خیالات معلوم کر لئے۔ اور وہ کہنے لگا گویا وہ میرے ان سوالات کا جو میں نے زبان سے نہ نکالے تھے۔ جواب دے رہا تھا۔

ہیلیو باس "خاتون میں فیس نہیں لیا کرتا۔ تم کو اس بات کا اطمینان دلانے کے لئے کہ میں تمہیں اپنا ممنون احسان بھی بنانا نہیں چاہتا۔ میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جبتک کسی شخص کا جو مجھ سے علاج کرانے آئے میرے ساتھ خاص تعلق نہ ہو۔ میں سرے سے علاج نہیں کرتا۔ اگر تعلق ہو تو مقررہ قواعد کے رو سے خواہ وہ مرد ہو یا عورت مجھے اس کی خدمت ضرور کرنی پڑتی ہے۔ البتہ میں ان لوگوں کا بھی علاج کر سکتا ہوں۔ جن کا فطرتاً مجھ سے تعلق نہیں ہے۔ لیکن ایسی صورت میں مجھے تعلق قائم کرنا پڑتا ہے۔ اور ایسا کرنے میں وقت صرف ہوتا ہے

اور یہ کام بسا اوقات بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور بحر اوقیانوس میں
تار برقی قائم کرنے کے برابر خطرناک ہوتا ہے۔ لیکن تمہاری حالت
میں میں فی الواقع حتے الوسع بہترین علاج کرنے پر مجبور ہوں۔
پس تمہیں شکرگزار ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے +

یہ عجیب جملہ تھا۔ اور اب تک اس کی تقریر میں فقط یہی میری
سمجھ میں نہ آیا تھا +

میں نے (حیرت سے) کیا میرا تم سے کوئی تعلق ہے؟ وہ کیونکر؟
اور کس طریقہ میں؟"

ہیلیو باس نے (نرمی سے) اس وقت تمہارے سامنے اس
امر کی تشریح کرنے میں بہت وقت صرف ہوگا۔ لیکن اگر تم چاہو
تو میں ثابت کر سکتا ہوں کہ تمہاری اندرونی ہستی اور میری
اندرونی ہستی میں ایک تعلق موجود ہے +"

میں "مجھے بھی اس امر کی بہت خواہش ہے +"

ہیلیو باس نے (ہاتھ بڑھا کر) "تو لو میرا ہاتھ پکڑ لو اور میری
طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھو +"

میں نے کانپتے ہوئے اُس کے حکم کی تعمیل کی۔ جوں ہی میں نے اس
کی طرف دیکھا میری آنکھوں سے ایک پردہ سا دور ہو گیا۔ میرے
دل میں قطعی آرام۔ راحت اور اطمینان اور اعتماد کامل کی حس پیدا
ہوئی۔ اور میں نے دیکھا کہ ایک اور شخص کی صورت ہیلیو باس کی
اصلی شکل میں سے یا اُس کے پیچھے سے میری طرف دیکھ رہی ہے
اور وہ دوسری شکل اُسی کی تھی۔ مگر ایک طرح پر اس کی نہیں بھی
تھی۔ خواہ یہ شکل کیسی ہی تھی۔ وہ مجھے دوست کی شکل نظر آتی
تھی۔ ایسا دوست جس کی نسبت مجھے یقین تھا کہ اُس سے

میری دیرینہ واقفیت ہے۔ بہت دیر کی۔ اور وہ ایسا دوست معلوم ہوتا تھا۔ جس سے کسی بعید گذشتہ زمانہ میں مجھے محبت تھی۔ کیونکہ میری روح اس مبہم سے یا دل کی طرف نہایت شوق سے رجوع ہو رہی تھی۔ جس میں وہ صورت جس سے میں بخوبی آشنا تھی۔ اور نیز بالکل نا آشنا تھی۔ مسکراتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ یہ عجیب حالت چند ثانیوں تک رہی۔ کیونکہ ہیلیوباس نے میرا ہاتھ یکایک گرا دیا اس وقت کمرہ چکر کھانے لگا۔ دیواریں ہلتی ہوئی معلوم دیتی تھیں پھر ہر چیز ساکن اور پہلے کی طرح درست ہو گئی۔ الغرض ہر چیز بدستور سابق ہو گئی تھی۔ البتہ میں حیران اور پریشان تھی ؎

میں "(بڑبڑا کر) اس کا مطلب کیا ہے؟"

ہیلیوباس "(آہستہ سے) اس کا مطلب تو بالکل عیاں ہے یعنی یہ کہ تمہاری اور میری روح کسی وجہ سے ایک ہی برقی دائرہ پر ہیں۔ اور کچھ بات نہیں۔ اس لئے ہمیں ایک دوسرے کی خدمت کرنی چاہئے۔ میں جو کچھ تمہارے لئے کرونگا۔ اس کا بعد ازاں تم مجھے خاطر خواہ معاوضہ دے سکتی ہو" ؎

اس کی تیز آنکھیں میری طرف لگی ہوئی تھیں۔ میرے دل میں کوئی ناقابل فنا قوت موجود تھی۔ جس سے یکایک میرا حوصلہ بڑھ گیا تھا ؎

میں "(بیدھڑک ہو کر) میرے لئے جو چاہو تجویز کر دیں تمہارے اوپر قطعی بھروسہ اور اعتبار کرتی ہو۔ گو مجھے اس امر کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی" ؎

ہیلیوباس "تمہیں یہ امر جلدی ہی معلوم ہو جائیگا تمہیں یہ اطمینان تو ہو گیا ہے کہ میرے مس کرنے سے تم پہ اثر ہوتا ہے" ؎

میں ہاں بجید اثر ہوتا ہے"۔
ہیلیو باس :- اچھا - اگر دیگر امور کی وجوہات دریافت کرنا چاہو گی - تو وہ مناسب وقت پر بیان کی جائینگی - وہ قوت جو مجھے تم پر یا اور لوگوں پر حاصل ہے - نہ میسمرزم ہے اور نہ مقناطیسی قوت - وہ محض علمی امر ہے جو صاف صاف اور مدلل طور پر ثابت اور بیان کیا جا سکتا ہے - لیکن جب تک تمہیں پوری کامل صحت حاصل نہ ہو جائے ہم ہر طرح کے مباحثہ کو ملتوی رکھیں گے خاتون اب مجھے اجازت دو کہ میں دروازہ تک تمہارے ہمراہ چلوں - میں کل صبح کو تمہارے آنے کا منتظر رہونگا"۔
ہم دونو اکٹھے اُس کمرے سے جہاں یہ گفتگو ہوئی تھی روانہ ہوئے - مگر جب بڑے کمرے کے وسط میں پہنچے تو ہیلیو باس میری طرف مخاطب ہوا اور مسکرا کر کہنے لگا :-
"کیا تم کو میرے بازار والے دروازہ کے خود بخود کھلنے اور بند ہونے سے حیرت نہیں ہوئی تھی"؟
میں :- مجھے تھوڑی سی حیرت ضرور ہوئی تھی ۔
ہیلیو باس :- اس کی وجہ بہت آسان ہے - تم نے باہر جس بٹن پر ہاتھ لگایا تھا برقی ہے - اُس سے دروازہ کھل جاتا ہے - اور ساتھ ہی میرے مطالعہ کے کمرے میں جو گھنٹی ہے - بجنے لگتی ہے - اس طرح مجھے ملاقاتی کی آمد کی اطلاع ہو جاتی ہے جب کوئی ملاقاتی دہلیز سے گزرنے لگتا ہے تو اُسے خواہ مخواہ ایک اور آلہ پر قدم رکھنا پڑتا ہے - جس سے اُس کے گزرنے کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو جاتا ہے - اور میرے خادم کے کمرے میں ایک اور گھنٹی بجنے لگتی ہے - جو میرے پاس یہ پوچھنے آتا

ہے کہ کیا حکم ہے۔ تم نے دیکھا کہ یہ کیسی آسان بات ہے؟ اور اندر کی طرف سے بھی اس کا ویسا ہی انتظام کیا گیا ہے ‘‘
یہ کہکر اُس نے ایک ایسے بٹن پر ہاتھ رکھا جو بیرونی بٹن کی مانند تھا۔ اور دروازہ فی الفور کھل گیا۔ ہیلیو باس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ یہ وہی ہاتھ تھا جس کا چند منٹ پیشتر میرے اوپر عجیب و غریب اثر ہوا تھا ؛

ہیلیو باس ’’ خاتون اللہ حافظ! اب تو تم مجھ سے خائف نہیں ہو؟‘‘

میں ’’ (ہنسکر) میں خیال نہیں کرتی کہ میں واقعی کبھی تم سے ڈرتی تھی۔ اگر بالفرض میں ڈرتی تھی تو اب نہیں ڈرتی۔ تم نے میرے صحتیاب ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ اور اس وعدے سے مجھے کلی حوصلہ ہو گیا ہے ‘‘

ہیلیو باس ’’ خوب۔ حوصلہ اور امید ہی تو جسمانی اور دماغی قوت کا پیش خیمہ ہیں۔ یاد رکھو تمہیں کل پانچ بجے آنا ہے۔ اور آج رات سونے میں دیر نہ کرو۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ دس بجے سو جاؤ ‘‘

میں نے یہ وعدہ کیا۔ اور ہم مصافحہ کر کے رخصت ہوئے میں خوش خوش ایونیو ڈی مڈی کی طرف واپس آئی۔ جب میں اپنے کمرہ میں پہنچی تو مجھے مسز ایورارڈ کا خط ملا۔ اُس نے یہ خط عجلت میں لکھا تھا۔ اور اس میں اپنے ان چند دوستوں کے نام لکھے تھے۔ جو اس وقت گرینڈ ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے تھے اور جن کی آمد کا حال اُس کو اخبار امریکن رجسٹر سے معلوم ہوا تھا۔ اُس نے نے یہ لکھا تھا کہ میں اُن سے ضرور ملاقات کروں۔ اور اس مطلب

کے لئے اُس نے اپنے خط میں دو سفارشی چٹھیاں بھی بھیجی تھیں۔ اس کے خط کی آخری عبارت یہ تھی:۔

”ریفا بیو سیلینی تمہاری روانگی کے وقت سے نظر ہی نہیں آتا۔ مگر ہمارا قابل تعریف دربان الفانس کہتا ہے کہ وہ نمائش کے لئے ایک تصویر تیار کرنے میں مشغول ہے۔ ہم نے یہ تصویر نہیں دیکھی۔ میں کسی نہ کسی بہانے سے اس کے نگار خانہ میں جاؤنگی۔ اور پھر اُس تصویر کے تمام حالات لکھ بھیجونگی یقین رکھو کہ میں تمہاری نہایت سچی دوست ہوں“

تمہاری مخلص سہیلی
ریمی“

میں نے اس خط کا جواب لکھا۔ اور پھر پنشن میں میڈم ڈینس اور ایک اور فرانسیسی عورت سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے میں شام گزاردی۔ وہ ایک پستہ قد۔ اور خوش خلق عورت تھی دن کو کسی مدرسہ میں پڑھاتی تھی۔ اور رات کو ہوٹل میں رہتی تھی۔ وہ بیشمار عجیب وغریب چشم دیدہ داستانیں بیان کرتی تھی۔ اس کی طبیعت اور عادت قابل رشک تھی۔ یعنی وہ زندگی کے مضحکہ خیز پہلو کو پیش نظر رکھتی تھی۔ وہ تیزی و طراری سے گفتگو کرتی اور ساتھ ہی اشارے بھی کرتی جاتی تھی۔ مجھے بہت لطف آتا تھا۔ ہم تینوں سونے کے وقت تک بہت مزے سے باتیں کرتے رہے۔ ہیلیو پاس کی نصیحت پر عمل کرکے میں سویرے ہی اپنے خوابگاہ میں چلی گئی۔ وہاں میرے حکم کے مطابق گرم پانی

موجود تھا۔ مَیں نے نل نمبر ا کا کاک کھولا۔ اس میں جو بیر نگ عرق تھا۔ اُسے پانی میں ڈال دیا۔ اس سے فی الفور حباب نکلنے لگے گویا پانی اُبلنے لگا۔ میں اُسے ایک دو منٹ تک دیکھتی رہی۔ اور چونکہ ابال جاری رہا۔ اس لئے میں نے جلدی سے کپڑے اتارے اور پانی کے بٹ میں بیٹھ گئی۔ اُس وقت میرے بدن میں ایسی عمدہ حس پیدا ہوئی۔ کہ جسے میں کبھی فراموش نہ کرونگی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھے کسی فرشتہ نے اٹھا کر بالکل ہلکا پھلکا کر دیا ہے۔ اگر میرا جسم آگ اور ہوا سے زیادہ کثیف چیز سے نہ بنا ہُوا ہوتا۔ توبھی میں اس قدر سبک نہ ہوتی۔ جب میں مقررہ پانچ منٹ کے بعد اس عجیب وغریب صحت کے حمام سے نکلی تو معلوم ہوتا تھا کہ میرا وزن بالکل ندارد ہے۔ اور میں بہت ہی ہشاش بشاش اور تازہ دم ہوں۔ جب میں بستر پر لیٹنے کی تیاری کرنے لگی تو میں نے دیکھا کہ پانی میں حباب نہیں نکلتے۔ لیکن اس امر کی وجہ آسانی سے سمجھ میں آ سکتی تھی۔ کیونکہ اگر بالفرض دوا میں برقی تاثیر تھی۔ تو وہ میرے جسم کے مس کرنے سے اس میں جذب ہو گئی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ اب حباب پیدا نہیں ہوتے تھے۔ اور ابال بند ہو گیا تھا۔ اب میں نے دوسری نل لی۔ اور اس کو بھی حسب ہدایت تیار کیا۔ یہ عرق بالکل بےحس و حرکت تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں کسی قدر عنبر کی چاشنی ہے۔ میں اُسے ایک سانس میں پی گئی۔ یہ بالکل بےمزہ تھا۔ جب میں بستر پر لیٹ گئی۔ تو گویا مجھ میں سوچنے اور خیال کرنے کی طاقت ہی نہ رہی تھی۔ میری آنکھیں جلد بند ہو گئیں میں بقول ہیلیو باس ایک سال کے بچے کی طرح سو گئی۔ نیند نے مجھ پر یکایک غلبہ کر لیا۔ اور میں اس سے بالکل مزاحمت نہ کر سکی۔ پھر مجھے کسی چیز کی ہوش نہ رہی*

زار اور شاہزادہ ایوان

جب میں صبح کو بیدار ہوئی۔ تو سورج بہت چڑھ آیا تھا۔ اور دھوپ سے کمرہ جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ مجھے اس وقت سابقہ عادت کے خلاف کسی طرح کا درد یا تشویش مطلق محسوس نہیں ہوتی تھی۔ میرے بدن میں چستی اور دل میں خوشی پیدا ہو گئی تھی۔ میں فی الفور اٹھی اور جیبی گھڑی کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بارہ بج گئے ہیں۔ میں اس سے بہت حیران ہوئی۔ میں نے جلد جلد لباس پہنا اور گھنٹی بجائی اور خادمہ حاضر ہوئی؛

میں نے (خادمہ سے) کیا واقعی دوپہر ہو گئی ہے؟ تم نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟

خادمہ معذرت سے مسکرانے لگی؛

خادمہ:۔ میں نے آپ کے دروازہ پر دستک دی تھی مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ میڈم ڈینس بھی کمرہ میں داخل ہوئی تھی۔ لیکن آپ کو سوتا ہوا دیکھ کر کہنے لگی۔ آپ کو جگانا مناسب نہیں؛

میڈم ڈینس زینے پر بڑی دقت سے چڑھ رہی تھی۔ کیونکہ وہ ضیق النفس کے مرض میں مبتلا تھی۔ اس نے بھی خادمہ کے اس قول کی مسکراتے ہوئے اور سر کے اشارہ سے تائید کی؛

پھر وہ اپنے فربہ ہاتھوں کو مل کر کہنے لگی:۔ کھانا ابھی حاضر کرتی

ہوں۔ لیکن تم کو نیند سے بیدار کرنا۔ خدایا معصوم بچے کی سی نیند تھی۔ میں نے مناسب خیال نہ کیا۔ اگر میں ایسا کرتی تو واقعی شرارت کی بات تھی ؂

میں نے اپنی اس قدر خبر گیری رکھنے پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اُس کی صورت ماں کی طرح قابل تعظیم اور دلکش و مہربان معلوم ہوتی تھی۔ اس لئے میں اس کا بوسہ لینا چاہتی تھی۔ میں بہت خوش اور اچھی تھی۔ اس نے اور خادمہ نے میرے لئے چائے تیار کی۔ اور میں لباس تبدیل کرنے لگی۔ جب میں اپنے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ تو میں نے سارنگی کی آواز سنی۔ کوئی شخص پاس کے کمرے میں بہت ہی نفیس اور دلکش راگنی بجا رہا تھا۔ میں اُس مطرب کو دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مگر اس کا سر دو اور لہجہ غضب کے تھے۔ اُسے سنکر مجھے ایک نظم یاد آگئی۔ جو ایک سارنگی بجانے والے کے عشقیہ خطوط میں موجود ہے۔ اس میں شاعر نے اپنی معشوقہ اماٹی کا ذکر کیا ہے ؂ اس کا مطلب ذیل میں درج ہے ؂

میں نے دعا کی۔ میں نے اپنے دعائیہ راگ میں جوش خوشی راز اور از حد مایوسی جو الفاظ میں کبھی ظاہر نہیں ہو سکتی بھر دی۔ میں نے اس طرح دعا کی گویا میری روح کسی پرانے۔ دانا اور قوی آقا کی ملکیت ہے۔ جس نے عشق کی تکلیف اٹھائی اور کمزور ہو گیا ؂

میں نے راگ کے سُروں میں جنبش پیدا کی۔ اور زور لگا کر انہیں ہلکی آہ کی شکل میں بدل دیا۔ جب وہ نہایت دھیمے ہو گئے۔ تو میں نے انہیں مضراب سے ان کو اس طرح چست کر دیا۔ جس طرح شیطان کی بیوی موسم بہار کی نیند سے بیدار ہونے پر مستعد

ہوتی ہے۔ اس سے مجھے زیادہ دلیری سے سارنگی بجانے کا جوش پیدا ہوا۔ اور تاروں سے ایسی دبی ہوئی چیخ جیسے کہ کوئی ولی روتا ہے نکلنے لگی +

پھر میں نے تال کو بدل دیا۔ میں مضراب کے ساتھ کھیلنے لگا۔ اور تھوڑے سے وقفہ کے بعد اس سے دل خوش کن تانیں نکلنے لگیں۔ پھر میں نے اُسے تازہ دم کر کے چلانا شروع کیا۔ تو اُس سے صداقت۔ وفا۔ غم۔ زندگی۔ محبت اور دیوانگی اور خود میری روح کے جوش کی جو میرے گوشت و پوست میں سرائت کر رہا تھا۔ سُر پیدا ہونے لگے" +

میرے دل میں سرود کی محبت پھر جوش کرنے لگی۔ مہینوں سے میرا جی پیانو بجانے سے بیزار تھا۔ لیکن اب میرے دل میں بیحد خواہش پیدا ہو گئی تھی کہ اس پر قوت آزمائی کروں۔ پیانو میرے لئے محض سرود کا آلہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ میری ایسی سہیلی ہے جو میرے خیالات کا جواب دیتی ہے۔ اور جس کی سر میری انگلیوں کو بڑی مستعدی۔ اور اطاعت سے پیار کرتی ہیں +

صبح کا ناشتہ آیا۔ تو میں نے بہت مزے سے کھایا۔ پھر میں لقمہ بچا سیر کرنے چلی گئی۔ اور مسز ایورارڈ شناساوں مسٹر اور مسز چالونر۔ اور اُن کی بیٹیوں سے ملاقات کی۔ یہ لوگ بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے۔ اُن میں تکلف نام کو نہیں تھا۔ اور بات بات میں تہذیب پائی جاتی تھی۔ انہیں مسٹر اورارڈ کے خط سے معلوم ہو گیا تھا کہ میں مضطرب ہوں۔ اور اس سے انہوں نے نتیجہ نکالا تھا کہ مجھے مالی امداد اور سرپرستی کی ضرورت ہے۔ وہ بڑی فراخ دلی سے بھرمجھے گوارا نہ تھی یہ سوچنے لگے کہ سرود کی

تو نقدی سے بہتر ہے" +
مسٹر چالونر" ہم تمہاری قدر بھی کرینگے اور نقدی بھی دینگے اب یہ کہو کہ سہ پہر کے ناشتہ میں ہمارے ساتھ شریک ہوؤ گی؟
چونکہ اس نے بہت ہی خوش خلقی اور مہربانی سے اصرار کیا اس لئے میں نے قبول کر دیا۔ اور میں اُن کے ساتھ میں شریک ہو کر بہت ہی محظوظ ہوئی +
مسٹر چالونر۔ تم بیمار معلوم نہیں ہوتیں۔ میرے خیال میں تمہیں کسی ڈاکٹر سے مشورہ لینے کی ضرورت نہیں ہے +
میں" اب مجھے بہت افاقہ ہو گیا ہے۔ اور میں جلد شفایاب ہو جاؤں گی +
مسٹر چالونر" تمہارا علاج کون ڈاکٹر کرتا ہے؟"
میں نے جواب دینے میں تامل کیا۔ نہ معلوم کیوں ہیلیو پاس کا نام میرے منہ سے نہ نکلا۔ خوش قسمتی سے اس وقت مسٹر چالونر نے اپنی بیٹی سے کہا کہ خیاط آیا ہے۔ اور تمہارا منتظر ہے خیاط کی آمد کے باعث جو ایک بہت ضروری بات تھی۔ کسی کو میرے طبی مشیر کا نام پوچھنے کا خیال نہ رہا +
میں گرینڈ ہوٹل سے سویرے ہی چلی آئی۔ اور ہیلیو پاس سے دوسری ملاقات کرنے کے لئے بخوبی تیار ہو سکی۔ چونکہ میں نے رات کا کھانا کھانے کا اقرار کر لیا تھا۔ اس لئے میں نے بہت شاندار لباس نہ پہنا۔ میرا لباس سیاہ ریشم کا تھا۔ اور اس پر زیبائش کے طور پر ہلکے پیازی رنگ کے گلابی پھول لگے تھے۔ میں ہوٹل مارس میں بگھی پر سوار ہو کر گئی۔ لیکن زینہ پر چڑھنے سے پیشتر میں نے کوچبان کو رخصت کر دیا۔ دروازہ حسب معمول کھلا

اور بند ہوگیا۔ بڑے کمرے میں سب سے پہلے مجھے خود ہیلیوباس ہی نظر آیا۔ وہ ایک آرام چوکی پر بیٹھا افلاطون کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس نے اٹھ کر مجھے دلی تپاک سے سلام کیا۔ اور میرے کچھ کہنے سے پیشتر کہنے لگا:۔

یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ تمہیں بخوبی نیند آئی۔ یہ بات تو تمہاری آنکھوں اور چہرے سے ثابت ہو رہی ہے تمہاری طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے؟

میں اس کی اتنی شکرگزار تھی کہ اس کا شکرانہ ادا کرنے سے قاصر رہی۔ میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ گو میں کچھ بول نہ سکتی۔ مگر میں نے مسکرانے کی کوشش کی۔ وہ میرے پُر جوش کو دیکھ کر مہربانی سے کہنے لگا:۔

"تمہارا علاج شروع ہو گیا ہے۔ اور اس کے لئے میں اسی قدر ممنون ہوں جتنا کہ تمہیں میرا شکرگزار ہونا چاہیئے میری ہمشیرہ تمہاری منتظر ہے۔ آؤ اُس کے کمرہ میں چلیں"۔

ہم ایک زینہ پر چڑھنے لگے۔ جس پر موٹی دری بچھی ہوئی تھی اور ہر طرف دیوار کے ساتھ گرم ملکوں کے پودے اور پھول بہت نفیس چینی گملوں اور ناندوں میں لگے ہوئے تھے۔ بہت سے پرندوں کی راگنیاں اور پانی کے گرنے کی آواز فاصلہ پر سے سنائی دیتی تھی۔ ہم چڑھتے چڑھتے ایسے فرش پر پہنچے جہاں آفتاب کے غروب ہونے کے بعد شفق کی روشنی ایک بلند کھڑکی کے قیمتی رنگدار شیشے میں ہو کر آ رہی تھی۔ ہیلیوباس بائیں جانب کو مڑا۔ اور ایک نیلے ساٹن کے پردے کو ہٹا کر آہستہ سے کہنے لگا "زارہ" اور پھر اس نے مجھے کمرے میں داخل ہونے کے لئے اشارہ کیا۔ میں ایک

فراخ اور بلند کمرے میں داخل ہوئی۔ اس میں شفق کی روشنی بہت ہی خفیف بلکہ ہلکے سایہ کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ کمرہ ایسا خوبصورت اور نفیس تھا کہ اگر کوئی اور وقت ہوتا تو میں بہت ہی خوش اور حیران ہوتی۔ لیکن وہ اب نہایت حسین و مہ جبین عورت کے مقابلہ میں جو اُس میں بیٹھی تھی، ہیچ معلوم ہوتا تھا۔ مجھے پھر کبھی ویسی رشکِ حور عورت کے دیکھنے کا اتفاق نہ ہوگا۔ اُس کا قد میانہ تھا۔ اُس کا سر بہت ہی موزون اور نفیس تھا۔ اور گردن نازک اور صراحی دار تھی۔ اس وجہ سے اس کا قد اصل سے زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ اُس کی شکل بہت ہی پاکیزہ بدن سڈول اور گداز اور تمام اعضا متناسب تھے۔ وہ کمرے کی دوسری طرف سے خراماں خراماں دلکش آن بان سے مجھے سلام کرنے کے لئے بڑھی۔ اُس کی رفتار کو کس چیز سے تشبیہ دی جائے؟ معلوم ہوتا تھا۔ کہ پانی کی سطح پر جو بالکل ساکن اور روشنی سے منور ہے۔ ایک شاندار بطہ فردوس تیر رہی ہے۔ اُس کا رنگ صاف اور شفاف تھا۔ نہایت گورا چٹا۔ نہایت دلفریب اور گلابی۔ اُس کی آنکھیں بڑی بڑی۔ رسیلی اور نیلیاں شبِ دیجور کی طرح سیاہ تھیں۔ پلکیں لمبی لمبی۔ ریشم سی نرم اور سیاہ مگر تیروں کی مانند درست تھیں۔

گویا اس کی آنکھیں "پرستان کے دو چشمے تھے۔ جن میں خیالات الفت آہستہ آہستہ تیر رہے تھے۔"

اس کے بال گھنے لمبے اور سیاہ تھے۔ اُس وقت وہ کھلے ہوئے شانوں پر پڑے ہوئے تھے۔ اور اس کی قمیض کے دامن تک پہنچ گئے تھے۔ وہ سرتاپا عمدہ

سنہری رنگ کے ملائم ہندوستانی ریشم کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ اس کی نازک کمر میں قدیم وضع کی ایک عجیب وغریب لعل ونیلم سے مرصع پیٹی لگی ہوئی تھی۔ اُس کے نیچے لباس میں چُنٹ پڑی ہوئی تھیں۔ اُس کے سینہ پر ایک عجیب آبدار گوہر تھا۔ مگر میں اُس کی شکل اور رنگت کو شناخت نہیں کر سکی۔ دو منٹ تک بھی گوہر کی حالت یکساں نہیں رہتی تھی۔ اس میں سے کئی رنگ نمودار ہوتے تھے۔ کبھی چمکدار قرمزی۔ کبھی بجلی کی طرح نیلگون۔ کبھی ارغوانی اور کبھی ہلکے نارنجی۔ اس کی چمک بہت ہی تیز تھی۔ جن کی آب وتاب آنکھوں کو خیرہ کیے دیتی تھی۔ اس موہنی اور سراپا دلفریب خاتون نے بہت ہی دلکش مسکراہٹ سے مجھے خوش آمدید کہا۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اس پست پلنگ پر جس پر سے اُٹھ کر وہ ابھی آئی تھی۔ مجھے بٹھا دیا۔ اور خود بھی میرے پاس بیٹھ گئی۔ اس اثنا میں ہیپیو باس کمرے سے غائب ہو گیا۔

زارہ کی آواز بہت ہی سُریلی تھی۔ وہ کہنے لگی "اچھا تو تم بھیا کے مریضوں میں سے ہو؟ یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کیونکہ مجھے اپنے بھائی کی قوت کا حال بخوبی معلوم ہے۔ اگر وہ کہدیگا کہ میں تمہارا علاج کرونگا۔ تو ان کا منشا واقعی تمہیں تندرست کر دینے کا ہوگا۔ لیکن تمہاری حالت اب پہلے سے بہتر معلوم ہوتی ہے"

اس کی آنکھیں ستارہ سی روشن اور دلکش تھیں۔ اور وہ میری طرف بڑی دلچسپی اور شفقت کی نگاہوں سے دیکھ رہی

تھی۔ میں نے اس کی طرف اشتیاق سے دیکھ کر کہا " بہت ہی بہتر ہے بیشک آج میں ایسی اچھی ہوں۔ کہ مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ میں پہلے کبھی بیمار ہی تھی +

زارہ " تمہیں دیکھ کر مجھے بیحد خوشی حاصل ہوئی میں جانتی ہوں کہ تم مطرب ہو۔ اور میرے خیال میں تمہارے پیشہ کے آدمی کو اس سے زیادہ اور کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ جسمانی تکلیف سے گانے بجانے کے ناقابل ہو جائے بوڑھے بیتھوون کا تو خیال کرو! ۔ اس کا بہرہ ہونا بہت ہی افسوسناک تھا۔ تاہم وہ اس مصیبت کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کرتا رہا۔ اور چوپن کا بھی یہی حال تھا۔ اس کی صحت اس قدر بگڑی رہتی تھی کہ وہ گانے بجانے کے وقت بھی سست رہتا تھا۔ بڑے بڑے کاموں کے کرنے کے لئے قوت یعنی جسمانی و روحانی ہر دو قسم کی قوت کی ضرورت ہے +

میں " کیا تم بھی مطرب ہو؟"

زارہ۔ نہیں۔ مگر مجھے اس فن سے نہایت محبت ہے۔ اور میں گھر کے گرجے میں تھوڑی دیر ارغنوں بجایا کرتا ہوں۔ لیکن میں نے بالکل مختلف پیشہ اختیار کیا ہے۔ میں شریفانہ صورتوں کی نقل اتارا کرتی ہوں۔ یعنی میں بت ساز ہوں +

میں اس کے چھوٹے خوبصورت ہاتھوں کو جو پلنگ کے کنارے پر میرے قریب بے حس و حرکت رکھے ہوئے تھے۔ دیکھ کر کسی قدر حیرت سے کہنے لگی۔ تم بت ساز ہو؟ تم میکائیل اینگلو کی طرح سنگ مرمر کے بت بناتی ہو؟

زارہ (بڑبڑا کر) " اینگلو کی طرح؟ اور پھر اپنی رسیلی آنکھیں

ادب و متانت سے جھکا کر" اس زمانہ میں اس مسلمہ استاد کے سے شاندار اور قابل یادگار بت کوئی بنا نہیں سکتا۔ "داؤد کا بت اس نے شکل و طرز کے لحاظ سے بالکل مکمل اور بے عیب بنایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہادروں سے بخوبی واقف تھا اور دیوتاؤں سے گفتگو کرتا ہوگا۔ بت سازی میں لوگوں نے ایسے ایسے جوہر دکھائے ہیں۔ اور آئندہ سے صاحب کمال شخص پیدا ہونگے۔ کہ میں اپنے دماغ اور ہاتھ کی قوت سے جو بت بناتی ہوں۔ وہ بالکل بچوں کے کھلونے معلوم ہوتے ہیں۔ تاہم مجھے اس پیشہ سے خود پیشہ کی دلچسپی کے باعث محبت ہے۔ اور میں ہمیشہ کوشش کرتی ہوں کہ۔ شبیہ بن جائے۔"

اُس نے کسی کا نام نہ لیا۔ اور یکایک خاموش ہوگئی۔ اس کی گالوں پر حیا سے سُرخی آگئی۔ پھر اُس نے یکایک میری طرف نظر اٹھائی۔ اور میرا ہاتھ زور سے دبا کر کہنے لگی :-

"میری سہیلی بن جاؤ" یہ جملہ اُس نے بہت ہی شیریں آواز اور پیار کے لہجہ میں کہا۔ عورت ذات میں میرا کوئی دوست نہیں ہے۔ اور مجھے تم سے محبت کی خواہش ہے۔ میرا [illegible] سے اس قدر بدظن ہے کہ وہ مجھے کسی عورت سے میل جول کرنے نہیں دیتا۔ تم اس کے اصولوں سے واقف ہو۔ وہ ہمیشہ کہتا ہے کہ جس قسم کے خیالات کے دائرہ میں میں نے اپنی تمام زندگی بسر کی ہے۔ اُس سے وہ جس میں باقی مستورات رہتی ہیں۔ بالکل مختلف ہے۔ اور اگر میں دوسری عورتوں سے اختلاط پیدا کرونگی تو سوائے رنج و غم کے اور کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ جب اُس نے کل مجھ سے ذکر کیا تھا کہ تم میری ملاقات کو آؤگی تو میں جان گئی

تھی کہ اُسے تم میں ایسے وصف معلوم ہوئے ہونگے - جو میری سرشت کے خلاف نہیں - ورنہ وہ تمہیں میرے پاس نہ لاتا - کیا تم مجھے پسند کرتی ہو؟ شائد تمہیں تھوڑی دیر میں مجھ سے محبت پیدا ہو جائیگی!

یہ گفتگو اس نے ایسے دلسوز اور دلکش انداز اور پیار کے لہجہ میں کی کہ اگر میرے دل پر اثر نہ ہوتا تو میں بہت سرد مہر ہوتی۔ علاوہ بریں اُس سے مصافحہ کرنے سے بھی میرے دل میں تپاک پیدا ہو گیا تھا - اور مجھے اس امر سے بہت خوشی ہوئی تھی کہ اُس نے مجھے اپنی سہیلی بنالیا ہے - پس میں نے اس کی تقریر کا یہ جواب دیا کہ میں نے پیار سے اس کی کمر کے گرد اپنے ہاتھ ڈال دئے - اور اُس کے بوسے لینے لگی - وہ بہت ہی خوبصورت اور پیاری معلوم ہوتی تھی - اور جب میں اس سے بغلگیر ہوئی تو اس کی صورت سے عصمت پائی جاتی تھی - اُس نے ایک منٹ کے لئے اپنا سر میرے کندھے پر رکھ دیا - اُس کے سینہ پر جو پراسرار گوہر تھا - اس سے ایسا سرخ رنگ چمکنے لگا جیسا کہ طوفان کے اور آفتاب کے غروب ہونے پر دیکھا جاتا ہے ٭

زارہ - (خوشی سے) "اب ہم نے دوستی کے عہد نامہ کو تحریر کر کے اس پر دستخط اور مہر کر دی ہے - کیا آپ میرے خم خانہ کی سیر کرنا چاہتی ہیں؟ میرے خیال میں وہاں کوئی عمدہ دیر پا چیز نہیں ہے - تاہم بچہ جب اینٹوں کا مکان بناتا ہے تو اُسے لوگوں کو صبر سے دیکھنا پڑتا ہے - اس لئے تمہیں بھی میرے ساتھ تحمل کا سلوک کرنا چاہئے - آؤ" ٭

وہ مجھے اپنے نفیس کمرے میں سے لے چلی - مجھے اس وقت معلوم ہؤا کہ اُس میں نفیس نفیس بُت - عمدہ عمدہ تصویریں - اور اعلے

درجہ کی کشیدہ کاری کی چیزیں رکھی ہیں۔ اور پھول ہر طرف بہتات سے ہیں۔ کمرے کی آخری جانب پہنچ کر اُس نے پردہ اٹھایا۔ اور آگے چلی گئی۔ میں اُس کے پیچھے پیچھے ایک بلند نگار خانہ میں پہنچی جس میں بت ساز کے پیشہ کے تمام ضروری آلات جابجا رکھے تھے۔ کہیں پلاسٹر کے ادھورے بت تھے۔ مثلاً کسی جگہ بازو کسی جگہ سر۔ کسی جگہ ہاتھ سیاہ پردے سے نکلا ہُوا نظر آتا تھا۔ اُس کمرے کے اختتام پر ایک بڑی مورت کھڑی تھی جس کے خدوخال قطاقی پردہ سے صاف طور پر نظر نہیں آتے تھے۔ نہ معلوم یہ بت تھا یا کچھ اور چیز تھی۔ زآرہ اس کی طرف مجھے توجہ دلانا نہیں چاہتی تھی۔ وہ مجھے ایک خاص گوشہ میں لے گئی۔ اور ایک قرمزی مخملی پردہ سرکا کر کہنے لگی:۔

یہ بت میں نے سب سے آخر میں تیار کیا ہے۔ میں نے اس کا نام "شام کی آمد" تجویز کیا ہے"

میں اُس بت کے سامنے چُپ چاپ کھڑی ہو گئی اور دل ہی دل میں اُس کی تعریف کرنے لگی۔ مجھے یہ بات قرین قیاس معلوم نہ ہوتی تھی کہ یہ بت اُس نازک عورت نے بنایا ہوگا جو اُس وقت میرے پاس کھڑی ہے اس نے "شام" کا بت ایک خوبصورت برہنہ عورت کی شکل میں بنایا تھا۔ جو پنجوں کے بل چلی جا رہی تھی۔ اُس کی آنکھیں نیم بند تھیں۔ اور اُس کا خوبصورت منہ کسی قدر کھلا ہُوا تھا۔ گویا وہ متانت سے مسکرا رہی تھی۔ اُس کے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت آہستہ سے لبوں پر رکھی ہوئی تھی۔ گویا وہ خاموش رہنے کا اشارہ کر رہی تھی۔ اور بائیں ہاتھ میں گل لالہ کا ایک گچھا پولے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھی

اُس بت کی شکل سے شام کی آمد کا نظارہ نہایت خوبی اور عمدگی سے عیاں تھا ٭

زارہ (دبی زبان اور حیا سے) "کیا تم اِسے پسند کرتی ہو؟"

میں "(بلند آواز سے) اسے پسند کرتی ہوں! یہ تو بہت ہی دلکش اور عجیب ہے۔ یہ اٹلی کے نہایت مشہور بت سازوں کے اعلیٰ درجہ کے بتوں میں شمار ہونے کے لائق ہے ٭

زارہ "(انکسار کے لہجہ میں) "نہیں۔ ہرگز نہیں۔ جب اٹلی کے نامی بت ساز موجود تھے اور بت بناتے تھے۔ تو مجھے کتب مقدس کے الفاظ میں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اُس زمانہ میں دیو موجود تھے۔ وہ لوگ واقعی دیو تھے۔ ہم زمانہ حال کے لوگ بونے ہیں۔ ہم بت سازی کا حال لوگوں کے بتوں سے جو پہلے گزرے ہیں۔ معلوم کرتے ہیں۔ مگر ہم کوئی نئی چیز بنا نہیں سکتے ہم کو مصوری کا علم ریفائیل اور بت سازی کا اینجلو کے ذریعے سے حاصل ہوا ہے۔ شاعری کا شیکسپیر اور فلسفہ کا افلاطون کے ذریعے سے ہمارے سب کام پہلے سے تیار ہیں۔ ہم صرف نقال ہیں۔ دنیا بوڑھی ہو رہی ہے۔ اُس کی نوجوانی کے زمانہ میں پیدا ہونے والے کو بہت لطف آتا ہوگا۔ مگر خیر آج کل کے بچے بھی دنیا سے سیر ہو جاتے ہیں ٭

میں "تم اپنی بات کہو۔ کیا تم باوجود ذہانت اور ہر طرح کے مواقع حاصل ہونے کے جو اس قسم کی باتیں کرتی ہو۔ دنیا سے سیر نہیں ہو" یہ سوال میں نے ہنستے ہنستے کیا۔ اور اس کا بازو اپنے بازو میں ڈال لیا "آؤ۔ اس بات کا اقرار کرو"

زارہ۔ (سنجیدگی نگاہوں سے دیکھ کر) میں سچے دل سے امید

کرتی ہوں کہ مجھے ہر طرح کے مواقع حاصل نہیں ہیں۔ اگر میرا یہ خیال ہوتا تو مجھے بہت افسوس ہوتا۔ عام طور پر اس فقرہ کے یہ معنے لئے جاتے ہیں کہ کسی شخص کی زندگی طویل ہے اور اُس میں جو ذہانت ہے۔ اُس کا وہ زر و سیم کے عوض تبادلہ کرتا ہے اور جاہلوں کی مہمل اور مکروہ خوشامد سنتا ہے۔ یہ لوگ جتنی کسی کی تعریف کرتے ہیں۔ اتنی ہی اُس کی خدمت کرنے پر بھی آمادہ ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ کامیاب نہیں ہوتے وہ ایسے شخص سے حسد کرنے لگتے ہیں۔ اور اُسے برا کہتے ہیں۔ خدا مجھے اس قسم کے مواقع عطا نہ کرے!"

یہ تقریر اُس نے بہت متانت اور جوش کے ساتھ کی پھر بت پر پردہ ڈال دوسری طرف چلی گئی۔ میں ایک نوجوان مے خوار کے بت کی جس کے سر پر انگور کی بیل کا سہرا تھا۔ اور جو ایک بیل پائے پر کھڑا تھا۔ تعریف کر رہی تھی۔ اور زارہ سے یہ پوچھنا چاہتی تھی۔ کہ صنم خانہ کے بعید گوشہ میں جو ایک بڑا سا بت ہے اور جس پر پردہ پڑا ہؤا ہے وہ کس کا بت ہے۔ کہ وہ یونانی خادم آیا۔ جو میں نے پہلے ملاقات کے روز دیکھا تھا۔ اُس نے ہم دونو کو سلام کیا۔ اور زارہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:۔

"میڈم میرے آقا کومسٹ نے مجھے آپ کو یہ خبر دینے کے لئے بھیجا ہے کہ شہزادہ آئوں کھانے کیوقت آئیگا +

یہ بات سنکر زارہ کسی قدر کھسیانی ہو گئی۔ لیکن اس کے دل میں جو اضطراب پیدا ہؤا تھا۔ اس کا خفیف اثر اُس کے بشرہ سے سایہ کی طرح غائب ہو گیا۔ اور اُس نے آہستہ سے جواب دیا +

"میرے بھائی کومسٹ سے کہدو کہ میں شاہزادہ آئون کا خیر مقدم

کہنے کے لئے تیار ہونگی ؛

خادم نے تعظیم سے سلام کیا اور چلا گیا۔ زارہ میری طرف لوٹی تو اُس کے سینہ پر جو گوہر تھا۔ وہ تیز تلوار کے پھل کی طرح چمکتا ہُوا نظر آیا ؛

زارہ ”میں خود شاہزادہ آئون کو پسند نہیں کرتی۔ مگر ویسے وہ بہت ہی بہادر اور مستقل مزاج آدمی ہے۔ اور میرا بھائی کسی وجہ سے اُسے یہاں آنے دیتا ہے۔ گو مجھے بہت شک ہے کہ ــــ“

اُس وقت ہمیں کہیں دور ارغنون کے بجنے کی آواز سنائی دی۔ زارہ میری طرف دیکھ کر مسکرائی۔ اور کہنے لگی ”کھانا تیار ہے۔ لیکن تم یہ خیال نہ کرو کہ کھانے کے لئے بلانے کے لئے ہم نے ارغنون رکھا ہے۔ یہ ایک سرود کا آلہ ہے۔ جو برقی قوت سے ارغنون کی آواز بخوبی نکال سکتا ہے۔ میرا بھائی اور میں اُسے گھڑیال وغیرہ پر جو کھانے کے لئے بلانے کے کام آتے ہیں۔ ترجیح دیتے ہیں ؛

پھر اس نے پیار سے میرے بازو میں اپنا بازو ڈال دیا اور مجھے صنم خانہ سے کھینچ کر برآمدہ کی طرف لے گئی۔ ہم زینہ سے اُتر کر ایک بڑے سے کھانے کے کمرے میں پہنچے۔ اس میں بہت سی روغنی تصویریں اور شاہ بلوط کی بیلدار کرسیاں وغیرہ قرینے سے رکھی ہوئی تھیں۔ ہیلیو باس یہاں ہمارا انتظار کر رہا تھا۔ اُس کے قریب ایک شریف آدمی کھڑا تھا۔ میرا اُس سے تعارف کرایا گیا۔ یہ شخص شہزادہ آئون پیڑ فکلے تھا۔ وہ وجیہ اور خوشرو جوان تھا۔ اُس کی عمر تیس سال کے قریب ہوگی۔ اس کا قد لمبا اور اُس کے شانے کشادہ تھے۔ گو ہیلیو باس کے بارعب قد کے

مقابلہ میں اُس کی شکل بہت شاندار نہیں معلوم ہوتی تھی۔ لیکن اُس سے کم رعب دار آدمی کے سامنے وہ ضرور گرانڈیل معلوم ہوتا تھا۔ اُس نے مجھے بلاتکلف اور شائستہ انداز سے سلام کیا۔ لیکن وہ زارہ کو ایسی تعظیم سے کورنش بجالایا۔ جیسے کوئی غلام کسی ملکہ بہت عجز سے کرتا ہے۔ زارہ نے اُس کے جواب میں اپنا سر کسی قدر جھکایا۔ اور میرا ہاتھ پکڑے ہوئے اس نشست پر بیٹھ گئی۔ جو میز کے آخیر میں تھی۔ اس کا بھائی اس کرسی پر بیٹھا جو صدر نشین کے مخصوص ہوتی ہے میری کرسی ہیلیو باس کے دائیں جانب اور شہزادہ آلیون کے بائیں جانب تھی۔ چنانچہ میں اور شہزادہ ایک دوسرے کے بالکل بالمقابل بیٹھے تھے۔

دو خادم جو سیاہ وردیاں پہنے ہوئے تھے۔ حاضر تھے وہ ہر کام بالکل چپ چاپ اور بڑی چستی سے کرتے تھے۔ کھانا نہایت نفیس تھا۔ رکابیوں میں کوئی چیز ناپسندیدہ یا دہقانوں کے مذاق کی نہیں تھی۔ یخنی میں گوشت کا ٹکڑا کسی رکابی میں تیرتا نظر نہ آتا تھا۔ کوئی چیز ایسی نہ تھی۔ جس میں بے مزہ چٹنی ملی ہوئی ہو۔ بڑے بڑے جام شیری یا پورٹ شراب سے بھرے ہوئے نظر نہیں آتے تھے۔ میز پر وینس کے گلاس اور ڈالیسڈن کے ظروف نہایت نفاست اور قرینے سے چنے ہوئے تھے۔ اُن ظروف میں لذیذ میوے چمکدار سیاہ پتوں کے گچھوں میں نظر آتے تھے۔ پھول بڑے تاندوں اور گملوں میں کھلے ہوئے تھے اور اُن کی خوشبو چاروں طرف مہک رہی تھی۔ میز کے وسط میں ایک چھوٹا سا فوارہ چل رہا تھا۔ جب اُس کی

بوچھاڑ بلند ہوتی تھی۔ تو عجیب طرح کا شور ہوتا تھا۔ اور گرنے پر اُس کی آواز پریوں کی جھانجھ کی طرح ہلکی آواز کی سنائی دیتی تھی۔ کھانے کے ساتھ جو شراب پلائی گئی۔ وہ نہایت ہی لذیذ تھی۔ میں نے ایسی مزیدار شراب پہلے نہیں پی تھی۔ پیازی رنگت کی وہ شراب میرے گلاس میں ڈالی گئی۔ اس میں خفیف سی چمک معلوم ہوتی تھی۔ وہ مجھے دیوتاؤں کا بنایا ہُوا آبِ حیات معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ نہایت ہی لذیذ تھی۔ پہلے پہل اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ کچھ دیر بعد خاص مضامین پر گفتگو ہونے لگی۔ زارہ بہت کم بولتی تھی۔ اور ایک سے زیادہ مرتبہ اپنے ہی خیالات میں محو نظر آئی۔ شہزادہ نفیس کھانوں اور شراب کی وجہ سے گرما گیا۔ اور بامذاق اور دلچسپ گفتگو کرنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہت تجربہ کار آدمی ہے۔ اور دنیا کی ہر چیز کو فضول سا خیال کرتا ہے۔ اس نے سینٹ پیٹرز برگ میں اپنے رہنے کی داستانیں۔ اور فلارینس میں مے نوشی کے جلسہ کی ہزلیات اور گیتوں۔ اور بلوسٹن کی ایک متمول عورت کے دام تزویر سے بچنے کا جو اُس کے ساتھ شادی کرنا چاہتی تھی۔ حال خوب نمک مرچ لگا کر سنایا +

ہیلیوباس اُس کی داستانیں لطف و مہربانی سے سنتا رہا گویا اُسے شہزادہ کی رعائت ملحوظ تھی۔ نوجوان شہزادہ بار بار اپنے بیہودہ اور فضول تمسخروں کا ذکر کرتا تھا۔ تو ہیلیوباس کبھی کبھی مسکرا دیتا +

ہیلیوباس۔ آئون تم ایک خوش قسمت آدمی ہو۔ تمہیں دنیا کی عیش و عشرت سے محبت ہے اور یہ تمہیں خود کسی قسم کی

مقدر ہیں نہیں بدا تھا +

یہ کلمے سنتے ہی شہزادہ نے ہونٹ چبا کر فرمائشی قہقہہ لگایا +

شاہزادہ "(کسی قدر تلخ لہجہ میں) میڈم میں جانتا ہوں کہ تمام دلائل میں تم میری مخالفت کرتی ہو۔ جیسا کہ آپ کے بھائی صاحب نے ابھی کہا تھا کہ میں دانشمند نہیں۔ مجھ میں معمولی انسان کے سے اوصاف ہیں۔ اور میں اس سے زیادہ دعوے بھی نہیں کرتا۔ مگر میں بجرأت کہتا ہوں کہ خوش قسمتی ہے دنیا کے دوسرے لوگ بھی میری ہی طرح ہیں۔ کیونکہ اگر ہر شخص علم و فضیلت کی ان اعلے بلندیوں تک جو تمہیں اور تمہارے بھائی کو حاصل نہیں پہنچ جاتا تو ــــــ"

ہیلیوباس۔ (ہنس کر) "انسان کی تقدیر کا خاتمہ ہو جاتا اور شبہت ایک واقعی اور مسلمہ چیز ہو جاتی۔ آلون آؤ۔ تم واقعی ان لوگوں میں سے ہو۔ جن کا مدعا عیش و عشرت کی محبت ہے۔ کچھ اور شراب نوش کرو۔ اور فی الحال مباحثہ کو کو بالائے طاق رکھو" یہ کہکر اُس نے ایک نوکر کو اشارہ کیا کہ شہزادہ کا جام بھر دے +

اب پھل تقسیم کئے گئے۔ ان میں بہت ہی لذیذ میوے تھے۔ مثلاً آڑو۔ کیلا۔ سبز انجیر۔ خربوزہ۔ انناس۔ اور نایاب انگور پھل ہر ایک کے سامنے افراط سے رکھے گئے۔ تاکہ ہر شخص اپنے مذاق کے موافق نوش جاں کرے۔ جب میں میوے منتخب کر رہی تھی تو میں نے معلوم کیا کہ کوئی نرم نرم چیز میرے لباس کو چھو رہی ہے۔ میں نے پیچھے دیکھا تو لیو نظر آیا۔ یہ وہی شریف النسل اور سیاہ آنکھوں والا کتا تھا۔ جسے میں نے کینز میں

دیکھا تھا۔ میں اُسے دیکھ کر خوش ہوئی۔ کتے کو اس سے حوصلہ ہو گیا۔ اُس نے اگلے پاؤں اٹھا کر لاڈ کے طور پر اپنا ایک پنجہ میرے بازو پر رکھ دیا۔

ہیلیو باس "(میری طرف مخاطب ہو کر) تم لیئو کو تو جانتی ہی ہو۔ جب تم کینس میں تھیں تو وہ رِلفاریو سے ملنے گیا تھا وہ عجیب حیوان ہے۔ میں اُس کے وزن کے برابر سونے سے بھی زیادہ اس کی قدر کرتا ہوں"۔

شاہزادہ آئون عمدہ شراب پی کر خوش سرور کا لطف اٹھا رہا تھا۔ وہ بھی اس کتے کی جو ہمارے میزبان کا لاڈلا تھا تعریف کرنے لگا۔

شاہزادہ "جناب من دراصل تمہیں انسانی برقی قوت کے تجربہ جاری رکھنے کی ترغیب لیئو کی وجہ سے ہی ہوئی تھی۔ کیا یہ درست ہے؟"

ہیلیو باس "ہاں"۔ پھر اس نے کتے کو بلایا۔ جو اُس سے پیار لینے کے لئے فوراً اس کے پاس چلا گیا۔ اگر وہ نہ ہوتا تو میری تحقیقاتوں میں میرا حوصلہ نہ بڑھتا۔ میں اپنی ہمشیرہ پر بہت تجربہ کرنے سے ڈرتا تھا۔ وہ اس وقت کم سن تھی۔ اور عورتوں کا جسم ہمیشہ کمزور ہوتا ہے۔ لیکن لیئو ضرورت کے وقت سائنس پر قربان ہونے تک کے لئے رضامند تھا۔ لیکن اُسے شہید ہونا نہیں پڑا۔ بلکہ وہ مظفر و منصور کھڑا ہوا ہے۔ اور لیئو سے کہو یار ٹھیک ہے نہ؟" تقریر کرتے وقت وہ کتے کے نرم نرم بالوں پر ہاتھ پھیرتا رہا۔ جو خوشی کے مارے آہستہ سے بھونکنے لگا۔

مجھے ان باتوں سے تعجب ہوا - اور میں نے اشتیاق سے کہا - کیا مجھے بتاؤ گے کہ لیئو تمہارے کار آمد کس طرح ہوا ہے مجھے کتوں سے بہت ہے - اور اُن کی عجیب وغریب فراست کی داستانیں سننے سے میں کبھی نہیں اکتاتی ؟

ہیلیو باس نے کہا۔ یہ میں تمہیں ضرور بتاؤنگا - بعض لوگ اس داستان کو قرین قیاس خیال نہ کرینگے - لیکن یہ بالکل سچی ہے اور آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے - جب میں نوجوان تھا - اور شہزادہ آیون سے میری عمر چھوٹی تھی - تو میں علم برقی کے مطالعہ اور تجربہ میں محو رہتا تھا - میں اس کی عجیب وغریب قوتوں اور مختلف خاصیتوں پر غور کیا کرتا تھا - یورپ کے مہذب لوگوں کو برق کی جو مختلف شکلیں اور ہیئتیں معلوم ہیں ان پر غور کرنے کے بعد میں نے تاریخ دنیا پر نظر ڈالنی شروع کی اور اس زمانہ تک پہنچ گیا جس کو لاعلمی کی وجہ سے تاریک زمانہ کہتے ہیں - لیکن اُس زمانہ کو دنیا کی عنوان شباب جو تہذیب سے ہمکنار تھا - کہنا زیادہ موزوں ہے - مجھے معلوم ہوا کہ قدیم زمانہ کے لوگ برقی قوت کو بخوبی سمجھتے تھے بلکہ وہ لوگ اُس سے ہمارے زمانہ کے سائنس دانوں سے بھی زیادہ واقف تھے - بلشازر[۵] کی ضیافت میں دیوار پر جو عجیب وغریب حروف چمکتے تھے - وہ برقی سے لکھے گئے تھے کلدانی بادشاہ اور پوجاری برقی کی ایک اور ہیئت کے بہت سے اسرار سے واقف تھے - جنہیں آج کل لوگ حقارت لاپروائی اور اغماض کی نظر سے دیکھتے ہیں - میری مراد انسانی

[۵] دیکھو دانیال باب ۵ - ۲۵ لغایت ۲۷ "منے منے تقیل اوفرسین" یہ نوشتہ دیوار پر لکھا گیا تھا

برق سے ہے۔ جو ہم سب میں موجود ہے۔ لیکن ہم سب اس کا نشوونما نہیں کرتے۔ جب مجھ پر ایک بار انسانی برقی قوت کا حال کھل گیا۔ تو میں نے اس دریافت کا استعمال خود اپنے اوپر کیا۔ اور مجھ میں اس قوت کا جو بیج تھا اُسے نشوونما دینے اور بڑھانے میں اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مجھے بہت آسانی اور جلدی سے کامیابی ہو گئی۔ حالانکہ مجھے اس قدر توقع نہ تھی۔ جب میں اس برقی کے مطالعہ و تجربہ میں مصروف تھا۔ تو لیئو کی عمر بہت تھوڑی تھی۔ یہ بھدا سا پلا اور بڑا کھلنڈرا تھا۔ اُس وقت تک اُسے سدھایا بھی نہیں گیا تھا۔ ایک روز میں سنسکرت زبان کا ایک دلچسپ پرانا مسودہ پڑھ رہا تھا۔ اس میں قدیم دواؤں اور علاجوں کا ذکر تھا۔ اور لیئو کمرے میں ایک پرانی جوتی سے کھیلتا اور اپنے دانتوں سے اُسے کاٹتا تھا اس سے شور ہوا۔ اور میری طبیعت میں خفگی سی پیدا ہوئی۔ میں کرسی سے اٹھا اور میں نے غصے سے اس کا نام لے کر پکارا وہ کھیلنے سے رک گیا۔ اس نے اوپر نظر اٹھائی۔ تو میری اور اُس کی آنکھیں دوچار ہوئیں۔ اور اُس کا سر جھک گیا۔ وہ گھبراہٹ سے کانپنے لگا۔ اور بے حس وحرکت لیٹ گیا۔ پھر وہ اُس جگہ سے جہاں لیٹا تھا۔ ہلا تک نہیں۔ حتے کہ میں نے اُسے چلنے پھرنے کی اجازت دی۔ یہ امر قابل غور ہے کہ وہ سدھایا نہ گیا تھا۔ اس عجیب وغریب واقع سے مجھے اس پر دوبارہ تجربے کرنے کی جرأت ہوئی۔ اور ان سب میں کامیابی ہوئی میں بتدریج اُسے اپنی خواہش کے مطیع کرنے لگا۔ یعنی میں اُسے مجبور کرتا تھا کہ وہ میرے خیال کو سمجھ کر اُس پر عمل کرے۔ یعنی جہانتک باوجود

حیوانیت کے وُہ میرے خیال کو سمجھنے کی قابلیت رکھتا تھا اور اُسے کبھی ناکامی نہیں ہوئی۔ میرے لئے صرف یہی کافی ہے۔ کہ میں پختہ ارادہ سے یہ خواہش کروں کہ وہ فلاں بات کرے۔ اور میں اُس کے دماغ میں اپنا یہ حکم ایک لفظ بولنے کے بغیر پہنچا سکتا ہوں۔ اور وہ میری اطاعت کرتا ہے +

میرا خیال ہے کہ میں اس طرح مسکرائی۔ جس سے یہ پایا جاتا تھا کہ مجھے ہیلیوباس کی باتوں سے تعجب ہُوا تھا۔ اور یقین نہیں کہ میری یہ حالت دیکھ کر وہ کہنے لگا +

تم جس وقت چاہو میں اُسے اس بات کا ثبوت دینے پر آمادہ کر سکتا ہوں۔ اگر تم یہ خواہش کرو کہ وہ کوئی ایسی چیز جسے وہ اٹھا سکتا ہے۔ لے آئے۔ تو ایک کاغذ کے پرزہ پر لکھ دو۔ تاکہ مجھے تمہارا عندیہ معلوم ہو جائے۔ اور میں اس بات کی حامی بھرتا ہوں کہ لیتھو اطاعت کریگا +

میں زارہ کی طرف دیکھنے لگی جو اُس وقت ہنس رہی تھی +

شاہزادہ نے مجھے تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ کسی زمانہ میں مجھے دونو لیتھو اور اُس کے آقا کی طرف سے اس بارہ میں شک تھا۔ لیکن اب میرا خیال بالکل بدل گیا ہے۔ خاتون یہ لو (اور اس نے مجھے اپنی بیاض سے ایک ورق اور پنسل دی) اس پر حسب خواہش کسی چیز کا نام لکھ دو۔ لیکن اُس وقت لیتھو کو اگلی پیغام پہنچانے کے لئے نہ بھیجو۔ کیونکہ دیوانخانے میں سے چلے جانے سے پیشتر اُس کا واپس آنا ضروری ہے "

مجھے یاد آیا کہ زارہ کے پلنگ پر میں ایک رومال چھوڑ آئی تھی۔ میں نے رومال کا نام لکھ کر کاغذ ہیلیوباس کے سپرد کر دیا

اُس نے کاغذ دیکھ کر پھاڑ ڈالا۔ لیٹو میز کے نیچے ہڈی چبا رہا تھا
لیکن وہ اپنے آقا کے بلانے پر فی الفور نکل آیا۔ ہیلیوس نے
کتے کا سر دونوں ہاتھوں میں لیا۔ اور اُس کی بھوری آنکھوں کو
غور سے دیکھنے لگا۔ کتا بھی اس کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہا
تھا۔ وہ چند سیکنڈ تک اسی طرح ایک دوسرے کی طرف دیکھتے
رہے۔ پھر لیٹو کمرے سے آن بان اور اطمینان کے ساتھ چلا گیا
اور ہم اُس کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ ہیلیو باس اور زارہ
کو اس معاملہ کی چنداں پروا نہ تھی۔ یہ شہزادہ آئون خوش ہو
رہا تھا۔ اور مجھے دلچسپی اور توقع تھی۔ دو تین منٹ گزر گئے جس
کے بعد کتا اسی طرح آن بان سے رومال دانتوں میں دبائے
ہوئے واپس آیا۔ وہ سیدھا میرے پاس آیا اور اُس نے
رومال میرے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر انگڑائی سے اور دم ہلا کر کلی
اطمینان کی حالت میں میز کے نیچے پھر ہڈی چبانے چلا گیا۔
مجھے اُس کی کارروائی سے نہایت حیرت ہوئی۔ لیکن مجھے
ہیلیو باس کے قول کا بالکل یقین ہو گیا۔ میں جب سے پیرس
میں آئی تھی۔ میں نے کتے کو اسی وقت دیکھا تھا۔ اور اُسے
یہ بات کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ میرا رومال کہاں
ہو گا۔ بلکہ وہ یہ بھی نہیں پہچان سکتا تھا کہ یہ میرا رومال ہے
البتہ ہیلیو باس کے عجیب طریقہ سے اُسے یہ سب کچھ معلوم
ہو گیا ہو گا۔

میں نے (گھبراہٹ کی وجہ سے بھرائی ہوئی آواز میں) کیا
تم انسان کو بھی اسی طرح حکم دے سکتے ہو؟

ہیلیو باس نے (آہستہ لہجہ میں) ہرگز نہیں۔ یا یوں کہنا

چاہئے کہ بہت ہی تھوڑے آدمیوں کو۔ جو لوگ قوت کے اسی دائرہ پر ہیں جس پر میں ہوں۔ اُنہیں میں طبعاً اپنی طرف کھینچ یا اپنے سے ہٹا سکتا ہوں۔ لیکن جو اس دائرہ پر نہیں ہیں اُنکے لئے مجھے اور ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ بعض اوقات کسی شخص کا علاج کرنے کے لئے میں اپنے اور کسی بالکل اجنبی آدمی کے خیالات کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ قائم کرتا ہوں ایسا کرنے میں بہت دیر اور کوشش کرنی پڑتی ہے۔ تاہم ایسا کرنا ممکن ہے۔

شاہزادہ۔ اگر تم ایسا کرسکتے ہو۔ تو میری خاطر ایسا کیوں نہیں کرتے۔

ہیلیوباس۔ (تیز اور بے جھلک نگاہوں سے دیکھ کر) کیونکہ میرے کوشش کرنے بغیر تم روز سے میری طرف کھنچتے چلے آتے ہو۔ بالفعل مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ تمہارا عندیہ یا ارادہ کیا ہے۔ لیکن جس وقت تم میرے دائرہ کے منتہا سے مس کروگے تو مجھے فی الفور معلوم ہو جائے گا۔ ابھی تم اُس سے بہت دور ہو۔ لیکن آلوان، تم باوجود اس کشش کا مقابلہ کرنے میری طرف کھنچے چلے آتے ہو۔

شہزادہ اضطراب کی حالت میں کرسی پر بیٹھا پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور بے چینی کی وجہ سے تشطری میں کے پھلوں سے کھیلنے لگا۔

شہزادہ۔ بندہ نواز اگر مجھے معلوم نہ ہوتا کہ تم واقعی صادق القول اور معزز آدمی ہو۔ تو میں خیال کرتا کہ تم مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کررہے ہو۔ لیکن میں دیکھ چکا ہوں کہ تم کیا کرسکتے ہو۔ اس لئے

میں تمہاری بات کو باور کرتا ہوں۔ تاہم میں یہ صاف کہے دیتا ہوں کہ دائرہ کا جو اصول تم نے قائم کیا ہے۔ میں اس میں تمہارا مقلد نہیں ہوں۔"

ہیلیو باس "۔ اول تو خود دنیا ہی دائرہ ہے۔ سیاروں کی حرکت سے لے کر انسان کی آنکھ پھول کے غنچہ۔ یا شبنم کے قطرہ تک ہر چیز مدور ہے۔ دائرہ کا مسئلہ جو میں نے قائم کیا ہے انسان کی برقی قوت پر اُس کا اطلاق بہت آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں نے اُسے ریاضی کے رو سے بھی صحیح ثابت کر دیا ہے۔ ہر انسان میں کسی قدر اندرونی اور کسی قدر بیرونی برقی قوت ودیعت کی گئی ہے۔ جو زیست کے لئے ویسی ہی ضروری ہے جیسے دل کے لئے جاندار خون۔ یا پھیپھڑوں کے لئے تازہ ہوا۔ اندرونی برقی روح یا جان کا بیج ہے۔ اور انسان اُسے حسب خواہش نشو و نما دے سکتا یا اس سے غفلت کر سکتا ہے۔ یہ ناقابل ہلاکت ہے۔ لیکن اگر اُس کی طرف سے غفلت کی جائے تو یہ ہمیشہ بیج کی صورت میں رہتی ہے۔ اور نشو و نما نہیں کرتی۔ اور جب وہ جسم جس میں یہ رہتی ہو۔ مر جائے۔ تو کسی اور جگہ میں نشو دنما پانے کے لئے چلی جاتی ہے۔ لیکن اگر برخلاف اس کے کسی شخص کے استقلال اور مصمم ارادہ سے اس کی بخوبی نشو دنما ہو جائے۔ تو یہ ایک شاندار۔ بہت قوی روحانی ہستی ہو جاتی ہے۔ اور جب اس کا قالب خاکی ہلاک ہو جاتا ہے تو اس کے لئے ایک نئی منور اور بے انتہا زندگی شروع ہوتی ہے۔ یہ تو اندرونی برقی قوت کی کیفیت ہے۔ بیرونی برقی قوت کے بھی اصول مقررہ ہیں۔ جو ہمارے لئے واجب التعمیل ہیں۔

ہر شخص کی قابلیت کے مطابق اس کے گرد کشادہ یا تنگ نظر نہ آنے والا برقی حلقہ ہوتا ہے۔ جو سوتے جاگتے چلتے پھرتے غرض یہ کہ ہر حالت میں ہمارے ساتھ رہتا ہے بعض اوقات ہمارے یہ حلقے مل کر ایک حلقہ بن جاتے ہیں۔ مثلاً دو شخص جنہیں ایک دوسرے سے ہمدردی ہو۔ اور جو ایک دوسرے پر کامل بھروسہ کر کے محنت اور محبت کریں۔ اس طرح متحد ہو جایا کرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ حلقے آپس میں ٹکرا جاتے ہیں۔ اور پھر طوفان کا سماں پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً جب دو شخصوں کے درمیان سخت نفرت ہوتی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے کے دیکھنے تک کے روادار نہیں ہوتے۔ تو اُن سب انسانی برقی حلقوں یا دائروں میں جذب و مدافعت کی خاصیت پید ہو جاتی ہے۔ اگر کسی شخص کو کسی عورت کے ساتھ کورٹ شپ (شادی سے پیشتر طرفین کا اظہار تعشق وغیرہ) کرنے میں ایک دو مرتبہ یہ اندرونی تحریک پیدا ہو کہ عورت اس کی توقع یا خواہش کے موافق نہیں ہے۔ تو اُسے چاہئے کہ واقعہ سے متنبہ ہو کر تعلق توڑ دے۔ کیونکہ ایسے دو شخصوں کے برقی حلقے متحد نہیں ہوتے۔ اور ان کو سلسلہ ازدواج میں جکڑنے سے سوائے رنج و ملال پیدا ہونے کے اور کوئی نتیجہ سرزد نہیں ہو گا۔ اگر لوگ میری اس نصیحت پر عمل کرتے تو کتنی ہی شادیاں جن سے ناخوشی اور رنج پیدا ہوتا ہے۔ نہ ہوتیں۔ آئون تمہارے کہنے سے میں نے بہت باتیں کی ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ لیڈیاں یہاں سے جانا چاہتی ہیں۔ آؤ ہم تمباکو پینے کے کمرے میں چلیں اور پھر اُن سے دیوانخانہ میں ملینگے +

یہ سُنکر ہم سب اُٹھ کر کھڑے ہو گئے ؛
شاہزادہ ؔ (اپنے میزبان کے پیچھے چلنے کے لئے تیار ہوکر) جناب والا مجھے ایک بات معلوم ہوگئی ہے۔ جس سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اگر میں سچ مچ تمہارے برقی دائرہ کی طرف کھنچا جا رہا ہوں۔ تو مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد اُسکے قریب پہنچ جاؤنگا اور میرا خیال ہے کہ اُس وقت میری تمہاری ہمشیرہ کے ساتھ زیادہ موافقت ہوجائیگی ؛

یہ سنتے ہی زارہ کی رسیلی آنکھیں اس کی طرف پھر گئیں اور وہ اُسے شاہانہ رحم اور تحمل سے دیکھنے لگی ؛

زارہ ۔ (اطمینان کے ساتھ) "شہزادے جب تک تم اُس منزل مقصود تک پہنچو گے اُس وقت تک میں رخصت ہوچکی ہونگی" ؛

پھر اُس نے میری کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔ اور شہزادے کو متانت سے سلام کرکے میرے ہمراہ کمرے میں سے چلی گئی ؛

جب ہم بڑے کمرہ میں ہوکر گزرے تو زارہ نے کہا کیا تم دیوانخانے میں جانے سے پیشتر گرجے کی سیر پسند کرو گی ؟

میں نے اس کی تجویز سے اتفاق کیا۔ زارہ مجھے ایک سنگ مرمر کے زینہ سے نیچے لے گئی۔ زینہ کے اختتام پر شاہ بلوط کا ایک بیلدار اور نقش و نگاردار دروازہ تھا۔ اُس دروازہ کو کھول کر اُس نے انگلی کے اشارے سے اپنے بدن پر صلیب بنائی۔ اور سربجود ہوگئی۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر میں ادب اور حیرت کی نظروں سے اس خوبصورت گرجے کو دیکھنے لگی۔ اس میں ایک خاموشی طاری تھی۔ وہ ایک چھوٹی سی بلند عمارت تھی۔ اُس کی گنبد نما اور منقش تھی۔ اور اُس کے نیچے آٹھ سیاہ سنگ مرمر

کے ستون تھے۔ ان پر بہت نفیس انگور کے پتوں کے بیل بوٹے تراشے گئے تھے۔ اس گرجے کی آرائش کیتھلک فرقہ کے رسوم کے مطابق کی گئی تھی۔ قربان گاہ اور عبادت گاہ کے سامنے گلابی رنگت کے سات لیمپ تھے۔ جو سقف میں پتلی زنجیروں کے ذریعہ سے معلق تھے۔ ایک بڑی سی صلیب جس پر مسیح کی نہایت ترحم انگیز اور دردناک مورت بنی ہوئی تھی ایک دیوار پر آویزاں تھی گرجے کے گوشہ میں ایک اور قربان گاہ تھی۔ اس پر حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ کے سیمین بت تھے۔ لیکن جہاں ہم دوزانو ہو رہے تھے۔ وہاں سے یہ مدھم سے نظر آتے تھے۔ چند منٹ گزر جانے کے بعد زارہ اٹھی عبادتگاہ کی طرف دیکھ کر وہ اس طرح بڑبڑانے لگی گویا آہستہ آہستہ دعا کر رہی تھی۔ پھر اس نے آہستہ سے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور مجھے باہر لے گئی۔ جب ہم زینہ پر پھر چڑھنے لگے۔ تو شاہ بلوط کا دروازہ خود بخود آہستہ سے بند ہو گیا۔ اور ہم بڑے کمرے میں داخل ہوئے +

زارہ:- تم کیتھلک ہو؟

میں:- ہاں۔ لیکن ــــ

زارہ:- لیکن تم یہ کہنا چاہتی تھیں کہ بعض اوقات تمہارے دل میں شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ بیشک۔ جب انسان کو عیسوی مذہب کے مدعیوں میں تنازعے۔ ریاکاری۔ جھوٹے دعوے اور شرارت نظر آتی ہے۔ تو اس کے دل میں ضرور شک پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن باوجودیکہ بعض آدمی اپنے روحوں کو مار ڈالتے ہیں۔ مسیح اور اس کا مذہب زندہ ہیں۔ مسیح ان روحوں کو

بخوشی نجات دلانا چاہتا ہے ۔تمہیں چاہیئے کہ کسی روز بھائی صاحب سے ان باتوں کا حال دریافت کرو۔ وہ تمہارے تمام عقدوں کی گرہ کھول دینگے ۔ اے لو! ہم دیوانخانے میں آگئے"

یہ وہی کمرہ تھا جس میں پہلی دفعہ بیٹھی رہی تھی ۔ زارہ بیٹھ گئی ۔ اور اُس نے اپنے قریب ہی مجھے ایک نیچی چوکی پر بٹھا دیا ؛

زارہ :" اب مجھے یہ بتاؤ ۔ کہ جب تک تم بھائی صاحب کے زیرِ علاج ہو ۔تب تک کیا تم یہاں آکر میرے پاس نہیں رہ سکتی ہو؟"

یہ سنکر میں میڈم ڈےنیس اور اس کے ہوٹل پنشن کا خیال کرنے لگی ؛

میں :" کاش میں یہاں آسکتی ۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ میرے دوست یہ معلوم کرنا چاہینگے کہ مَیں کہاں ٹھیری ہوں ۔ اور اس قسم کی وجوہات جو میں بتانا نہیں چاہتی بیان کرنے پڑینگے" ؛

زارہ :" (آہستہ لہجہ میں) ابھی تم صرف یہ کہدینا کہ ایک ڈاکٹر نامی تمہارا علاج کر رہا ہے ۔ اور وہ تمہیں اپنے زیرِ نگرانی رکھنا چاہتا ہے ۔ اور اس لئے تم اس کے گھر میں رہتی ہو ۔اور اس ہمشیرہ تمہاری خبرگیری کرتی ہے" ؛

میں زارہ کی اس بات پر کہ وہ میری خبرگیری کرنا چاہتی ہے ہنس پڑے ۔ اور میں نے اُس سے کہا کہ تمہاری عمر اتنی نہیں کہ میری خبرگیری کر سکو ؛

زارہ ۔ (مسکرا کر) "کیا تمہیں میری عمر معلوم ہے؟"

مَیں نے قیاساً اس کی عمر سترہ یا زیادہ سے زیادہ اٹھارہ سال بتائی ؛

زارہ "میری عمر اڑتیس سال کی ہے "

میں "اڑتیس! یہ تو بالکل ناممکن ہے۔ مجھے یقین نہیں کہ تمہاری عمر اس قدر ہے۔ میں اس پر یقین نہیں کر سکتی۔ یہ بات بالکل بیہودہ سی ہے اور مجھے اس پر ہنسی آتی ہے۔ وہ بالکل نوجوان اور الٹرا اور دلربا معلوم ہوتی تھی۔ اُس کی آنکھیں بہت رسیلی اور اُس کا رنگ بالکل گلابی تھا +

زارہ۔ (مسکرا کر) تم میری بات پر یقین نہ کرو۔ یہ تمہاری مرضی ہے۔ لیکن جو امر واقعی تھا وہ میں نے تم سے کہدیا۔ دنیا کے حساب کے مطابق میری عمر اڑتیس سال ہے۔ وقت کے ایک اور معیار کے مطابق میری جو عمر ہے اُس کا بالفعل ذکر کرنا فضول ہے۔ میں تمہیں نوجوان نظر آتی ہوں۔ اور فی الواقع میں جوان ہی ہوں۔ میں جوانی کا لطف اٹھا رہی ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ جو مستورات دنیا سے میل جول رکھتی ہیں۔ اڑتیس سال کی عمر میں ان کی صورت پژمردہ اور بے رونق سی نظر آتی ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ انہیں اپنی حفاظت کے ابتدائی اصول بھی معلوم نہیں ہیں۔ اب پھر میں اصلی مضمون کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ میری عمر اتنی ہے کہ میں دنیا کی نظروں میں تمہاری یا کسی شخص کی خبرگیری کرنے کے لائق ہوں۔ بہتر ہے کہ تم یہاں ٹھیرنے کا انتظام کر لو بھائی صاحب نے مجھے کہا تھا۔ کہ تم اس معاملہ کا مجھ سے تصفیہ کر لو۔

جب اُس نے گفتگو ختم کی تو ہیلیوباس اور شہزادہ آلون دیوانخانے میں داخل ہوئے۔ شہزادہ کا چہرہ سُرخ اور تمتمایا ہُوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر ہیلیوباس حسب معمول مطمئن اور بارعب

تھا۔ وہ فی الفور مجھ سے مخاطب ہُوا ✦

ہیلیو باس ”خاتون میں نے حکم دے دیا ہے کہ تمہیں میری گاڑی پر سوار کرکے آج شام ہی کو ایونیوڈی مڈی میں پہنچا دیا جائے اگر تم زارہ کے کہنے پر عمل کرکے اپنے دوستوں سے یہ کہدو گی۔ کہ تمہیں اپنے ڈاکٹر کی زیر نگرانی رہنا ضروری ہے۔ تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ ہر چیز خود بخود ہو رہی ہے۔ اور تم یہاں جتنی جلدی آؤ۔ اتنا ہی بہتر ہوگا۔ زارہ کل سہ پہر کو تمہاری منتظر رہے گی۔ کیا میں تم پر بھروسہ کرسکتا ہوں؟“

اُس نے یہ تقریر کسی قدر تحکم کے لہجہ میں کی۔ اور وُہ یہ چاہتا تھا کہ میں اُس کی مخالفت نہ کروں۔ بیشک مجھے اُس کی مخالفت کرنے کی کوئی وجہ بھی نظر نہیں آتی تھی۔ مجھے زارہ سے محبت ہوگئی تھی۔ اور میں اُس کی محبت میں زیادہ رہنا چاہتی تھی۔ اور دُوسرے میں اس امر کو زیادہ اغلب خیال کرتی تھی کہ جس شخص نے میرا علاج کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اُس کے مکان میں ٹھیرنے سے میری صحت بہت جلد اور قطعی بحال ہو جائے گی۔ ان وجوہات کو سوچ کر میں نے جواب دیا ✦

میں ”جناب من میں آپ کی رائے پر عمل کروں گی۔ چونکہ میں نے آپ سے علاج کا شروع کیا ہے۔ اس لئے مجھے آپ کے ارشاد کی تعمیل کرنا چاہئے (اور میں نے زارہ کی طرف دیکھ کر یہ الفاظ اور ایزاد کردئے) اس خاص حالت میں اطاعت مجھے بہت خوش گوار معلوم ہوتی ہے“ ✦

ہیلیو باس مسکرایا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ میری باتوں سے اس کی تسلی ہوگئی۔ پھر اُس نے ایک میز کی دراز میں سے

ایک چھوٹا سا جام نکالا۔ اور کمرے میں سے چلا گیا۔ پھر وہ جام لبالب بھرے ہوئے واپس آیا۔ اور اُسے میرے ہاتھ میں دیکر کہنے لگا: "اس کو پی لو۔ یہ تمہاری آج رات کی خوراک ہے پھر گھر جاکر سو رہو"

مَیں اُس جام کو ایک دفعہ ہی پی گئی۔ اُس کا ذائقہ عمدہ تھا۔ جیسا کہ کسی شیرینی کا ہوتا ہے

شہزادہ ایک طرح کی خفگی اور محویت کے عالم میں تصاویر کی ایک کتاب کی ورق گردانی کر رہا تھا

شاہزادہ "کیا تمہارے پاس میرے لئے کوئی طراوت بخش شربت نہیں ہے؟"

ہیلیوباس۔ (اُس کی طرف تیز نظروں سے دیکھکر) "نہیں وہ عرق جو تمہاری موجودہ حالت کے لائق ہے۔ اُس سے تمہارا بالکل ٹھنڈا ہو جانا ممکن ہے"

پھر شہزادے نے زارہ کی طرف دیکھا۔ لیکن وہ خاموش رہی۔ اُس نے اپنے ٹوکرے میں سے ایک ریشمی پارچہ نکالا تھا اور اُس پر کشیدہ کاڑھنے میں مشغول تھی۔ ہیلیوباس آگے بڑھا اور اُس نے نوجوان شہزادے کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا

ہیلیوباس۔ (مہربانی کے لہجہ میں) "آئون ذرا ہمیں گانا تو سناؤ۔ ہمیں کوئی روسی ولولہ انگیز تان سناؤ۔ زارہ اُسے بہت پسند کرتی ہے۔ اور یہ لیڈی رخصت ہونے پیشتر تمہارے تان و سُر اور لَے کو سننا پسند کرے گی

شہزادہ آئون تو تامل کرنے لگا۔ مگر پھر زارہ کی طرف جو سر جھکائے ہوئے بیٹھی تھی۔ ایک نظر دیکھ کر پیانو کی طرف چلا گیا۔ اور بہت

ہی نفاست۔ چابکدستی۔ عمدہ مذاق اور سلیقے سے باجہ بجانے لگا۔ جب وہ باجے سے سُر ملا کر گا رہا تھا۔ تو اس کی آواز بہت شیریں اور دلکش معلوم ہوتی تھی۔ بڑی ہی دلفریب دلسوز اور گونجتی ہوئی۔ اس نے ایک روسی راگ جو فرانسیسی اشعار میں نظم کیا گیا تھا گایا۔ جس کا مطلب یہ ہے:۔

جس طرح سمندر کی لہریں ساحل پر سیپیاں ڈال دیتی ہیں
جس طرح آفتاب بحر پر نور کی چادر بچھاتا ہے
جس طرح پرواز کرتا ہوا جنڈول موسم بہار کو نغمہ سناتا ہے
اُسی طرح میرا دل جذب الفت میری طرف کھنچا جاتا ہے

جس طرح عشق پیچہ کی بیل مینار پر چھا جاتی ہے
جس طرح شبنم پھول کو تر و تازہ کرتی ہے
جس طرح سایہ نور سے اور رات دن سے ہم آغوش ہوتی ہے
اُس طرح میری پرجوش و مشتاق روح تجھ سے ہمکنار ہوتی ہے
جس طرح چاند سرد مہری سے تنہا جلوہ گر ہوتا ہے
اور زمین سے بلند اور بادلوں کے تخت پر متمکن ہوتا ہے
جس طرح چٹانی غار ایک لہر کو اپنے نہیں آنے دیتا
اُس طرح تیرا غصہ مجھے تجھ سے دور ہی دور رکھتا ہے

جس طرح رات کا آزاد سیاہ رنگ پالا
گلاب کے پھولوں کو بڑی بیرحمی سے مار دیتا ہے
جس طرح خنجر لڑاں کا حملہ بادشاہ کو خاک پر لٹا دیتا ہے
اس طرح تیرا ستم مجھے ہلاک کئے ڈالتا ہے

اگرچہ تو مجھ گدا سے شاہوں کی طرح نفرت کرتی ہے
لیکن تیرا دل میری آتش عشق سے پھنکا جاتا ہے
جان مس ترے دم تک یہی میری زبان پر رہے گا
میں تیرا عاشق ہوں۔ہاں تیرا عاشق زار ہوں

شاہزادہ نے یکایک گانا بند کردیا اور باجے پر سے ہاتھ اٹھالیا۔ اس وقت تاثیر الفت سے اس کا دل لبریز تھا۔ اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا ✤

میں نے اس راگ کی اور شہزادہ کی سُریلی اور دلکش آواز کی بہت جوش سے تعریف کی۔ہیلیوباس نے بھی اس کی آواز کو سراہا اور شہزادہ اُس وجہ سے شکرگزار سا معلوم ہوتا تھا ✤

خادم ”خاتون کے واسطے گاڑی تیار ہے۔ یہ سُنکر میں رخصت کے لئے تیار ہوگئی۔زارہ نے پیار سے میرے بوسے لئے۔ اور وہ میرے کان میں یہ کہکر کہ ”کل صبح ہی آنا“ اور شہزادہ آیون کو دلکش انداز سے سلام کرتے۔ فی الفور کمرے میں سے چلی گئی ✤

پھر ہیلیوباس نے اپنے بازو کے سہارے سے مجھے گاڑی تک پہنچا دیا۔شہزادہ آئون بھی ہمارے ساتھ تھا۔بڑے کمرے کا دروازہ حسب معمول بلا شور کے کھل گیا۔اور ایک نفیس بند گاڑی نظر آئی۔ اس میں مشکی گھوڑوں کی جوڑی جتی ہوئی تھی۔جو مکان کے سامنے فرش پر گھبراہٹ اور جوش سے سم مار رہے تھے۔ اور کوچبان کو ان کے سنبھالنے میں

بہت بڑی دقّت ہوتی تھی۔ سیڑھیوں سے اترنے سے پیشتر میں نے ہیلیو باس سے مصافحہ اور اس امر کا شکریہ ادا کیا کہ وہ شام بہت خوشی سے گزری ۔

ہیلیو باس "ہم کوشش کرینگے کہ تمہارا سارا وقت اسی طرح خوشی سے گزرے ۔ سلام۔ آیُون کیا تم بھی جاتے ہو۔ یہ اُس نے شہزادہ کو اپنا اوورکوٹ اور ٹوپی پہنے ہوئے دیکھ کر کہا۔

شہزادہ ۔ (دل پر جبر کرکے) "ہاں میں بھی چلتا ہوں آج رات میں کسی کی صحبت کے لائق نہیں۔ جناب من میں تمہارے لئے بار خاطر نہیں ہونا چاہتا۔ اللہ حافظ خاتون اگر اجازت دو تو میں تمہیں گاڑی میں سوار کرا دوں"۔

ہم دونو زینے سے نیچے اترے ۔ ہیلیو باس ہمیں کھلے دروازے میں کھڑا ہوا دیکھتا رہا۔ جب شہزادے نے مجھے اُٹھا کر گاڑی میں بٹھایا تو وہ بڑبڑا کر کہنے لگا:۔

"کیا تم بھی اُن میں سے ہو!"

مَیں اُس کی طرف حیرت سے دیکھنے لگی ۔

میں ۔ (اس کا قول دہرا کر) "ان میں سے! اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟"

شاہزادہ "کچھ پروا نہ کرو"۔ یہ الفاظ اُس نے بے صبری سے کہے ۔ اور گاڑی میں مجھ پر سموری چادریں ڈالنے لگا۔ "اگر تم اب نہیں ہو۔ تو اب ان میں شامل ہو جاؤ گی۔ ورنہ زارہ تمہارے بلو سے نہ لیتی ۔ اگر تمہیں کبھی موقع نہ ملے ۔ تو اُس سے کہدینا کہ وہ مجھ سے حتّی الوسع حسن ظن رکھے ۔ اللہ حافظ!"

میرے دل پر اس کی بات کا کسی قدر اثر ہو گیا اور میں نے

اُس کی حالت پر ایک گونہ ترس کھایا۔ میں نے چپ چاپ اپنا ہاتھ پھیلایا۔ اس نے زور سے دبایا۔ اور گاڑی بان سے پکار کر کہنے لگا "نمبر ۳۶۔ ایونیوڈی مڈی" وہ مکان کے سامنے پتھروں کے فرش پر کھڑا تھا۔ اور برہنہ سر چاند کی روشنی میں اُس کا رنگ فق سا نظر آتا تھا۔ گاڑی چلدی۔ اور ہوٹل مارس کا دروازہ بند ہوگیا ؛

ہوائی ترانہ

تھوڑے ہی عرصہ بعد میں ہیلیو باس کے مکان میں عارضی طور پر قیام پذیر ہوئی۔ میں یہاں اپنے گھر کی طرح رہتی سہتی تھی۔ میں نے میڈم ڈینس سے کہدیا تھا کہ گو تمہارے پنشن میں مجھے ہر طرح کا آرام ہے۔ لیکن شفائے عاجل کی خاطر مجھے اپنے ڈاکٹر کی ذاتی نگرانی میں رہنا ضروری ہے۔ اس نے بھی اس تجویز کو پسند کیا۔ لیکن جب میں نے اُسے ڈاکٹر کا نام (زارہ کی ہدایت کے بموجب) کاسیمیر بتایا۔ تو اُس نے مایوسی سے ہاتھ بلند کئے ٭

میڈم ڈینس نے (چلا کر) "اُف! خاتون کیا تمہیں اُس خوفناک آدمی سے دہشت نہیں لگتی۔ کیا وہ ظالم آدمی لوگوں پر میسمرزم کر کے اُن کو نقصان نہیں پہنچاتا؟ وہ تو اپنی ہمشیرہ پر بھی عمل کیا کرتا ہے۔ آہ میرے خدا! اس کا نام سنتے ہی مجھ پر تو لرزہ سوار ہوتا ہے"٭

یہ کہکر وہ سچ مچ کانپنے لگی۔ مجھے اُس کی حرکت پر ہنسی آئی۔ وہ بھی عام لوگوں میں سے تھی۔ جو روحوں کے تختے پر کھٹ کھٹ کرنے پر اور میسمرزم پر یقین کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک مسلّمہ علمی امر کو تسلیم نہیں کرتے ٭

میں نے "کیا تم ڈاکٹر کاسیمیر اور اُس کی ہمشیرہ کو جانتی ہو"؟

میڈم ڈینس :۔ خاتون میں نے اُن کو دو تین بار دیکھا ہے ڈاکٹر کی ہمشیرہ بیشک حور لقا ہے ۔ لیکن لوگ کہتے ہیں "یہاں اس نے رازداری کے طور پر اپنی آواز نیچی کر دی" کہ اس کی شادی ایک شیطان سے ہوئی ہے ۔ خاتون سب لوگ یہی کہتے ہیں ۔ یہ بات بالکل سچ ہے ۔ اور سوزانی میکاٹ جو اُڈنٹیل کی رہنے والی ایک نوجوان معزز عورت ہے ۔ اور جو کسی وقت ڈاکٹر کاسیمیر کے گھر میں خانہ داری کا اہتمام کرتی تھی ۔ وہ وہ طرح طرح کی ایسی ہی باتیں سناتی تھی ۔ جنہیں سنکر انسان کا خون خشک ہو جاتا تھا !"

میں ۔ (مسکرا کر) "وہ کیا کہتی تھی ؟"

میڈم ڈینس ۔ (میرے قریب آکر) "میں آپ کو یقین دلانا چاہتی ہوں ۔ کہ سوزانی ایک معزز عورت ہے ۔ وہ کہنے لگی کہ ایک رات میں میڈم کاسیمیر کے کمرہ کے قریب ایک برآمدے سے گزر رہی تھی ۔ تو میں نے دروازہ کے پردے میں سے آگ سی روشنی نکلتی ہوئی دیکھی ۔ میں وہاں کھڑی ہو گئی ۔ تو سارنگیوں اور بربطوں کا سا عجیب سرود سنائی دیا" پھر میں جرات کر کے پردہ کے قریب گئی ۔ کیونکہ سوزانی ایک بہادر لڑکی ہے ۔ اور نیک بھی ہے ۔ اور اس نے پردہ کو ذرا سا سرکایا کہ اندر نظر پڑ سکے ۔ وہ کیا دیکھتی ہے کہ ۔۔۔

میں ۔ (بے صبری سے) اچھا بتاؤ اُس نے کیا دیکھا ؟

میڈم ڈینس :۔ خاتون آپ میری بات پر یقین نہ کرینگی لیکن سوزانی میکاٹ معزز خاندان سے ہے ۔ اور وہ جھوٹ نہیں بولتی ۔ سوزانی نے اپنی آقا کی ہمشیرہ میڈم کاسیمیر کو

اپنے پلنگ کے قریب ہاتھ پھیلائے ہوئے کھڑا دیکھا گویا وہ ہوا سے بغلگیر ہونا چاہتی ہے۔ آپ میری بات پر یقین کریں یا نہ کریں۔ اس نے میڈم کی کمر کے گرد سُرخ آگ کی طرح روشنی کا حلقہ دیکھا۔ جو ہر لحظہ بڑا اور سرخ ہوتا جاتا تھا۔ یکایک میڈم کا رنگ فق ہوگیا۔ اور پھر بہت ہی فق ہوگیا۔ پھر وہ مردہ کی طرح پلنگ پر گر پڑی۔ اور سرخ آگ بجھ گئی۔ سوزانی کو یہ دیکھ کر بہت خوف لگا۔ اُس نے میڈم کو بلانے کی کوشش کی۔ لیکن ایک عجیب واقع پیش آیا۔ خاتون اُسے کوئی عجیب آدمی اس جگہ سے دھکیلنے لگا۔ لیکن اُسے کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔ اس طرح وہ اپنے دروازہ میں پہنچ گئی۔ اور اپنے کمرے میں جاکر خوف سے بے ہوش ہوگئی۔ دوسرے روز صبح کو ڈاکٹر کاسیمیر نے اُسے موقوف کردیا۔ اور اُس کو پوری تنخواہ اور عمدہ سا تحفہ بطور انعام دیا۔ سوزانی کہتی تھی وہ میری طرف اس طرح دیکھنے لگا۔ کہ میں سر سے پاؤں تک کانپنے لگی۔ خاتون اس سے آپ خود فیصلہ کرسکتی ہیں۔ کہ جس شخص کو عصبی مرض ہو۔ اس کا ایسے مکان میں جانا مناسب ہے +

مَیں ہنسی۔ اُس کی داستان کا میرے دل پر ذرا بھی اثر نہ ہُوا۔ مَیں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ معزز سوزانی میکاٹ نے اپنے آقا کی شراب پی ہوگئی۔ بس مَیں کہنے لگی:

"تمہاری باتوں سے مجھے وہاں جانے کی زیادہ خواہش ہوتی ہے۔ سنئے ڈاکٹر کاسیمیر نے میرا علاج اچھی طرح کیا ہے تم نے ضرور ایسی باتیں بھی سنی ہونگی جن سے معلوم ہو کہ وہ اس قدر خراب آدمی نہیں ہے"+

میڈم ڈینس۔ (غور کرکے اور پھر کسی قدر بیدلی سے) "خاتون یہ سچ ہے کہ غربا اُس سے بہت محبت کرتے ہیں چین ڈرکوس گاڑیبان کالڑکا موسمی بخار سے قریب المرگ تھا۔ وہ بڑی دقتوں سے سانس لیتا تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دم کا مہمان ہے موشیو لی کومٹ کا سیمیر یا ڈاکٹر کا سیمیر کیونکہ وہ دونو ہی ناموں سے مشہور ہے۔ اس شخص نے گھر کا ایک گیا۔ اور اُس نے نصف گھنٹے میں بچے کی جان بچادی۔ میں اس بات سے انکار نہیں کرسکتی۔ کہ وہ کسی قدر نیک آدمی ہوگا اور طب کا ماہر ہے لیکن اُس میں یہ نقص ہے کہ ....." یہ کہکر میڈم ڈینس نے دو تین مرتبہ مایوسی سے سر ہلایا*

مگر اُس کی باتیں سنکر بھی میں نے اپنا ارادہ ترک نہ کیا۔ میں جب ہوٹل مارس میں بخوبی قیام پذیر ہوگئی تو بہت خوش رہتی تھی۔ زارہ نے مجھے اپنے قریب ایک خوبصورت کمرہ دے دیا تھا۔ اُس نے خود تکلیف گوارا کرکے اس کمرے کو میرے مذاق کے مطابق سجا دیا۔ مثلاً اُس میں منتخب کتب۔ چیدہ راگ۔ قلم دوات وغیرہ تحریر کا سامان اور ایک عمدہ سُریلا چھوٹا سا پیانو۔ میری کھڑکی میں سے ایک چھوٹا سا صحن نظر آتا تھا۔ اُس کے چاروں طرف آئینہ بندی کرکے مصنوعی طور پر مختلف ممالک کے پھل اور میوے پیدا کرنے کا باغ بنا لیا تھا۔ میں اپنے کمرے سے چند زینے اتر کر اس باغ میں پہنچ جاتی تھی۔ وہاں سے میں گلاب۔ اور کنول کے پھول چنا کرتی تھی۔ حالانکہ اس شدت کا جاڑا تھا کہ مشرق کی نہایت سرد ہوا چلتی تھی۔ اور تمام پیرس میں برف باری ہُوا کرتی تھی۔ میں نے مسٹر آیورارڈ کو اپنے خلوت

خانہ سے لکھا کہ میں یہاں قیام پذیر ہوگئی ہوں۔ اور چالونر کے خاندان کو بھی اطلاع دی کہ میرا یہ پتہ ہے۔ اگر ملاقات کرنی ہو تو یہاں تشریف لے آئیں۔ یہ فرض ادا کرکے میں دنیا کی نعمتوں سے لطف اٹھانے میں مشغول ہوگئی۔ زارہ اور میں ایک دم جدا نہیں ہوتی تھیں۔ ہم اکٹھی ہی کام کرتی تھیں۔ اکٹھی ہی پڑھتی تھیں۔ اور ہر صبح اکٹھی ہی گھر کی وہ چیزیں درست کرتی اور سلیقہ سے رکھتی تھیں۔ جو مستورات کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور جو دنیا میں نہایت دانا فلاسفر بھی کامیابی سے انجام نہیں دے سکتا۔ ہمیں ایک دوسرے سے نہایت محبت ہوگئی۔ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر ہمدردی۔ اور اعتبار پیدا ہوگیا تھا۔ کہ دو عورتوں میں شاذونادر ہی پایا جاتا ہے۔ اس اثنا میں میرا علاج بھی ہوتا رہا۔ ہر رات سونے سے پہلے ہیلیو باس مجھے کسی دوا کی ایک خوراک دیتا تھا۔ مجھے اس کے خواص بالکل معلوم نہ تھے لیکن میں بوجہ بھروسہ کے اس کے ہاتھ سے لیکر پی لیتی تھی۔ ہر صبح کو غسل خانہ میں ایک شیشی جس میں کوئی عرق ہوتا تھا رکھی جاتی تھی۔ اُسے میں گرم پانی میں ڈالکر غسل کرتی تھی ہر روز میں بہتر۔ اور زیادہ قوی ہوتی اور میرے چہرے پر زیادہ رونق آتی گئی۔ میری طبعی شگفتگی عود کر آئی۔ مجھے کسی طرح کا درد یا کا دشش نہ تھی۔ اور نہ غم تھا۔ اور میں بچے کی طرح سکھ نیند سوتی تھی۔ اور مجھے خواب بھی نہیں دکھائی دیتے تھے۔ میں زندگی سے حظ اٹھانے لگی۔ میں ہر چیز سے خوش ہونے لگی۔ میری نظر۔ میری تقریر۔ میری قوت سامعہ۔ میری قوت لامسہ الغرض یہ کہ میری جملہ حسات تیز اور قوی ہوگئیں۔ اور ان میں یہ

صلاحیت پیدا ہو گئی کہ میں دنیا کی چیزوں سے لطف اٹھا سکوں مگر میرے جسم کی یہ حالت یکایک نہیں ہوئی۔ ناگہانی علاج کے بعد ناگہانی مرض کا اندیشہ رہتا ہے۔ مجھے بتدریج مستقل اور روز افزوں صحت ہوتی گئی۔ اور اُس کے قائم رہنے پر پورا پورا اعتبار تھا ٭

ہیلیو باس اور اُس کی ہمشیرہ کی صحبت مجھے بہت مرغوب معلوم ہوتی تھی۔ وہ سوچ سمجھ کر عمدہ عمدہ مضامین پر گفتگو کرتے تھے۔ وہ مجھ سے خوش خلقی اور مہربانی سے پیش آتے تھے۔ اور دونو بڑے امن اور اتفاق سے زندگی بسر کرتے تھے۔ کسی چیز کے لئے وہ تگ ودو نہیں کرتے تھے۔ گھر کا انتظام بڑی صفائی اور عمدگی سے چل رہا تھا۔ کھانا اور ناشتہ بڑی نفاست اور باقاعدگی سے تناول کیا جاتا تھا۔ خادم متعدد مگر بہت تربیت یافتہ تھے۔ ہم سب بڑے اطمینان اور آرام سے رہتے تھے۔ اضطراب اور بے چینی کو اس مکان میں دخل تک نہیں تھا۔ جہاں تک مجھے نظر آتا تھا۔ یہاں کوئی پراسرار بات نہیں ہوتی تھی ٭

ہیلیو باس اپنا بہت سا وقت کتب خانہ میں صرف کرتا تھا۔ یہ ایک مختصر اور صاف کمرہ تھا۔ اُس کا سامان سادہ مگر ستھرا تھا۔ یہ بالکل اس کمرہ کے مشابہ تھا۔ جو میں نے کینیس میں خواب کی حالت میں دیکھا تھا۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہاں اُس کے پاس کتنے مریض آتے تھے۔ تاہم بعض لوگ اس سے مشورہ کرنے ضرور آتے تھے۔ کیونکہ مجھے اجنبی لوگ بڑے کمرے میں ہو کر آتے جاتے اکثر ملا کرتے تھے۔ وہ ہمارے ساتھ

کھانا اور ہمیشہ خوش رہتا تھا۔ اکثر ہماری تفریح کے لئے خوش آیند تقریر اور دلچسپ داستانیں سنایا کرتا تھا۔ گو کبھی کبھی وہ غور و فکر میں بھی محو رہتا تھا۔ اور اسی کی وجہ سے اُس کی باتوں میں متانت ہوتی تھی ؂

زارہ ہمیشہ زندہ دل اور مطمئن رہتی تھی۔ وہ یونانی حکما کی طرح زندہ دل مگر شگفتہ خاطر رہتی تھی۔ غور و فکر بھی کرتی تھی مگر بشاشت کو ہاتھ سے نہیں دیتی تھی۔ اس کے خیالات بہت اعلےٰ و نفیس تھے۔ وہ شاعروں کی طرح خیالی دنیا میں رہتی تھی۔ دنیا اور اُس کے مقاصد نے اس کی طبیعت میں دخل نہیں پایا تھا۔ اس وجہ سے مجھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک نازک تیتری کی طرح جو پھول پر اڑتی پھرتی ہے۔ زمین پر پرواز کررہی ہے اگر وہ چمکدار بازو نکال کر اور کسی اور عالم میں اڑ کر چلی جاتی تو مجھے بالکل حیرت نہ ہوتی۔ تاہم باوجودیکہ وہ ذہنی مشاغل میں زیادہ مصروف رہتی تھی۔ مگر جسمانی لحاظ سے وہ اکثر مستورات سے جو میں نے دیکھی تھیں۔ زیادہ قوی اور طاقتور تھی۔ وہ زندہ دل۔ اور چست و چالاک تھی۔ وہ کبھی تھکتی نہیں تھی۔ اور کسی قسم کے درد کی شکایت نہیں کرتی تھی۔ وہ زندگی سے اس قدر لطف اٹھاتی تھی۔ کہ جو مستورات مایوسی اور درماندگی میں محنت مشقت کرتی ہیں۔ اور دنیا میں اپنے پیدا ہونے پر پر تعجب کرتی ہیں۔ ان کو اس قسم کی لذت کبھی نصیب نہیں ہوسکتی ؂

زارا کے دل میں بظاہر اس قسم کے شکوک یا خیالات پیدا نہیں ہوتے تھے۔ وہ اپنی زندگی کے ہر ایک ثانیہ سے

اس طرح لذت اٹھاتی تھی گویا کہ وہ شہد کا قطرہ ہے۔ اور خاص اُسی کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ اُس کی عمر اتنی ہے جو اس نے بتائی تھی۔ وہ ہر روز پہلے سے زیادہ نو عمر معلوم ہوتی تھی۔ بعض اوقات اُس کی آنکھوں میں وہ صاف اور درخشاں نور عصمت دکھائی دیتا تھا۔ جو ننھے بچوں کی آنکھوں میں نظر آتا ہے۔ اور پھر ان میں تغیر پیدا ہو کر اس طرح چمک دمک آجاتی تھی۔ کہ گویا اس نے سالہا سال مطالعہ۔ تحقیق اور دریافت میں بسر کئے ہیں۔ اور اس کے خیالات میں متانت اور اعلےٰ پرواز پیدا ہو گئی ہے۔ میرے آنے کے بعد اُس نے دو چار روز تک نگار خانہ میں بالکل کام نہیں کیا۔ بلکہ وہ میرے ساتھ پڑھنے یا گفتگو کرنے کو ترجیح دیتی تھی۔ ایک روز ہم سہ پہر کو پیرس کے مشہور مقام بولش ڈی بولون سے گاڑی پر سیر کر کے واپس آئے تو وہ کسی قدر تردد سے کہنے لگی :۔

"میرا خیال ہے کہ میں کل صبح کو پھر کام شروع کرونگی۔ بشرطیکہ تم مجھے تنہائی پسند تصوّر نہ کرو"۔

میں "پیاری زارہ میں تمہیں ہرگز تنہائی پسند خیال نہیں کرونگی میں تمہارے دنیاوی مشاغل میں دخل اندازی کرنا نہیں چاہتی"۔

زارا۔ (میری طرف پیار اور چاہت کی نظروں سے دیکھکر) "لیکن میں تمہیں یہ بتانا مناسب سمجھتی ہوں کہ میں بالکل تنہائی میں کام کرنا چاہتی ہوں۔ اور گو یہ امر خلاف تہذیب معلوم ہوگا مگر تمہیں بھی میرے نگار خانہ میں آنے کی اجازت نہ ہوگی"۔

میں "اگر میں تمہاری اس ادنےٰ سی درخواست کو منظور نہ

کروں تو میں اپنے آپ کو بہت ہی ناشکر گزار اور بدبخت سمجھونگی
زارہ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہارے مشاغل میں
در اندازی نہ کرونگی۔ لیکن تم یہ ہرگز نہ خیال کرنا کہ میں اداس
ہو جاؤنگی۔ میرے پاس کتب۔ پیانو اور پھول ہیں۔ پھر مجھے اور
کس چیز کی ضرورت ہے ؟ اگر میرے جی میں آئے تو میں باہر بھی
جا سکتی ہوں۔ پھر مجھے خط لکھنے اور بہت سے اور کام کرنے
ہیں۔ میں بالکل خوش رہونگی اور جب تک تم مجھے نہ بلاؤگی میں
تمہارے پاس نہ آؤنگی "

پھر زارہ نے میرے بوسے لئے +

زارہ " تم بہت پیاری ہو۔ میں میزبانی کے فرائض ادا
کرنے میں قاصر رہنے سے بہت نفور ہوں۔ لیکن میں جانتی
ہوں کہ تم واقعی دوست ہو۔ یہ کہ تم مجھے دور سے بھی اتنی ہی
محبت کروگی جتنا کہ قریب سے۔ بعض مستورات کا قاعدہ ہے
کہ جس چیز کے دیکھنے کی انہیں خواہش ہو۔ اور وہ چھپی ہوئی ہو
تو وہ اس کے دیکھنے کے پیچھے پڑ جاتی ہیں۔ لیکن تم میں یہ فضول
رازجوئی کی عادت نہیں۔ کیا تمہاری طبیعت بھی متجسس ہے ؟

یہ سنکر میں ہنسنے لگی +

میں " دوسرے لوگوں کے معاملات مجھے ایسے دلچسپ
معلوم نہیں ہوتے کہ میں دخل در معقولات کی تکلیف گوارا کروں
یہ جو داستان مشہور ہے کہ بلیو بئرڈ اپنا ایک کمرہ مقفل چھوڑ گیا
تھا۔ مگر اس کی بیوی نے از راہ رازجوئی اسے کھول دیا تھا لیکن
اگر میں اس کی بیوی ہوتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی +

زارہ " پہریوں کی اس قدیم داستان سے کیا عمدہ اخلاقی

سبق حاصل ہوتا ہے۔ میری رائے ہے کہ بلیوبیوڈ کی عورتیں واقعی موت کے لائق تھیں۔ کیونکہ اس نے ایک ہی بات کہی تھی اور انہوں نے اس کی اطاعت قبول نہ کی۔ پیاری جب میں نگار خانہ میں کام کرونگی۔ تو تم جب چاہو دیوانخانہ کا بڑا پیانو بجا سکتی ہو۔ اور جو چھوٹا پیانو تمہارے کمرے میں ہے اُسے بھی استعمال کر سکتی ہو۔ اور گرجے کے ارغنوں پر فی البدیہ راگ جس قدر چاہو گایا کرو *

مَیں اس خیال سے خوش ہو گئی۔ اور میں نے اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ وہ کچھ سوچ کر مسکرانے لگی *

زارہ "تمہیں جو سرود سے اس قدر محبت ہے۔ اُس سے تمہیں بہت ہی خوشی حاصل ہوتی ہوگی۔ اس سے تمہارے دل میں ایک جوش اور مسرت پیدا ہوتی ہے۔ میں مطربوں کی سوانح عمریاں پڑھنا پسند نہیں کرتی تھی۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے کے بہت نقص نکالتے ہیں۔ اور جب دنیا کے لوگ جو بڑے ہی سرد مہر ہوتے ہیں۔ کسی کی ذرا سی تعریف کرتے ہیں تو دوسرے حسد کے مارے جلنے لگتے ہیں۔ مجھے تو یہ بات بالکل لغو اور افسوسناک معلوم ہوتی ہے کہ اعلےٰ قابلیت کے آدمی جدوجہد کرتے اور ایک دوسرے کو کہنیاں مار کر راستہ سے ہٹا دیتے ہیں۔ اور کس چیز کے حاصل کرنے کے لئے؟ محض اس غرض سے کہ اخباروں میں لوگ ان کی تعریف کریں۔ یا نقص نکالیں اور معمولی دماغ کے آدمیوں کا گروہ ان کی تعریف میں تالیاں بجائے اور مرحبا و تحسین کے نعرے بلند کرے اور وہ صرف دنیا کے فیشن کی خاطر تالیاں بجاتے اور تحسین کے نعرے بلند

کرتے ہیں۔ یہ امر واقعی مضحکہ خیز ہے۔ اگر وہ راگ جو مطرب لوگوں کو سناتا ہے۔ نفس الامر میں شاندار اور دلکش ہے۔ تو وہ خود بخود زندہ رہیگا۔ اور اُسے تعریف یا مذمت کی حاجت یا خوف نہ ہوگا مشوبرٹ نے افلاس اور غم کی حالت میں وفات پائی۔ لیکن اس امر سے اس کی طبع زاد راگوں کی شہرت دوام وعام میں فرق نہیں آسکتا چونکہ بعض لوگ جو اپنے آپ کو بزعم خود سرود کے عمدہ نکتہ چین خیال کرتے ہیں۔ اور ویگنر کے راگوں کو عملی طور پر گانا ناممکن اور بیہودہ تصور کرتے ہیں۔ مگر اس کی شہرت کے پھیلنے میں مانع نہیں ہوسکتے جسے مستقل طور پر شیکسپئر کی طرح عالمگیر شہرت حاصل ہورہی ہے غریب جوشم وایولن بجانے والے کے پرائیویٹ کمرہ میں ایک تصویر ہے۔ جس میں ویگنر دوزخ کے عذاب میں مبتلا نظر آتا ہے۔ جوشم مذکور کا کمال تو صرف یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کے بنائے ہوئے راگوں کو بجاتا ہے۔ مرنے کے کچھ ہی عرصہ بعد لوگ اُسے بھول جائینگے۔ مگر قرن ہا قرن تک بیشمار لوگ دیگنر کے نہایت اعلےٰ راگوں ٹرسٹرن اور پارسیفال کی تعریف کے راگ گایا کرینگے۔ اس صورت میں عام رائے بیہودہ اور لچر ہے۔ میں صدق دل سے کہتی ہوں کہ میں مطربوں کی کچھ پروا نہیں کرتی تھی۔ تاوقتیکہ میری اپنے بھائی کے ایک دوست سے ملاقات نہ ہوئی۔ اُس شخص کی زندگی بہت ہی عمدہ راگ کی طرح موزون تھی ✤

میں۔ (قطع کلام کرکے) "میں جانتی ہوں۔ اسی شخص نے مردہ مطرب کے خطوط تحریر کئے ہیں ✤"

زارہ "ہاں۔ میرے خیال میں تم نے اس کی کتاب ریفائیو کے

مجھے بجلی کی طرح چمکتا ہُوا نظر آیا - اور فی الفور قرمزی ستارہ کی طرح ہو گیا - میں اسے غور سے دیکھنے لگی - اُس کی غیر معمولی آب وتاب نے مجھ پر مقناطیسی اثر پیدا کیا ؛

میں "تاہم یہ تو تم بھی تسلیم کرتی ہو - کہ شیکسپیئر اور دیگز کی سی شہرت اُن کی یادگار میں عالمگیر نشانی ہو جاتی ہے - اور یہ امر واقعی کسی قدر وقعت رکھتا ہے ؟

زارا "مگر یہ شہرت اُن کے کس کام کی ؟ وہ اس بات کو قدرے بھول گئے ہیں کہ وہ اس تنگ دنیا میں جو بمنزلہ جیلخانہ کے ہے قید تھے - شائد وہ اس بات کو یاد نہیں رکھتے - گو یادداشت غیر فانی ہونے کا ایک جزو ہے "؛

میں "(اضطراب سے آہ بھر کر) اُف ! زارا تمہارے خیالات میری سمجھ میں نہیں آتے - میں تمہارے اصولوں کو ذہن نشین نہیں کر سکتی "؛

یہ سنکر زارا مسکرانے لگی "

زارا "ہم اب ان کا اور زیادہ فکر نہ کریں - کاسیمیر سے اپنا حال کہو - وہ تمہیں میری نسبت بہتر تلقین کریگا "؛

میں "میں اُس سے کیا کہوں ؟ اور وہ مجھے کیا تلقین کریگا ؟"

زارا "اُس سے کہو کہ تم دنیا کے لوگوں اور اُس کی رائیوں کی بابت حسن ظن رکھتی ہو - اور وہ تمہیں بتادیگا کہ تمہاری روح کے معیار سے اندازہ کیا جائے تو دنیا خاک کے ایک ذرّے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی - یہ صرف خالی خولی باتیں نہیں - اور نہ وہ شاعر کے اس قول کا کہ دماغ انسان کا معیار ہے تکرار ہے بلکہ وہ امر واقعی ہے - اور اُس کا ایسا ہی کامل ثبوت موجود ہے

جیساکہ یہ امر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ کاسیمیر سے کہدو کہ تمہیں آزاد کردے ۔"

میں۔ (حیرت سے) "مجھے آزاد کردے ؟"

زاہدا (میری طرف خوشی سے دیکھ کر) ہاں اُسے معلوم ہوجائیگا کہ آیا تم سفر کرنے کی کافی قوت رکھتی ہو۔" اور وہ ہنسی خوشی مجھے سر سے اشارہ کرتی ہوئی کمرے سے باہر کھانا تیار کرانے چلی گئی کیونکہ اب اس کا وقت بہت قریب ہو گیا تھا ۔

میں اس کے الفاظ پر بہت دیر تک غور کرتی رہی۔ لیکن مجھے ان کے معانی اطمینان بخش طور پر سمجھ نہ آئے۔ میں نے پھر اُس سے اس مضمون پر گفتگو نہ کی۔ اور نہ ہیلیو باس سے اس کا ذکر کیا۔ اب ہر روز خوشی اور آرام میں گزرتا تھا۔ اس طرح مجھے ہوٹل مارس میں رہتے ہوئے سات روز ہو گئے۔ میں اب بالکل تندرست اور قوی معلوم ہوتی تھی۔ حالانکہ اب بھی ہیلیو باس مجھے صبح وشام دوا پلاتا تھا۔ میں نے بڑے زور سے سرود کی باقاعدہ مشق شروع کی۔ دیوانخانے میں جو خوبصورت پیانو تھا۔ اُسے میں خوب بجاتی تھی۔ میں مشکل سُر نکالنے یا طرح طرح کی تانیں بجانے میں بہت سا وقت صرف کرنے لگی۔ میں چھوٹے گرجے کے ارغنوں پر بھی بہت سا وقت صرف کیا کرتی تھی۔ اس کی دھونکنیاں برقی قوت سے چلتی تھیں۔ اور خود مجھے کسی طرح کی تکلیف نہیں کرنی پڑتی تھی۔ اور اُس کا بجانا بہت ہی آسان تھا ۔

اس ارغنون کی آواز بہت ہی شیریں تھی۔ بالخصوص اس میں انسانی لہجہ ظاہر کرنے کا جو پرزہ تھا۔ اس سے نہایت

دلفریب اور باریک آواز پیدا ہوتی تھی۔ خوبصورت اور دلکش گرجے میں ہو کا عالم رہتا تھا۔ اس کی رنگدار کھڑکیوں میں ہو کر سرہا کی دھوپ اندر آتی تھی۔ چونکہ وہاں برابر خاموشی رہتی تھی۔ اس لئے میرے دل میں تازہ تازہ خیالات پیدا ہوتے تھے۔ اور میری انگلیوں کے ارغنوں پر آگے پیچھے حرکت کرنے سے بہت عمدہ اور دلکش نغمے نکلتے تھے ؂

ایک روز سہ پہر کو میں حسب معمول ارغنوں کے پاس بیٹھی تھی اور میں کالوری کے اعلےٰ وحسرت خیز ناٹک کے مضمون پر غور کر رہی تھی۔ اور آہستہ آہستہ باجا بھی بجاتی تھی۔ اور میں دل میں اس شخص کی عجیب۔ بے ملامت۔ بے عیب اور شاندار زندگی پر جس کا خاتمہ ظالم اور بے شرم لوگوں نے صلیب پر کیا۔ غور کر رہی تھی۔ یکایک میرے خیالات کے آسمان پر تاریک بادل کی طرح یہ سوال نمودار ہوا کیا یہ داستان سچ ہے؟ کیا مسیح میں واقعی الوہیت تھی۔ یا یہ ایک فسانہ یا فرضی حکایت یا دھوکہ ہے؟ اس خیال کے آنے پر بے خبری کے عالم میں ارغنون بے سُر ہو گیا۔ اور میرے تمام بدن پر سوار ہو گیا۔ اور میں نے اُسے بجانا چھوڑ دیا۔ مجھ میں ایک بے آرام کرنے والی حس پیدا ہوئی۔ گویا کوئی ہستی جو نظر نہیں آتی تھی میرے قریب ہے۔ اور آہستہ آہستہ اور دبے پاؤں ہر لحظہ قریب تر آ رہی ہے۔ میں عجلت سے اپنی نشست سے اٹھی۔ میں نے ارغنون بند کر دیا۔ اور عجیب وغریب ناقابل اور آک دہشت سے مغلوب ہو کر گرجے سے نکلنے کی تیاری کی۔ میں اُس کے دروازے سے باہر نکلنے پر خوش ہوئی۔ اور میں بڑے کمرے میں اس طرح

دوڑی گئی۔ جس طرح کہ کوئی شخص میرے پیچھے پڑا ہُوا ہے۔ لیکن مجھے یہ نرالی حس بھی معلوم ہوتی تھی۔ کہ جو شخص میرے تعاقب میں ہے۔ وہ محبت نہ کہ عداوت سے میرے پیچھے لگا ہے۔ اور اس سے بھاگ جانا ٹھیک نہیں ہے۔ بڑے کمرے کے ایک ستون کے سہارے سے کچھ دیر تک کھڑی رہی میرا دل اشتعال سے دھڑک رہا تھا۔ اور میں اُسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی کہ یکایک ایک بلند آواز نے مجھے چونکا دیا:۔

ایک آواز۔ "اچھا تم مضطرب اور ہراساں ہو؟ بے اعتقاد آسانی سے ڈر جاتے ہیں۔"

میں نے نظر اٹھائی۔ تو ہیلیو باس ٹکٹکی لگا کر میری طرف دیکھ رہا تھا۔ میں بھی اس کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ پہلے سے زیادہ بلند۔ شاندار اور کلدانی پیغمبر یا بادشاہ میں مشابہ معلوم ہوتا تھا۔ میں نے پہلے کبھی اس کی صورت میں یہ آن بان نہیں دیکھی تھی۔ وہ میرے چہرے کو غور اور توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ اور میں شرمندہ سی ہو رہی تھی۔ وہ پھر مجھے آہستہ سے ملامت کرنے لگا۔

ہیلیو باس۔ "بیٹی نبی نوع انسان کی فضول اور متضاد رائیوں نے تمہیں بھی گمراہ کر دیا ہے۔ تم دنیا کے بہت سے لوگوں کی طرح اعتراض۔ غور۔ اور مختلف امور کا موازنہ کرتی ہو۔ لیکن اس سے تمہیں یا تمہارے ابنائے جنس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اور تم ابھی اس سرزمین سے آرہی ہو۔ جہاں مشت خاک غریب فانی انسان حکیموں کی مجلس کی طرح جرات سے کھڑا ہو کر خدا تعالےٰ کی ہستی سے انکار کرتا ہے۔ اور اس کے

وہ ساتھی جو اس کی نسبت کم دلیر ہیں۔ اس کی باتوں پر ناخوشی ظاہر کرتے ہیں۔ اور خدا کی ہستی پر اعتراض کرنا ادب کے خلاف بتاتے ہیں۔ لیکن در اصل اپنے دل سے وہ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ ان سب کی مثال نادان کیڑے مکوڑوں کی سی ہی ہے جو آفتاب کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ یہ سرزمین ایسی ہے۔ جہاں نام نہاد مذہب میں پھوٹ پڑ کر سینکڑوں تنگ خیال اور تنگ ظرف فرقے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گویا یہ لوگ ریا کاری زبانی عبادت اور جھوٹ بولنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جہاں خودی نہ کہ خالق پرستش کا اول مدعا ہے۔ یہ سرزمین کسی زمانہ میں نہایت طاقت ور تھی۔ لیکن اب حد سے زیادہ پختہ ناشپاتی کی طرح درخت پر ڈھیلی ڈھیلی آویزان ہے اور ذرا چھونے سے نیچے گرنے کو تیار۔ اس سرزمین میں جس کا میں نام نہ لونگا قوم کے متمول اور خوب پلے ہوئے پادری اپنے سے بہتر آدمیوں کی زندگی پر مرنے مرنے سے بحث اور اعتراض کرتے ہیں۔ اور نیم وحشیوں کے برچھیوں سے زیادہ تیز اور زبردست ظالمانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ تم سردو کی پرجوش اور سرگرم پیرو ہو۔ اس سرزمین میں جہاں شوہرت ایسے لائق مطربوں پر ان لوگوں کو جن کو پر اسرار رسوخ اور تقرب خاص حاصل ہے۔ ترجیح دی جاتی ہے۔ تمہارا کیا کام ہے؟ بالفرض اگر بیٹھوون ثانی ہو۔ تو اس سرزمین میں ایمان اور امید کے بغیر تمہارا کیا بن سکتا ہے؟ اس سرزمین کے لوگوں کی مثال اس مایوس رسٹری۔ اور بوڑھے آدمی کی سی ہے جس کے پاؤں لڑکھڑاتے ہیں۔ آنکھیں بے نور ہیں۔ جو مدت

سے خوشیوں کے ذخیرہ کو خالی کر چکا ہے - اور جیسے آفتاب کے نیچے کوئی چیز نظر نہیں آتی - دنیا وسیع ہے - ابھی ایمان کا وجود باقی ہے مسیح کی تعلیم سچی ہے - "ایمان رکھوگے تو زندہ رہو گے - شک کروگے تو مروگے - یہ قول بھی سچ ہے *

میں ان باتوں کو چپ چاپ سنتی رہی - لیکن اب میں اشتیاق اور بے صبری سے بول پڑی - کیونکہ مجھے زاہد کی بات یاد آئی تھی *

میں "اگر میں زمانہ حال کی رائیوں اور خیالات سے گمراہ ہو گئی ہوں - اگر عصر جدید کی مروجہ دھریت کے مسائل بیخبری کی حالت میں مجھ میں حلول کر گئے ہیں تو مجھے صراط مستقیم کے لئے ہدایت کرو - تم جو کچھ خود جانتے ہو مجھے بھی سکھاؤ - میں سیکھنا چاہتی ہوں - مجھے زندگی کی وجہ بتاؤ - مجھے رہا کر دو!"

ہیلیوباس - (بڑبڑا کر) "تمہیں رہا کر دوں! کیا تمہیں معلوم ہے - کہ تمہاری اس خواہش سے کیا مراد ہے؟"

میں - (لاپروائی اور سرگرمی سے) "مجھے تو معلوم نہیں کہ میری خواہش سے کیا مراد ہے - البتہ میرے دل میں یہ آتا ہے - کہ تم میں یہ قوت ہے کہ کسی اور دنیا کی وہ چیزیں جو میں نے نہیں دیکھیں - دکھا دو - کہ پہلی ملاقات میں تم نے مجھ سے نہیں بیان کیا تھا - کہ تم نے رفائیل سیلینی کو دریافت کرنے کے لئے سفر پر بھیجا تھا - اور وہ بالکل مطمئن ہو کر واپس آیا تھا * علاوہ بریں اُس نے خود اپنی داستان مجھے سنائی تھی - اُسے امن و اطمینان تمہاری بدولت حاصل ہوئے ہیں - تم ایسے برقی اسرار جانتے ہو جن کا دنیا کو خواب و خیال بھی نہیں - ذرا اپنی قوت مجھ پر ثابت کرو

میں خائف نہیں ہوں"۔

ہیلیو باس "خائف نہیں! اور تم ابھی گرجے سے اس طرح بھاگ آئی تھیں۔ جس طرح کہ شیطان تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہو۔ یاد رہے کہ مستورات میں سے میں نے اپنی ہمشیرہ زاہرہ پر ہی اپنا زیادہ سے زیادہ تجربہ کیا ہے۔ اُسے نہایت احتیاط سے اس قسم کے تجربوں کی تربیت دی گئی تھی۔ اب (ہیلیو باس کسی قدر اداس اور کسی قدر خوشی سے کہنے لگا) وہ میری قوت سے تجاوز کر گئی ہے۔ اب مجھ سے بھی زیادہ قوی شخص نے اس پر غلبہ کیا ہے۔ لیکن وہ اپنی قوت دوسروں پر استعمال نہیں کر سکتی وہ صرف اپنی ہی حفاظت کر سکتی ہے۔ پس اگر تمہاری خواہش ہو تو میں تم پر تجربہ کروں۔ اور یہ آزمایش کروں کہ تمہارے ساتھ زاہرہ کی طرح کیا واقع ہو گا۔ اور مجھے پختہ یقین ہے کہ ضرور ایسا ہو گا"۔

یہ سُنکر میرے بدن پر خفیف لرزہ سوار ہوا۔ لیکن میں نے بظاہر لاپروائی سے گفتگو کی۔

میں "تمہاری مراد یہ ہے کہ مجھ پر کوئی بڑی قوت یا اثر مسلط ہو جائے گا؟"

ہیلیو باس۔ (غور کرتے ہوئے) "میرا یہی خیال ہے تمہاری طبیعت میں حکم کی نسبت محبت کا میلان زیادہ ہے۔ میں جو امر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے سمجھنے کی کوشش کرو۔ کیا تمہیں شیلے کے اشعار یاد نہیں؟"

"دنیا میں کوئی چیز اکیلی نہیں۔
تمام چیزیں آپس ... ایک دوسرے کی ہستی میں

مل جاتی ہیں ؛

میں " پھر میں تمہاری ہستی میں کیوں نہ ملوں " ہاں مجھے یہ اشعار اچھی طرح یاد ہیں ۔ میں انہیں بہت عمدہ مگر عقل سے معمور تصور کیا کرتی تھی "

ہیلیو باس " شاعروں کے تخیل سے معمور اشعار میں اکثر ایک بڑی صداقت کا بیج ہوتا ہے ۔ مثلاً ایوب کی کتاب میں آواز کی شبیہ سے ٹیلیفون ۔ اور شکسپیئر کے فقرہ زمین کے گرد ٹیکہ سے برقی تار کی پیشن گوئی پائی جاتی ہے ۔ چنانچہ دنیا کے ملہم فاقہ مستوں یا المعروف شاعروں کے کلام میں عالم کے بہت سے عجائبات پنہاں ہوتے ہیں ۔ جو بظاہر نظر نہیں آتے شاعر کا پیغمبر ہونا ضروری ہے ۔ ورنہ اس کی شاعری بیہودہ ہے اگر اس معیار سے زمانہ حال کے ناظموں کا اندازہ کیا جائے ۔ تو ان کا پتہ نہ ملیگا ؛ ٹینیسن میں پیشین گوئی کا مادہ نہیں تھا وہ صرف اچھی اچھی داستانیں منظوم کر سکتا تھا ۔ پیغمبر ہمیشہ مفلس ہوا کرتے ہیں ۔ دنیا میں انہیں ٹاٹ کا لباس اور خاک کا بستر ہی نصیب ہوتے ہیں ۔ جب ایک صدی یا زیادہ عرصہ تک خاک لحد میں ان کا جسم گلتا رہتا ہے ۔ تو دنیا کے لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مجذوبانہ بڑ سے کیا مراد تھی ۔ اب میں شیلے کے مذکورہ بالا اشعار کا ذکر کرتا ہوں ۔ ان میں اس نے شفق ہستی کا ذکر کیا ہے ۔ دنیا میں کوئی چیز اکیلی نہیں ۔ وہ اس سے بھی زیادہ وسیع خیال ظاہر کر کے یہ کہہ سکتا تھا کہ عالم میں کوئی چیز اکیلی نہیں ۔ سردی اور گرمی ۔ طوفان اور دھوپ ۔ نیکی اور بدی ۔ خوشی اور غمی ۔ الغرض سب چیزوں

کا جوڑا ہے۔ یہ شئے زندگی تمام دنیاؤں بلکہ دنیاؤں سے بھی اوپر تک پھیلی ہوئی ہے۔ کیا یہ باتیں تمہاری سمجھ میں آتی ہیں؟

میں۔ (آہستہ سے) "میں تمہاری تقریر سمجھتی ہوں۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھتی کہ تمہارے قول کا اپنے اور تمہارے اوپر اطلاق کس طرح ہوگا؟"

ہیلیو پاس "یہ تو میں چند منٹ ہی میں سمجھا دونگا۔ تم روح کو مانتی ہو؟"

میں "ہاں"۔

ہیلیو پاس "خوب! اب یہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ اس زمین پر کوئی روح اکیلی مکمل نہیں ہے۔ ہر دوسری چیز کی طرح وہ بھی شئے ہے۔ وہ نصف شعلہ کی طرح ہے۔ جو دوسرے نصف کی جستجو میں ہے۔ اور جب تک اُسے اپنا مدعا حاصل نہ ہو جائے۔ تب تک وہ بیزار اور بےچین رہتی ہے۔ عاشق محبت کی چندھیا دینے والی روشنی سے خیال کرنے لگتے ہیں کہ جب ان کا اپنے معشوقہ سے عقد ہو جائے۔ تو انہیں کمال حاصل ہو جاتا ہے۔ شاذو نادر ہی۔ شاید ہزار میں سے ایک حالت میں یہ خوش آئند نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن لوگوں کی تعداد کثیر صرف جسموں کے اتحاد پر ہی قانع رہتی ہے۔ اور رُوحوں کی ہمدردی یا موانست کی کچھ پروا نہیں کرتی۔ بعض لوگ اس امر کی پروا کرتے ہیں۔ لیکن انکا توشئے شعلہ یا روحانی رفیق زمین پر نہیں مل سکتا۔ اور نہ کبھی ملے گا۔ مگر کیوں؟ اس لئے کہ وہ قالب خاکی میں مقید نہیں۔ بلکہ کہیں اور ہے"۔

میں۔ (اشتیاق سے) "اور فرمائیے"۔

ہیلیو باس "تم یہ پوچھتی ہو کہ اُس سے مراد کیا ہے۔ میں اپنے اس اصول کا بھی اپنے اوپر اطلاق کرتا ہوں۔ انسانی برقی علم کی تحقیقاتوں سے مجھے معلوم ہؤا ہے کہ میرا رفیق یعنی میری مثنےٰ ہستی گو زمین پر نہیں مگر میرے قریب ہے۔ اور میں اس سے اپنے حکم کی تعمیل کرا سکتا ہوں۔ زارہ کی حالت اس سے مختلف ہے۔ وہ اپنی مثنےٰ ہستی پر حکومت نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس کی اطاعت کرتی ہے۔ وہ اپنے مثنےٰ سے کمزور ہے۔ میرے خیال میں تمہاری حالت بھی ویسی ہی ہو گی۔ مرد ہر چیز کو ہوا و ہوس پر نثار کر دیتے ہیں۔ مستورات محبت پر۔ یہ طبعی بات ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ اُس سے تم بہت حیران ہو رہی ہو۔ اب میں تمہارے دماغ کو الجھن میں ڈالنا مفید خیال نہیں کرتا۔ تم خیال کرتی ہو گی کہ مثنےٰ اشعلوں اور روحانی نسبتوں کی بابت جو کسی اور کرہ میں ہماری خاطر رہتے ہیں۔ تقریر بے سرو پا ہے۔ شائد تم ان ہستیوں کے وجود پر بھی یقین نہیں کرتی ہو۔ جو ہمارے ارد گرد ہیں۔ اور معمولی انسانی آنکھوں کو نظر نہیں آتیں۔ مگر فی الواقع یہ ہستیاں ہم سے بہت قوی ہی رشتہ رکھتی ہیں۔ یہاں تک کہ زمین پر نسل و قرابت کا رشتہ بھی اس قدر قریب نہیں ہوتا۔"

یہ سنکر میں تردد میں پڑ گئی۔ ہیلیو باس میرے تردد کو تاڑ گیا۔ اور وہ غصّہ ہو گیا۔

ہیلیو باس "کیا تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جن کو بن دیکھے یقین نہیں آتا۔ اور دیکھ لیں تو یقین کریں۔ یہ بتاؤ کہ تمہارا سرود کہاں سے آتا ہے؟ دنیا کے بڑے بڑے مشہور راگ

منظوم کرنے والے محض آواز کی قبولیت کی صلاحیت رکھتے تھے۔ اور اُن میں غرور اور خود ستائی جس قدر کم تھی۔ اُسی قدر اُن میں آسمانی سرود زیادہ تھا۔ کیا جرمنی کے مشہور گوے وبگنر نے خود نہیں کہا تھا کہ میں روشوں پہ آسمانی راگوں کو پکڑنے کے لئے جو ہوا میں پرواز کرتے پھرتے ہیں ٹہلا کرتا ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔ جہاں سے تم بھاگ آئی ہو وہاں واپس چلو۔ اور میں دیکھونگا۔ کہ تم وبگنر کی طرح آسمانی راگ سمجھ سکتی ہو؟

اُس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ وہ مجھے چھوٹے گرجے میں لے گیا۔ میں کسی قدر ہراساں تھی اور کسی قدر متعجب بھی۔ کہ اس نے کیوں ایسا کیا۔ گرجے میں اس نے مجھے ارغنوں کے پاس بٹھا دیا*

ہیلیو باس ؛۔ جب تک تم مجبور نہ کی جاؤ۔ تب تک کوئی تان نہ بجاؤ*

وہ میرے قریب کھڑا ہو گیا۔ اور اُس نے میرے سر پر ہاتھ رکھ دئے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے میرے کان دبائے۔ آخر کار اُس نے میرے ہاتھ پکڑ لئے۔ جو ارغنوں کے پردوں پر بے حس و حرکت پڑے تھے*

پھر اُس نے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور وہ نام لیا۔ جس کا مجھے اکثر خیال رہتا تھا۔ مگر میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ یعنے جو نام خواب میں میں نے اُس کی زبان سے سنا تھا*

ہیلیو باس۔ (آہستہ سے دل میں اثر کرنے والے لہجہ میں) آزول! ہوا کے دروازے کھول دو۔ تاکہ ہم راگ کی آواز سُن سکیں*

اُس کی آواز سے یہ کلمہ نکلتے ہی آندھی کے آہستہ سے چلنے کا شور سنائی دیا۔ اس کے بعد سرود کا طنطنہ سنائی دیا۔ جو نہایت ہی اعلےٰ اور دلکش تھا۔ میں نے اس قسم کا سرود کبھی نہیں سنا تھا۔ پھر نہایت نفیس اور وجد پیدا کرنے والے نغمے سنائی دینے لگے۔ جو انسان کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے آلات سرود سے کبھی پیدا نہیں ہو سکتے تھے۔ باجوں کی آواز کے ساتھ نہایت صاف اور باریک راگ کے سُر سنائی دیتے تھے۔ جو انسانی لحن سے ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے۔ میں اضطراب خوف اور وجد کی حالت میں ان دلکش سُروں اور آوازوں کو سنتی رہی۔ یکایک میں نے ان عجیب وغریب ہوائی گویّوں کے آوازوں اور سُروں میں ایک لحن شناخت کیا۔ یہ لحن پھول کی طرح تازہ اور مکمل تھا۔ مجھے خیال آیا کہ میں اُسے ہوبہو پیدا کر سکتی ہوں۔ اسی خوشی کی وجہ سے میرا خوف بالکل جاتا رہا۔ اور میں کمال حسرت اور وجد کی حالت میں ارغنوں بجانے لگی۔ بتدریج مجھے معلوم ہوا کہ میرے گرد و پیش جو عجیب وغریب ہوائی آوازیں تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ معدوم ہوتی جاتی ہیں۔ وہ سہج سہج کم ہوتی گئیں اور بہت دور سنائی دینے لگیں۔ اور آخر بالکل بند ہو گئیں ؛

لیکن وہ لحن یعنے وہ سُر جس کی نقل میں نے ارغنوں کے ذریعے کی تھی۔ مجھے یاد رہا۔ اور میں اضطراب واشتیاق کی حالت میں اُسے بار بار بجانے لگی۔ مبادا کہ اُسے بھول نہ جاؤں۔ مجھے یہ یاد نہیں رہا تھا کہ ہیلیو باس میرے پاس موجود ہی کھڑا ہے۔ لیکن جب اُس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھا۔ تو میں چونک پڑی۔ میں نے اُس کی طرف نظر اٹھائی اور وہ مجھے توجہ

سے اور اشتیاق بھری کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا - اس میرے بدن پر لرزہ سوار ہوگیا - اور میں حیران و پریشان ہوگئی +

میں "کیا وہ مجھے یاد نہیں رہا؟"

ہیلیو باس "کیا یاد نہیں رہا؟"

میں "جو آواز یا نغمہ میں نے سنا تھا" +

ہیلیو باس "یاد ہے تو - یا کم از کم میرا خیال ہے کہ تمہیں فراموش نہیں ہوا - اور بالفرض فراموش ہو بھی گیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں - تم اور سن سکوگی - تم ایسی پریشان و مضطرب کیوں ہو؟"

میں "(اشتیاق سے) یہ سرود بہت دلفریب ہے - لیکن وہ میرا نہیں ہے - اور افسوس و رنج کے مارے میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے - کاش وہ میرا ہوتا - اور میں نے منظوم کیا ہوتا" +

میری بات سنکر ہیلیو باس شفقت سے مسکرا دیا +

ہیلیو باس "جیسا کہ دنیا کی ہر چیز ہر کسی کی ہے - ویسے ہی یہ راگ تمہارا ہے - تمہارا؟ - اجی واقعی تم کونسی چیز اپنی کہہ سکتی ہو - تم میں جو لیاقت ہے - جو سانس تم لیتی ہو - تمہاری رگوں میں خون کا جو قطرہ ہے - یہ سب تمہیں مستعار دی گئی ہیں - تمہیں یہ سب چیزیں واپس دینی پڑینگی - اور فنون لطیفہ کا تو یہ حال ہے - کہ جو شاعر مصور یا مطرب اپنے کلام - تصویر یا راگ کو تکبر سے اپنا کہے - یہ اُس کی حماقت یا کم استعدادی کی دلیل ہے - یہ کبھی ان لوگوں کی ملکیت نہیں ہوتے اور نہ کبھی ہونگے - ان کے تجویز کرنے والا اعلیٰ ادراک ہوتا ہے اور لوگ ان راگوں کو

(کرایہ کے مزدوروں کی طرح) معرض عمل میں لاتے ہیں وہ ایسے کاریگر ہیں۔ جن کا غرور کرنا بیہودہ ہوگا۔ وہ معمار جو ایک بڑے عظیم الشان گرجے کی عمارت میں کوئی معمولی سا کام کرتا ہے۔ یہ شیخی بگھار نہیں سکتا ہے کہ اس کا خاکہ خود اس نے ہی تجویز کیا ہے۔ جب کوئی کام خواہ کسی طرح کا ہو مکمل ہو جاتا ہے۔ تو وہ مزدور کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور اُس زمانہ کا اور لوگوں کا جن کے واسطے یہ بنایا گیا تھا۔ ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ کسی لائق ہوتا ہے۔ تو آئندہ زمانوں اور لوگوں کے فائدہ کے لئے باقی رہتا ہے۔ سرود بھی اسی حد اور صرف اسی حد تک تمہارا ہے لیکن کیا تم کو یقین ہو گیا ہے۔ یا کیا تم خیال کرتی ہو کہ جو کچھ تم نے ابھی سنا تھا وہ خواب ہی تھا؟

میں ارغنون سے اٹھی۔ اور میں نے اُسے آہستہ سے بند کر دیا۔ اور میرے دل میں ایک ناگہانی تحریک پیدا ہوئی جس کی وجہ سے میں نے اپنے دونوں ہاتھ ہیلیو باس کی طرف پھیلا دئے اُس نے میرے دونوں ہاتھ لئے۔ اور دوستانہ طریقہ میں مصافحہ کیا وہ مجھے غور سے دیکھنے لگا۔ اور میں اس سے گویا ہوئی:

میں نے (مستعدی سے) مجھے تم پر یقین ہے۔ اور میں بخوبی جانتی ہوں۔ کہ میں خواب نہیں دیکھ رہی تھی۔ میں نے یقیناً عجیب وغریب سرود اور نہایت مسرت بخش آواز میں سنی تھیں میں تسلیم کرتی ہوں۔ کہ تمہیں کسی ایسی چیز پر جو نظر نہیں آتی قوت حاصل ہے۔ اور میں یہ بھی بتا دینا مناسب سمجھتی ہوں کہ پہلے مجھے اس بات کا یقین نہیں تھا۔ اور اس سے تمہیں ایک گونہ قلق ہوتا تھا۔ مجھے فوق العادت باتوں کی طرف سے اس وجہ

سے بدگمانی ہوئی تھی کہ میں ایک روحانی مجلس میں گئی تھی۔ جہاں کہ لوگ مجھے میز کے حرکت کرنے کا یقین دلانا چاہتے تھے +

میری بات پر ہیلیوباس آہستہ سے مسکرایا۔ اب بھی وہ میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے +

ہیلیوباس "انسان کی عقل فوراً بتا سکتی ہے کہ اگر جسم سے رُوح نکالی جائے۔ تو وہ ایسی بے وقر نہیں ہو جاتی۔ کہ اسباب کو الٹ دے یا میز کو ٹھکرانے لگے۔ نہ روحیں قلم و سیاہی سے خطوط لکھ کر دروازوں کے نیچے رکھا کرتی ہیں۔ روحانی ہستیاں خالص ارواح ہوتی ہیں۔ وہ انسان کی کسی چیز کو مس نہیں کرسکتیں۔ چہ جائیکہ وہ عام پسند کرشمے مثلاً کرسیاں پھینکنا اور میزوں اور صندوقوں کے قفل کھولنا۔ دکھائیں۔ ایسی باتوں پر تمہارا یقین نہ کرنا بالکل درست تھا۔ لیکن جو بات میں نے تمہارے سامنے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں؟

میں "ہرگز نہیں میں صرف یہ درخواست کرتی ہوں کہ جن عجائبات کے تم اس قدر ماہر معلوم ہوتے ہو۔ ان کو مجھے سکھاتے رہو۔ جس قدر میں سیکھ سکتی ہوں۔ سب سکھا دو۔ اور جلد ہی"...

یہ گفتگو میں نے اشتیاق سے اور کانپتے ہوئے کی +

ہیلیوباس نے میرے ہاتھ چھوڑ دئے۔ اور اپنے ساتھ کمرے سے باہر چلے آنے کا اشارہ کرکے کہا۔ لڑکی تمہیں میرے مکان میں آئے صرف آٹھ روز گزرے ہیں۔ اور میں تمہیں اسقدر قوی خیال نہیں کرتا۔ کہ تم پر وہ تجربہ جس کی تم خواہش کرتی ہو کیا جاسکے۔ اب بھی تم مضطرب معلوم ہوتی ہو۔ ایک ہفتہ اور انتظار کرو۔ اور

پھر تم کو ۔۔۔"

میں نے بے صبری سے! پھر کیا ہوگا؟"

ہیلیو باس "پھر تمہیں اس چھوٹے سے داغ سے جسے زمین کہتے ہیں اٹھایا جائے گا۔ لیکن اب اس امر کا ذکر نہ کرو زارہ کے پاس جاؤ۔ اپنے دماغ کو بخوبی مشغول رکھو۔ مطالعہ کرو۔ پڑھو۔ اور دعا کرو۔ مختصر اور سادہ الفاظ میں دعا اکثر کیا کرو۔ اور جہانتک ہوسکے دل میں کوئی غرض نہ آنے دو۔ یہ خیال کرو کہ تم کسی بڑی اعلےٰ ضیافت میں جا رہی ہو۔ اور اُس کے لئے اپنی روح کو لباس پہناؤ۔ میں تمہیں یہ نہ کہونگا کہ ایمان لاؤ۔ میں تمہاری مرضی کے خلاف جبر سے کسی چیز پر یقین دلانا نہیں چاہتا۔ تم آئندہ زندگی کا یقین دلائے جانے کی خواہش رکھتی ہو۔ اور اس کا ثبوت بھی چاہتی ہو۔ یہ ثبوت تمہیں مل جائے گا۔ اس اثنا میں مجھ سے اس مضمون پر گفتگو کرنے سے پرہیز کرو۔ اگر تم چاہو اپنی خواہشیں زارہ سے بیان کرو۔ اس کا تجربہ ممکن ہے۔ کہ تمہارے مفید ہو۔ بہتر ہے کہ اب تم اُس سے ملو۔ اچھا اب پھر ملاقات ہوگی"۔ اور مہربانی سے رخصت ہونے کے لئے اشارہ کرکے وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا

میں اس کی شاندار شکل کو دیکھتی رہی۔ حتےٰ کہ وہ اپنے کتب خانہ کی طرف جاتے ہوئے برآمدہ کے سایہ میں غائب ہوگیا۔ اور پھر میں زارہ کے کمرے کی طرف جلدی سے گئی گرچہ میں سرد دلے واقعہ کو دیکھ کر میں واقعی چونک گئی تھی اور مجھے ہیلیوباس کی باتیں پر اسرار معلوم ہوتی تھیں۔ البتہ مجھے اس امر سے تعجب تھا کہ اٹھائے جانے کی توقع سے جس کا وعدہ

ہیلیو باس نے کیا تھا۔ میں بالکل مشوش اور خائف نہیں ہوئی تھی۔ مجھے ریفائیو سیلینی اور اُس کی داستان کا خیال آتا تھا اور میں نے اپنے دل میں عزم بالجزم کر لیا تھا کہ بزدلی یا خوف کے خیال سے میں ان چیزوں کے دیکھنے سے جن کے دیکھنے کا اُس نے دعوے کیا تھا۔ باز نہ آؤنگی۔ میں زارہ کے پاس گئی۔ تو وہ پڑھ رہی تھی۔ جب میں اُس کے کمرہ میں داخل ہوئی تو اُس نے نظر اٹھائی۔ اور حسب معمول بشاشت اور خوشی سے سلام کیا۔

زارہ ”تم بہت دیر تک مشق کرتی رہی ہو۔ میں خیال کرتی تھی کہ اب تم نہیں آؤگی“

میں اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور سہ پہر کو جو واقعہ پیش آیا تھا۔ اُسے میں نے مفصل بیان کیا۔ زارہ نہایت غور اور توجہ سے سنتی رہی۔

زارہ۔ (میری داستان سنکر) تم نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ کاسیمیر تم پر اپنی قوت کا تجربہ کرے“

میں ”ہاں میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے“

زارہ۔ اور اس سے تمہیں ڈر نہیں لگتا؟

میں ”اس وقت تو معلوم نہیں ہوتا“

زارہ نہایت غور و خوض میں محو تھی۔ اس وجہ سے اس کی آنکھیں بہت سیاہ اور متین معلوم ہوتے لگیں۔ آخر کار وہ کہنے لگی:۔

زارہ۔ میں تمہارا حوصلہ بڑھانے اور تمہاری مدد کرنے کے خیال سے بتائے دیتی ہوں کہ کاسیمیر تم پر کیا تجربہ کریگا مگر اس

سے زیادہ میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔ تم برقی قوت کی ماہیت سمجھتی ہو؟"

میں "ہاں"

زارہ "اچھا۔ برقی قوت کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ بعض بطور علاج کے ہوتی ہے۔ اور بعض مہلک۔ اگر برقی آلہ کو احتیاط سے استعمال کیا جائے تو بعض امراض سے شفا ہو جاتی ہے۔ لوگ بجلی سے مر جاتے ہیں۔ یہ برقی قوت کا مہلک نتیجہ ہے۔ لیکن یہ سب کچھ بیرونی برق کے کرشمے ہیں۔ کاسیمیر تم پر اندرونی برق کا استعمال کرے گا"

میں "اپنے مافی الضمیر کو اور وضاحت سے بیان کرو"

زارہ "تمہارے اندر برق کی ایک خاص مقدار ہے۔ کاسیمیر نے پچھلے دنوں میں جو ادویہ تمہیں دی ہیں۔ ان سے اس کی مقدار بڑھ گئی ہے۔ لیکن بہ نسبت تمہارے کاسیمیر میں برقی قوت زیادہ ہے۔ اور وہ اپنی قوت کا تمہاری قوت پر اثر ڈالیگا زیادہ قوت کم قوت پر غالب آئیگی۔ تمہیں اندرونی برقی صدمہ محسوس ہوگا۔ جو تلوار کی طرح جسم اور روح کو علیحدہ علیحدہ کر دیگا۔ تمہارا روحانی حصہ مادی قوتوں سے علیحدہ ہو کر اوپر اٹھیگا۔ جسمانی حصہ بے حس اور اکارت پڑا رہیگا۔ تاوقتیکہ زندگی جو درحقیقت تم ہو۔ اُس کی کل کو پھر متحرک کرنے کے لئے واپس نہ آئے"

میں۔ (کسی قدر شک سے) لیکن کیا میں سرے سے واپس آؤں گی؟"

زارہ۔ "تم ضرور واپس آؤ گی۔ کیونکہ خدائے تعالےٰ نے دنیا

میں تمہاری زندگی کی معیاد مقرر کردی ہے۔ اور کوئی انسانی قوت اس کے حکم کو تبدیل نہیں کرسکتی۔ کاسمیری قوت ارادی تمہیں کچھ وقت کے لئے مگر بہت ہی تھوڑے وقت کے لئے آزاد کرسکتی ہے۔ تم خواہ چاہو یا نہ چاہو۔ تمہیں ضرور واپس آنا پڑیگا۔ ابدی آزادی صرف موت سے حاصل ہوسکتی ہے اور موت جبراً نہیں آسکتی ❖

میں ”لیکن خودکشی کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟“

زارہ ”خودکشی میں روح شامل نہیں ہوتی۔ خودکشی کرنے والا تو صرف اپنے جسم کو ہلاک کردیتا ہے۔ اور اُس کے اس فعل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اُس میں غیر فانی زندگی کا جو تخم تھا اُس کے نالائق جسم سے نکل کر اڑتے ہوئے شرارہ کی طرح کسی اور جگہ نشو و نما کا موقع ڈھونڈھنے چلا گیا ہے۔ تمہاری عقل خود اس امر کو ثابت کرسکتی ہے۔ خودکشی کرنے والے انسان کی نسبت تو محض حیوانوں میں زیادہ روح ہوتی ہے۔ شکاری درندے بھوک یا ذاتی حفاظت کی وجہ سے ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے آپ کو قتل نہیں کرتے۔ اس قسم کی وحشت صرف انسان کو ہی سونپی گئی ہے۔ اور مے خوری جو مخرب اخلاق ہے اس کی رفیق و معاون ہوتی ہے“ ❖

میں کچھ دیر تک خاموش اور غور کرتی رہی ❖

میں ”انسان طرح طرح کی شرارتیں اور ظلم کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں روحانی زندگی کا زمین پر پایا جانا تعجب کی بات ہے۔ خدائے تعالےٰ ان معدودے چند ارواح کی خاطر جو اُس پر کلی یقین رکھتی اور محبت کرتی ہیں۔ اس قدر تکلیف کیوں گوارا کرتا ہے۔؟ اس قسم کے لوگ اِتنے گنے ہونگے“ ❖

زارہ۔ (سنجیدگی سے) اس قسم کے لوگ تمام دنیا سے زیادہ اُس کی نظروں میں قابلِ وقعت ہیں۔ پیاری یہ نہ ہو کہ خدا ان کی خاطر کیوں تکلیف گوارا کرتا ہے۔ جس شخص سے تمہیں محبت ہو۔ اُس کی سلامتی۔ حفاظت اور خوشی کا تمہیں کیوں خیال رہتا ہے؟

اُس وقت اُس کی نگاہوں سے شفقت اور مہربانی مترشح ہو رہی تھی۔ اور اُس کے گلے میں کا گوہر چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ میں کسی قدر شرمندہ ہو گئی اور میں نے گفتگو کا مضمون بدل دینا چاہا۔

میں نے زارہ سے "مجھے بتاؤ کہ تمہارے گلے میں جو گوہر ہے وہ کیسا ہے؟ کیا یہ کوئی طلسم ہے؟"

زارہ "یہ ایک بادشاہ کا مال تھا۔ یا یوں کہو کہ ایک بادشاہ کے تابوت میں سے برآمد ہوا تھا۔ یہ نسلاً بعد نسلٍ ہمارے خاندان میں چلا آیا ہے۔ کاسیمیر کہتا ہے کہ یہ ایک برقی گوہر ہے۔ سمندر کے بعید حصوں میں اس قسم کے جواہرات اب بھی ملتے ہیں۔ کیا یہ تمہیں پسند ہے؟"

میں "یہ بہت چمکدار اور دلکش ہے"۔

زارہ (آہستہ سے) "جب میں مر جاؤں گی تو اُسے تمہارے لئے چھوڑ جاؤں گی"۔

میں (زارہ کو سینہ سے لگا کر) مجھے اُمید ہے کہ پھر تو اس کے پانے کے لئے مجھے بہت مدت تک انتظار کرنا پڑیگا۔ بلکہ میں دُعا کروں گی کہ وہ مجھے نہ ملے"۔

زارہ (مسکرا کر) تمہاری یہ دعا بے فائدہ ہو گی۔ لیکن یہ بتاؤ

کہ میری باتوں سے تم سمجھ گئی ہو کہ کاسیمبر تمہارے ساتھ کیا کرے گا؟"

میں "ہاں میں سمجھ گئی ہوں"

زارہ "اور تم ڈرتی نہیں ہو؟"

میں "بالکل نہیں۔ کیا مجھے کسی قسم کا درد محسوس ہوگا؟"

زارہ "واقعی درد تو نہیں ہوگا۔ البتہ تھوڑی دیر کے لئے تمہارے سر میں چکر معلوم ہوگا۔ اور تمہارے جسم میں احساس نہیں رہے گا اور بس"

میں چند منٹ تک غور کرتی رہی۔ پھر میں نے نظر اٹھائی۔ تو زارہ۔ اشتیاق۔ مہربانی اور استفسار کی نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ میں نے اُس کی نگاہوں کا مسکراتے ہوئے اور مذاقیہ جواب دیا:۔

"زارہ میرا یہ مقولہ ہونا چاہئے۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا۔ اب مجھے یہ ثابت کرنے کا موقع ملے گا۔ کہ عورت کی بہادری کہاں تک کام دے سکتی ہے۔ اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ مجھے یہ موقع ملنے پر ناز ہے۔ تمہارے بھائی سے جب پہلے پہل میری واقفیت ہوئی۔ تو اُس نے مستورات کی ناقابلیت کے متعلق بہت ہی سخت کلمات استعمال کئے تھے۔ پس عزت اسی میں ہے کہ جو راستہ میں نے اختیار کیا ہے۔ اُسی پر چلی جاؤں۔ بن دیکھی دنیا کی سیر کرنا عورت ذات کے لئے واقعی دلیری کی بات ہے۔ اور میں نے حوصلے سے جانے کا عزم کرلیا ہے"

زارہ "یہ خوب میرے خیال میں ایسا کرنے سے تمہیں

کبھی افسوس نہ کرنا پڑے گا۔ اب دیر ہو رہی ہے۔ کیا کھانے کی تیاری کریں؟"

میں نے رضامندی ظاہر کی۔ اور ہم دونوں اپنے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے۔ لباس تبدیل کرنے سے پیشتر میں نے وہ چھوٹا پیانو لیا۔ جو کھڑکی کے قریب رکھا تھا اور میں نے اُس نغمہ کو جو گرجے میں سنا تھا۔ پھر بجانے کی کوشش کی۔ میں انگلیوں کے ذریعے اُس کی ہر سر اور تان کو بخوبی بجانے لگی۔ اور اس سے مجھے بڑی ہی خوشی حاصل ہوئی۔ میں نے اُسے رکھ لینے کی کوشش نہیں کی۔ میرے دل میں یہ یقین پیدا ہو گیا تھا کہ اب اسے بھولوں گی نہیں۔ اُس وقت میرا دل نہایت شکرگزاری کے خیال سے لبریز تھا۔ مجھے ہیلیو باس کی نصیحت یاد آ گئی۔ میں نہایت ادب سے سربسجود ہو کر خدائے تعالے کا شکریہ ادا کرنے لگی کہ اُس نے مجھے سرود جیسی نعمت عظمےٰ عطا کی ہے۔ جب میں یہ شکریہ ادا کر رہی تھی۔ تو خفیف سی آواز جو بہت دور سارنگیوں کے ہم آہنگ ہو کر بجنے کی تان سے مشابہ تھی۔ سرگوشی کی طرح میرے قریب سے گذر گئی۔ پھر وہ پیشتر کی نسبت زیادہ چکّر کرنے لگی۔ اور بتدریج معدوم ہو گئی۔ لیکن یہ بہت ہی شیریں اور دلکش تھی۔ اُس سے میرے دل پر یہ امر بخوبی منقش ہو گیا۔ کہ قدیم زمانہ میں موسم سرما کی رات کو جب فرشتوں نے مل کر یہ راگ گایا تھا۔ عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو اور زمین پر اُن آدمیوں سے جن سے وہ راضی ہے صلح ہو۔ تاروں کا نغمہ نہایت ہی دلفریب اور بلند اور شیریں ہوگا

برقی صدمہ

شہزادہ الفون ہیڑا فسکی ہوٹل مارس میں بلا ناغہ آیا کرتا تھا۔ مجھے اس سے خاص دلچسپی ہو گئی تھی۔ لیکن اس کی حالت پر ایک گونہ افسوس بھی تھا۔ کیونکہ یہ امر صاف نظر آتا تھا۔ کہ وہ میری خوبصورت سہیلی زارہ پر دل وجان سے عاشق ہے۔ وہ ہمیشہ تہذیب اور مہربانی سے اس سے ملاقات کیا کرتی تھی۔ مگر وہ اس سے گفتگو وغیرہ میں وقر اور وضع کو اس قدر ملحوظ رکھتی تھی کہ اس کا تپاک اور جوش بالکل سرد پڑ جاتا تھا۔ جیسا برف کی دیوار سے جسم لگے تو بالکل سرد ہو جاتا ہے۔ ایک دو مرتبہ مجھے اسکی بات یاد آئی تو میں نے زارہ سے اُس کے عشق اور وفاداری کا حال بیان کرنے کی کوشش کی۔ مگر اُس نے فوراً اور قطعی طور پر تقریر کا رخ بدل دیا۔ اس سے میں نے نتیجہ نکالا کہ اگر میں اس امر پر اصرار کرونگی تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائیگی۔ ہیلیوباس درپردہ شہزادہ سے مانوس معلوم ہوتا تھا۔ اس امر سے مجھے حیرت ہوتی تھی۔ کیونکہ نوجوان رئیس ایک دنیا دار اور فضول سا آدمی تھا۔ اور کلدانی فلاسفر غور۔ مطالعہ اور کتب بینی میں مصروف رہتا تھا۔ مگر بظاہر اُن کے درمیان کوئی پراسرار کشش پائی جاتی تھی۔ شہزادہ برقی اصول اور تجربوں کے ساتھ

نہایت گہری دلچسپی رکھتا ہُوا معلوم ہوتا تھا۔ اور ہیلیو باس ایسے
مشتاق آدمی کے سامنے ان کو بیان کرنے سے کبھی اُکتا تا نہیں
تھا۔ شہزادہ آئون کی خاطر لیئو کتے کی عجیب وغریب قابلیت
سے بھی استفادہ اٹھایا جاتا تھا۔ بیشک اس میں حیرت انگیز لیاقت
تھی اس کتے کو ہیلیو باس حکم دیتا تھا۔ یا یوں کہو کہ اس کے
دماغ کو برقی قوت متاثر کردیتا تھا۔ تو جو چیز اُسے برقی اثر
کے ذریعے بتائی جاتی تھی۔ بشرطیکہ اس قدر سُبک ہو کہ اُسے
وہ اٹھا کرلے جاسکے تو وہ لے آتا تھا۔ وہ پھولوں کے باغ میں
جاتا اور اپنے دانتوں سے وہ نایاب یا عام پھُول جو برقی قوت
کے ذریعے اُسے بتائے جاتے تھے۔ اور اس کی دسترس میں
ہوتے تھے۔ توڑ کر لے آتا تھا۔ جب اُسے دوسرے لوگ بلاتے
یا حکم دیتے تھے۔ تو وہ نیو فاؤنڈ لینڈ کے کتوں کی طرح سمجھدار
اور خوش خلق معلوم ہوتا تھا۔ مگر ہیلیو باس حکم دیتا۔ تو وُہ
انسان سے بھی زیادہ حاضر جواب اور مطیع و مستعد ہوجاتا
تھا۔ اگر وہ کسی سرکس یا عجائب خانہ میں ہوتا تو اپنے مالکوں
کے لئے بہت زر و نقد کما سکتا ؎

مجھے اس سے بہت دلچسپی اور حیرت ہوتی تھی۔ شہزادہ
کو اس سے بھی زیادہ تھی۔ کیونکہ وہ اپنے دوست کا سمیر سے
کتے کے مضمون پر بہت دقیق اور مشکل بحثیں کیا کرتا تھا۔
میں نے دیکھا کہ زارہ آئون پٹروفسکی اور اپنے بھائی کے
زیادہ اختلاط اور صحبت پر افسوس کیا کرتی تھی۔ جب وُہ
گفتگو یا بحث میں مصروف ہوتے تھے۔ تو اُس کے بشرہ
سے رنج و ملال پایا جاتا تھا ؎

ایک روز شام کو ایک عجیب واقع پیش آیا۔ جس سے میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا اور میں دنگ رہ گئی۔ شہزادہ آلون نے شام کا کھانا ہمارے ساتھ تناول کیا تھا۔ وہ معمول سے زیادہ بشاش تھا۔ خوشی سے قہقہے لگاتا تھا۔ اور اُس کے رخسار پر سُرخی نمایاں تھی۔ جب وہ بہت ہی زور سے قہقہہ لگا کر ہنستا تھا۔ تو زارہ اُس کی طرف بڑے غصے اور رنج سے دیکھتی تھی۔ ہیلیو باس اُسے بڑی توجہ اور تجسس کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ گویا اس کی رائے میں کوئی ناگوار بات ہوئی ہے ؛ مگر شہزادہ اپنے میزبان کی توجہ کی کچھ پروا نہیں کرتا تھا۔ بلکہ وہ بے درپے شراب کے جام چڑھا تا۔ اور برابر بول رہا تھا۔ کھانے کے بعد جب ہم سب دیوانخانے میں جمع ہوئے تو وہ کسی کے کہنے کے بغیر پیانو کے پاس جا بیٹھا۔ اور گانے لگا۔ اُس نے کئی راگ گائے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ شراب سے مخمور ہو گیا ہے۔ یا اُس کی طبیعت میں اشتعال ہے۔ کیونکہ اس کی آواز سے کمزور یا بگڑنے کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی تھی۔ میں نے اُسے ایسی نفاست اور خوش الحانی سے گاتے ہوئے کبھی نہیں سنا تھا۔ مگر وہ غیر معمولی جوش میں ضرور تھا۔ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ حاضرین اس کی آواز کو توجہ سے نہ سنیں۔ اور یہ بھی ناممکن تھا کہ سُنکر اُس کی تعریف نہ کریں۔ زارہ عموماً اس کے راگ کو لاپروائی اور بیدلی سے سنا کرتی تھی۔ مگر اس رات وہ بھی ایسی مفتون ہوئی کہ غور سے سننے لگی۔ شہزادہ کو بھی یہ امر معلوم ہو گیا۔ وہ یکایک اس کے ساتھ ملائم لہجہ میں گفتگو کرنے لگا۔ اُس کی آواز پہلے

کی طرح بلند نہ تھی +

"میڈم آج رات آپ میری نغمہ سرائی کو بڑے غور سے سنتی ہیں۔ شاذونادر ہی ایسا موقع ہوتا ہے کہ مجھے اپنی کوشش کا ایسا معاوضہ ملتا ہو" +

یہ سُنکر زارہ کا چہرہ پہلے تو سُرخ ہوگیا اور پھر بالکل پیلا پڑ گیا +

زارہ۔ (آہستہ سے) "شہزادے تم نے میرے متعلق غلطی کھائی ہے۔ میں تمہارے راگ کو ہمیشہ خوشی سے سنا کرتی ہوں شاید آج رات سرود مجھے معمول سے زیادہ بھاتا ہے۔ اور اس سے تم نے خیال نہ لیا کہ میں زیادہ غور سے سنتی ہوں۔ لیکن تمہاری آواز مجھے ہمیشہ اچھی معلوم ہوتی ہے۔ تمہاری آواز جو کوئی سنے گا وہی خوش ہوگا +

شاہزادہ "آپ کی طبیعت جب تک سرود کی طرف مائل رہے تو مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو ایک انگریزی گیت سناؤں یہ نہایت ہی دلکش ہے۔ میں نے خود اسے سرود کی طرز پر نظم کیا ہے۔ کیونکہ اُس کے الفاظ ایسے ہیں جو معمولی ناظموں یا مصنّفوں کو پسند نہیں آتے۔ ان میں اشتیاق۔ جوش۔ جذبہ سچّی انسانی محبت اور رنج و غم کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ زمانہ حال کے راگ جو دیوانخانوں اور سرود کی مجلسوں میں موزون خیال کئے جاتے ہیں۔ اُن میں عموماً بناوٹی جذبات ہوتے ہیں۔ پابند وضع لوگوں کو ایسے راگ پسند نہیں آتے۔ جو پر زور۔ اور پر جوش ہوں۔ اور دلی سوز و گداز کو ظاہر کریں۔ توجّہ سے سنو! پھر اُس نے پیانو سے ایک نہایت باریک۔ نفیس اور

سُریلی تان بطور تمہید بجانی شروع کی - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی ندی آہستہ آہستہ غار میں گر رہی ہے - پھر وہ ایلنر بتھ بیرٹ براؤننگ کا ایک پرسوز و پرگداز گیت سنانے لگا ؛

اُس نے اپنی آواز دھیمی کر دی - تاکہ راگ کے پرسوز اور دلکش الفاظ کے معنے بخوبی ذہن نشین ہو سکیں - پیانو کی آواز - اور گوّیے کے لب و لہجہ اور حرکات و سکنات میں اس قدر سوز و گداز تھا - کہ سننے والے کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے - جب وہ آخری بند پر پہنچا تو اُس کی آہستہ اور سریلی آواز سے کسی شخص کا مدت العمر کا رنج و غم ظاہر ہوتا تھا ؛

پیاری کیا مجھے تم سے محبت ہو سکتی ہے - کیا مجھے تمہارے تم سے محبت ہو سکتی ہے ؟

کیا میں امداد بغیر ثابت قدم رہوں ؟

موت کی مانند مضبوط ہو کر تمہاری خبر گیری کرنا چاہوں ؟

کیا یہ ممکن ہے کہ میں فرط محبت سے تمہارا بوسہ لوں - اور ان آنسوؤں کو جو تمہاری آنکھوں سے گریں نہ پونچھوں ؛

کیا باوجود محبت کا حلف اٹھانے کے میں تمہیں اُن مصیبتوں سے جو تم پر آتی ہیں - بچا نہیں سکتا اور تمہاری محبت کا حلف اٹھا کر ہی تمہیں مرتا ہؤا دیکھوں ؟

ایسی صورت میں میرا ابھی مرنا ہی بہتر ہے ! -

میری محبوبہ خدا تم سے محبت کرے - کاش خدا تم سے محبت کرے ! "

سرود میں اس قدر سوز و گداز اور شہزادے کی آواز میں اسقدر درد و غم بھرا ہؤا تھا کہ سننے والوں کے دل موم ہو رہے تھے جب

اُس نے گانا بند کیا تو میرے دل کو بہ مشکل قرار آیا۔ میں کھڑکی سے باغ کی روشن کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جس پر چاندنی سے طرح طرح کی خیالی تصویریں بنی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ پھر میں نے اس خیال سے کہ دیکھوں کہ زآرہ کے دل پر راگ کا کس قدر اثر ہوا ہے۔ اور اُس کے بشرہ سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ کمرہ میں نظر ڈالی۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ چلی گئی تھی ہیلیو باس آرام چوکی پر دراز ہو گیا تھا۔ اور اخبار ذگارد کے کالموں پر نظر دوڑا رہا تھا۔ شہزادہ اب بھی پیانو کے قریب بیٹھا تھا۔ وہ پردوں پر یونہی انگلیاں پھیر رہا تھا۔ مگر پیانو کو بجاتا نہیں تھا۔ نوعمر غلام ایک تشتری میں خط رکھے ہوئے کمرے میں آیا یہ جو ہیلیو باس کے نام کا تھا وہ اُسے جلدی سے پڑھ کر اٹھ کھڑا ہوا ؎

ہیلیو باس ”میں دس منٹ کے لئے اس خط کا جواب لکھنے جاتا ہوں۔ اس اثنا میں آپ ادھر ادھر کی گفتگو سے دل بہلائیں کیا آپ مجھے معاف رکھینگے؟ اور حسب معمول وہ نہایت تہذیب اور سلیقہ سے سلام کر کے چلا گیا ؎

میں پھر بھی کھڑکی کے پاس کھڑی رہی۔ شہزادہ آئون چپ چاپ پیانو بجانے لگا پھر چند منٹ کے لئے ایک خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر شہزادہ پیانو بند کر کے جلدی سے اٹھا اور میری طرف بڑھا ؎

شاہزادہ (آہستہ مگر تند آواز سے) کیا تم جانتی ہو زآرہ کہاں ہے؟

میں اس کی طرف حیرت اور خوف سے دیکھنے لگی۔ کیونکہ اُس نے یہ الفاظ غصّے کو بہت ضبط کر کے کہے تھے۔ اور اس کی

آنکھوں کی چمک سے بھی غیظ و غضب ظاہر ہوتا تھا۔
میں "نہیں۔ میں نے اُسے کمرے سے جاتے نہیں دیکھا"۔
شاہزادہ "میں نے اُسے دیکھا تھا۔ وہ کمرے سے بھوت۔ چڑیل یا فرشتہ کی طرح چپ چاپ نکل گئی۔ اُس وقت میں راگ کا آخری بند گا رہا تھا۔ خاتون کیا آپ کسی شاعر کو بھی جانتی ہیں؟
میں اُس کے طرزِ گفتگو اور اطوار سے بیحد متحیر تھی۔
میں "نہیں۔ میری کسی شاعر سے ذاتی واقفیت نہیں ہے"۔
یہ سنکر شہزادے نے اپنے زبردست بائیں ہاتھ کی مٹھی بند کی۔ اور پھر کھول دی۔ اس کی ایک انگلی میں ایک الماس ستارہ کی طرح چمک رہا تھا۔ وہ یوں گویا ہوا "شاعر۔ پاگل۔ اور عاشق یہ تینوں ایک ہی ہونے چاہئیں۔ میں اکثر غور کیا کرتا ہوں۔ کہ شاعر جو خیالات تحریر کرتے ہیں۔ اُن کے دل میں ان کا احساس بھی ہوتا ہے۔ (جگر پر ہاتھ رکھ کر) مثلاً انہیں اس مقام پر ایک مُردہ سی سرد چیز کا بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ اور اُن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں مردہ عشق کی لاش جو دفن نہیں کی گئی۔ ہر جگہ کشاں کشاں لیجانی پڑتی ہے۔ اور یہ مرتے دم تک قبر تک بلکہ قبر کے پرے بھی ان کے ساتھ رہتی ہے۔ اف!"
میں نے آہستہ سے اس کے بازو پر ہاتھ لگایا۔ کیونکہ مجھے اس کی حالت پر رحم آگیا۔ اُس وقت وہ نہایت ہی مایوس تھا۔
میں "شہزادہ تمہاری طبیعت میں اشتعال اور جوش پیدا ہوگیا ہے۔ زارہ تمہارے رنج کرنے کے خیال سے راگ ختم ہونے سے پیشتر ہی کمرہ سے نہیں گئی۔ مجھے اس بات کا بالکل یقین ہے وہ حلم مجسم۔ اور بڑی مہربان مزاج ہے۔ اس کی طبیعت میں

غضب کی شیرینی ہے۔ وہ تمہیں ارادتاً رنجیدہ کرنا نہیں چاہتی تھی؟"

شاہزادہ:۔ رنجیدہ کرنا۔ اگر وہ اس امر کی کوشش بھی کرتی تو میں رنجیدہ نہ ہوتا۔ وہ چاہے تو میرے جسم پر چلے۔ مجھے پامال کرے۔ خنجر بھونک کر قتل کر دے۔ لیکن وہ مجھے رنجیدہ نہیں کر سکتی مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو میری حالت پر افسوس ہے اور اس لئے میں آپ کا ممنوں ہوں۔ خاتون تم مجھ پر رحم کرتی ہو۔ اس واسطے میں تمہارے ہاتھ کا بوسہ لیتا ہوں ÷

اُس نے قدیم زمانہ کے شجاعوں کی طرح بہت ہی موزوں و مناسب طریقہ سے میرے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اُس کا عارضی غصّہ دور ہو گیا ہو گا۔ لیکن میرا یہ خیال غلط تھا ÷

شاہزادہ۔ (غصہ سے ہاتھ اٹھا کر اور بلند آواز سے) اب میں زیادہ انتظار نہیں کرونگا۔ اب تاب نہیں رہی میں بڑا احمق ہوں۔ کہ تردد کر رہا ہوں۔ اگر میں ایک صدی تک انتظار کرتا رہوں تو بھی مجھے کاسیمیر سے یہ راز معلوم نہ ہوگا کہ میرا رقیب کون ہے چہ جائیکہ کہ تلوار ہاتھ میں لے کر اس سے لڑائی کا موقع ملے سنو! یہ کہہ کر اُس نے میرا شانہ زور سے پکڑ لیا۔ تم یہاں کھڑی رہو۔ اگر کاسیمیر واپس آئے تو اس سے کہدو کہ میں نصف گھنٹہ کے لئے سیر کو گیا ہوں۔ اُسے پیانو بجا کر سناؤ۔ اُسے کسی طرح مشغول رکھو۔ مجھ پر یہ ایک احسان کرو۔ مجھے تمہاری ذات پر بھروسہ ہے۔ اُسے میری یا آوارہ کی تلاش کرنے کا موقع نہ دو۔ میں بہت دیر تک غیر حاضر نہ رہونگا"÷

میں۔ (سرگوشی میں) "ٹھیرو! تم کیا کرنے جاتے ہو؟ یقیناً

تمہیں ہیلیو باس کی قوت معلوم ہے ۔ اُس کا یہاں بول بالا ہے
وہ جو چیز چاہے دریافت کرسکتا ہے ۔ اس میں یہ طاقت ہے کہ
شہزادہ ایوان میری طرف ٹکٹکی لگاکر دیکھنے لگا +
شاہزادہ "کیا تم حلف اٹھاتی ہو کہ واقعی تمہیں خبر نہیں ہے؟"
میں (حیرت سے) "کیا خبر؟"
شاہزادہ "کیا تم نے کبھی وہ مصرعہ سنا ہے ۔ جس کا مضمون
یہ ہے "کہ ایک عورت اپنے عاشق کے واسطے جو شیطان ہے
رو رہی ہے ۔ زارہ کی حالت بھی بعینہ یہی ہے ۔ البتہ مجھے
ایک امر کا یقین ہے ۔ اُسے زیادہ دیر تک رونا یا انتظار کرنا نہیں
پڑتا ۔ وہ بہت جلد آجاتا ہے +"
میں ۔ (حیران اور پریشان ہوکر) "تمہاری اس سے مراد
کیا ہے؟ کون جلد آجاتا ہے؟ مجھے یقین ہے کہ تمہیں یہ معلوم
نہیں کہ تم کیا باتیں کر رہے ہو +"
شاہزادہ "میں جانتا ہوں اور مجھے جو کچھ معلوم ہے
میں اُسے ثابت کرنا چاہتا ہوں ۔ میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا ۔
اُسے تم یاد رکھو ۔ پھر ایک لفظ کہنے یا میری طرف دیکھنے کے بغیر
وہ دروازے کے مخملی پردے کو ہٹاکر غائب ہو گیا +
جب میں اکیلی رہ گئی تو بہت ہی مضطرب و بے قرار ہوئی
میرے دماغ میں طرح طرح کے خیالات آتے تھے ۔ اور وہ خارج
دماغ سے نکلتے نہیں تھے ۔ بلکہ جنوں کی طرح ناچ رہے تھے میں
سوچتی تھی کہ شہزادہ آئون کی مراد کیا تھی؟ کیا وہ پاگل ہے؟ یا
حد سے زیادہ شراب پی گیا ہے؟ زارہ اور شیطان کے بارہ میں
اس کے دل میں کیا اور کیسا عجیب وہم سما گیا ہے؟ یکایک میرے

دل میں ایک خیال پیدا ہُوا۔ جس کے اثر سے میں سر سے پاؤں تک کانپنے لگی۔ مجھے یاد آیا کہ ہیپیو باس نے شنے شعلوں اور شنے کششوں کا ذکر کیا تھا۔ اور میں اس امر پر بھی غور کرنے لگی کہ اُس نے کہا تھا کہ زارہ پر ایک مجھ سے بھی زیادہ زبردست قوت کا اثر ہے۔ اور وہ اس کی تابع فرمان ہے۔ مگر اُس وقت میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا تھا۔ کہ یہ قوت نیک ہوگی۔ بد نہیں۔ کیونکہ زارہ سی پاک۔ دلکش۔ حسین اور سمجھدار عورت پر سوائے نیک قوت کے اور کس کا اثر ہو سکتا ہے۔

میں جانتی تھی کہ قدرت میں نیک و بد دونو قوتیں ہُوا کرتی ہیں۔ میں سوچنے لگی۔ فرض کرو۔ کہ زارہ پر کسی عجیب بد چیز کا غلبہ ہو۔ جس کا تصوّر خواب وخیال میں بھی نہیں آسکتا۔ تو میں اس طرح کانپنے لگی کہ گویا میرے جسم پر کسی نے برف ڈال دی ہے۔ پھر میں خیال کرنے لگی۔ ایسا ہو نہیں سکتا۔ میں اس قسم کے خوفناک قیاس کو دلیں بالکل نہیں آنے دیتی تھی۔ میں مسکرا کر خیال کرنے لگی کہ میرے خیالات پاک دامن اور معزز سوزانی مائیکاٹ سے بہتر نہیں ہیں۔ جس کا ذکر میڈم ڈینس نے کیا تھا۔ مگر یہ مکروہ خیال تو بار بار آتا تھا۔ اور کسی طرح بھی دل سے دور نہیں ہوتا تھا۔

میں بدستور سابق کھڑکی کے پاس جاکر باہر کی طرف جاکر دیکھنے لگی۔ چاند کی روشنی سرد اور دھیمی تھی۔ افق سے سیاہ بادلوں کی فوج نمودار ہو رہی تھی۔ ان کی شکلیں عجیب وغریب معلوم ہوتی تھیں۔ بعض تو مردوں کو دھکیلتے اور دوزخ کی طرف لیجاتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ آندھی کا خفیف شور سنائی دینے لگا تھا اور مکان کے گرد اس کی سنسناہٹ آہستہ آہستہ سنائی

دینے لگی تھی۔ یکایک ایک آواز آئی۔ میں چونک گئی۔ یقیناً یہ ایک چیخ تھی۔ میں غور سے سننے لگی۔ سوائے آندھی کی آواز کے جو شاخوں میں سے گزرتی تھی اور جس کے باعث شور ہوتا تھا۔ اور کوئی آواز نہیں سُنائی دی۔

"ایک عورت اپنے عاشق کے واسطے جو شیطان ہے رو رہی ہے۔ یہ مصرعہ بار بار میرے دماغ سے دوچار ہوتا تھا۔ اور اس وجہ سے بتدریج دہشت کا خیال پیدا ہو کر بڑھنے لگا۔ پھر اس مبہم سے خیال سے میں اس قدر ڈری کہ میرا خون خشک ہو گیا۔ اور سر چکرانے لگا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ جب ہیلیو باس سے تجربہ کرانے پر رضامندی ظاہر کروں۔ اور وہ برقی اثر سے میری روح کو نظر نہ آنے والی دُنیا میں پہنچا دے۔ تو وہاں کوئی بدقوت جو بہت مہیب اور زبردست ہو۔ مجھ پر غلبہ پائے۔ اور مجھے ہمیشہ کے لئے روک رکھے تو پھر کیا ہو؟ اس خیال سے ڈر کے مارے میری سانس چڑھ گئی اور میں ہانپنے لگی۔ پھر مجھے خیال آیا کہ یہی وجہ ہے کہ مجھے زیادہ دعا کرنے کی ضرورت ہے!

حتے الوسع بیغرض دل سے بہت اور اکثر دعا کیا کرو" یہ الفاظ ہیلیو باس نے کہے تھے۔ اور ان پر سوچتی ہوئی میں خیال کر رہی تھی۔ کہ جو لوگ گناہ کبیرہ یا جرم کا ارتکاب کرنا چاہتے ہیں اگر وہ بھی میری طرح نامعلوم بدی کی خیالی دہشت کو محسوس کر سکیں۔ تو یقیناً گناہ بہت کم ہو جائیں اور جرائم سرزد نہ ہوں۔ اور میں آہستہ آہستہ دعا مانگنے لگی۔ "ہمیں آزمائش میں نہ ڈال۔ بلکہ بُرائی سے بچا۔"

ان کلمات کے میری زبان سے نکلنے سے ہی مجھے اطمینان

اور حوصلہ پیدا ہو گیا۔ میں نے پھر آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔ بادل امنڈتے ہوئے آ رہے تھے۔ ایک ستارہ تسلی آمیز نظر سے میری طرف دیکھتا ہؤا معلوم ہوتا تھا۔ اس کی چمک دمک چارسو تاریکی میں بہت خوش نما معلوم دیتی تھی +

شہزادہ آٹون کو کمرے سے گئے دس منٹ سے زیادہ گزر چکے تھے۔ اور اُس کے واپس آنے کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ مجھے خیال آیا کہ زارہ کہاں ہے؟ اچھا میں اُسے تلاش کروں گی۔ میں اس مکان میں ہر جگہ آزادی سے پھرا کرتی تھی۔ صرف زارہ کے نگارخانہ میں جب وہ کام کرتی ہوتی۔ تو نہیں جا سکتی تھی۔ اور رات کو وہ کبھی بھی کام نہیں کرتی تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کے پاس جا کر اُسے وہ تمام عجیب اور دہشتناک خیالات بتا دوں جو میرے دل میں آتے ہیں۔ کیونکہ وہ میری معتمد اور غمگسار سہیلی ہے۔ میں ہال میں جلد جلد قدم اٹھاتی ہوئی زینہ پر چڑھنے لگی۔ اور میں سیدھی زارہ کے خاص کمرہ چلی جاتی بشرطیکہ مجھے آوازیں سُنائی نہ دیتیں۔ ان کی وجہ سے میں یکایک دروازہ کے باہر کھڑی ہو گئی۔ زارہ گفتگو کر رہی تھی اس کی آہستہ سُریلی آواز چاندی کی گھنٹی کی آواز کی مانند چاروں طرف گونج رہی تھی +

زارہ۔" میں تم سے بار بار کہہ چکی ہوں کہ یہ ناممکن ہے۔ تم اپنی زندگی ایک خیالی پیکر کی تلاش میں ضائع کر رہے ہو۔ کیونکہ میں تمہاری نظروں میں خیالی پیکر سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ تم مجھے ان صورتوں کی مانند جو خواب میں نظر آتی ہیں سمجھتے ہو۔ نہ کہ ایسی عورت جو تمہارے عشق محبت کو سیر کر سکے۔ تم ایک مضبوط

تندرست اور خوش باش آدمی ہو۔ تم دنیا اور اس کی چیزوں کی پرواہ کرتے ہو۔ لیکن میں ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتی۔ تم کہتے ہو کہ تم مجھے خوش رکھوگے۔ بیشک تم اپنی طرف سے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروگے۔ تمہاری دولت۔ رسوخ۔ اچھی شکل ملنسا اور مہمان نواز طبیعت سے اکثر مستورات خوش ہونگی لیکن مجھے تمہاری خاندانی الماسوں کی کیا پرواہ ہے؟ تمہارے مال و دولت کی مجھے کیا طمع ہے؟ تمہاری ہوا و ہوس سے مجھے کیا دلچسپی ہے؟ دنیا کی صحبت سے مجھے نفرت اور حقارت ہے۔ شادی کی نسبت دنیا کے لوگوں کا جو خیال ہے۔ اس سے میرے دل پر اور خود وقعتی کے پاس کو سخت صدمہ ہوتا ہے۔ مجھے اس خیال سے سخت نفرت اور بیزاری ہے کہ جسمانی وصل ہو اور روحوں کا اتحاد نہ ہو۔ اس لئے تم ایسی محبت کی تلاش کیوں کرتے ہو۔ جس کا وجود ہی نہیں یا کم از کم جو تمہارے لئے ہرگز نہیں ہو سکتی؟

جب شہزادہ اس تقریر کو سُن چکا تو اُس نے نہایت دردناک لہجہ میں جواب دیا۔

شاہزادہ "زارہ چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ آفتاب کی روشنی برف کو پگھلا دیتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جو شخص طویل عرصہ تک محبت میں ثابت قدم رہے اُسے آخر کار ضرور معاوضہ ملے گا۔ مگر تمہارے بھائی کے اصول ہی تسلیم کئے جائیں تو بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ جذبہ الفت میں زبردست کشش ہوتی ہے زارہ کیا مجھے یہ امید نہیں رکھنی چاہئے کہ میری محبت جو بہت زبردست اور سچی ہے۔ چندے صبر کرنے سے تمہیں میری طرف کھینچ لے گی۔ تم میرے لئے بمنزلہ ایک ستارہ کے ہو۔ اور اے

میرے ستارے کیا کسی روز میں تمہیں اپنی طرف کھینچ سکوں اور اپنی محبوبہ کر سکونگا؟

اس وقت مجھے زارہ کی ریشمی پوشاک کی خفیف سرسراہٹ سنائی دی گویا وہ شہزادہ سے پرے ہٹ گئی ہے +

زارہ "شہزادہ صاحب تم بے خبری کی حالت میں گفتگو کررہے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ کاسیمیر کے ساتھ مطالعہ کرنے میں تمہاری واقفیت نہیں بڑھی۔ کشش! تم اُس چیز کو کس طرح کشش کر سکتے ہو جو تمہارے دائرہ کے اندر نہیں ہے؟ تمہارا یہ خیال ویسا ہی محال ہے جیسا کہ تم مشتری کے چاندوں یا زحل کے حلقہ کو کشش کرنے کی آرزو کرو۔ شہزادہ جذب و مدافعت کے قوانین ایک ایسے حاکم نے معین کئے ہیں وہ جو تم سے برتر ہے تم انہیں تبدیل یا خفیف کرنے میں بالکل بے بس ہو۔ جیسے کہ بچہ سمندر کی بلا خیز موجوں کو بڑھی چلی آرہی ہوں روکنے میں بے بس ہوتا ہے +

شہزادہ ایوان نے پھر تقریر شروع کی۔ اس کی آواز سے پایا جاتا تھا کہ وہ غصہ کو ضبط کر رہا ہے +

شاہزادہ "حسین و مہ جبین زارہ تم جو چاہو کہو۔ لیکن تم مجھے یہ ترغیب نہیں دے سکتی ہو کہ میں اپنی عقل کے خلاف کام کروں۔ میں شیخ چلی کی طرح خیالی پلاؤ پکانے کا عادی نہیں۔ میں بادہوائی چیزوں کا خیال کرنے والا نہیں۔ میں کاسیمیر کی طرح یاوہ گو اور باتونی نہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ برمقناطیسی اثر ضرور ڈال سکتا ہے۔ مگر اس کا یہ خیال بالکل لغو ہے کہ انسان پر بھی ویسا ہی اثر ڈال سکتا ہے۔ دیکھو تو وہ کیسی خوفناک

جرأت کرتا ہے کہ اپنی ہمشیرہ کی صحت اور عقل و ہوش کو معرض خطر میں ڈالتا ہے۔ اور نیز اس بدقسمت مطربہ کی جسے وہ پھسلا کر یہاں لے آیا ہے اور یہ باتیں وہ اس لئے کرتا ہے کہ ان پر خطرناک اور شیطانی (مفر) تجربے کر سکے مجھے معلوم ہے کہ تم خفا ہو لیکن میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں صاف گو آدمی ہوں۔ اور گو بقول کاسمیر کے مجھ میں برقی قوت کم ہے۔ لیکن مجھ میں عقل عامہ بہت زیادہ ہے۔ زارہ میں تمہیں رہائی دلوانا چاہتا ہوں۔ تمہارے دل میں ناگوار اور فاسد خیال پیدا ہوتے ہیں۔ عام طور پر تمہارا دماغ صاف اور عمدہ ہے۔ لیکن اس میں فرشتوں اور شیطان وغیرہ کے بے سروپا خیال بھر گئے ہیں۔ تمہیں اپنے بھائی پر اندھا دھند یقین ہے۔ اور تم اُس کی پرجوش مدح ہو۔ یہ باتیں اُس کی شہرت کو خوب بڑھاتی ہیں۔ میں تمہاری آنکھوں سے زود اعتقادی کا پردہ اتارنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں یہ سکھانا چاہتا ہوں کہ دوسرے لوگوں کی طرح محبت اور ہنسی خوشی سے زندگی بسر کرنا اور برقی قوت کو تار اور لمپوں کے ستونوں ہی کے لئے مخصوص کرنا بہتر ہے ؞

میں نے پھر زارا کے ریشمی لباس کی سرسراہٹ سنی اور میں نے بہت ہی تعجب اور اشتعال سے مجبور ہو کر دروازہ کے پردہ کا ایک گوشہ اٹھایا۔ میں کمرے کی اندرونی کیفیت کو دیکھ سکتی تھی۔ شہزادہ کھڑکی کے قریب لاابالیانہ انداز سے کھڑا ہوا تھا۔ اور اس کے مقابل میں زارہ تھی۔ بظاہر وہ اس سے حتے الامکان دور اور عجب آن بان اور تمکنت سے تن کر کھڑی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ بالکل پیلا تھا۔ مگر

برخلاف اس کے اُس کی آنکھیں غیر معمولی طور پر دہک رہی تھیں ٭

زارہ۔(اطمینان سے) شہزادے تم میرے بھائی کی ہتک کرتے ہو۔لیکن میں اس کا کچھ خیال نہیں کرتی۔کیونکہ میں بخوبی جانتی ہوں۔کہ تم جان بوجھ کر اندھادھند اور جاہلوں کا سا سلوک کررہے ہو۔مجھے تمہاری حالت پر رحم آتا ہے۔اور مجھے تم سے نفرت ہے۔بیشک جیساکہ تم خود کہتے ہو تم ایک سادہ وصاف گو آدمی ہو۔اور بس۔اس مکان میں تمہاری مہمانوں کی سی خاطر ہوتی ہے۔اور تم اس سے فائدہ اٹھاتے ہو۔تم میزبان سے دوستی کا دم بھرتے ہو۔مگر پیٹھ پیچھے اُس کی توہین کرتے ہو۔اور اس کی ہمشیرہ کے خاص کمرے میں اُس وقت جبکہ کسی اور کا وہاں گزر نہیں ہوسکتا۔ہتک کرتے ہو۔خوب! ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔واقعی تم ایک معقول آدمی ہو۔اور سوسائٹی کے قواعد کے مطابق زندگی بسر کرتے۔ہنستے اور محبت کرتے ہو۔تم کٹھ پتلی کی طرح ہو۔اور سوسائٹی تمہیں جو ناچ نچانا چاہے وہی تم سے نچوا سکتی ہے۔تمہاری زیست وموت سوسائٹی کے کہنے پر منحصر ہے۔میں نے تم سے کہا کہ ہمارے درمیان ایک غیریت کی خلیج حائل ہے۔تم نے اُسے اور کشادہ کردیا ہے۔اور اس لئے میں تمہاری ممنون ہوں۔چونکہ میں تم سے اپنی کوئی خواہش منوانا نہیں چاہتی۔اور اس لئے تم سے یہاں سے چلے جانے کی درخواست نہیں کرسکتی۔اگر میں کہیں اور جگہ چلی جاؤں تم مجھے معاف کروگے ٭

یہ کہکر وہ اپنے نگارخانہ کے دروازے کے قریب آگئی۔

جو اس مقام سے جہاں میں کھڑی تھی مقابل میں تھا۔ لیکن شہزادہ اس سے پہلے ہی دروازہ میں پہنچ گیا اور کواڑ کے ساتھ پیٹھ لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ اور اس کی سیاہ آنکھوں سے غضب اور جوش محبّت کے باعث شعلے نکلتے ہوئے معلوم ہوتے تھے ؂

شاہزادہ۔ نہیں زارہ اگر تم اس طرح مجھے گریز کرنا چاہتی ہو۔ تو یہ تمہاری غلطی ہے۔ میں تمہارے پاس دلیری اور مصمم ارادہ سے آیا تھا۔ خواہ مجھے موت نصیب ہو۔ مگر میں تمہیں اپنی بنا لونگا!" یہ کہکر اُس نے زارہ کو سینہ سے لگانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اس کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ اور اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئی۔ اس کے لب جنبش کرتے تھے۔ وہ ہانپتی اور مُکّہ باندھ کر کھڑی ہوئی تھی ؂

زارہ۔ (بلند آواز سے) میں تمہیں مطلع کرتی ہوں۔ مجھے اس نفرت کی۔ اس قوت جس کے باعث میری روح تم سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہے۔ کی قسم ہے کہ خبردار رہو۔ مجھے ہاتھ لگانے کی جرات نہ کرو۔ اگر تم اپنی زندگی کی کچھ بھی قدر کرتے ہو تو مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ۔ کیونکہ ابھی وقت ہے"!

میں نے اس کی صورت اس قدر حسین اور ہیبتناک کبھی نہیں دیکھی تھی۔ میں اُسے دروازہ کے ایک گوشہ سے دیکھ رہی تھی۔ اور مرغوب و مفتون ہو رہی تھی۔ اُس کے سینہ پر جو گوہر تھا۔ وہ گویا غصّے سے سرخ ہو کر چمک رہا تھا۔ اس سے بہت تیز شعاعیں نکل رہی تھیں۔ یہ ایک طرح کا زندہ اور سانس لیتا ہوا ستارہ معلوم ہوتا تھا۔ شہزادہ آلوان رک گیا

بیشک وہ بھی میری طرح اس کے حسن زاہد فریب سے مفتون ہو گیا
تھا۔ اُس کا چہرہ سُرخ تمتما رہا تھا۔ وہ اس کی خوبصورتی کی تعریف
کے خیال سے آہستہ سے ہنسنے لگا۔ پھر وہ بہت جلدی سے دو قدم
آگے بڑھا اور اُسے زور سے چھاتی سے لگا لیا۔ مگر اُس کی فتح بہت
ہی قلیل عرصہ تک رہی۔ اس نے بہ مشکل اس کی کمر کے گرد
ہاتھ ڈالے تھے۔ کہ وہ رعشہ سے نکمے ہو گئے۔ بہ مشکل اس نے
اشتیاق سے اس کی گالوں کی طرف لب کئے تھے۔ کہ وہ چکرا کر
دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ اور بیہوش ہو گیا۔ میں گویا سحری
قوت سے اپنی جگہ خاموش کھڑی تھی۔ مگر اب وہ سحر کافور
ہو گیا تھا۔ اور میں دہشت زدہ ہو کر کمرے میں دوڑتی ہوئی گئی
اور بلند آواز سے کہنے لگی *

"زارہ اوہ زارہ! یہ تم نے کیا کیا؟"

زارہ نے آہستہ سے میری طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں
پرنم تھیں۔ گویا وہ روتی رہی تھی۔ اس کے بشرہ سے سخت
نفرت۔ حقارت اور غصّہ کے آثار ہویدا ہو گئے تھے۔ اور وہ
اپنے عاشق کو جو اوندھا گرا ہوا تھا۔ رحم کی نظروں سے دیکھنے لگی تھی *

زارہ "وہ مرا نہیں۔ میں کاسیمیر کو بلاتی ہوں" *

شہزادہ کے قریب دو زانوں ہو کر میں نے اس کا ہاتھ اٹھایا
ہاتھ بھاری معلوم ہوتا تھا۔ اس کے لب نیلے پڑ گئے تھے۔ اور
اس کی آنکھوں کے پپوٹے بقول ہومر موت کی قرمزی انگلی نے
ہمیشہ کے لئے خوب بند کر دئے تھے۔ وہ بالکل سانس نہیں
لیتا تھا۔ نہ اس کے دل میں حرکت تھی۔ میں زارہ کی طرف
خوف سے دیکھنے لگی۔ وہ کسی قدر افسوس سے مسکرائی *

زارہ۔ "وُہ مرا نہیں"

میں۔ (بڑبڑا کر) کیا تمہیں اس کا یقین ہے۔ زارہ اُسے کس چیز نے گرادیا تھا؟ میں دروازہ میں کھڑی تھی۔ میں نے سب کچھ دیکھا اور سنا ہے"

زارہ۔ (آہستہ سے) یہ مجھے بھی معلوم ہے اور میں خوش ہوں۔ میں چاہتی تھی کہ تم سب کچھ دیکھو اور سنو"

میں۔ "کیا تمہاری رائے میں اُسے غشی لاحق ہو گئی ہے"؟ یہ کہکر میں بد قسمت ایوان کے اداس چہرے کی طرف دیکھنے لگی مجھے معلوم ہوتا تھا کہ اس کے بشرہ سے وہ سخت گوشیرین مسکراہٹ پائی جاتی ہے۔ جو دنیا کی محبت و نفرت اور آلام سے نجات پانے والوں کے چہرہ پر نظر آیا کرتی ہے۔ پھر میں نے کہا اُف! زارہ کیا تمہاری رائے میں اُسے افاقہ ہو جائے گا؟ اس وقت میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور رحم اور افسوس کے خیال سے روتے روتے میری ہچکی بندھ گئی

زارہ میرے قریب آکر میرے بوسے لینے لگی

زارہ۔ ہاں اُسے افاقہ ہو جائیگا۔ اچھی خاتون کچھ فکر نہ کرو میں نے بج کی گھنٹی کا سیمیر کو بلانے کے لئے بجائی ہے۔ وہ ابھی یہاں آتا ہے۔ شہزادہ کو صدمہ ہُوا ہے۔ مگر یہ مہلک نہیں جیساکہ تمہیں بھی معلوم ہو جائے گا۔ تم اس بات پر یقین نہیں کرتی ہو۔ پیاری کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو؟"

میں اُسے متانت سے دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھیں معصوم بچوں کی سی تھیں۔ اُس کی مسکراہٹ سے صاف باطنی ہویدا تھی اس کا انداز حلم و وقار کو ساتھ لئے ہوئے تھا۔ میں خیال کر رہی تھی

کیا باوجود ان خوبیوں کے اُس کے دل میں بُرے خیالات ہو سکتے ہیں؟ نہیں۔ زارہ جس قدر حسین ہے اُسی قدر نیک بھی ہے +

میں:۔ (سنجیدگی سے) "زارہ میں تم سے ڈرتی نہیں۔ مجھے تمہارے ساتھ اس قدر محبت ہے کہ میں تم سے خوف نہیں کھا سکتی لیکن مجھے غریب شہزادہ کی حالت پر ترس اور افسوس آتا ہے۔ اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ـــــ"

زارہ۔ (اطمینان سے) یہ بات تمہاری سمجھ نہیں آتی کہ جو لوگ معینہ قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ان کو تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ خیر تو کسی روز یہ بات خود ہی تمہاری سمجھ میں آجائیگی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کسی نہ کسی طرح سے دنیا کی جسمانی اور دماغی ہر دو تکالیف کا باعث یہی ہے +

اس کا میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ چپ چاپ ہیلیو باس کی آمد کا انتظار کرنے لگی۔ جس کے زبردست قدموں کی آہٹ قریب ہی سنائی دیتی تھی۔ کمرے میں جلدی سے داخل ہو کر اُس نے پہلے شہزادہ کی بے حس و حرکت شکل۔ پھر میری اور سب سے آخر اپنی ہمشیرہ کی طرف دیکھا +

ہیلیو باس۔ (آہستہ لہجہ میں) کیا اُس کی یہ حالت دیر سے ہے؟"

زارہ "پانچ منٹ بھی نہیں گزرے" +

ہیلیو باس کی آنکھوں سے رحم۔ پیار اور حلم کے آثار ہویدا ہوئے + اُس نے جھک کر ایک ہاتھ آہستہ سے آلون کے سینہ پر رکھا۔ اور بڑبڑا کر کہنے لگا۔ دلیر جوان!۔ وہ نامناسب انسانی شجاعت کا نمونہ ہے۔ زارہ تم اُس کے ساتھ بہت سختی سے پیش آئیں +

یہ سنکر زارہ نے آہ بھری ؀

زارہ ‘‘اس نے تمہارے کسرشان کی تھی’’ ؀

ہیلیو باس۔(مسکراکر)’’بیشک کی ہوگی۔ اور اس کا ایسا کرنا بالکل طبعی امر تھا۔ کیا میں نے اس کے خیالات معلوم نہیں کئے کیا میں یہ نہیں جانتا کہ وہ مجھے جھوٹا اور نیم حکیم خیال کرتا ہے؟ کیا میں نے اس کی تالیف قلب نہیں کی؟ اس امر میں وہ اپنی نسل (انسان) سے بدتر نہیں ہے۔ شروع میں ہر علمی دریافت ناممکن خیال کی جاتی ہے۔ آئون اس لئے قابل ملامت نہیں۔ کہ وہ باقی دنیا کی طرح ہے۔ مگر وہ مناسب وقت کے بعد زیادہ دانا ہوجائیگا’’ ؀

زارہ ‘‘وہ تو زبردستی اپنی خواہشیں منوانا چاہتا تھا۔ یہ کہکر اُن کے رخسار مارے غصے کے لال ہوگئے ؀

ہیلیو باس ‘‘میں جانتا ہوں۔ یہ تو میں نے پہلے ہی معلوم کرلیا تھا کہ ایسا ہوگا۔ لیکن میں اس واقعہ کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ وہ خطادار مگر دلیر ہے۔ اس قسم کی دلیری کی کسی قدر تعریف مجبوراً کرنی پڑتی ہے۔ یہ شخص اگر جانتا تو محض جسمانی قوت سے ستاروں پر چڑھ جاتا’’ ؀

اُس وقت میں بے قرار ہوکر مخل ہوئی ؀

میں ‘‘شائد وہ اب ستاروں پر چڑھ رہا ہے۔ یا کم از کم اگر موت اُسے راستہ دکھا دیگی۔ تو وہ پھر چڑھنے لگیگا’’ ؀

ہیلیو باس میری طرف دوستانہ نگاہوں سے دیکھنے لگا ؀

ہیلیو باس ‘‘تم بھی دلیر ہوگئی ہو۔ کیونکہ تم خود بخود اس طرح بولنے لگی ہو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے دوست سے ابھی موت کو کچھ سروکار نہیں ہے۔ زارہ بہتر ہے کہ تم ہمارے

س سے چلی جاؤ۔ تاکہ آؤن آنکھیں کھولتے ہی تمہارے چہرہ پر
ظر نہ ڈال سکے۔ اور مجھے اشارہ کرکے تم ٹھیر سکتی ہو۔
زارہ نے میرے پاس سے گزرتے ہوئے میرا ہاتھ آہستہ سے
بایا۔ اور اپنے نگار خانہ میں چلی گئی۔ اور اُس کا دروازہ بند
ر لیا۔ کنجی کی آواز سے معلوم ہوا کہ اس نے قفل بھی لگادیا ہے
یں ہیلیو باس کی کارروائی نہایت غور سے دیکھنے لگی۔ شہزادہ
ؤن کے جسم کی طرف جو زمین پر پڑا ہوا تھا۔ جھک کر اُس نے
ہزادہ کے دونو کے بے جان ہاتھ زور سے اپنے ہاتھوں میں
لے لئے۔ اور پھر وہ نہایت مستعدی۔ زور۔ متانت اور تحکمانہ
ندازسے اس کے پیلے اور اینٹھے ہوئے چہرہ کی طرف ٹکٹکی لگا کر
یکھنے لگا۔ گویا اس میں اس قدر قدرت اور اختیار ہے۔ کہ کوئی
خص اس کی عدول حکمی نہیں کر سکتا۔ اس کی زبان سے ایک
فظ بھی نہیں نکلا۔ لیکن اسی حالت میں وہ بت کی طرح بے حس و
رکت رہا۔ اور بہ مشکل سانس لیتا تھا۔ اس کے چہرہ کے کسی
ٹھے یا رگ کو بہ مشکل حرکت ہوتی تھی۔ بیس تیس منٹ گزرنے کے
عد بظاہر مردہ چہرے میں سرخی سی نمودار ہوئی۔ ابروؤں میں
نبش پیدا ہوئی۔ اس کے لب ہلنے لگے۔ اور پھر زور سے سانس
ینے پر کھل گئے۔ پہلے آنکھوں کے پپوٹوں کی ہیئت سے معلوم ہوتا
ھا۔ کہ مسل دئے گئے ہیں۔ پھر ان کی رنگت قدرتی ہوگئی۔ ان
کے کھلنے پر آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔ اور شہزادہ ہیلیو باس کی
رف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگا۔ جو مقناطیسی قوت کے اثر سے یہ
رشمے کر رہا تھا۔ نوجوان شہزادہ کا جسم زور سے کانپنے لگا۔ پہلے
س کے ہاتھوں میں سکت بالکل نہیں تھی۔ لیکن اب اس نے

ہیلیو باس کے ہاتھوں کو زور اور تپاک سے پکڑ لیا۔ اُس کی آنکھیں اب تک ہیلیو باس کی آنکھوں سے دو چار تھیں۔ جس کی نظر اس کے جسم کو چیرتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ شہزادہ مفاذ کی طرح جس کی داستان انجیل میں ہے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ہیلیو باس نے اس کی طرف سے نگاہیں پھیر لیں۔ ہاتھ گرا دئے۔ اور مسکرانے لگا ؛

ہیلیو باس۔ (مہربانی کے لہجہ میں) "آئون کیا اب تمہاری حالت بہتر ہے؟"

شہزادہ اپنے گرد حیران و پریشان دیکھنے لگا۔ اس نے جواب کچھ نہ دیا اور اپنی پیشانی پر ایک ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر وہ کسی قدر ایک طرف کو مڑا۔ اور مجھے کھڑکی کے پاس کھڑا دیکھا۔ میں ہیلیو باس کی قوت سے جو اُس نے صاف صاف علانیہ دکھائی تھی۔ حیران و خائف کھڑی ہوئی تھی ؛

شاہزادہ۔ (مجھ سے مخاطب ہو کر) "کیا میں خواب دیکھ رہا تھا؟"

میں اُسے جواب نہیں دے سکتی تھی۔ میں اُس کے ہوش و حواس درست ہونے پر خوش تو تھی۔ تاہم کسی قدر خائف بھی ہیلیو باس نے آہستہ سے ایک کرسی اس کی طرف سرکائی ؛

ہیلیو باس۔ (ملامت سے) "آئون بیٹھ جاؤ" ؛

شہزادہ نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ پھر اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا۔ گویا بہت ہی متانت سے غور کر رہا ہے۔ میں چپ چاپ حیرت سے دیکھتی رہی۔ ہیلیو باس نے ایک لفظ نہ کہا۔ ہم دونوں شہزادہ کو جو کرسی پر اداس اور غور و حوض میں محو بیٹھا تھا دیکھنے لگے۔ اسی طرح چند منٹ گزر گئے۔ بیرونی کمرے میں جو گھڑی تھی۔

اس کی خفیف ٹک ٹک اس کمرہ میں جہاں ہم تھے - خاموشی کے باعث مخل طبع معلوم ہوتی تھی - میں بولنا - سوال پوچھنا اور شہزادہ سے ہمدردی کا اظہار کرنا چاہتی تھی - لیکن میں ہلنے یا منہ سے ایک حرف نکالنے تک کی جرات نہیں کرسکتی تھی - یکایک شہزادہ اٹھا - اس کی صورت سے متانت اور وقر - اور قدرے عجیب طرح کا انکسار پایا جاتا تھا - وہ ہیلیوباس کی طرف بڑھا - اور اُس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا +

شاہزادہ - (سادگی سے) "کاسیمبر! میرا قصور معاف کیو"!!

ہیلیوباس نے فوراً اس سے مصافحہ کیا - اور نوجوان شہزادہ کی طرف والدینی مہربانی سے دیکھنے لگا +

ہیلیوباس "آیون اس امر کا اب تذکرہ ہی نہ کرو" اس کی آواز شیریں اور معمول سے زیادہ تپاک اور خلوص سے بھری ہوئی تھی - ہم سب کو علم حاصل کرنے سے پیشتر بہت تکلیف اور دقت برداشت کرنی پڑتی ہے - بعض سبق یاد کرنے میں بڑی ہی دقت پیش آتی ہے - میری نسبت تمہارا خیال خواہ کچھ ہی ہو مگر یاد رکھو میں نے تمہیں کبھی ملامت نہیں کی - اور نہ اب ایسا کرتا ہوں - یقین نہ کرنے والوں سے خفا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہمارا خود اس بات پر بخوبی اعتقاد نہیں جو ہم ان سے مجبوراً منوانا چاہتے ہیں +

شہزادہ (آہستہ آواز لہجہ میں) میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں - مجھے تازہ غلطیوں میں نہ پڑنے دو - کاسیمبر مجھے سکھاؤ - اور میری راہبری کرو - میں تمہارا نہایت مطیع فرمانبردار شاگرد رہونگا - اور زارہ کے بارہ میں ــــ"

یہ جملہ اس نے ختم نہیں کیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس کا دل بھر آیا ہے ✤

ہیلیو باس ۔ (اُس کے بازو میں اپنا بازو ڈال کر) میرے ساتھ آؤ۔ عمدہ شراب کے ایک گلاس سے تمہیں تقویت ہوجائیگی بہتر ہے کہ تم تھوڑے عرصہ کے لئے زارہ سے ملاقات نہ کرو۔ میں تمہیں اپنی حفاظت میں لیتا ہوں۔ خاتون تم (مجھ سے مخاطب ہوکر) مہربانی سے زارہ سے کہدو۔ کہ شہزادہ کے ہوش و حواس درست ہوگئے ہیں۔ اور وہ تمہیں ددستانہ سلام کہتا ہے۔ کیا یہ پیغام کافی ہوگا؟ یہ سوال اُس نے مسکرا کر آئون سے کیا" ✤

میں شہزادہ سے رخصت ہونے آئی تو وہ میری طرف اشتیاق اور سنجیدگی سے دیکھنے لگا ✤

شاہزادہ ۔ (آہستہ سے) تم اُسے چھاتی سے لگاؤ گی۔ اور تمہیں ایسا کرنے میں کوئی خطرہ نہ ہوگا وہ تمہاری طرف تلطف و مہربانی کی نظر سے دیکھے گی ۔ اور تم پر قہر کی بجلی نہیں گرائیگی اُس کے لب تمہارے لبوں کو چوسیں گے ۔ اور وہ گرم ہونگے تیز فولاد کی طرح سرد نہ ہونگے ۔ ہاں اُس سے میری طرف سے سلام عرض کرو۔ اور کہو کہ ایک خطا کار شخص اس کے لباس کے دامن کو بوسہ دیتا ہے ۔ اور اس سے عفو کا خواستگار ہے ۔ اُس سے کہدو کہ میں سمجھ گیا ہوں ۔ اور میں نے اس کا عاشق دیکھ لیا ہے"!

یہ الفاظ شہزادہ نے صاف اور پر زور لہجہ میں کہے ۔ اور پھر ہیلیو باس کے ساتھ چلا گیا ۔ جواب تک اس کا بازو دوستانہ اور مربیانہ انداز سے پکڑے ہوئے تھا۔ میری آنکھوں میں

آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے۔

میں۔ (آہستہ سے) "شہزادہ! میں تخفیف تصدیعہ عرض کرتی ہوں"
وہ قدرے مسکرا کر پیچھے کو دیکھنے لگا۔

شاہزادہ "خاتون میں اللہ حافظ کہتا ہوں"

ہیلیو باس نے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور میری طرف ایک حوصلہ بخش اشارہ کیا۔ اُس سے کتنی ہی باتیں مفہوم ہوتی تھیں مثلاً کچھ فکر نہ کرو۔ اُس کی حالت جلد سنبھل جائے گی۔ ہمیشہ حسن ظن رکھا کرو۔ میں دونوں کی شکلوں کو دروازہ سے غائب ہوتے دیکھتی رہی۔ پھر میں نے خوشی کے عالم میں زارہ کے نگار خانہ کے دروازہ پر دستک دی۔ اُس نے فی الفور دروازہ کھول دیا۔ اور باہر نکلی۔ میں نے شہزادہ کا پیغام لفظ بہ لفظ سنا دیا اس نے سنکر زور سے آہ بھری۔

میں "زارہ کیا تمہیں اُس کی حالت پر افسوس ہے"

زارہ "ہاں مجھے اس کی حالت پر اس حد تک افسوس ہے۔ جس حد تک مجھے اور چیزوں پر افسوس ہو سکتا ہے مجھے در اصل کسی واقع پر بہت افسوس نہیں ہوتا۔ خواہ وہ کتنا ہی شاق معلوم ہو"

میں اُس کے اس قول سے دنگ رہ گئی۔

میں "ہیں! میرا خیال تھا۔ کہ تمہیں گہری ہمدردی ہو گی"

زارہ "بیشک میرے دل میں ہمدردی ہے۔ لیکن صرف ایسے لوگوں کے ساتھ جو تکلیف یا مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اور جن کو کچھ علم نہ ہو۔ مثلاً ایسے پرندہ سے جو موت کا باعث نہیں جانتا۔ اور مر رہا ہو۔ کملانے والے پھول سے۔ جو اپنے

پژمردہ ہونے کی وجہ سے بے خبر ہوتا ہے۔ لیکن ایسے شخصوں کی حالت پر جو باوجود انسان ہونے کے اپنے مافی الضمیر کے کہنے پر عمل نہیں کرتے۔ اور ہمیشہ وہ بات کرتے ہیں۔ جس کی نسبت ان کو معلوم ہے کہ نہیں کرنی چاہئے۔ اور طرہ یہ کہ ان کو اس کے نہ کرنے کے لئے تنبیہ بھی ہو جاتی ہے۔ تو بھی باز نہ آئیں۔ مجھے بالکل افسوس نہیں ہوتا۔ اور ان لوگوں کے لئے جو اپنی زیست کے باعث اور اس کے نمائی نتائج پر غور کرتے ہیں۔ افسوس کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ بالکل خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ انہیں جو واقع پیش آتا ہے۔ وہ ان کی ترقی اور سود و بہبود کے لئے ہوتا ہے ؛

میں۔ (قدرے تامل سے) مجھے یہ بتاؤ شہزادہ کا یہ کہنے سے کہ میں نے تمہارے عاشق کو دیکھا ہے کیا مطلب تھا؟"

زارہ۔ (یکایک سرد مہری سے) جو اُس نے کہا وہی اُس کا مطلب تھا۔ مجھے معاف رکھنا۔ میں نے خیال کیا تھا کہ تم متجسّس نہیں ہو؟"

مجھے اس کا اس طرح لہجہ اور انداز تبدیل کرنا پسند نہ آیا۔ اور میں نے زور سے اُس کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور اس کی صورت دیکھ کر مسکرانے لگی ؛

میں "زارہ تم مجھ سے خفا نہ ہو گی۔ میں نہیں چاہتی کہ تم مجھ سے غریب آدمی کا سا سلوک کرو۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم کیا ہو۔ اور تمہاری تعریف کرنا بہت خطرناک ہے۔ تاہم میں تمہاری تعریف اور محبت سے باز نہیں رہ سکتی۔ میں تم سے للکار کر کہتی ہوں کہ مجھے ویسی ہی بے رحمی سے گرا دو۔ جس طرح شہزادہ کو گرا دیا تھا۔ تم زندہ بجلی

کا ایک ٹکڑا ہو۔ اور اس پر یہ حسن غضب !"
میری باتیں سنکر زارہ بے چینی سے ہلنے لگی۔ لیکن میں اُسے زور سے گلے لگائے رہی۔ بجلی کا ٹکڑا کہنے سے اُس کا رنگ بہت زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں میں ویسی ہی چمک دمک تھی۔ جیسی کہ اس گوہر میں جو اُس کے سینہ پر تھا ؀
زارہ۔ (بڑبڑاکر) "تمہیں کیا بات معلوم ہوئی ہے ؟ تم کیا جانتی ہو؟"
میں۔ (باہیں ڈالے ہوئے جرأت سے) "میں یہ نہیں کہ سکتی کہ میں جانتی ہوں۔ لیکن میں نے ایک قیاس کیا ہے جو میرے خیال میں صداقت کے بالکل قریب ہے۔ تمہارا بھائی بچپن سے تمہاری غور و پرداخت کرتا رہا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اس نے کسی طریقہ سے جو سوائے اس کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے تم میں برقی قوت بھر دی ہے۔ ہاں زارہ (یہ میں نے اس لئے کہا کہ وہ میری گرفت سے چھوٹنا چاہتی تھی) یہی وجہ ہے کہ تم سولہ سال کی لڑکی کی طرح شگفتہ تر و تازہ اور نوجوان ہو۔ بجائیکہ اس عمر میں دوسری عورتیں مردہ ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے چہرے پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔ اسی برقی قوت سے تم ان لوگوں کو جن سے تمہیں نفرت ہے۔ صدمہ پہنچا سکتی ہو۔ جیسا کہ تم نے شہزادہ آئیون کو پہنچایا تھا۔ اور جن لوگوں سے تمہیں ذرا بھی ہمدردی ہے۔ ان کو اپنی طرف بہت زور سے کھینچ سکتی ہو۔ مثلاً مجھے اور زارہ باوجودیکہ تم میں اس قدر برقی قوت بھری ہوئی ہے۔ مگر تم میرے بازو اپنی کمر سے جدا نہیں کر سکتی ہو۔ کیونکہ تمہیں میرے خلاف مدافعت کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ اور صرف اس

کی بدولت ہی تم مجھے صدمہ پہنچا سکتی ہو۔ کیا میں اسی طرح قیاس کرتی چلی جاؤں ؟

زارہ نے اشارہ سے رضامندی ظاہر کی۔ اس کے بشرہ سے شفقت کے آثار نمایاں اور اُس کے منہ کے دونو گوشوں پر مسکراہٹ عیاں ہوئی +

میں "تمہارا عاشق کسی اور دنیا کا باشندہ ہے۔ شائد وہ خود تمہارے تصوّر کا ہی پیکر خیالی ہے۔ شائد وہ (کیونکہ میں ملحد نہیں ہونا چاہتی) ایک حسین اور زبردست فرشتہ صفت روح ہو۔ میں اس مضمون پر تمہارے ساتھ بحث کرنا نہیں چاہتی میرا خیال ہے کہ جب شہزادہ آئون بیہوش ہو کر گرا تھا۔ تو اُس نے یہ بے نام و نشان ہستی دیکھی تھی۔ یا اُسے یہ خیال ہُوا تھا کہ اس نے ایسی ہستی دیکھی ہے۔ اور اب (میں نے بازوؤں کی گرفت ڈھیلی کر دی) یہ بتاؤ کہ میرا قیاس درست ہے ؟"

زارہ غور و خوض میں محو معلوم ہوتی تھی +

زارہ "میں نہیں جانتی کہ یہ خیال ——"

میں "(زور سے) ٹھیرو یہ محض خیال نہیں۔ میں نے استدلال سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ مجھے کتب خانہ سے یہ کتاب ملی ہے۔ اس میں بعض مچھلیوں میں برقی اعضا دریافت ہونے کے مضمون پر بحث ہے۔ سنو۔ یہ اعصابی آلات ہیں۔ جن کے حصوں کی ترتیب وولٹا کے برقی آلہ سے مشابہ ہوتی ہے۔ ان میں برقی قوت پیدا اور خارج ہوتی ہے "+

زارہ "اچھا" +

میں "(کسی قدر خفگی اور کسی قدر مذاق سے) تم کہتی ہو اچھا

گویا تمہیں یہ بات معلوم ہی نہیں - میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ ان مچھلیوں کی برقی کیفیت کے مطالعہ سے میں نے بہت سی باتیں سمجھ لی ہیں - تمہارے بھائی نے انسان کے جسم میں ویسے برقی اعضا کا جو اس کتاب میں یہاں کئے گئے ہیں بیج یا آغاز دریافت کیا ہوگا - اور اس لئے اُن کو اپنے اور تمہارے جسم میں نشو و نما کرکے کمال تک پہنچا دیا ہوگا - اُس لئے اُن کو ریفا یو سیلینی کے جسم میں بھی ترقی دی ہوگی - اور اب اس نے میرے جسم میں اُن کو ترقی دینی شروع کی ہے - اور میں صدق دل سے یقین کرتی ہوں کہ اس امر میں اُسے کامیابی ہوگی - میرے خیال میں اس کا یہ اصول بہت ہی شاندار ہے!"

زارہ میری طرف سنجیدگی سے دیکھنے لگی - اور بوجہ غور و فکر کے اس کی بڑی بڑی آنکھیں زیادہ سیاہ ہوگئیں ◆

زارہ "فرض کیا کہ تم نے استدلال سے صحیح نتیجہ نکالا ہے اور میں انکار نہیں کرتی کہ تم نے اس امر کو بہت کچھ سمجھ لیا ہے تو کیا تم کو خوف نہیں لگتا؟ کہ تم نے یہ خیال نہیں کیا کہ کاسمیر کے اس راز کے سیکھنے - اور انسان میں ایسی مہلک قوت کو ترقی اور نشو و نما دینے کی قابلیت میں کچھ نقص رہ گیا ہوگا؟"

میں "اگر یہ طریقہ مہلک ہے تو جا بخش بھی ہے - وہ دوائیں جو تریاق کا حکم رکھتی ہیں زہر بھی ہوتی ہیں - تم نے شہزادے کو بیہوش کرکے اپنے قدموں میں گرا دیا تھا - لیکن تمہارے بھائی نے اُسے پھر زندہ کر دیا - دونو باتیں برقی ہی کے ذریعے کی گئی تھیں اب میری سمجھ میں یہ امر بخوبی آگیا ہے - اس میں کوئی بات مبہم یا پر اسرار معلوم نہیں ہوتی - اف! یہ کیسی عظیم دریافت ہے!"

یہ سنکر زارہ مسکرانے لگی +

زارہ ۔ تم بڑی پرجوش ہو۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ۔ وُہ قدیم کلدانیوں کو بخوبی معصوم تھی ۔ یہ حضرت موسٰے اور اس کے پیروؤں کو معلوم تھی ۔ حضرت مسیحؑ اور اس کے حواریوں نے اُسکی مشق میں کمال پیدا کیا تھا ۔ جدید تہذیب کے شیدائیوں کو وہ ایک نئی دریافت معلوم ہوتی ہوگی ۔ کیونکہ نام نہاد ترقی میں یہ میلان ضرور ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانہ کو فراموش کردے ۔ وحشی انسانوں کی قوت شامہ نہایت ہی تیز ہوتی ہے ۔ حیوانات کی قوت کے مقابلہ میں زیادہ تیز ہوتی ہے ۔ وہ حیوانوں کے سراغ پر کسی ایسی بو کے ذریعے جو انہیں ہوا کے ذریعے سے معلوم ہوجاتی ہے ۔ چلے جاتے ہیں ۔ اور کبھی غلطی نہیں کرتے ۔ پھر وہ آندھی میں کان لگاکر خفیف ۔ اور نہایت بعید آواز کو یقین اور صحت کے ساتھ سن سکتے اور بتا سکتے ہیں کہ یہ کیسی ہے ۔ مہذب انسان ان سب باتوں کو بھول گئے ہیں ۔ ان کی قوت شامہ اور قوت سامعہ واقعی تیز نہیں ہوتی ۔ اسی طرح وہ برقی اعضا کا استعمال بھی بھول گئے ہیں ۔ مگر یہ اوصاف کم وبیش ان میں بیشک پائے جاتے ہیں ۔ جس طرح انسان کے عضلات مشق اور ورزش سے نشوونما پاتے ہیں ۔ اسی طرح اس کا عجیب وغریب اندرونی برقی آلہ استعمال سے قوی اور بڑا ہو سکتا ہے ۔ دنیا کے ابتدائی لوگوں کو اُس کا حال معلوم تھا ۔ جوں جوں دنیا بوڑھی ہوتی جاتی ہے ۔ توں توں لوگ اس بات کو فراموش کرتے جاتے ہیں جسطرح کہ بوڑھے آدمی بچپن کے کھیل بھول جاتے ہیں ۔ یا وہ گذشتہ کھیلوں کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ لیکن آج رات ہمیں اور زیادہ گفتگو نہیں کرنی چاہئے

اگر تمہیں خیال ہے کہ میرے متعلق جو رائیں تم نے قائم کی ہیں - وہ صحیح ہیں ——"

میں - (خوشی سے چیخ کر) "مجھے یقین ہے کہ وہ صحیح ہیں" +

زارہ - "تمہیں یہ بھی یقین ہے کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے" +

میں اس کی چھاتی سے لگ گئی اور اس کے بوسے لینے لگی +

میں "مجھے یقین ہے - زارہ میرے دل میں تمہاری محبت اور عزت نے ان عورتوں سے جن سے میری ملاقات ہوئی ہے یا آئندہ ہو گی - زیادہ گھر کر رکھا ہے - اور تمہیں مجھ سے محبت ہے میں جانتی ہوں کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے +

زارہ "بھلا میں تم سے محبت کئے بغیر رہ سکتی ہوں؟ کیا تم ہم میں سے نہیں ہو؟ میری جان سے پیاری اب میں تخفیف تصدیعہ عرض کرتی ہوں - آج خوب چین سے سونا" +

میں "میں بھی سلام کہتی ہوں - اور یاد رکھو کہ شہزادہ آئون نے تم سے معافی چاہی تھی +

زارہ (آہستہ سے) جو مجھے یاد ہے - میں اُسے پہلے ہی معاف کر چکی ہوں" +

جب ہم رات کو ایک دوسرے سے رخصت ہوئے تو اس کے دلربا مکھڑے سے رحم - اور تحمل کے آثار بڑی آب و تاب کے ساتھ نمایاں ہو رہے تھے - فرشتے بھی ان گنہگاروں کی طرف جو توبہ اور خدا سے عفو دعا کرتے ہیں - ایسے ہی رحم سے دیکھتے ہونگے +

میں اس رات تھوڑی دیر تک جاگتی رہی - میں اسس خیال کے سلسلہ کا سراغ لگانے کی کوشش کرتی رہی - جو میں

نے زآرہ کے ساتھ گفتگو کرتے وقت شروع کیا تھا۔ میں نے
خیال کیا کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ مقناطیس حیوانی کا کوئی
وجود ہے۔ اور اس امر سے کسی معقول آدمی کو انکار نہیں ہو سکتا
تو ہیلیو باس کی طرح برقی مشق کرنے سے تمام باتیں ممکن ہیں۔
فوق العادت واقعات کا علم بھی پہلے سے حاصل ہو سکتا ہے
یعنی اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ دنیا میں کوئی چیز فوق العادت
ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ ایسی بات کو اغلب خیال کرانا
سراسر جہالت اور گستاخی ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ لوگ سمندر
کی تہ میں تار رکھ کر بحر اوقیانوس کے پار ایک لحظہ میں پیغام
پہنچانے کے خیال کا خوب خاکہ اڑایا کرتے تھے۔ اب یہ امر
مسلّم الثبوت ہو گیا ہے۔ کہ لوگ اس کے عادی ہو گئے ہیں۔
اور اب اُسے اعجوبہ روزگار خیال نہیں کرتے۔ بالفرض اگر
انسان میں برقی قوت کا وجود ہے۔ تو انسان اور دوسری
دنیاؤں کی ہستیوں۔ اور نظام شمسی کے دوسرے افراد کے
درمیان اوقیانوس کے تار برقی سلسلہ کی طرح روحانی آمد و رفت
کیوں نہ قائم کیا جائے؟ میں اس مضمون پر جس قدر زیادہ
غور کرتی تھی۔ میں اس دوسری دنیا کے متعلق جہاں مجھے بہت
جلد جانا تھا۔ زیادہ دلیرانہ خیالات میں منہمک ہو گئی۔ پھر مجھ
پر غنودگی کی سی حالت طاری ہوئی۔ اس میں میں نے دیکھا
کہ منوّر روشنی کی ایک مسلسل بے انتہا چمکدار زنجیر جو ایسے
دائروں پر جو ایک دوسرے میں حلقوں کی طرح گتھے ہیں۔
مشتمل ہے۔ اور یہ خلا کے وسیع خطوں کے گرد گھوم
رہی ہے۔ اور اُس سے سورج۔ چاند۔ اور ستاروں کو چھو رہی ہے

ہار کی طرح آگ کے ایک فیتے سے جکڑ دیا ہے۔ بہت ہی غور و خوض اور منکسرانہ تحقیق کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میں اس بڑی زنجیر کی ایک نہایت ہی چھوٹی سی کڑی ہوں مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس دریافت پر میں خوش یا خوف زدہ ہوئی۔ کیونکہ نیند نے میرے خیالات کے سلسلہ کو منقطع کر دیا اور میں جیتے جاگتے جو خواب دیکھ رہی تھی۔ ان پر سیاہ پردہ گرا دیا ؞

عالم بالا کی سیر

دُوسرے روز صبح کے وقت مجھے دو خط موصول ہوئے۔ جن میں سے ایک خط مسز ایڈ ارارڈ کا تھا۔ جس میں اس نے یہ تحریر کیا تھا کہ اُس نے اور کرنیل نے پیرس آنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے ؛

میں اس کے خط کا کچھ اقتباس کرتی ہوں۔ تمام اچھے اچھے آدمی یہاں سے جا رہے ہیں۔ میڈم ڈڈیر اور اس کا خاوند نیپلز کو روانہ ہو گئے۔ اور ریفا لیو سلیینی کی روانگی سے ہم بالکل تنہا رہ گئے ہیں۔ وہ کل صبح تمام اسباب باندھ کر روم کو چلا گیا۔ موسم بدستور بہت خوشگوار ہے۔ چونکہ تم باوجود سردی کے پیرس میں لطف اٹھا رہی ہو۔ اس لئے ہم نے تمہارے شریک ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ اور خاص کر اس وجہ سے کہ میں اپنا خاص اور بیش قیمت لباس نیا بنوانا چاہتی ہوں۔ ہم پیرس پہنچ کر گرینڈ ہوٹل میں اترینگے۔ اور میں نے اسی ڈاک میں مسز چالونز کو بھی ایک خط بھیجا ہے۔ کہ ہمارے لئے ایک مکان لے رکھے۔ ہم بہت خوش ہیں۔ کہ تمہیں صحت حاصل ہو گئی۔ یہ ضروری ہے کہ تم جب تک بالکل صحیح و سالم نہ ہو جاؤ۔ تب تک اپنے طبیب سے جدا نہ ہو۔ بہر کیف ہم آئندہ ہفتے کے اختتام سے پیشتر نہیں پہنچینگے ؛

میں نے دنوں کا شمار کیا۔ گرچہ میں عجیب و غریب ملاقات کے

اثنا میں ہیلیو باس نے کہا تھا کہ آٹھ روز کے بعد مجھ میں نقل مکانی کرنے کی وہ قوت آ جائے گی۔ جس کا اُس نے وعدہ کیا تھا۔ وہ آٹھ روز آج ہی صبح پورے ہوئے ہیں۔ مجھے اس خیال سے خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ میں اس تجربہ کے مکمل ہونے سے پیشتر مسٹر الیور ار ڈیاکسی اور لیڈی سے ملاقات کرنے کی پروا نہیں کرتی تھی۔ دوسرا خط مسز چالوز کا تھا۔ اس نے مجھے لکھا تھا۔ کہ چودہ روز بعد آج ہی کے روز گرینڈ ہوٹل میں اپنا کوئی فی البدیہ راگ سنانا ؛

جب میں ناشتہ کھانے گئی تو میں نے دو نو خطوط کا ذکر کیا۔ اور ہیلیو باس سے مخاطب ہو کر کہنے لگی:۔

"کیا رفائیلو سیلینی کا کینیس سے یکایک چلے جانا۔ اس کی تلوّن مزاجی پر دلالت نہیں کرتا؟ ہم سب نے خیال کیا تھا کہ وہ اس جگہ سردی کا موسم گزرنے تک رہیگا۔ کیا تمہیں معلوم تھا کہ وہ روم جانے والا ہے؟"

ہیلیو باس کا خیال کسی اور طرف تھا۔ اور وہ قہوہ کی پیالی کو ہلاتا ہُوا کہنے لگا۔ ہاں میں جانتا تھا کہ وہ اس مہینے میں کسی روز چلا جائے گا۔ اس کا وہاں جانا ایک کام کی وجہ سے ضروری ہے"؛

زارہ "کیا تم وہ فی البدیہ راگ سناؤ گی۔ جس کی تم سے مسز چالوز نے فرمائش کی ہے؟"

میں نے ہیلیو باس کی طرف نظر اٹھائی تو اُس نے میرے کہنا کا یہ جواب دیا:

ہیلیو باس (آہستہ سے) اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو ضرور سناتا۔ تاریخ مذکورہ پر تمہارے راگ سنانے میں کوئی امر مانع نہ ہوگا

اس سے مجھے بہت دلجمعی ہوگئی - میرے دل میں رہ رہ کر یہ خیال آتا تھا ممکن ہے کہ میں برقی وجدانی حالت کے تجربہ کئے جانے پر میں رضامند ہوئی ہوں - میں اس سے زندہ نہ اٹھ سکوں مگر جب ہیلیو باس نے مجھے یقین دلایا - تو میری واقعی تشفی ہوگئی ہم سب اس روز صبح کو بہت خاموش رہے - ہمارے سروں سے متانت اور محویت کے آثار پائے جاتے تھے - زارہ کا رنگ پیلا تھا اور وہ خیالات میں ہمہ تن غرق معلوم ہوتی تھی - ہیلیو باس کے بشرہ سے بھی قدرے تشویش ظاہر تھی - گویا وہ تمام رات جاگ کر کسی دماغ تھکا دینے والی محنت میں مصروف رہا ہے - شہزادہ آئیون کا کوئی ذکر نہیں آیا - جب ناشتہ ختم ہو چکا تو میں نے بیدھڑک مسکرا کر ہیلیو باس کے متین چہرہ کی طرف دیکھا - گو اس پر قدرے قلیل اداسی تھی - مگر اس کی وجہ سے وہ بہت ہی شریفانہ اور باوقار معلوم دیتا تھا +

میں - (آہستہ سے) موعودہ آٹھ روز گزر گئے !

وہ میری آنکھوں کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگا - اور میرے خدوخال کا متانت اور غور سے مشاہدہ کرتا رہا - پھر اس نے جواب دیا !

ہیلیو باس - صاحبزادی ! مجھے بھی معلوم ہے - میں دوپہر کے وقت اپنے کمرے میں تمہارا منتظر رہونگا - اس اثنا میں کسی سے گفتگو نہ کرنا - زارہ سے بھی نہ بولنا - کوئی کتاب نہ پڑھنا - باجہ بالکل نہ بجانا - گرجہ تمہارے لئے تیار کیا گیا ہے - وہاں جا کر عبادت کرو - اور جب تمہیں قربان گاہ کی صلیب کے سرے پر روشنی کا ایک نقطہ نظر آئے تو اس وقت ٹھیک بارہ بجینگے - تب تم میرے پاس چلی آؤ +

یہ کلمات اُس نے سنجیدہ اور متین لہجہ میں کہے۔ اور مجھے کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا۔ میرے دل پر یکایک رعب مستلط ہو گیا میں زارارہ کی طرف دیکھنے لگی۔ اس نے مجھے خاموش رہنے کے لئے لبوں پر انگلی رکھی۔ اور مسکرا دی۔ پھر اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ کر مجھے گرجے کے دروازے میں لے گئی وہاں اُسنے ایک سفید شفاف چیز کا نرم سا نقاب اٹھایا۔ اور اُسے مجھ پر ڈال دیا۔ پھر اُس نے مجھے چھاتی سے لگا کر پیار سے میرے بوسے لئے لیکن اس اثنا میں زبان سے ایک حرف بھی نہ نکالا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر وہ گرجے میں داخل ہوئی۔ اور روشنی اور رنگوں کی بھڑک اور چمک دمک میں سے گزر کر میرے ہمراہ قربان گاہ تک جا پہنچی۔ اس کے سامنے قرمزی مخمل کی ایک نشست بنی ہوئی تھی۔ اُس نے مجھے دوزانو ہونے کے لئے اشارہ کیا۔ اور جالی دار نقاب میں سے جو مجھ پر سرتاپا پڑا ہوا تھا۔ میرے بوسے لئے۔ پھر وہ دبے پاؤں لوٹ کر غائب ہو گئی۔ میں نے شاہ بلوط کے بھاری دروازہ کے بند ہونے کی آواز اُس کے باہر نکلنے پر ضرور سُنی۔ میں تنہا رہ گئی۔ تو اپنے گرد و پیش کی چیزوں کو غور سے دیکھنے لگی۔ قربان گاہ جس کے سامنے میں دوزانو تھی۔ چراغوں کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ اور اس پر نہایت سفید پھول کثیر تعداد میں بطور آرایش رکھے ہوئے تھے۔ ان کی بھینی بھینی خوشبو عود عنبر اور لوبان کی خفیف مہک سے ملکر خوب بہار اور دل و دماغ کو معطر کئے دیتی تھی۔ گرجے کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے طاقوں اور زیارتگاہوں پر موم بتیاں اس طرح جل رہی تھیں۔ جس طرح گرمی کی راتوں میں جگنو نظر آتے ہیں۔ ایک بڑی صلیب کے پاؤں پر جو ایک تاریک

سے گوشے میں رکھی تھی۔ شاندار قرمزی پھولوں کا ایک ہار پڑا ہُوا تھا۔ قراین سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی بڑا تیوہار ہونے والا ہے میں چاروں طرف دیکھتی تھی۔ اور میرا دل دھڑک رہا تھا۔ ہر لحظہ یہ توقع تھی کہ کوئی غیبی ہاتھ ارغنون کو بجانا شروع کریگا اور روحانی آوازیں خدائے تعالےٰ کی حمد و ثنا میں نغمہ سرائی کرنے لگینگی۔ لیکن وہاں بالکل خاموشی تھی۔ ایسی خاموشی جس سے دل کو اطمینان اور سُرور حاصل ہوتا تھا۔ میں نے اپنے خیالات کو جمع کرنے کی کوشش کی۔ اور جواہرات سے مرصع صلیب کی طرف نظر اٹھائی جو بلند قربان گاہ پر چڑھائی گئی تھی۔ میں نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اب میں حیران تھی کہ میں کس طرح اور کس مطلب کے لئے دعا کروں۔ یکایک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ خداوند تعالےٰ سے کوئی چیز مانگنا خودغرضی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میں ان چیزوں پر جو مجھے پہلے ہی سے حاصل ہیں غور کروں اور اُن کے لئے خالق زمین و آسمان کا شکریہ ادا کروں۔ میرے دل میں بہ مشکل یہ خیال گزرا ہوگا کہ دل میں اپنی کمال نالایقی کا احساس پیدا ہُوا۔ جس سے میں بہت شرمندہ اور پانی پانی ہوگئی۔ پھر میں خیال کرنے لگی۔ کیا مجھے کبھی خوشی بھی ہوئی ہے؟ اور اگر ہوئی ہے تو کیوں؟ اس قسم کے خیالات جب میرے دل سے دوچار ہوتے تھے تو مجھے بڑی حیرت ہوتی تھی۔ پھر میں ان نعمتوں کو جو مجھے صانع قدرت کی طرف سے عطا ہوئی ہیں۔ شمار کرنے اور ان کا اپنی مصیبتوں کے ساتھ مقابلہ کرنے لگی۔ جو لوگ خوشی کی تلاش میں تھک گئے ہیں میری اس بات کو سنکر حیران ہونگے۔ کہ میں نے اپنی خوشیوں کی تعداد

رنجوں اور مصیبتوں کی تعداد سے بہت ہی زیادہ ثابت کی۔ مجھے معلوم ہوا کہ میرے پاس قوت باصرہ۔ قوت سامعہ۔ اور نوجوانی سی نعمت موجود ہے۔ میرے اعضا صحیح و سالم ہیں۔ مجھے صنعتی و قدرتی چیزوں کی خوبصورتی کے احساس اور قدر کی قابلیت بھی ہے۔ اور لطف اٹھانے کی قوت بہت ہی تیز ہے۔ یہ چیزیں ہو تو مول بھی نہیں مل سکتیں۔ کیا پھر مجھے شکرگزار نہیں ہونا چاہئے؟ کیا دھوپ کی ہر کرن۔ ہر شگفتہ و شاداب پھول۔ آندھی اور سمندر کے مقرر وقت پر چلنے اور چڑھنے۔ خوش الحان پرندوں کی رنگینوں اور درختوں کے سایہ کے لئے مجھے بلکہ ہم سبھوں کو محسن حقیقی کا شکرگزار نہیں ہونا چاہئے؟ کیونکہ دنیا میں انسان کی کونسی مصیبت ایسی بڑی ہے۔ جس کے مقابلہ میں زمین پر سورج کی روشنی کی برکت و نعمت بڑھ چڑھ کر نہ ہو؟ ہم انسان خدا کے لاڈلے اور ناز پروردہ بچے ہیں۔ جس قدر زیادہ نعمتیں ہمیں ملتی ہیں ہم اتنی ہی اور زیادہ مانگتے ہیں۔ جب ہم اپنی حماقت۔ ضد یا لاپروائی کی وجہ سے جل جاتے یا زخمی ہو جاتے ہیں۔ تو ہم اپنے قصوروں کا الزام خداوند جل شانہ کے سر تھوپتے ہیں۔ ہم کسی شخص کے مرنے پر سیاہ لباس پہن لیتے ہیں۔ گویا ہم خدا پر جس کے حکم سے ہمارا کوئی خاص پیارا یا چیدہ آدمی مر گیا ہے۔ بڑے زور سے اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اس کی حکمت کاملہ پر یقین ہوتا تو ہمیں نہایت سفید اور چمکدار لباس پہننا چاہئے تھا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ہم اس خیال سے خوش ہیں کہ ہمارا قیمتی خزانہ اس کامل سردار کی سرزمین میں جہاں ہم خود جانا چاہتے ہیں بالکل محفوظ اور سلامتی سے رکھا ہے۔ جب ہم بیماری۔ روپیہ۔ حیثیت

یا دوستوں کے ضائع ہونے سے تکلیف ہوتی ہے۔ تو ہم سب قسمت کو کوسنا شروع کرتے ہیں۔ اور قسمت خدا کا دوسرا نام ہے۔ اور ہم ان بچوں کی طرح جن کے کھلونے ٹوٹ گئے ہوں۔ روتے اور چلاتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ آفتاب روشن رہتا ہے۔ موسم آتے جاتے ہیں۔ قدرت کا دلکش نگار خانہ خود بخود کھلتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ ہمارے نفع کے لئے ہے۔ مگر ہم ہیں کہ غصے سے بڑبڑاتے۔ بے چین ہوتے۔ اور اُن سے آنکھیں پھیر لیتے ہیں ✤

قربان گاہ کے سامنے دوزانو ہونے کی حالت میں ان باتوں پر غور کرتے ہوئے میرا خیال شکرگزاری کے خیال سے معمور ہو گیا۔ اور مجھے سوائے اس کے اور کسی دعا کا خیال نہیں آیا۔ یعنی خدا مجھے یقین اور محبت کرنے دے۔" اس وقت مجھے مسیح کی وجیہ قوی اور شاندار شکل کا خیال آیا۔ جو دنیا کی تاریخ میں واضح طور پر نظر آتی ہے۔ جیسے کہ خالص سفید سنگ مرمر کا بت سیاہ زمین کے بالمقابل کھڑا ہوا نظر آتا ہے۔ میں اس نہایت بے داغ و بے شخص کے تحمل۔ صبر۔ عفو۔ اور عصمت پر جس نے صلیب پر جان دی۔ غور کرنے لگی۔ اور میں غور و خوض میں اس قدر منہمک ہو گئی۔ کہ میرے خیال میں وقت بہت جلد گزرنے لگا۔ یہانتک کہ قربان گاہ کی سیڑھیوں پر ایک شعلے کے یکایک نمودار ہونے سے میں اوپر دیکھنے لگی۔ جواہرات سے مرصع صلیب آتشیں صلیب نظر آتی تھی۔ جس روشنی کے نقطہ کی طرف دیکھنے کی مجھے ہدایت ہوئی تھی۔ وہ صلیب کے پرلے ہی سرے پر نہ تھا۔ بلکہ وہ تمام قیمتی جواہرات میں جو چوٹی سے نیچے تک تھے۔ سرایت کر گیا

تھا۔ جس کے باعث جواہر اُس سے ستاروں کی طرح چمک رہے تھے۔ بعد آزاں مجھے معلوم ہؤا کہ یہ کرشمہ ایک باریک برقی تار کے ذریعے پیدا کیا گیا تھا۔ جو ایک برقی اصول پر بنی ہوئی ٹائم پیس سے ملا ہؤا تھا۔ اور صلیب کو طلوعِ آفتاب۔ دوپہر اور غروبِ آفتاب کے وقت روشن کر دیتا تھا۔ روشنی کو دیکھ کر مجھے یاد آیا کہ اب میرے ہیلیوباس کے پاس جانے کا وقت آگیا۔ اس لئے میں آہستہ سے اُٹھی۔ اور چپ چاپ ادب سے قدم اٹھاتی ہوئی گرجے سے نکل آئی۔ کیونکہ یہ رائے میرے دل میں ہمیشہ رہی ہے کہ خالق ارض وسماد کی پرستش وعبادت کے لئے جو مقام مخصوص کر دیا گیا ہو۔ اُس میں عجلت اور بے صبری ظاہر کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ شخص جو ان باتوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ نہایت ہی لائق مخلوق ہے۔ جب میں دروازہ کے باہر چلی گئی تو میں نے اپنا نقاب اُتار دیا۔ اور پھر بڑے اطمینان اور دلیری سے اپنے استاد کے کتب خانہ کی طرف روانہ ہوئی۔ اس روز مکان میں بالکل خاموشی کا عالم تھا۔ جسے میں کبھی فراموش نہ کروں گی۔ بڑے کمرے میں جو فوارہ تھا۔ وہ بھی دم بخود اور ہلکی آواز سے چلتا ہؤا سنائی دیتا تھا۔ میں نے ہیلیوباس کو میز کے قریب پڑھتے مطالعہ میں مصروف دیکھا۔ جب میں نے اُسے اس حالت میں دیکھا۔ تو مجھے اپنا خواب بڑی صفائی اور وضاحت سے یاد آگیا۔ مجھے یہ خیال ہؤا کہ جو کچھ وہ پڑھ رہا ہے میں اُس سے واقف ہوں۔ جب میں کتب خانہ میں داخل ہوئی تو اُس نے نظر اٹھائی۔ اور مجھے تلطف آمیز مگر سنجیدہ مسکراہٹ سے سلام کیا۔ اور میں نے یکایک مہرِ سکوت کو توڑ ڈالا۔

میں ”تمہاری کتاب، اس مقام پر کھلی ہے - جس سے یہ عبارت شروع ہوتی ہے - دنیا صرف محبت کے قانون کے طفیل میں قائم ہے - ایک عظیم شاندار سلطنت آندھیوں اور لہروں پر حکومت کرتی ہے - کیا میں ٹھیک کہتی ہوں“

ہیلیو باس ”ہاں کیا تم کتاب سے واقف ہو؟“

میں ”صرف اُس خواب کے ذریعے میں نے جو کینیس میں تمہارے متعلق دیکھا تھا - میرا خیال ہے کہ سگنور سیلینی کو مجھ پر کچھ اختیار و اثر ضرور حاصل تھا“

ہیلیو باس ”بیشک اس کمزور حالت میں اُسے تم پر اختیار حاصل تھا - لیکن اب کہ تم میں اس کے برابر قوت آگئی ہے - وہ تم پر بالکل اثر نہیں ڈال سکتا - صاحبزادی ہمیں مختصر گفتگو کرنی چاہئے - آسمانی سفر پر روانہ ہونے سے پیشتر میں تم سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں“

یہ سنکر میں کسی قدر کانپنے لگی - لیکن میں اُس کرسی پر جس کی طرف اُس نے اشارہ کیا تھا - بیٹھ گئی - یہ ایک بڑی آرام چوکی تھی - جس پر آدمی دراز ہوکر سو سکتا تھا

ہیلیو باس ”غور سے سنو - جب تم پہلے پہل یہاں آئی تھیں - تو میں نے تمہیں بتایا تھا - کہ میں تمہاری صحت بحال کرنے میں تم پر جو کچھ احسان کروں گا - تم اُس کا مجھے خاطر خواہ معاوضہ دے سکوگی - اب تمہاری صحت بحال ہوگئی ہے - کیا تم مجھے وہ معاوضہ دوگی - جس کا میں مستحق ہوں؟

میں - (صدق دل سے) میں یہ امر ثابت کرنے کے لئے کہ میں تمہاری شکر گزار ہوں - ہر بات کرنے کو تیار ہوں تم فقط یہ بتادو

کہ میں کیا کروں؟

ہیلیو باس ؛۔ تمہیں معلوم ہے کہ انسان کی روح یا برقی جوہر کے متعلق میرے کیا اصول ہیں۔ میں تم سے بیان کر چکا ہوں۔ کہ وہ ترقی پذیر ہے۔ پہلے وہ بمنزلہ بیج کے ہوتی اور اُس کی قوت اور خوبصورتی ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایسی عظیم اور پاک صاف ہو جاتی ہے کہ آخری دنیا یا خدائی دنیا میں داخل ہونے کے لائق ہو جاتی ہے۔ لیکن بعض اوقات اس کی ترقی میں رکاوٹیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ اُس کے راستہ میں جو رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں۔ ان کی وجہ سے وہ بہت پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ اکثر اوقات وہ اس قدر پیچھے چلی جاتی ہے کہ اس کو از سر نو سفر کرنا پڑتا ہے۔ میں نے نہایت جانفشانی سے تحقیقات کر کے اپنی اندرونی قوت یا روح کی ترقی کا مطالعہ اور مشاہدہ کرنے کی قابلیت پیدا کی ہے۔ اب تک تو خیریت گزری ہے۔ میں مناسب عجز و انکسار کو مدنظر رکھ کر کہہ سکتا ہوں مجھے یقین ہے کہ اب تک ہر طرح سے خیریت رہی ہے۔ لیکن اب مجھے ایک آئندہ مصیبت نظر آ رہی ہے۔ یہ ایک ایسا خطرہ ہے کہ اگر کسی طرح سے اس کی مزاحمت اور رَنحداد نہ کی گئی۔ تو میرے روحانی جوہر کی روز افزوں ترقی کو بہت صدمہ پہنچیگا۔ چنانچہ مجھے وہ کام جس کے مکمل ہونے کی امید ہو گئی تھی۔ بہت رنج و افسوس سے پھر شروع کرنا پڑیگا۔ میں خواہ کتنی ہی کوشش کروں۔ تو بھی یہ دریافت نہیں کر سکتا کہ یہ مصیبت کیا ہے۔ لیکن تم دہیں یہ سنکر چونکی ہاں تم جب بالائی دنیا میں پہنچکر عجیب و غریب چیزیں دیکھنے کے قابل ہو جاؤ گی تو چونکہ اس تحقیقات میں تمہاری کوئی ذاتی غرض

نہ ہو گی۔ اس لئے اُس کا علم حاصل کرکے واپس آنے پر مجھے
اس کی کیفیت بتا سکوگی۔ اگر میں اس راز کے دریافت کرنے
کی میں کوشش کروں۔ تو وہ محض میرے ذاتی فائدہ کے واسطے
ہو گی۔ اور روحانی طور پر کوئی چیز صاف صاف اور اطمینان
بخش طور پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ بشرطیکہ اس میں ذرا بھی خودغرضی
ہو۔ تم اگر واقعی میری ممنون ہو۔ تو اس معاملہ کی یقینی طور پر تحقیق
کرسکوگی۔ کیونکہ تمہاری روح ایک اور روح کے لئے کام کر رہی
ہو گی۔ تاہم میں تمہیں اپنے لئے یہ کام کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا
میں تم سے صرف یہ پوچھتا ہوں کہ کیا تم رضامند ہو؟"

اس کے تفکر و منت آمیز لہجہ سے میرے دل پر بہت اثر
ہُوا۔ لیکن میں حیران و پریشان تھی۔ اور نہیں جانتی تھی کہ مجھے
کیا عجیب و غریب واقع پیش آئیگا۔ میں نے مصمم ارادہ کرلیا
کہ خواہ مجھے کچھ ہی پیش آئے۔ لیکن میں اس کی درخواست کو
مستعدی سے منظور کروں گی۔ اس لئے میں نے استقلال
کے لہجہ میں کہا:۔

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنی طرف سے جو کچھ بن آئیگا
کروں گی۔ واضح رہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں کہاں جا رہی
ہوں۔ نہ میں یہ قیاس کرسکتی ہوں کہ کیسی کیسی حسین اور خیالات
مجھ پر مسلّط ہونگے۔ لیکن اگر مجھے زمین کا دھیان رہا۔ تو میں
تمہارے سوال کا جواب معلوم کرنے کی کوشش کروں گی۔"

میرے جواب سے ہیلیوباس کا اطمینان ہو گیا۔ اور کرسی
سے اٹھ کر اس نے ایک بہت مضبوط لوہے پیٹی کا قفل کھولا
اُس سے اُس نے ایک عجیب و غریب۔ ہر دم متحرک چمکدار

عرق کا بھرا ہوا گلاس نکالا۔ جس کی صورت اس عرق کے مشابہ تھی۔ جس کے پینے سے ریفالیو سیلینی نے مجھے منع کیا تھا۔ پھر وہ کھڑا ہو کر مجھے متجسس نگاہوں سے دیکھنے لگا +

ہیلیو باس (تحکمانہ آواز سے) "مجھے بتاؤ کہ تم وہ دنیا کیوں دیکھنا چاہتی ہو جسے فانی انسانی دیکھ نہیں سکتے ؟ تمہاری نیت کیا ہے ؟ اور مقصد نمائی کیا ہے ؟"

میں تامل کرنے لگی۔ پھر میں نے حوصلہ کرکے قطعی جواب دیا +

میں "میرے دل میں یہ معلوم کرنے کی خواہش ہے کہ اس دنیا اور اُس عالم کا وجود کیوں ہے اور اگر ممکن ہو تو میں مذہب کی صداقت اور ضرورت کو بھی ثابت کرنا چاہتی ہوں میرا خیال ہے کہ مذہب عیسوی کی صداقت کا یقین حاصل کرنے کے لئے میں اپنی جان تک بشرطیکہ وہ کسی کام کی ہے۔ قربان کروں گی +

ہیلیو باس میرے چہرے کی طرف ترس اور ملامت آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگا +

ہیلیو باس۔ (آہستہ سے) "تمہارا مقصد شجاعانہ ہے اور تم ایک بہادر متلاشی ہو۔ لیکن جہاں تم جا رہی ہو وہاں تمہیں شرم۔ ندامت۔ رنج اور نیز حد درجہ کی خوشی اور حیرت نصیب ہونگے۔" میں اپنی جان تک بشرطیکہ وہ کسی کام کی ہے قربان کر دونگی۔" اس قول نے تمہیں بچا دیا۔ ورنہ کروں کے ایک بے انتہا اور نامعلوم میدان میں اپنے شکوک و شبہات کا بار اٹھا کر اور اپنی بے سروپا خواہشوں کی رہبری کے ذریعہ پرواز کرنا بالکل بیکار اور بے فائدہ سفر ہوتا +

وہ متجسس نگاہوں سے میری طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہا تھا۔

اور میں نے اُس کی طرف نظر اٹھائی تو میں بہت ہی شرمندہ ہوئی*
میں۔(سمجھ کر) "کیا چیزوں کا علت و معلول معلوم کرنا اچھا نہیں؟"

ہیلیو باس۔" بیشک صداقت کی خواہش بہت عمدہ خوبی ہے۔ لیکن ہزاروں آدمی میں وہ ایک میں بھی بہ مشکل پائی جاتی ہے۔ اکثر آدمی اپنے ہی ہیچ روزمرہ کے معاملات میں محو رہتے ہیں۔ اور اپنی زیست کی وجہ یا باعث معلوم کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ وہ اسی طرح چندروزہ زندگی بسر کر کے مرجاتے ہیں تاہم ان لوگوں کی طرح بے خبری اور جہالت کی حالت میں رہنا اس سے بہتر ہے کہ خالق کی ہستی پر محض اس وجہ سے فضول شک کیا جائے۔ کہ وہ نظر نہیں آتا۔ یا اس کے ان رازوں پر محض اس لئے رکیک تاویلیں اور وجوہات لائے جائیں کہ اُن سے انہیں ہماری نگاہوں سے مخفی رکھا ہے"*

میں۔(صدق دل سے باآواز بلند) "مجھے شک نہیں ہے میں صرف یقینی طور پر معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ پھر شائد میں دوسروں کو بھی ترغیب دے سکوں"*

ہیلیو باس۔(آہستہ سے) تم جبراً لوگوں کے دل میں ایمان پیدا نہیں کرسکتیں۔ تم ایسی عجیب و غریب چیزیں دیکھنے والی ہو۔ جن کے مناسب طور پر بیان کرنے سے زبان و قلم دونو ہی قاصر ہیں۔ اچھا جب تم زمین پر واپس آؤگی تو کیا تم خیال کرتی ہو۔ کہ لوگ تمہارے چشم دید واقعات کی داستان پر یقین لائیں گے؟ ہرگز نہیں! اگر تمہارے دل میں مخفی خوشی رہے تو خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کرو۔ اور اس میں سے دوسرے

لوگوں کو جو تمہارے خیالات کی تردید اور تنقید کریں گے حصہ دینے کی کوشش نہ کرو ÷
میں (تردد سے) کیا ایک دوسرے کو بھی نہیں بتانا چاہیئے؟
جب میں نے یہ سوال پوچھا تو اس کے بشرہ سے مہربانی اور شفقت کے آثار نمایاں ہوئے - اور وہ مسکرانے لگا ÷
ہیلیو باس "ہاں ایک دوسرے کو ہاں اپنے دیگر نصف حصہ کو سب باتیں بتا سکتی ہو - اب زیادہ گفتگو نہیں کرنی چاہیئے اگر تم بالکل تیار ہو تو اسے پی لو"
یہ کہہ کر اُس نے ہاتھ بڑھایا اور مجھے وہ گلاس دینا چاہا جس میں چمکدار متحرک عرق تھا اور جو اُس نے صراحی میں سے گلاس میں ڈالا تھا - اور حوصلہ اور جرأت دونو ہی نے لمحہ بھر کیلئے مجھے بالکل جواب دیدیا - اور میرے رگ و ریشہ میں برف کی طرح سردی سی پیدا ہوئی - پھر مجھے یاد آیا کہ میں تو بہادری کی شیخی بگھارا کرتی تھی کیا اب اس عین وقت پر مجھے پست ہمت ہونا چاہیئے ÷ میں نے پھر غور کرنا چھوڑ دیا - اور اس کے ہاتھ سے گلاس لے لیا - اور عرق کو غٹ غٹ چڑھا گئی - گلاس میں ایک قطرہ باقی رہنے نہ دیا - وہ بے مزہ تھا - مگر زبان کو کسی قدر گرم اور چٹپٹا سا معلوم ہوتا تھا - اس کے پیتے ہی مجھ پر عجیب مگر سُبک سی غنودگی طاری ہو گئی - اور ہیلیو باس کی شکل جو میرے سامنے کھڑا تھا - دیوسار دکھائی دینے لگا - میں نے اُسے ہاتھ پھیلاتے دیکھا - اُس کی آنکھیں برقی لیمپ کی جوت کی طرح میرے جسم میں سرایت کئے جاتی تھیں - میں نے اُس کی بلند گونجنے والی آواز دور والی گونج کی طرح سنی - وہ ذیل کے جملے کہہ رہا تھا ÷

"آزدل! آزدل! اس سبک اور دلبر روح کو اٹھاکر اپنے پاس لے جاؤ۔ جس راستہ پر یہ جائے۔ تم اُس کی راہنمائی کرو۔ ہوا کے وسیع اور شاندار یرا عظموں میں اُسے آزادانہ طور پر پرواز کرنے دو۔ اُسے ایسی شکل اور قوت عطا کرو کہ بے شمار اور خوبصورت دنیاؤں میں سے جو خلد میں ہیں۔ جس کسی دنیا کی دیکھنے کی یہ خواہش کرے۔ اُس میں اتر سکے۔ اور اگر یہ لائق ہو تو اسے اول و آخر دنیا کا نہایت اعلےٰ نظارہ ایک نظر دیکھ لینے دو۔ تم نے جو قوت مجھے دی ہے۔ اُس کے ذریعے سے میں اس روح کو آزاد کرتا ہوں آزدل آؤ! جلد اٹھا لے جاؤ!"

اُس وقت میرے چاروں طرف گھٹاٹوپ تاریکی چھاگئی۔ مجھے اپنے اعضا پر قدرت نہ رہی۔ معلوم ہوتا تھا کہ میں زور سے اور بہت جلد جلد اوپر چڑھتی جاتی ہوں۔ اور تاریکی اور نیستی کے کسی غیر محدود اور خوفناک خلد میں پہنچ گئی ہوں۔ میں نہ تو کچھ خیال کر سکتی تھی اور نہ حرکت و شور کر سکتی تھی البتہ مجھے صرف اتنا ضرور معلوم ہوتا تھا کہ میں برابر جلد جلد اور دم لینے کے بغیر بلند ہوتی چلی جاتی ہوں ایک مقام پر یکایک نور کی طویل اور لرزتی ہوئی چمک دمک نظر آئی گویا وہ قوس و قزح کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور اُسے دیکھ کر میری (روحانی) آنکھیں چندھیا گئیں۔ پھر میں خیال کرنے لگی تاریکی سے مجھے کیا سروکار؟ مجھے تو یہ لفظ ہی معلوم نہیں۔ مجھے تو صرف روشنی محسوس ہوتی تھی۔ جو نہایت صاف اور درخشاں تھی۔ میں اس روشنی میں ایسی آسانی سے داخل ہوئی۔ جیسے پرندہ ہوا میں پرواز کرتا ہوا جاتا ہے۔ اب جو حسیتیں میرے دل میں پیدا ہوتی تھیں۔ وہ مجھے بخوبی معلوم و محسوس ہو رہی تھیں۔ ان میں کوئی عجیب بات

نہ تھی۔ میں کسی ایسے عنصر میں جس سے میں پہلے ہی سے آشنا تھی۔ پہنچ گئی تھی۔ نازک ہاتھ میرے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے ایک نہایت ہی خوبصورت چہرہ جو شاعروں یا مصوّروں کے خواب و خیال میں بھی نہ آیا ہوگا۔ بڑی مسرت سے میری طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ اور اُسے دیکھکر میں بھی مسکراتی تھی۔ ایک آواز نے مجھے عجیب سردو کے لہجہ میں کچھ کہا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس آواز کو میں بخوبی جانتی اور سمجھتی ہوں۔ اُس نے یہ کہا تھا:۔

"تصویر کے غائب ہونے سے پیشتر پیچھے مڑکر دیکھو"

مَیں نے نیم بیدلی سے پیچھے نظر کی۔ مجھے سایہ یا خورد تصویر کی طرح وہ کمرہ نظر آیا۔ جہاں ہیلیوہ پاس کھڑا تھا۔ اور وہ ایک عجیب نامکمل شکل کو دیکھ رہا تھا۔ اُسے میں بخوبی نہیں پہچان سکتی تھی۔ وہ میری موجودہ شکل کا چکنی مٹی کا بہت ہی بھدّا اور بدشکل بت معلوم ہوتا تھا۔ لیکن وہ ناقص تھا۔ گویا بت تراش کو اُس کے بنانے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ مایوسی کے مارے اُسے ادھورا ہی چھوڑکر چلا گیا تھا۔

جب مجھے اُس وقت آپ کی ہستی مکمل معلوم ہوئی تو میں نے یہ خیال کیا کہ "کیا میں اس جسم میں رہتی تھی؟ میں ایسے قید خانہ میں کس طرح بند ہوگئی؟ یہ شکل کیسی خراب ہے۔ قوٰی سے عاری کمزوریوں سے پُر۔ قابلیتوں میں محدود۔ ہر طرح کے ادراک میں قاصر۔ بالکل جاہل اور بہت ہی کمینی ہے"!

میں اس تکلیف دہ سلسلۂ خیال سے نجات پانے کے لئے نورانی رفیق کی طرف مڑی۔ اس نے مجھے یکایک اوپر کو حرکت دی۔ اور میں اوپر کی طرف پرواز کرنے لگی۔ یہاں تک کہ زمین

کے گرد جو کرہ ہے ہم اس کی آخری حدود سے گزر گئے - اب ہمیں صاف اور بے ابر ایتھر کے میدان نظر آنے لگے - یہاں ہمیں انسان سے مشابہ کروڑوں مخلوق نظر آئیں - جو مختلف سمتوں میں بہت سرعت سے جا رہی تھیں - وہ سب دلفریب اور نورانی تھیں - گویا میں پریوں کا خواب دیکھ رہی تھی - ان میں سے بعض بالکل چھوٹی چھوٹی اور نازک تھیں - بعض کا قد بلند اور صورت شاندار تھی - ان کی شکل انسان کی سی تھی البتہ زیادہ نفیس - اصلاح یافتہ اور مکمل - یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا - کہ وہ انسان سے مشابہ ہی نہ تھیں - بلکہ بہت ہی مشابہ تھیں

آواز :- (جو میرے قریب آئی) "کیا تم کچھ پوچھنا نہیں چاہتی ہو؟"

میں :- (جواب میں) جس چیز کے جاننے کی مجھے ضرورت ہو وہ مجھے بتاؤ"

آواز - یہ روحیں جو ہمیں نظر آتی ہیں تمام سیاروں کے تمام باشندوں کی محافظ ہیں - ان کا شغل محبت اور توبہ ہے - ان کا کام دوسری روحوں کو - عبرت - منت اور عبادت سے خدا کی طرف مائل کرنا ہے - وہ لباس فنا پہنے ہوئے ہیں - اور فانی انسانوں کو اپنے تجربہ - سے سبق دیتی ہیں - کیونکہ یہ نورانی روحیں دوسروں کو نجات دلانے کی کوشش کے ذریعہ سے اپنے گناہوں کا کفارہ دے رہی ہیں - انہیں جس قدر زیادہ کامیابی ہوتی ہے - اسی قدر وہ فردوس کے قریب تر پہنچ جاتی ہیں - تمہاری دنیا کے باشندے اس عالم کو اعراف کہتے ہیں - یہ ان روحوں کے لئے جو اپنے خالق کا دیدار دیکھنے کی محبت دارزو

رکھتی ہیں - ایک عذاب ہے - ابھی یہ روحیں اس قدر پاک نہیں کہ خدا کے قریب جا سکیں - یہ صرف دوسروں کی خدمت کرنے اور نجات دلانے ہی سے آخر کار سرور ہو سکینگی - جب کوئی فانی انسان - ناشکری - غفلت - فراموشی اور شرارت کا کوئی فعل کرتا ہے - تو اُن روحوں میں سے کوئی جو صبر سے اپنا کام کر رہی ہیں - بہشت سے زیادہ دیر تک دور رہتی ہیں - اس سے تم خیال کر سکتی ہو - کہ ان میں سے اکثر روحوں کو مدت دراز تک انتظار کرنا پڑتا ہے"

اس کا میں نے کچھ جواب نہ دیا - اور ہم پرپرواز کرتے چلے گئے - ہم ہر لحظہ بلند ہوتے گئے - حتےٰ کہ آخر کار میرے رہبر نے جسے ہیلیوباس نے آزول کے نام سے پکارا تھا - مجھے ٹھہرا دیا - اُس وقت ہم شفاف روشنی کے ایک سمندر میں پرواز کر رہے تھے - اُس مقام سے مجھے عالم کی عظیم کل کے چلنے کا کچھ حال معلوم ہو سکتا تھا - اور مجھے نظام شمسی کے بے شمار سیارے نظر آئے - یہ پہئیوں کی طرح جو ایک دوسرے کے اندر یا باہر ہوں - اس قدر سرعت اور تیزی سے گردش کر رہے تھے - کہ سب ایک پہئیہ معلوم ہوتے تھے - میں نے دیکھا کہ سیارے بے حد تیزی کے ساتھ دم بخود گھوم رہے ہیں جیسے کہ نورانی گیند ہوا میں پھینک دئے جائیں - چلتے ہوئے دُمدار ستارے بڑی تندی و تیزی سے جا رہے تھے - گویا اُن کے ذریعے سے خدا تعالےٰ شیطان کے ساتھ لڑائی کرنے کا اعلان دے رہا ہے - ان کے حیرت انگیز جلوہ میں ناقابلِ بیان عجائبات تھے - وہ ازل سے ابد تک شاندار - عظیم - اور غیر محدود دائروں

میں گردش کر رہے تھے۔ جب میں اس سارے عالیشان نظارے کو دیکھ رہی تھی۔ تو میں مطلق مضطرب یا پریشان نہ ہوئی۔ میں اُسے ویسی ہی نظر سے دیکھتی تھی۔ جیسے کہ آدمی قدرت کے کسی پُرامن اور خوشنما نظارہ کو دیکھتا ہے۔ زمین جس سے میں خود آئی تھی۔ اس مقام سے بہ مشکل نظر آتی تھی۔ وہ ایک نہایت خفیف داغ کی مانند معلوم ہوتی تھی گویا غیر متناہی دنیاؤں کے اوس سلسلوں میں سوئی کے نوک کے برابر تھی۔ مگر اُن حیرت انگیز قوتوں کے مقابلہ میں جو میرے چاروں طرف نظر آتی تھیں۔ مجھے اپنے آپ میں ایک اعلےٰ قوت معلوم ہوتی تھی۔ مجھے کسی تشریح کے بغیر اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ میں ایک ناقابل فنا اصول یا جوہر سے بنائی گئی ہوں۔ اور یہ کہ اگر تمام ستاروں اور نظاموں کا یکایک مہیب خاتمہ ہو جائے۔ میں تب بھی فنا ہوؤنگی۔ مجھ میں اُس وقت بھی جاننے یاد رکھنے اور محسوس کرنے کی قوت اور ایک نئے عالم کی پیدائش دیکھنے کی قابلیت ہوگی۔ اور میں اُس کے نشو ونما اور نظام میں شریک رہونگی +

میں نے اپنے رہبر کی طرف خطاب کر کے کہا۔ اس وقت میری آواز سرود کی طرح شیریں تھی۔ تاہم انسانی تقریر کے مشابہ بھی تھی۔ ”مجھے بتاؤ کہ ان عجائبات کا وجود کیوں ہے اور ان کے گروہ میں زمین کی بابت یہ خیال کیوں ہے۔ کہ وہ قابل فنا ہے۔ اور کفارہ کے لائق بھی ہے؟

آزول۔ (جواب میں) ”پہلے میں تمہارے آخری سوال کا جواب دونگا۔ کیا تو وہ قریب سیارہ جس کے گرد حلقہ ہے۔ دیکھتی ہے۔ زمین کے رہنے والے۔ جن میں خاکی قلب میں رہنے

کی حالت میں تو بھی شریک ہے۔ اُسے زحل کہتے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ اترو!

ہم ایک دم میں نیچے کی طرف پرواز کرتے ہوئے ایک وسیع اور خوبصورت میدان میں اتر گئے۔ وہاں عجیب شکل اور رنگ کے پھول بکثرت کھلے ہوئے تھے۔ یہاں ہمیں بڑے بڑے قدآور نہایت حسین و نورانی باشندے ملے۔ ان کی شکل تو انسان کی تھی۔ مگر چہرہ فرشتوں کا سا۔ وہ خوشی اور ادب سے ہمارے سامنے دوزانو ہو گئے۔ اور پھر وہ محنت یا تفریح کے لئے (اپنے اپنے ارادوں کے مطابق) چلے گئے۔ میں نے آزول کی طرف اُس سے اس امر کی تشریح کرانے کے لئے نظر اٹھائی۔

آزول:۔ خالق ارض و سما کی ان مخلوقات کو ہوائی روحوں کو دیکھنے اور ان کے ساتھ گفتگو کرنے کی قابلیت عطا کی گئی ہے یہ لوگ اُنہیں جانتے ہیں۔ ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان کی آمان میں رہنے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اس سیارے میں بیماری اور بڑھاپے کا نام و نشان نہیں ہے اور موت آرام کی نیند کی طرح آتی ہے۔ زمین کے معیار وقت کے حساب سے ان لوگوں کی عمر دو سو سال کی ہوتی ہے۔ اور اُن کا جسمانی تنزّل اور انحطاط اس طرح ہوتا ہے جس طرح پھول آہستہ آہستہ مرجھا جاتے ہیں۔ اُن کی دنیا کے گرد جو برقی حلقہ ہے۔ اس وجہ سے وبا اور مرض رُکے رہتے ہیں۔ اور اُس سے روشنی اور صحت چاروں طرف منتشر ہوتی ہیں۔ زمین پر جو علم۔ ہنر۔ اور ایجادیں معلوم ہوئی ہیں وہ اس دنیا کے لوگوں کو بھی معلوم ہیں۔ البتہ ان کے ہاں یہ

چیزیں زیادہ تمیز ، حالت میں ہیں - اس سیارے اور زمین کے باشندوں میں تین بھاری فرق ہیں - اوّل یہ کہ ان کے ہاں کوئی صاحب اختیار حاکم نہیں ہے - کیونکہ ہر شخص اپنے آپ کو بخوبی ضبط میں رکھتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ وہ شادی نہیں کرتے - کیونکہ قانون کشش (جذب) جس سے مخالف جنس کے دو شخص کھینچ کر یکجا ہوتے ہیں - اُنہیں قابو اور وفاداری پر ثابت قدم رکھتا ہے - تیسرے یہ کہ اس عظیم و وسیع دنیا میں ایک مخلوق بھی ایسا نہیں جسے خالق وجود کا کبھی شک ہُوا ہو - یا کبھی آئندہ ہوگا "

یہ سنکر میری روحانی ہستی میں ایک آتشی سنسنی پیدا ہوئی - اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا - اس وقت پریوں کی مانند چھوٹے چھوٹے مخلوق جو میرے خیال میں زحل کے باشندوں کے بچے تھے - ہماری طرف دوڑتی ہوئی آئیں - اور انہوں نے دوزانو ہو کر ادب سے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے - پھر انہوں نے پھول چن کر اُس جگہ پھینکے جہاں ہم کھڑے تھے - اور وہ ہماری طرف بیباکی اور محبت کی نظروں سے دیکھنے لگے - گویا وہ کسی نادر پرند یا تیتری کی طرف دیکھ رہے ہیں ٭

آزول نے مجھے اشارہ کیا - ہم ان کی نظروں کے سامنے اوپر کی طرف پرواز کرنے لگے - اور اُس حلقہ کی روشنی کے جو اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ جسم آفتاب کا دائرہ بنایا گیا ہے پار نکل کر ہم بہت جلد زحل کو بعید فاصلہ پر چھوڑ گئے اور سرزمین زہرہ میں جا اترے - یہاں سمندر - پہاڑ - جنگل جھیلیں اور سبزہ زار ایک وسیع باغ کی طرح تھے - اس میں تمام دنیاؤں

کے پھول اور نباتات موجود تھی۔ بت تراشوں اور مصوّروں کے حسن کے اعلےٰ خیالات عملی طور پر یہاں نظر آتے تھے۔ کیونکہ یہاں کی مستورات نہائت شکیلہ و جمیلہ تھیں۔ ان کے خدو خال نہایت نازک و نفیس تھے۔ اور مرد بڑے قوی اور الٰہی حسن رکھتے تھے۔ میں نے سرسری نظر سے معلوم کر لیا۔ کہ اس منوّر سیارہ کی تہذیب کا سرچشمہ قدرت اور صنعت دونو کی محبّت ہے۔ وہاں جنگ و جدل کا وجود نہیں۔ کیونکہ وہاں مختلف قومیں نہیں۔ تمام باشندے ایک وسیع و کثیر التعداد کنبہ کی طرح ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے لئے کام کرتے ہیں۔ اور ان میں جو اعلےٰ درجہ کے ذہین لوگ ہوتے ہیں۔ ان کی تعظیم و عزت کرنے میں وہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں۔ ان کا ایک افضل و برتر بادشاہ ہے۔ اور اس کی سب بخوشی اطاعت کرتے ہیں۔ اور وہ شاعر ہے وہ بخوشی اس امر پر آمادہ ہے۔ کہ اگر لوگوں کو اس سے بڑا شاعر مل جائے تو وہ تخت سے کنارہ کش ہو جائے۔ کیونکہ ان سب لوگوں کو کاریگر سے نہیں بلکہ اس کے ہنر سے محبت ہوتی ہے۔ اور یہاں خود غرض کا نام و نشان نہیں۔ یہاں لوگوں میں سوائے روحانی ہمدردی اور خیالات کی یگانگت کے ایک کو دوسرے سے محبّت نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کے سوا کسی اور سے شادی ہوتی ہے۔ اس دنیا میں کبھی ایسا کوئی باشندہ نہیں۔ جو خالق کے وجود پر یقین اور اس کی عبادت نہ کرتا ہو۔ اس کے بعد ہم مشتری سیّارہ میں گئے۔ اس میں بھی یہی حالت تھی۔ یہاں ہر کام برقی قوت کے ذریعہ سے ہوتا تھا۔ جو لوگ سینکڑوں میلوں کے فاصلے پر رہتے تھے۔ برقی قوّت کی مدد سے بڑی سہولت کے ساتھ گفتگو کر سکتے تھے۔ چھاپہ کا فن

جس پر زمین کے باشندوں کو اس قدر ناز ہے۔ وہاں برقی قوت کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے۔ المختصر علم۔ ہنر اور ایجاد کی جو باتیں ہمیں معلوم ہیں۔ مشتری کے باشندوں کو ہم سے زیادہ اور مکمل طور پر موجود ہیں۔ کیونکہ وہاں کے باشندے ان باتوں میں برقی قوت سے امداد لیتے ہیں۔ اور یہ طاقت کبھی ختم نہیں ہوتی۔ مشتری سے آزول مجھے اور کرہ عمدہ و خوبصورت دنیاؤں میں لے گیا۔ لیکن ان میں سے ایک بھی بہشت کا نمونہ نہ تھی۔ بلکہ ہر ایک میں کچھ نہ کچھ نقص تھا۔ گویا وہاں کوئی جسمانی یا روحانی علالت تھی۔ جسے مقابلہ کر کے مغلوب کرنا پڑتا تھا۔ ہر ستارہ کے باشندے کسی ایسی چیز کے خواہاں تھے۔ جو انہیں حاصل نہیں ہوئی تھی۔ وہ کسی بہتر۔ اعلیٰ اور عمدہ چیز کی خواہش رکھتے تھے۔ اور اس وجہ سب بیمار تھے۔ اُن کی زیست کی جو حالت تھی۔ اُس میں انہیں اپنی دلی خواہشیں میسر نہیں ہو سکتی تھیں۔ اس لئے انہیں مایوسی نصیب ہوتی تھی۔ انہیں کسی نہ کسی طرح کا کام کرنا پڑتا تھا۔ سبھوں کے مقدر میں موت بدی تھی۔ تاہم زمین کے باشندوں کے خلاف اس وجہ سے کہ انہیں زندگی میں بعض دقتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ وہ خدا کے عدل و انصاف سے انکار یا شکایت نہیں کرتے تھے۔ برخلاف اس کے انہیں یقین تھا کہ آئندہ زندگی ضرور ہے۔ اور جو ویسی ہی مکمل ہوگی جیسی کہ موجودہ زندگی ناقص ہے اور اُن کی تمام محنتوں اور کوششوں کا مقصد اعظم یہ تھا کہ اُس آخری عظیم نتیجہ یعنے ابدی مسرت اور امن کو حاصل کرنیکے لائق بنیں +

جب ہم اکٹھے پرواز کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے تھے آزول مجھے بڑبڑا کرتے کہنے لگا۔ "ان منور دنیاؤں سے جن میں زندہ

چیزیں اور علم و فضیلت کثرت سے ہے۔ تجھے کچھ سبق حاصل ہوا۔
سن تیرے سامنے جو کروڑوں نظام گردش کر رہے ہیں۔ ان میں سے
کوئی چھوٹی سے چھوٹی دنیا بھی ایسی نہیں ہے۔ جس میں ایک
انسان ہی ایسا ہو۔ جسے اپنے صانع کی ہستی میں شک ہو۔ سوائے
تیری فانی دنیا کے ایک دنیا بھی ایسی نہیں۔ دیکھو تمہاری دنیا
وہ نظر آتی ہے۔ جیسے دھوپ میں مدھم شعلہ ہوتا ہے۔ یہ ایک
ناچیز سا داغ ہے۔ ابدی گردش کرنے والی زندہ چیزوں سے
پر دنیاؤں کی آب و تاب کے مقابلہ میں یہ محض نقطہ ہے جو بہ مشکل
نظر آسکتا ہے۔ بایں ہمہ اس میں مٹی کے تودے مخلوق رہتے ہیں۔
وہ ایسے مرد اور عورتیں ہیں جو بظاہر محبت کرتے ہیں۔ مگر در پردہ
ایک دوسرے سے نفرت اور حقارت کرتے ہیں۔ دولت اُن کا خدا
ہے۔ اور نفع کا لالچ نیکی ہے۔ اُن میں جو ذکی آدمی ہوتے ہیں۔
وہ فاقہ مست رہتے ہیں۔ اور شجاع معاوضہ پانے کے بغیر مر جاتے
ہیں۔ ایماندار شہید ہوتے ہیں۔ اور بے ایمانوں کو لوگ اپنا بادشاہ
منتخب کرتے ہیں۔ وہاں عالم کی اعلےٰ اور ناقابلِ دریافت رازوں
پر بیچارے محدود دماغ والے لوگ بحث کرتے ہیں۔ جو اپنی زندگی
کو دنیا نہیں کہہ سکتے۔ وہاں ایک قوم دوسری قوم سے برسر جدال
و قتال رہتی ہے۔ اسی طرح مذہب مذہب سے اور رُوح رُوح
سے۔ افسوس بدنصیب دنیا۔ تم تو بہت جلد معدوم ہو جائیگی۔
اور جس مقام میں اب ہے وہاں تیرا نام و نشان باقی نہ رہیگا +

میں نے اپنے نورانی رہبر کی طرف اشتیاق سے دیکھا۔ اور
کہنے لگی۔ کہ اگر یہ سچ ہے۔ تو ہمارے ہاں یہ فسانہ کیوں ہے۔ کہ
خدائے تعالےٰ نے ایک شخص مسیح نامی کے قالب میں انسانوں کی ایک

ذلیل اور کمینی نسل کے لئے موت قبول کرنے آیا؟

آزول نے اُس کا جواب نہیں دیا۔ مگر اُس نے اپنی نورانی آنکھیں میری طرف نہایت حیرت اور استعجاب سے پھیر دیں۔ کوئی عجیب زبردست طاقت مجھے آگے لے گئی۔ اور پیشتر اس کے کہ مجھے علم ہو میں اکیلی رہ گئی۔ میں اس وقت ایک وسیع روشن خط میں پرواز کر رہی تھی۔ اور میں بالکل مطمئن اور اپنی قوت سے باخبر تھی۔ مجھے بہت ہی بلندی سے ایک آواز سنائی دی۔ یہ آواز بگل کی طرح صاف اور گونج دار تھی۔

آواز۔ "اے روح جو بن دیکھے (خدائے تعالےٰ پنہاں) کی تلاش میں ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک واقعی قابل اور لائق خورد ذرہ بھی تباہ ہو۔ تمہیں ایک رویا دکھائی جائیگی۔ تمہیں ایسا سبق سکھایا جائیگا۔ جو تمہارے خواب و خیال بھی نہیں ہے۔ تمہیں پیدا اور تجویز کرنے اور ترکیب دینے کی قوت عطا کی جائے گی۔ تمہاری پرستش کی جائے گی۔ اور ہلاک کر سکیگی۔ اس لئے اس نور میں آرام کرو۔ اور اس میں جو چیزیں ہیں اُن کو دیکھو۔ کیونکہ ایسا وقت آنے والا ہے۔ جب کہ وہ چیزیں جو اب صاف صاف نظر آتی اور واضح معلوم ہوتی ہیں۔ تاریک ہو جائینگی۔ اور جن کو میرے سے محبت نہیں۔ انہیں اس ساعت میں کوئی ملجا نہ ملے گا!"

یہ کہکر آواز بند ہو گئی۔ اور مجھ پر رعب چھا گیا۔ مگر میری تشفی ہو گئی۔ میں اس آواز کو پھر توجہ سے سننے لگی۔ مگر وہ پھر نہ سنائی دی۔ میرے چاروں طرف غیر محدود روشنی اور غیر محدود خاموشی تھی۔ لیکن اب ایک عجیب نظارہ بڑی سرعت سے میری نگاہوں کے سامنے منکشف ہونے لگا۔ یہ ایک تغیر پذیر خواب تھا جو سچا تھا۔

تاہم اس وجہ سے کہ عجیب و غریب تھا۔ خیالی تھا۔ یہ ایک ایسی رویا تھی۔ جو میری قوت مدرکہ رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی۔ وہ ایک روحانی ناٹک تھی۔ جس میں مجھے مہتمم بالشان کام کرنا پڑا۔ اور اس کے ذریعہ سے وہ راز جسے میں نے عقدہ لاینحل خیال کیا تھا۔ بالکل صاف و واضح ہو گیا۔ اور اُسے میں نے بڑی آسانی سے سمجھ لیا ؛

میری دُنیا

عالم بالا کی جس میں پہنچا دی گئی اُس کی سیر کرتے وقت مجھے یہ خواب نظر آیا۔ کہ ایک وسیع مدور باغ میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ اس میں عالم بالا کی طرح کے دلفریب منظر جلد جلد بن رہے ہیں۔ میں اُس کی طرف جس قدر زیادہ دیکھتی ہوں۔ وہ اُسی قدر زیادہ خوبصورت نظر آتا ہے۔ اور اس کے اوپر آفتاب کی طرح ایک چھوٹا سا ستارہ چمک رہا ہے۔ میری نظروں کے آگے درخت اور پھول پیدا ہو گئے یہ سب میری طرف پھیلتے جاتے ہیں۔ گویا میرے زیر سایہ یا گویا کہ میری پناہ اور حفاظت میں رہنا چاہتے ہیں۔ پرند اڑتے اور راگنیاں گاتے ہیں۔ ان میں سے بعض مذکورہ بالا ستارہ کی طرف اڑتے ہوئے بہت قریب پہنچ جانا چاہتے ہیں۔ اور جاندار مخلوق درختوں کے جھنڈوں کے سائے تلے اور تازہ سبز گھاس پر چلنے لگی ہیں۔ قدرت کے سارے عجیب و غریب کرشمے جو ہمیں ہماری دنیا میں نظر آتے ہیں۔ اس باغ میں از سر نو وجود میں آنے لگے۔ میرے دل میں خیال آتا تھا کہ میرا اپنا باغ ہے۔ اور میں ہر چیز کو خاص اطمینان اور خوشی سے دیکھنے لگی۔ پھر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اس مقام میں انسان یا فرشتے آباد ہو جائیں۔ تو یہ پہلے سے زیادہ خوبصورت معلوم ہو۔ اور روشنی کی مانند ایک تیز رفتار آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی ۔ "پیدا کرو" ۔

مجھے اس خواب میں خیال ہُوا کہ میری ہستی کی محض خواہش سے جو ایسی برقی حرارت کی لہروں سے خود بخود ظاہر ہوئی۔ جو میرے وجود سے نکل کر میری زمین کی طرف نازل ہوئیں۔ میرا باغ یکایک مردوں۔ عورتوں اور بچوں سے معمور ہو گیا۔ ان میں سے ہر ایک میں میری ہستی کا تھوڑا سا حصہ تھا۔ کیونکہ میرے ہی دم سے وہ چلتے پھرتے گفتگو کرتے اور ہر قسم کی تفریحوں میں مشغول ہوتے تھے۔ ان میں سے بہت سے میرے سامنے سربسجود ہو کر میری عبادت کرتے تھے۔ اور اپنے پیدا کئے جانے پر میرا شکریہ ادا کرتے تھے۔ لیکن ان میں سے بعض بجائے اُس باغ کے چھوٹے ستارے کی طرف جاتے تھے اور اُس کا شکریہ اور عبادت کرتے تھے۔ بعض اور باغ کو چلے گئے۔ اور انہوں نے درخت کاٹ اور پتھر کھود اپنے لئے چھوٹے چھوٹے شہر بنائے۔ ان میں وہ بھیڑوں کے ریوڑ کی طرح اکٹھے رہنے لگے اور میں نے جو چیزیں انہیں دی تھیں۔ وہ انہیں کھانے پینے اور رنگ رلیاں کرنے لگے۔ پھر مجھے خیال ہُوا کہ میں نے ان کی سمجھ اور ادراک کی تیزی میں اضافہ کر دیا ہے۔ پھر وہ بتدریج اس قدر مغرور ہو گئے کہ انہیں سوائے اپنے اور کوئی چیز یاد نہ رہی۔ یہانتک کہ یہ بھی یاد نہ رہا کہ وہ کس طرح پیدا کئے گئے تھے۔ اور انہیں اس سورج کی عبادت کرنے کا جو میرے ذریعے انہیں روشنی اور حرارت پہنچاتا تھا۔ خیال نہ رہا۔ لیکن چونکہ ان میں میرا کچھ جوہر موجود تھا۔ اس لئے ان کے دلوں میں خود بخود یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ اپنے سے اعلےٰ مخلوقات کی عبادت کرنی چاہئے۔ وہ اپنی حماقت سے اس قدر گمراہ ہو گئے کہ انہوں نے مٹی اور لکڑی کے دہشتناک بت بنائے جن کی شکل کی آسمان و زمین پر کوئی چیز نہ تھی۔ اور اب وہ بجائے

میرے ان بے جان کھلونوں کے سامنے قربانیاں چڑھانے اور عبادت کرنے لگے۔ پھر میں نے افسوس اور رحم کے خیال سے ان کی طرف سے آنکھیں پھیر لیں۔ مگر مجھے غصّہ نہیں آیا۔ کیونکہ میں اپنی پیدا کی ہوئی مخلوقات پر غضبناک نہیں ہو سکتی تھی۔ اور جب میں نے ان کی طرف سے آنکھیں پھیر لیں۔ تو اُس خوبصورت منظر پر ہر طرح کی بلائیں نازل ہونے لگیں۔ مثلاً وبا اور طوفان بیماری اور بدی۔ میرے اور میری چھوٹی دنیا کے درمیان ایک سیاہ سایہ حائل ہوگیا۔ یہ سایہ ان لوگوں کی شرارت کا عکس تھا۔ میری روحانی ہستی کے نازک و نفیس رگ وریشے اس حیثیت سے کہ میں خالص نور میں اطمینان سے رہتی تھی۔ برائی کو رفع کر دیتے تھے میں صبر سے اس امر کا انتظار کرنے لگی کہ (مذکورہ بالا) دھند صاف ہو جائے تاکہ میں اپنے باغ کی خوبصورتی کو پھر دیکھ سکوں۔ یکایک میری قوتِ سامعہ کو ایک آہستہ شور سنائی ہوا۔ اور اس تاریکی سے جس نے مجھے میری مخلوقات سے چھپا رکھا تھا۔ روشنی کی ایک ذراسی ندی روشنی کی شعاع کی مانند نکلی۔ مجھے شور کا حال معلوم ہوگیا۔ یہ میرے بچوں کی متفقہ عبادت کا شور تھا۔ میرے دل میں بکمال رحم اور خوشی پیدا ہوئی۔ میری ہستی میں محبت اور مہربانی کی سنسنی سرایت کر گئی۔ اور ان بچوں کی دعا سنکر جو میری پناہ اور حفاظت کے خواستگار تھے میں نے پھر اُس باغ کی طرف جو میں نے خوبصورتی اور خوشی کی خاطر بنایا تھا۔ آنکھیں پھیریں۔ وہ تروتازہ اور شاداب نہیں تھا۔ لوگوں نے اُسے ویران و سنسان کر دیا تھا۔ اُنہوں نے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے تھے۔ اور خود ان کے بھی مختلف گروہ ہوگئے تھے۔ جنہیں وہ اقوام کے نام سے پکارتے تھے۔ یہ سب قومیں پھولوں کے چھوٹے

چھوٹے قطعات یا کیاریوں کی خاطر ایک دوسری سے بہت تندی وخونخواری سے لڑتی تھیں۔ بعض ایک پتھر پر قابض ہونے کے لئے بے حد جھگڑتے اور بک بک کرتے تھے۔ اور اُس پتھر کو وہ پہاڑ کہتے تھے۔ بعض ایک زرد دھات زمین سے کھودنے میں مشغول تھے جب کوئی شخص اُسے نکال لیتا تھا تو وہ پاگل سا ہو جاتا تھا۔ کیونکہ وہ سوائے اس کے ہر چیز بھول جاتا تھا۔ جب میں نے نظر کی تو میرے اور میری مخلوقات کے درمیان زیادہ کثیف تاریکی ہو گئی۔ اور آخر کار اُس میں سے نور کے وہ لمبے لمبے ستون نکلے۔ جو ان لوگوں کی عبادت اور دعا سے جو مجھے اب تک یاد کرتے تھے بنے تھے۔ مجھے کمال افسوس ہُوا کیونکہ میں نے دیکھا کہ میری مخلوقات ادھر ادھر آوارہ پھر رہی ہے۔ وہ بےچین اور بیزار تھے۔ وہ اپنی ہی غلطیوں سے پریشان اور حیران ہے۔ اور اس محبت کی جو مجھے اس سے تھی کچھ پروا نہیں کرتی۔ پھر ان میں سے بعض آگے بڑھے۔ اور یہ سوال کرنے لگے کہ ہم کو کیوں پیدا کیا گیا ہے انہیں یہ بات یاد نہیں رہی تھی۔ کہ میں نے دراصل ان کی زندگی مسرت۔ محبت اور حکمت کے لئے بنائی تھی۔ پھر وہ مجھے بدی کے وجود کے باعث الزام دینے لگے۔ وہ یہ بات تسلیم نہیں کرتے تھے۔ کہ جہاں روشنی ہے وہاں تاریکی بھی ہوتی ہے۔ اور یہ کہ تاریکی عالم کی رقیب قوت ہے۔ جس میں سے ارواح کی وہ فراموشی پیدا ہوتی ہے جس کا کوئی نام نہیں۔ میرے ضدی بچے یہ نہیں سمجھ سکتے۔ کہ ہم نے خود ہی تاریکی کی خواہش کی تھی۔ اور وہ ہمیں مل گئی۔ اب چونکہ تاریکی کفن کی طرح ان کے اوپر چھا گئی تھی۔ اور ان کے ہر طرف سیاہی ہی سیاہی تھی۔ اس لئے وہ اُس روشنی پر یقین نہیں کرتے تھے۔ جس میں کہ میں اب تک رہتی تھی۔ اور اب تک ان سے محبت اور ان کو اپنی

طرف کھینچ لینے کی کوشش کرتی تھی۔ تاہم تاریکی نہیں ہوئی تھی۔ اور میں جانتی تھی کہ اگر میری مخلوقات ایک مرتبہ پھر میری طرف متوجہ ہو گی۔ تو جو تاریکی تھی۔ دور اور صاف ہو جائے گی۔ چنانچہ میں نے ان سب پر طرح طرح کی نعمتیں نازل کیں۔ ان میں سے بعض کو انہوں نے غصے سے رد کر دیا۔ اور بعض کو جلدی سے لے کر پھر پھینک دیا۔ مگر کسی کا بھی شکریہ ادا نہ کیا۔ اور کسی کے بھی رکھنے کی خواہش نہ کی۔ ان پر جو تاریکی تھی۔ وہ زیادہ ہو گئی۔ میرے دل میں ان کی خاطر تشویش۔ رحم اور محبت بڑھ گئی۔ کیونکہ جب تک معدودے چند آدمی بھی مجھے یاد کرنے والے باقی رہے۔ میں ان سے کس طرح منہ پھیر سکتی تھی؟ میری بعض کمزور مخلوقات نے جو میری بہت عزت اور محبت کرتی تھی میری تھوڑی سی روشنی کو اپنے میں جذب کر لیا۔ اور شجاع۔ شاعر مطرب۔ اعلےٰ و سریفانہ خیالات کے تلقین کرنے والے اور بیغرض ہو گئے۔ اور میری عزت کی خاطر ایثارے شہادت قبول کی۔ میری مخلوقات میں حسین و پاک مستورات تھیں۔ جو کنول کے پھول کیطرح بے داغ اور معصوم زندگی بسر کرتی تھیں۔ یہ اپنی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ اُن لوگوں کے بچاؤ کے لئے جن سے اُن کو پیار تھا۔ میری طرف متوجہ ہوتی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے دعائیں کرتے تھے۔ تو اُن کی دعائیں میری ہستی کو خوش آئند سرود کے سُروں کی طرح معلوم ہوتی تھیں۔ ان کی حالت پر مجھے نہایت رحم آتا تھا۔ لیکن یہ اُن لوگوں کے مقابلہ میں جو میرے وجود سے انکاری تھے۔ اور جنہوں نے ارادتاً ہستی میں سے میرے جوہر کا ایک ایک شرارہ پامال کر کے نکال دیا تھا۔ تعداد بہت قلیل تھے۔ جب میں اس امر پر غور کر رہی تھی تو خواب کے شروع میں جو آواز میں نے سنی تھی۔ سخت آندھی اور بجلی کی سی کڑک سے

یکایک میری طرف یہ کہتی ہوئی آئی کہ ......

"تباہ کرو!"

میرے دل میں بے حد رحم اور محبت جوشزن ہوئی - میں نے نہایت مرعوب ہوکر بڑی متانت اور منت کے ساتھ اس بلند اور حاکمانہ آواز سے سفارش شروع کی +

میں (منت و سماجت کے لہجہ میں) "مجھے تباہ کرنے کا حکم نہ دو - میرے خیالی بچوں کو جن میں سے بعض مجھ سے محبت اور اپنے بچاؤ کے لئے مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں - ہلاک کرنے کا حکم نہ دو - مجھے ایک دفعہ پھر اُنہیں تاریکی سے روشنی میں لانے کے لئے کوشش کرنے دو یعنی میں اُنہیں ایسی خوشی میں لے جاؤں - جس سے ان کا مستفید ہونا میرا منشائے دلی کے مطابق تھا - وہ سب مجھے بھول نہیں گئے - مجھے اجازت دو کہ میں اُنہیں سوچنے اور یاد کرنے کے لئے اور مہلت دوں +

پھر اس عظیم آواز سے ہوا میں گونج پیدا ہوئی +

آواز - وہ روشنی کی نسبت تاریکی سے زیادہ محبت کرتے ہیں - اُنہیں اس فانی مٹی سے جس سے اُن کے جسم کا کچھ حصہ بنا ہے - غیر فانی جوہر کی نسبت جو زمین شروع میں ودیعت کیا تھا - زیادہ محبت ہے - تیرا یہ باغ تیرے اور اک کا ایک کرشمہ اور حوض ہے - اس میں جو لوگ رہتے ہیں - وہ بے روح کے اور نالائق ہیں - اور اس ناقابل ہلاک نور کے لئے جس کی ایک شعاع تو ہے - باعث ننگ و عار ہیں - اس لئے میں پھر تجھ سے کہتی ہوں کہ ـــــ ہلاک کردے!"

میرے دل میں اپنی مخلوقات کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری گئی تھی اس لئے میں نے اُن کے حق میں دوبارہ بہت ہی زور سے سفارش شروع کی +

میں۔ (بلند آواز سے) اے شاندار ہستی جو نظر نہیں آتی۔ تو نے میرا دل محبت اور رحم سے معمور کیا ہے۔ یہ دونو میرے رگ و ریشے میں حلول کر گئے ہیں۔ بلکہ میری ہستی ان ہی کی بدولت قائم ہے۔ تو مجھے کیونکر حکم دے سکتی ہے کہ میں اپنی کمزور و ناتوان مخلوقات سے یکایک انتقام لوں۔ میں نے اُسے محض حرص کے باعث بنایا تھا۔ بلکہ محبت کے خیال اور خوبصورتی کی خواہش سے۔ میں اب بھی اپنی تجویز کو پورا کرونگی۔ تحمل سے مناسب وقت پر میرے بندے اب بھی میری طرف متوجہ ہو جائینگے۔ جب تک ان میں سے فرد بشر بھی میری عبادت کی شکر گزاری کے لئے ہاتھ اٹھائیگا۔ تب تک میں اُنہیں تباہ نہیں کر سکتی۔ مجھے تاریکی کی گھنگور گھٹا میں غرق کردو۔ لیکن یہ اجازت دیدو کہ میں اُن کمزور بچوں کو ہلاکت سے بچا لوں!

آواز نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر جس روشنی میں میرا مقام تھا اُس میں چمکدار نور کا جلوہ ایک طرف سے دوسری طرف تک پہنچ گیا اور میں نے ایک عظیم قدآور۔ اور بارعب فرشتہ دیکھا۔ اس کے چہرہ سے ایسی روشنی جگمگ جگمگ کر رہی تھی۔ جو موسم گرما کی کروڑوں دنوں کی روشنی کی مانند تھی ✣

آواز۔ (صاف اور گونجدار لہجہ میں) "اے روح جو کہ رنج و الم کے ستارہ سے سلامت نکل آئی ہے۔ کیا تو واقعی اپنی ہلاک ہونے والی مخلوق کو نجات دلانے کے لئے بہشت کی مسرت اور راحت کو خیر باد کہنا گوارا کرے گی؟"

میں "ہاں اگر مجھے موت کی حقیقت معلوم ہوتی۔ تو میں اپنی مخلوقات میں سے ایک کمزور آدمی کو بھی نجات دلانے کے لئے جو مجھے جاننا چاہتے ہیں۔ لیکن اس تاریکی کی وجہ سے جو خود ان کے اعمال سے

ان پر چھا گئی ہے۔ مجھے تلاش نہیں کر سکتے۔ موت کی زحمت ضرور قبول کرتی"

آواز (یعنی فرشتہ) "مرنے یا موت کی حقیقت معلوم کرنے کی خاطر تیرے لئے ضروری ہوگا کہ اُن میں شامل ہو جائے۔ اور ان کی شکل وہئیت اختیار کرے۔ اور اس نور کو جس سے اب تیری ابتدا ہوئی ہے۔ مٹی کے ذلیل اور معمولی قالب میں قید کر دے۔ اور اگر تیرے لئے ایسا کرنا بھی ممکن ہو تو کیا تیرے بچے تجھے جانیں یا قبول کرینگے؟"

بیبی۔ (بیباکی سے) "نہیں۔ لیکن اگر مجھے ان کی خاطر سرشاری اٹھانی پڑے۔ تو بھی میں گناہ میں مبتلا نہیں ہو سکتی۔ میری ذات سے غلطی سرزد نہیں ہوگی۔ اور اگر میری مخلوقات میری پیروی کرے گی تو میں اُسے یہ امر خوب واضح کر کے دکھادوں گی کہ پاکدامنی اور پارسائی میں برکت۔ دانشمندی میں مسرت۔ اور روشن خیالی میں اعلےٰ درجہ کی خوشی اور یقینی بقا ہوتی ہے۔ اور پھر میں یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ موت آسان ہے۔ مرجاؤں گی۔ اور یہ کہ مرنے سے وہ میرے پاس آئینگے اور دائمی مسرت حاصل کرینگے"!

فرشتے کا قد پہلے سے زیادہ بلند اور عظیم الشان ہو گیا۔ اور اس کی ستارہ سی آنکھوں میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔

فرشتہ "اے زمین کی بھٹکی ہوئی روح کیا تو مسیح کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتی؟"

یہ کلمہ سنناتھا کہ مجھ پر بہت ہی رعب چھا گیا۔ اس اثنا میں وہ باغ جسے میں دنیا خیال کرتی تھی ہلکے ہلکے بادل کی طرح نظروں سے غائب ہو گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ سارا سماں رویا تھا۔

اور بس۔

فرشتہ:۔ اے شکی اور احمق روح! تو بھی جو کہ اعلےٰ نور کے مقابلہ میں زندہ روشنی کا فقط ایک نقطہ ہے۔ تو بھی اپنی خیالی مخلوقات کی خاطر فنا کی تاریکی میں بخوشی غرق ہونا چاہتی ہے۔ تو بھی اپنے خواب کے فانی بچوں کے واسطے بالکل بے گناہ اور روحانی مثال قائم کرنے کے لئے مصیبت اور موت کو گوارا کرنا چاہتی تھی۔ تو نے بھی اس قدر دلیری کی کہ بے نیاز اور مستغنی آواز کے سامنے یہ سفارش کی۔ کہ اس اینتھر میں جو یاد ہوائی اور خیالی مخلوقات جو مجھے نظر آتی تھی وہ ہلاک نہ ہو۔ تجھ میں بھی محبت۔ عفو۔ اور رحم پیدا ہوگئے۔ تو بھی اپنی خیالی مخلوقات میں شامل ہو کر ان میں بود و باش اختیار کرنا چاہتی ہے۔ بحالیکہ تیری اندرونی ذات کو معلوم تھا کہ تیری روحانی موجودگی سے تیری چھوٹی دنیا ہمیشہ کے لئے مقدس۔ اور اس کی ہلاکت ناممکن ہو جاتی۔ تو بھی بچے کی دعا کے جواب میں اپنی عظمت اور شان و شوکت کو قربان کرنا چاہتی ہے۔ تو بھی صبر کرنے لگی۔ تاہم تو نے بھی خدا کی ذات میں ان اوصاف کے وجود سے جو خود مجھ میں موجود ہیں۔ انکار کرنے کی جرأت کی۔ بحالیکہ وہ عظیم و وسیع اور تو صغیر و حقیر ہے۔ تیری ہستی میں جو ذرا سی محبت جوشزن ہے اُس کے مقابلہ میں وہ تمام محبت کا عین آغاز اور کمال ہے۔ اگر تجھ میں رحم ہے۔ تو اس میں تجھ سے دس ہزار گنا زیادہ ہے۔ اگر تو عفو کر سکتی ہے تو یاد رکھ کہ اس کی ذات سے تمام عفو پیدا ہوا ہے۔ تو اپنی نہایت اعلےٰ روحانی حالت میں جو کچھ کر سکتی ہے وہ اُسے کروڑ در کروڑ درجہ کمال اور خوبی کے ساتھ انجام دے سکتا ہے۔ تو اس سے بھی انکار نہیں کر سکتی کہ وہ بھی تکلیف سہہ سکتا ہے جان لے کہ خدا کی صفات میں سے اعلےٰ صفت یہ ہے کہ بے غرضانہ عمل ہو۔ اور خالق کائنات کو ایک گمراہ انسانی روح کے لئے اس قدر

عظیم رنج ہوتا ہے۔ جس قدر کہ اس کی ذات وسیع ہے۔ تو اُسے ان بہترین و اعلیٰ جذبات سے محروم کیوں خیال کرتی ہے جو خود اس نے تجھے عطا کئے ہیں؟ اگر تو اپنے مخلوقات میں سے ایک فرد بشر کو اپنی محبت کی طرف مائل کر سکتی تو بخوشی اپنی خیالی دنیا میں چلی جاتی اس میں رہتی۔ اور مرتی۔ پھر کیا تو مسیح کو قبول کرنا نہیں چاہتی؟

میں نے سر تسلیم خم کیا۔ اور میری ہستی میں خوشی کا سیلاب امنڈ آیا +

میں۔ (بڑبڑا کر) "میں یقین کرتی ہوں۔ ہاں میں یقین اور محبت کرتی ہوں۔ اے نورانی فرشتے تو مجھے چھوڑ نہ جانا۔ میں بخوبی جانتی ہوں کہ یہ تمام عجائبات بہت ہی جلد میری نظروں سے غائب ہو جائینگے۔ لیکن کیا تو بھی چلا جائیگا؟"

فرشتہ نے مسکرا کر مجھے ہاتھ لگایا +

فرشتہ۔ "میں تیرا محافظ ہوں۔ میں ہمیشہ تیرے ساتھ رہا ہوں۔ جب تک تیری روح روحانی چیزوں کی تلاش میں رہتی ہے میں تجھے چھوڑ نہیں سکتا۔ زمین پر تو خواہ سوئی ہو یا بیدار ہو۔ اور چاہے کہیں ہو۔ مگر میں بھی تیرے ساتھ رہتا ہوں۔ بہت سے موقع ایسے گزر چکے ہیں کہ میں نے متنبہ کیا لیکن تو نے سنا نہیں۔ میں تجھے آگے کھینچنا چاہتا تھا۔ لیکن تو نہیں جاتی تھی۔ لیکن اب مجھے تیری نافرمانی کا خدشہ نہیں۔ کیونکہ تیری بے چینی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ میرے ساتھ تجھے آخری دائرہ کا دیدار کرنے کی اجازت ملی ہے" +

اس شاندار فرشتے نے آہستہ سے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھایا۔ اور ہم اوپر کی طرف پرواز کرنے لگے اور ہر لحظہ بلند ہوتے گئے۔ ہم چھوٹے چھوٹے دائروں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ میرے رہبر نے بتایا کہ یہ سب نظام شمسی کے افراد ہیں۔ گو بظاہر یہ آگ کے بارے میں تو کی طرح معلوم

ہوتے تھے۔ تاہم وہ نہایت تیزی سے گردش کر رہے تھے۔ اور ہم
نہایت سرعت سے اُس کے پاس سے گزر رہے تھے۔ ہم اور بلند
ہوتے گئے۔ یہانتک کہ میری نہ اکتانے والی روح کو راستہ طویل
معلوم ہونے لگا۔ بعض مقامات پر خوبصُورت انسان کی شکل کے
لوگ جو مکڑی کے جالے کی طرح نازک تھے۔ بعض دو دو تین تین
کے گروہوں میں۔ بعض اکیلے ہی ہمارے پاس سے گزرتے تھے
اور ہم جس قدر بلند مقامات پر پہنچتے تھے۔ یہ ہوائی باشندے اسی
قدر زیادہ حسین۔ اور دلفریب نظر آتے تھے۔ چنانچہ ان کے حسن
کو دیکھ کر میری روحانی آنکھیں چندھیانے لگتی تھیں +

فرشتہ:۔ یہ سب دائرہ عظیم سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور
انہیں اعلےٰ خیالات یا الہام نازل کرنے کی قوت عطا کی گئی ہے
ان میں سرود۔ شاعری۔ پیشن گوئی الغرض تمام جہانوں کے ہر قسم
کے فنون کی روحیں ہیں۔ ان کی تعلیم کی کامیابی اس امر پر منحصر
ہے۔ کہ جس رُوح میں وہی الٰہی پیغام القا کرتے ہیں۔ وہ بہت
ہی پاک اور بے غرض ہو۔ یہ پیغام تار برقیوں کی طرح مختصر ہوتے
ہیں۔ جنہیں نہایت توجہ سے سننا اور فوراً معرض تعلیم میں لانا چاہئے
ورنہ سبق فراموش ہوجاتا ہے اور ممکن ہے کہ پھر اُس کے یاد
آنے یا ملنے کی نوبت آئے +

اس وقت مجھے ایک حسین گورے بالوں والا بچہ اپنی طرف
آتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ ایک عجیب و غریب باجہ بجا رہا تھا۔ یہ باجہ
ایک ہلکے سے بادل سے جس میں سے سورج کرنیں گزر رہی ہوں۔
مشابہ تھا۔ میں نے اس بچے کی کہریالی پوشاک کا دامن اُسے
روکنے کے خیال سے پکڑ لیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا

اس کے جسم سے میرا ہاتھ چھُوا تو اس نے اپنی چمکدار دلفریب آنکھیں پہلے میری طرف اور پھر اس فرشتے کی طرف جو میرے ہمراہ پرواز کر رہا تھا۔ پھیر دیں ✦

بچہ۔ ''تو کیا چاہتی ہے؟'' یہ کلمہ اُس ننھے بچے نے ایسی آواز سے کہا۔ جیسے کہ پھولوں میں آندھی سے خفیف سرسراہٹ پیدا ہو جاتی ہے ✦

میں۔ (جواب میں) ''سرود! مجھے نغمے سناؤ۔ میرے دل میں الہی اور اعلےٰ درجہ کے نغمے اور تانیں بھر دو۔ جن تک انسان کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ اور میں تمہاری تعلیم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گی'' ✦

ننھی سی جان مسکرا کر میرے اور قریب آ گئی ✦

بچہ۔ ''اے بہن رُوح۔ تیری خواہش پوری ہوگی۔ جب تو مٹی کے جسم میں پھر مقید ہو گی تو مجھے تیری حالت پر رحم آئیگا۔ جسے میں ہلکے سے سرود میں ظاہر کروں گا۔ تجھے اُس آواز کا راز عطا کیا جائے گا۔ جو میں معرض تحریر میں نہیں آئی۔ اور میں تجھے گا کر سناؤں اور راحت دونگا۔ زمین پر میرا نام ایولن۔ لینا کافی ہوگا۔ اور میں تم کو فی الفور نظر آؤنگا۔ کیونکہ تیری دلگداز اور اشتیاق سے بھری ہوئی آواز سے سرود کے بچے واقف ہیں۔ اور اس سے اکثر متموج روشنی جس میں وہ رہتے ہیں متحرک ہؤا کرتی ہے خوف نہ کرو! جب تک تجھے مجھ سے محبت ہے تب تک میں تیری ہوں۔ یہ کہہ کر وہ دلفریب اور حسین ننھی سی جان اپنے نورانی ہاتھوں سے بادل کی سارنگی کی ستارہ سی تاروں کو بجاتی ہوئی پرواز کر کے آگے نکل گئی ✦

یکایک ایک صاف آواز نے خوش آمدید کہا۔ میں نے اوپر نظر اٹھائی تو میری روحانی سہیلی آزول نظر آئی۔ میں نے اُسے شناخت کرلیا اور خوشی سے مسکرانے لگی۔ میں کچھ کہنا چاہتی تھی کہ یکایک وسیع نور کا ایک بڑا سا شعلہ بہت سی رنگوں کی بجلی کی طرح چاروں طرف نظر آیا۔ اس سے میری نورانی آنکھیں خیرہ ہوکر چندھیا گئیں۔ میں دہشت سے پیچھے ہٹ کر کھڑی ہوگئی اور مجھے معلوم ہوا کہ میں آگے نہیں جا سکونگی "

فرشتہ:۔ "یہاں تیرا سفر ختم ہوگیا۔ کاش تو اس حد سے آگے گزر سکتی۔ لیکن ابھی یہ امر ممکن نہیں۔ اس اثنا میں تو اس شاندار دنیا کو تھوڑے عرصہ کے لئے دیکھ لے جسے فانی انسان "بہشت" خیال کرتے ہیں۔ دیکھ کہ خدا کی دنیا کیسی مکمل اور بے عیب ہے!"

میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو خوفزدہ ہوگئی۔ میں خوف اور دہشت کے مارے اور بھی پیچھے گر جاتی۔ مگر آزول اور میرے رہبر فرشتے نے آہستہ مگر مضبوط گرفت سے مجھے سہارا دیا۔ اب جب کہ میں اس خوفناک اور اعلےٰ سین یعنی عالم کے مرکز۔ یعنے تمام مخلوقات کے مبدء اور مسبب کے نظارہ کا حال تحریر کررہی ہوں۔ مگر میرا دل گھٹا جاتا ہے۔ یہ مقام اس بہشت سے بالکل مختلف ہے جس کا نقشہ ہم نے بے علمی کے باعث تصویر میں کھینچ رکھا ہے۔ اور اس کا کتابوں میں ذکر موجود ہے۔ مگر غلط خیال کا ہونا بھی کسی طرح کے خیال کے نہ ہونے سے بہتر ہے۔ جو کچھ میں نے دیکھا وہ ایک عظیم دائرہ تھا۔ وہ اس قدر بڑا اور گرانڈیل تھا کہ انسانی ناپوں کے ذریعے اس کا اندازہ لگانا بالکل ناممکن تھا۔ یہ ایک عظیم وسیع حلقہ تھا۔ اور قوس قزح کے رنگوں کی طرح سات رنگوں پر مشتمل۔ یہ نورانی

حلقہ ہر دم حرکت کرتا اور چمکتا تھا۔ گویا کروڑہا سورج اس کے اعلےٰ درجہ کے نور کو قائم رکھنے کے لئے اس میں جذب ہو رہے ہیں اس حلقہ کے ہر حصہ سے روشنی کے طویل و عریض ستون اور گولے اٹھتے تھے۔ بعض اس قدر دور نکل جاتے تھے۔ کہ مجھے یہ نظر نہیں آتا تھا کہ وہ کہاں جا کر ختم ہوئے ہیں۔ بعض اوقات صاف ایتھر پر بجلی کے شراروں یا حباب کی سی بارش ہونے لگتی تھی۔ اور یہ فی الفور چھوٹے بڑے دائروں کی ہیئت اختیار کر لیتی تھی۔ اور خارج از تصور سرعت کے ساتھ اس عظیم شعلہ کے گرد جس سے یہ نکلے تھے گردش کرنے لگتے تھے۔ گو مذکورہ بالا حلقہ عجیب و غریب تھا۔ اس کے اندر اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز اور نہایت نورانی کرہ تھا۔ اُس عظیم کرہ کی روشنی سفید تھی۔ اور یہ اپنے محور پر گردش کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا اس کے گرد موتی کی طرح آبدار برقی سہرا تھا۔ یہ ہمیشہ روشن اور جگمگ جگمگ کرتا تھا۔ میں اس عظیم مرکزی دنیا کی چمک دمک کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اس کی وسعت کا اندازہ کرنا محالات میں سے تھا۔ کیونکہ اگر آفتاب کی ضخامت کو ارب در ارب گنا کیا جائے۔ تو اس کی ضخامت اس مقدار سے بھی بے حد زیادہ تھی۔ یہ ہمیشہ گردش کرتا تھا۔ اور اس کے گرد قوس قزح جیسا رنگدار حلقہ بڑی تیزی سے چمکتا تھا۔ اور اور حلقے خارج کرتا تھا۔ یہ اُس برقی منطقہ سے خارج ہو کر نظام شمسی بن جاتے تھے۔ اور ان میں ہمارے نظام شمسی کی طرح زندہ چیزیں پیدا ہو جاتی تھیں۔ اس برقی منطقہ کی حالت بعینہٖ ایسی تھی جیسے کہ آتش فشاں پہاڑ کی ہوتی ہے۔ جس سے آگ اور لاوا یعنے رقیق آتشین مادہ خارج ہوتا ہے۔ میرے رہبر فرشتہ نے اس حلقہ کی اُس جانب جو زمین کے مقام وقوع سے قریب تر تھی۔ مجھے دیکھنے

کے لئے اشارہ کیا۔ میں نے ادھر نظر کی۔ تو معلوم ہُوا کہ روشنی کے ستون جو نیچے اتر رہے ہیں۔ صلیب کی شکل اختیار کر لیتے ہیں یہ دیکھ کر مجھے نہایت ہی افسوس۔ محبت اور شرم آئی کہ میں نہیں جان سکتی کہ کدھر جاؤں۔ پس میں نے بڑبڑاتی ہوئی آواز میں کہا:

"پیارے فرشتے مجھے افسوس اور غلطی کے ستارہ میں واپس بھیج دو۔ مجھے اپنی تمام حماقتوں کا بہت جلد رفعدادکرنے دو۔ میں وہاں جاکر دوسرے لوگوں کو اس امر کی تلقین کروں گی۔ جو مجھے اب معلوم ہُوا ہے۔ میں تمہارے ساتھ رہنے کے لائق نہیں۔ میں اس شاندار دنیا کو دیکھنے کے لائق نہیں۔ مجھے واپس جانے دو کہ میں اپنے گناہوں اور عیوب سے توبہ کروں۔ کیونکہ میں کس شمار و قطار میں ہوں کہ خدا مجھے برکت دے؟ اور گو میں اپنی زندگی محبت اور مصیبت کی نذر کر دوں۔ تو بھی مجھے یہ امید ہرگز نہ رکھنی چاہئے کہ اس شاندار آسمانی دنیا میں جس کی قدرے قلیل جھلک مجھے اب نظر آرہی ہے۔ مجھے نہایت ادنے درجہ نصیب ہو گا؟ اگر روحیں رو سکتیں تو میں بھی ندامت اور رنج کے مارے دھاڑ مار مار کر روتی"

آزول مجھ سے شفقت اور ہمدردی کے لہجہ میں گویا ہُوا:۔

آزول "۔ اب تمہیں یقین ہو گیا۔ آئندہ تمہیں محبت کرنی چاہئیے سامنے جو آتشین شعلوں کی حد نظر آتی ہے۔ اس سے محبت ہی گزر سکتی ہے۔ اور محبت ہی تیرے لئے ابدی مسرت و برکت حاصل کر سکتی ہے۔ محبت کی خاطر ہی تمام چیزیں بنائی گئی تھیں۔ خدا کو اپنی مخلوقات سے محبت ہے۔ اسی طرح اس کی مخلوقات کو اُس سے محبت کرنی چاہئے۔ اور اس طرح باہم مخلوط ہو جائینگے یعنی دونو کا میل یا وصل ہو جائیگا"

فرشتہ:"توجہ سے سن۔ تو نے یہاں تک سفر اس لئے نہیں کیا کہ بے خبر رہے۔ وہ جلتا ہوا حلقہ جو تجھے نظر آتا ہے۔ خالق کے ہمیشہ مستعد اور مصروف کار آوراک کا نتیجہ ہے اُس سے تمام عالم پیدا ہوا ہے۔ یہ حلقہ ناقابل اختتام ہے۔ اور وہ ہمیشہ مخلوق کو پیدا کرتا رہتا ہے۔ اگر اس آتشین جوہر کا نہایت خفیف شرارہ انسان کے قالب میں ڈالا جائے تو اس سے روح بن سکتی ہے۔ مثلاً میری۔ آزول کی یا تیری روح جب کہ تو مکمل حالت کو پہنچ جائیگی۔ اس حلقہ کے اندر جو عظیم دنیا گردش کر رہی ہے خداوند تعالےٰ کا مسکن ہے۔ تم اُس کی شکل اُس کی نظر۔ اُس کے انداز کے متعلق کسی طرح کا سوال جرأت نہ کرو۔ یہ جان لے کہ وہ افضل و اعلےٰ روح ہے۔ اس میں کامل حسن۔ کامل کمال۔ کامل محبت موجود ہیں اس کا تنفس اس حلقہ کی آگ ہے۔ اس کی نظر۔ اور اس کی خوشی سے اس کی دنیا اور تمام دیگر دنیاؤں کو گردش ہوتی ہے۔ جہاں وہ رہتا ہے۔ وہیں تمام پاک روحیں بھی رہتی ہیں۔ وہاں تمام خواہشیں اس طرح پوری ہوتی ہیں کہ سیری نہیں ہوتی۔ اور کسی دوسرے دنیا یا دنیاؤں میں جو خوبی۔ نفاست۔ حکمت۔ یا خوشی پائی جاتی ہے وہ وہاں بھی موجود ہے۔ آزول بولو۔ اور زمین کی آوارہ گرد کو بتاؤ کہ بہشت میں مقام حاصل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا"+

آزول میری طرف مہربانی کی نظر سے دیکھنے لگا:-

آزول:"جب تو موت کی مختصر نیند سے سو کر اُٹھیگی۔ جب تجھے اپنی مٹی کی پوشاک ہمیشہ کے لئے پھینکنے کی اجازت مل جائے گی۔ اور جب تجھے اپنی مسلسل محبت اور آرزو کی وجہ سے عظیم دائرہ سے گزرنے کا حق حاصل ہو جائے گا۔ تو تو ایسی سرزمین میں پہنچیگی جہاں

ہے۔ تو میں جس چیز کی خواہاں ہوں وہ مجھے ضرور نظر آئیگی "
اس امر میں مجھے مایوسی نہ ہوئی۔ جس مقام پر مَیں اور میرے دونو رفیق کھڑے تھے۔ وہاں روشنی کی آتشین لہریں جدا ہوکر دونو جانب پھیل گئیں۔ اور ایک خارج از تصور بارعب۔ عظیم اور خوبصورت شکل نمودار ہوئی۔ اور میرے قریب آئی۔ اس ساتھ ہی اور چہرے اور شکلیں حلقے سے پرواز کرتی ہوئیں آب و تاب سے نکلیں۔ جس میں سے ایک صورت نہایت حسین۔ دلربا اور شاندار تھی۔ اس کے بال لمبے لمبے اور ہوا میں اڑ رہے تھے آنکھیں صاف۔ متین اور پُراسرار تھیں۔ اور چہرہ عورت کا سا تھا۔ آزول اور میرا رہبر فرشتہ اُسے دیکھتے ہی ادب سے سربسجود ہوگئے۔ ان کے منور سر اس طرح جھکے جس طرح پھول گرم دھوپ میں مرجھا جاتے ہیں۔ صرف میں ہی دلیری اور ناقابل بیان الفت سے جو میرے دل سے چشمہ کی طرح ابل رہی تھی۔ اس عظیم و عالیشان شکل کو آنکھ جھپکنے کے بغیر اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھتی رہی۔ اس کی کشادہ پیشانی کے اوپر کانٹوں کے تاج کی خفیف شبیہ تھی۔ وہ ایک نہایت ہی سُریلی۔ شیریں اور موثر آواز میں مجھ سے یوں مخاطب ہوئی:۔

" فانی انسان جو اس ستارہ سے آئی ہے۔ میں نے ہلاکت سے بچایا۔ چونکہ تو نے میری خواہش کی ہے۔ اس لئے میں آیا ہوں پہلے تجھے جس قدر شک تھا۔ اب اُسی قدر ایمان حاصل ہوگا۔ چونکہ تو مجھ سے محبت کرتی ہے۔ اسلئے میں تمہارے پاس آگیا۔ کیونکہ کیا میں فرشتوں کی نسبت تیرے حال سے زیادہ واقف نہیں ہوں؟ کیا میں تیری طرح کالبد خاکی میں نہیں رہا؟۔ تیری طرح دکھ نہیں

ہے۔ تیری طرح نہیں رویا۔ تیری طرح موت کی زحمت نہیں اٹھائی؟ میں اپنے باپ میں ہوں اور تجھ میں بھی میں تیری محبت کا طالب ہوں۔ اور تجھے میرے ذریعے سے ابدی زندگی حاصل ہوگی"!

پھر جھلنے والے شعلے کی طرح کوئی چیز میرے روحانی جسم سے مس ہوئی اور میرے جسم میں ایک سنسنی سی پیدا ہوئی اور اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میں نیچے کی طرف گری چلی جاتی ہوں میں نے اس عجیب وغریب شکل کو نور کے پیچھے ہٹنے والی لہروں کے درمیان مطمئن اور مسکراتے ہوئے کھڑا دیکھا۔ عظیم اندرونی دنیا گردش کرتی اور جگمگاتی ہوئی نظر آئی۔ گویا وہ ایک عظیم الماس تھی۔ جس پر سونا اور یاقوت مرصع ہوں۔ پھر یکایک ہوا میں دھند اور کہر سا چھا گیا۔ اور معلوم ہونے لگا کہ میں پہلے سے زیادہ سرعت کے ساتھ نیچے گر رہی ہوں۔ آزول اب تک میرے ساتھ تھا۔ نیز مجھے اپنے راہبر فرشتے کے خدوخال دھندلے سے نظر آنے لگے اس وقت مجھے ہیلیو باس کی درخواست یاد آئی:-

میں "آزول مجھے بتاؤ کہ جس شخص کی طرف میں واپس جا رہی ہوں اس کی زندگی پر کیا مصیبت آنے والی ہے؟

آزول نے میری طرف متانت سے دیکھا:

آزول "تو بڑی دلیر ہے۔ کیا تو دوسروں کی آئندہ قسمت کا حال معلوم کرنا چاہتی ہے؟ کیا تجھے اس بات سے سیری نہیں ہوتی کہ تو نے وہ آواز سن لی جو فرشتوں کے راگ کو خاموش کر دیتی ہے۔ اور کیا تو اب اور باتیں معلوم کرنا چاہتی ہے؟

چونکہ میرے دل میں عجیب مضحکہ حوصلہ پیدا ہوگیا تھا اس لئے میں نے آزول سے بیباکی کی گفتگو کی:

میں "۔ آزول وہ تیرا معشوق ۔ تیری توام روح ہے ۔ کیا تو
یہ چاہتا ہے کہ وہ ایسے وقت جب کہ تیرے ذرا سے اشارے یا
بات سے وہ بچ سکتا ہے ۔ بجھ کر جائے یا چھٹ جائے"؟
آزول ۔ (قدرے غم کے لہجہ میں) "چونکہ وہ میرا معشوق ہے
اس لئے اُسے چاہئے کہ میری بات سننے میں قاصر نہ رہے ۔ اگرچہ
اُس نے گو بہت کچھ کر دکھایا ہے ۔ تو بھی ابھی وہ فانی انسان ہے
تو اس کی راہبری کرنا ۔ اُس سے کہہ دینا کہ جب کسی شخص کی موت
بالکل اُس کے اختیار میں ہو ۔ تو وہ اُسے نہ مارے ۔ بلکہ مجھے یاد رکھے ۔
میری سہیلی لو اب میں رخصت ہوتا ہوں (اللہ حافظ)!"
میں اور گفتگو کرنا چاہتی تھی ۔ مگر کچھ نہیں کہہ سکتی تھی ۔ اب اسطرح
معلوم ہونے لگا کہ میرا دم گھٹتا ہے ۔ اور میں تاریکی کے عمیق غار
میں گر رہی ہوں ۔ جس سے نکلنا محال ہو گا ۔ میری یہ حالت تھی کہ
میں کسی تنگ سے مقام میں ہوں ۔ اور کھچی جا رہی ہوں ۔ میں زندگی
کے لئے کشمکش کرنے لگی ۔ میں حرکت کرنے اور سانس لینے کے لئے
ہاتھ پاؤں مارنے لگی ۔ مجھے اس بات پر غصہ اور تعجب آتا تھا کہ مجھے
کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ میں خیال کرتی تھی کیا میں پا بجولاں قیدی
ہوں؟ وہ سبک اور ہوائی اعضا کہاں گئے ۔ جو مجھے وسیع فضا میں
اٹھا کر لے گئے تھے ۔ یہ کیسا بوجھ ہے جس سے میری ہڈیاں لپسی جاتی
ہیں؟ ہوا کیوں نہیں ہے؟ اور میرا آرام کیوں سلب ہو رہا ہے؟ میں
تنگ و تاریک مقام میں مقید ہونے کی وجہ سے بے چینی اور بیقراری
سے آہیں بھرنے لگی ۔ یہ آہیں بہت ہی دردناک ۔ اور جسم کو ہلا دینے
والی تھیں ۔ ... پھر میں بیدار ہو گئی! یعنے میں نے آہستہ آہستہ آنکھیں
کھولیں تو میں انسانی قالب میں بند تھی ۔ حالانکہ مجھے اپنے روحانی سفر

کے تمام تجربات اور واقعات بخوبی یاد تھے۔ گویا وہ میرے صفحہ دماغ پر نقش ہو گئے تھے۔ ہیلیو باس میرے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا اور اُس کی آنکھیں میری آنکھوں کی طرف تشویش اور تحکم کی نظر سے لگی ہوئی تھیں۔ جب میں اُس کو دیکھ کر مسکرائی اور میں نے اس کا نام لیا۔ تو اُس کی نظر سے اطمینان اور خوشی ظاہر ہونے لگی ÷

چاند اور سورج کے اسرار

میں آرام کرسی پر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی "کیا میں بہت دیر تک غائب رہی ہوں؟

ہیلیو پاس "میں نے تمہیں یہاں سے جمعرات کی دوپہر کو بھیجا تھا - اور اب جمعے کا روز اور قریباً آدھی رات گزر گئی ہے - مجھے معلوم نہیں کہ کوئی شخص اس قدر دیر تک عالم بالا میں ٹھیرا تھا - اور تم میرے حکم کی اس قدر زور سے مزاحمت کرتی رہی ہو کہ مجھے اندیشہ تھا کہ تم بالکل واپس نہ آؤ گی"۔

میں - (افسوس کے ساتھ) "کاش مجھے واپس آنے پر مجبور نہ کیا جاتا" یہ سنکر وہ مسکرانے لگا:-

ہیلیو پاس "آرزو تو اچھی ہے - جو لوگ واپس آتے ہیں وہ اس دنیا میں آنے سے ناخوش ہی ہوتے ہیں - اب تم اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ - اور دیکھو کہ تمہاری حالت کیسی ہے"۔

میں نے اُس کے حکم کی تعمیل کی اور معلوم ہوتا تھا کہ میں اس کالبد میں تنگ سی ہوں - لیکن یہ حس جلد جلد غائب ہو رہی تھی - مگر ویسے میں بہت ہی مضبوط - توانا اور خوش تھی - میں نے اُس شخص کی طرف شکر گزاری کے خیال سے جس کی علمی قوت سے مجھے تھوڑا عرصہ پیشتر عجیب و غریب نظارے حاصل ہوئے تھے - ہاتھ پھیلائے ۔

میں۔ (اشتیاق سے) میں آپ کا کافی طور پر شکریہ ادا نہیں کرسکتی۔ میں بجرأت کہتی ہوں۔ کہ میں نے عالم بالا کے سفر میں جو چیزیں دیکھی ہیں۔ ان کا کچھ علم آپ کو بھی ضرور ہوگا ✣

ہیلیو باس "ہاں کچھ معلوم ہے۔ لیکن سب نہیں۔ البتہ میں یہ جانتا ہوں۔ کہ تم نے کس کس سے عالم اور نظام شمسی کی سیر کی۔ لیکن یہ نہیں جانتا کہ تم سے کیا گفتگو ہوئی۔ یا تمہارے اطمینان کے لئے کیا کیا اور کون سے خاص سبق سکھائے گئے" ✣

میں "چونکہ میں نے جو باتیں دیکھی ہیں۔ وہ ابھی یاد ہیں۔ اس لئے میں ان کو بالتفصیل بیان کرتی ہوں۔ میں آپ کو یہ واقعات اس لئے سنانا چاہتی ہوں کہ آپ کو معلوم ہو کہ میں کس قدر خوش اور تمہاری کس قدر شکر گزار ہوں" ✣

پھر میں نے اس کے سامنے وہ تمام نظارے بیان کئے۔ جو میں نے دیکھے تھے۔ کوئی بات فرد گذاشت نہیں کی ہیلیو باس نہایت توجہ اور دلچسپی سے سنتا رہا ✣

ہیلیو باس۔ (میری داستان سُن کر) "تمہیں تو نہایت عجیب غریب بلکہ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ نہایت غیر معمولی واقعات پیش آئے اس سے مجھے ثابت ہو گیا کہ قوت ارادی نہایت زبردست چیز ہے بہت سے آدمیوں نے جنہیں میں نے عالم بالا یا برقی ہستی کی حالت میں پہنچایا ہے۔ انہوں نے وہاں کا جانا راز جوئی کے طبعی میلان کو سیر کرنے کے لئے منظور کیا تھا۔ اس لئے چند ہی خالص ایتھر سے پرے گئے ہیں۔ جس میں سیارے گویا سمندر میں تیر رہے ہیں۔ مثلاً سیلینی زہرہ سے آگے نہیں گیا تھا۔ کیونکہ اس سیارہ میں اُسے وہ روح ملی جو اس کے مقدر کی مختار اور شریک ہے۔ زارہ نے

بڑی دلیری کی کہ دائرہ اعظم کے بیرونی کنارہ تک پہنچ گئی۔ لیکن اُسے بھی وسطی اعظم دنیا کی ایک جھلک بھی نظر نہیں آئی۔ برخلاف ان کے تم دلیرانہ مقصد سے روانہ ہوئیں۔ اور اُسے تم نے پورا کرنے تک نظرانداز نہیں کیا۔ یہ کلمات بالکل صحیح ہیں۔ مانگو تو تمہیں دیا جائے گا ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھولا جائیگا۔ یہ ممکن نہیں" یہ کہہ کر اُس نے آہ بھری کہ ایسے عجائبات کے درمیان تم نے مجھے یاد کیا ہو۔ یہ توقع رکھنا میرے لئے عبث تھا"۔

میں۔ (صفائی سے) "میں اعتراف کرتی ہوں۔ کہ جب میں آسمانی سفر سے واپس ہو کر زمین کے قریب پہنچ گئی۔ اُس وقت تک مجھے تمہارا خیال مطلق نہیں تھا۔ لیکن اُس وقت میری قوت حافظہ نے عین برمحل یاد دلایا اور میں نے تمہاری درخواست فراموش نہیں کی"۔

ہیلیو پاس۔ (متفکرانہ لہجہ میں) "اور اس کی بابت تمہیں کیا معلوم ہُوا؟"

"صرف یہ کہ آزول کہتا تھا کہ تمہیں یہ پیغام پہنچا دوں۔ جب کسی شخص کی موت قطعی طور پر تمہارے اختیار میں ہو۔ تو اُسے نہ مارو۔ اور مجھے یاد رکھو"۔

ہیلیو پاس۔ (آہستہ سے مسکرا کر) "اُس کے اس قول سے پایا جاتا ہے کہ میں اُس کی تحریک پر ہمیشہ عمل نہیں کرتا"۔

میں "ممکن ہے کہ تمہیں ایک اس پر عمل کرنا یاد نہ رہے"۔

ہیلیو پاس۔ (سرگرمی سے) "یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ ممکن نہیں۔ بیٹی میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے مجھے یاد رکھا جو پیغام تم لائی ہو وہ میرے دماغ پر بخوبی نقش ہو جائیگا۔ اب آج رات رخصت ہونے سے پہلے میں تم سے چند ضروری باتیں کہنا چاہتا ہوں"۔

یہ کہہ کر رُک گیا۔ اور چند منٹ تک نہائت غور و فکر میں مصروف رہا۔ آخر کار اس نے سلسلہ کلام شروع کیا:۔

ہیلیوباس:۔ "میں نے چند تحریریں تمہارے مطالعہ کے لئے منتخب کی ہیں۔ ان میں اندرونی برقی قوت کو نشو و نما اور تعلیم دینے کے متعلق پوری پوری اور صاف صاف ہدایات مندرج ہیں۔ ان میں میں نے متحرک عرق کا نسخہ لکھ کر بھی رکھ دیا ہے۔ اس کی تھوڑی سی مقدار استعمال کرنے سے تم تندرست اور قوی رہو گی۔ اور تمہارے دماغ کو تقویت حاصل ہو گی۔ یہ دوا اکثر لوگوں کی نسبت تمہیں زیادہ عرصہ تک نوجوان اور تمہاری زندگی سے لطف اٹھانے والی حس کو قائم رکھے گی۔ میری بات بخوبی سمجھ لو۔ یہ عرق بذات خود تمہیں برقی حالت کی زندگی میں نہیں رکھ سکتا۔ اس حالت تک پہنچنے میں تمہارے جسم میں انسانی برقی قوت کے زبردست استعمال کی ضرورت ہے۔ مگر ایسا تجربہ بار بار کرنا خطرناک ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ جسم کے لئے خطرناک ہو گا۔ چونکہ تمہیں اس زندگی میں بہت کچھ کام کرنا ہے اسلئے بہتر ہو گا کہ اس کے آزمانے کی کوشش نہ کرو۔ لیکن اگر عرق کو تادم زیست ہر روز پیتی رہو۔ اور اپنی اندرونی برقی قوت کے نشو و نما میں جو تم میں پہلے بھی مقدار وافر میں موجود ہے۔ میری تحریری ہدایات پر عمل کرتی رہو۔ تو تمہیں دنیا کے باقی لوگوں پر بعض فوائد حاصل ہو جائینگے اور اس سے تمہاری جسمانی بلکہ دماغی قوت بھی زیادہ ہو جائیگی" +

اس نے ایک دو منٹ کے توقف کے بعد سلسلہ کلام پھر شروع کیا:۔

ہیلیوباس:۔ "جب تم اپنی قوت ارادی کو تعلیم دے کر برقی قوت کی ایک خاص بلندی تک پہنچا دو گی۔ تو جس وقت چاہو ہوائی روحوں کو صاف صاف طور پر دیکھ سکو گی۔ اور نیز ان روحوں کو جو دائرہ اعظم

سے نیچے اتر کر انسانی برقی قوت یا کرہ زمین کے جاذب مادہ کی حد کے
اندر آجاتی ہیں۔ تم ان کے ساتھ اور وہ تمہارے ساتھ گفتگو کر سکینگی
تم جب چاہو گی۔ مرُدہ شخصوں کی روحوں سے جب تک وہ زمین کے
قطر کے اندر رہینگی۔ مگر وہ شاذ و نادر ایسا کرتی ہیں۔ اور اس سے
جنتہ الوسع بہت جلد نکل جانا چاہتی ہیں۔ ملاقات کر سکو گی۔ بعض اوقات
وہ محبت یا افسوس کی وجہ سے رُک جاتی ہیں۔ لیکن ان میں اعلےٰ
خواہشات ہوتی ہیں۔ اور اس لئے جونہی وہ رہا ہوتی ہیں۔ وہ محبت
و افسوس کو بھی خیر باد کہکر چل دیتی ہیں۔ بنی نوع انسان سے جب
تم میل جول کرو گی تو تمہیں ان کی نیت جلدی اور غلطی کے امکان
بغیر معلوم ہو جائیگی۔ تم فوراً دریافت کر سکو گی کہ کون تم سے محبت
اور کون نفرت کرتا ہے۔ اور نام کے فلسفہ دانوں کی منطق اور علم
سے تمہاری طبعی فراست مکدر نہ ہو گی۔ تم اچھی اور خوبصورت چیزوں
کی بخوبی تمیز کر سکو گی۔ تمہیں مذاق کا اچھا سلیقہ حاصل ہو جائیگا
تم ہمیشہ بشاش اور زندہ دل رہو گی۔ جو تم کرو گی۔ تاوقتیکہ اپنی
حماقت سے کوئی غلطی نہ کرو گی۔ اس میں کامیاب ہو گی اور تمہیں
یہ اعلےٰ احق حاصل ہو جائیگا کہ جو لوگ تم سے میل کرینگے ان پر مفید
اثر پڑیگا۔ یا مضر۔ یعنے ویسا ہی اثر ہو گا جیسا کہ تم اپنی قوت کا
لوگوں پر استعمال کرو گی۔ میں خیال نہیں کرتا کہ با وجود عالم بالا کی سیر
کرنے اور یہ معلوم ہو جانے کے کہ تمہاری ہستی کا خالق محبت و
عفو مجسم ہے۔ تم مضر اثر ڈالو گی۔ بہرکیف دنیا کی عظیم ترین قوت۔
قوت برقی۔ تمہارے اختیار میں ہے۔ یعنی وہ تم میں پیدا ہونا شروع
ہو گئی ہے۔ اور تم کو صرف یہ کرنا رہ گیا ہے کہ اس کے نشو و نما کو
حوصلہ دلاؤ۔ جیسا کہ سرود یا فنون لطیفہ کے مذاق کو حوصلہ دلانے

ہیں۔ اب میں تمہیں وہ تحریریں دیتا ہوں" +

اس نے ایک ڈیسک کا قفل کھولا۔ اور اس میں سے کاغذ کے دو لپٹے ہوئے مسودے نکالے۔ ایک پر سنہری فیتہ باندھا ہوا تھا دوسرا ایک خول میں بند تھا۔ اس نے دوسرا مسودہ میرے سامنے کر دیا۔ اور کہنے لگا:۔

"اس میں میں نے تمہارے واسطے کچھ خفیہ ہدایات قلمبند کی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی لوگوں پر ظاہر نہ کرنا۔ دنیا دانشمندی سیکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور علم کے راز معدودے چند آدمیوں ہی کو بتانے چاہئیں۔ اس مسودہ کو صندوق میں مقفل رکھو۔ اور اس کا مضمون سوائے تمہارے اور کوئی نہ دیکھ سکے" +

میں نے اس سے وعدہ کیا۔ اور اس نے مسودہ میرے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر پہلا مسودہ جس پر فیتہ بندھا ہوا تھا ہاتھ میں لے کر کہنے لگا:۔

"اس میں میں نے مہذب عیسوی کا برقی اصول تحریر کیا ہے یہ خود تمہارے مطالعہ اور غور کے لئے ہے۔ تاہم اگر تم میرے اصول کو دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرنا چاہو۔ تو میں تمہیں منع نہیں کرتا۔ لیکن میں تم سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ تم جبر سے کسی کے دل میں ایمان پیدا نہیں کر سکتیں شیشے کے جام میں جو سنہری مچھلی رہتی ہو۔ بحر ذخار کی ماہیت سمجھ کس طرح آ سکتی ہے۔ اگر تم اس قطب نما سے جو تمہیں دیا جاتا ہے۔ اپنی رہبری کر سکو۔ تم مطمئن رہو۔ لیکن اگر تم دوسرے کی رہبری نہ کر سکو۔ تو افسوس نہ کرو۔ تم کوشش کر سکتی ہو۔ لیکن اگر تمہیں ناکامی ہو حیرت کی کوئی بات نہیں۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہ ہو گا۔ ایسی کوششوں میں تمہیں صرف

اس صورت میں رنج ہوگا کہ تمہیں کسی سے دلی محبت ہو۔ اور تم اُن صداقتوں کو جو تمہیں معلوم ہیں اس کے دل میں نہ ڈال سکو۔ اس وقت تمہیں ایک نئی بات معلوم ہوگی۔ جس کے دریافت ہونے سے کم و بیش رنج ضرور ہوگا۔ یعنے یہ کہ تم نے نامناسب شخص سے محبت کی۔ کیونکہ جس شخص کو تم نے اپنی محبت کے لائق خیال کیا تھا۔ اُسے تم سے محبت نہیں۔ اس صورت میں قطعی اور ابدی جدائی ہوئی چاہئے اگر اس زندگی میں نہ ہوگی۔ تو دوسری زندگی میں ضرور ہوگی۔ پس میں کہتا ہوں کہ محبت کرنے میں احتیاط سے کام لو۔ مبادا کہ تم ٹھیک طور پر محبت نہ کر سکو۔ گو مجھے یقین ہے کہ تم بہت جلد اور صاف صاف طور پر اس روح کو پہچان لوگی جسے قضا و قدر نے تمہاری روح کے پورا اور مکمل کرنے کے لئے بنایا ہے۔ اگرچہ تم ایسی تھکی ہوئی نہیں ہو کہ تمہیں نیند کی ضرورت ہو۔ تاہم میں اللہ حافظ کہتا ہوں ٭

میں نے اس کے ہاتھ سے دوسرا مسودہ بھی لے لیا۔ جسے قدرے کھولنے پر معلوم ہُوا کہ اس پر بہت ہی خفی یعنے باریک خط میں کچھ تحریر ہے ٭

میں "کیا زارہ کو معلوم ہے کہ میں کس قدر عرصہ تک غیر حاضر رہی ہوں؟"

ہیلیوباس "ہاں۔ وہ بھی میری طرح حیران اور فکرمند تھی میرا خیال ہے کہ وہ بہت دیر کر کے سوئی ہوئی ہے۔ لیکن تم سونے سے پیشتر اُس کے کمرے میں جاکر دیکھ سکتی ہو کہ آیا وہ بیدار ہے"٭

زارہ کا ذکر کرتے وقت اُس کے بشرہ سے غم کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور اس کی پیشانی پر چین پڑ گئی۔ اور میرا دل دہل گیا ٭

میں "کیا وہ اچھے نہیں ہے؟"

ہیلیو باس "وہ بالکل اچھی ہے۔ تمہیں یہ خیال کیوں ہوا کہ وہ اچھی نہ ہوگی؟"

میں "معاف فرمائیے۔ میں نے خیال کیا تھا کہ جب میں نے اُس کا نام لیا تھا تو آپ غمگین ہو گئے"

اس کا ہیلیو باس نے کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ وہ کھڑکی کے پاس چلا گیا۔ اور اُس کا پردہ ہٹا کر اُس نے مجھے اپنے پاس بلایا

ہیلیو باس۔ (آہستہ اور سنجیدہ آواز سے) اُس طرف دیکھو۔ سیاہ نیلے پردے کی طرف جس پر ستارے منتشر ہیں۔ دیکھو۔ تمہاری دلیر روح ابھی ابھی اس عالم کی سیر سے واپس آئی ہے۔ دیکھو چاند کس طرح چراغ کی طرح آسمان میں آویزاں ہے۔ بظاہر وہ کروڑوں دنیاؤں سے جو اس کے اردگرد ہیں۔ اور دراصل اس سے زیادہ وسیع و منور ہیں۔ زیادہ درخشاں ہے۔ انسان کی آنکھیں کیسی آسانی سے دھوکہ کھا جاتی ہیں۔ جیسے کہ انسان کی عقل بھی کھا جاتی ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم نے عالم بالا کی سیر میں چاند یا سورج کیوں نہیں دیکھا؟

اس سوال سے مجھے قدرے حیرت ہوئی۔ یہ تو واقعی بڑے تعجب کی بات تھی کہ مجھے اُن کی سیر کا خیال تک نہ آیا۔ تاہم کچھ دیر سوچنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ عالم بالا کے سفر میں سینکڑوں ہزاروں آفتاب و مہتاب ان پھولوں سے جو سبزہ زار پر جا بجا اُگے ہوتے ہیں۔ زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے۔ لیکن اب مجھے افسوس ہوا کہ میں نے ان دو لو منور کروں کے جو زمین پر روشنی اور حرارت پھیلاتے ہیں حالات دریافت کرنے کی خواہش نہیں کی تھی

ہیلیو باس میری طرف توجہ سے دیکھ کر گویا ہوا

ہیلیو باس "تمہیں اپنی اس فرد گذاشت کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی؟ میں بتاتا ہوں۔ آفتاب یا مہتاب میں دیکھنے کے لائق کوئی بات نہیں۔کسی زمانہ میں دو لو آباد تھے۔لیکن آفتاب کے باشندے اب سے قرہنا قرن پیشتر اپنی مقررہ معیاد حیات ختم کر کے (مرکزی کرے) میں چلے گئے ہیں۔آفتاب اب محض ایک جلتی ہوئی دنیا ہے اور یقیناً بڑی سرعت سے جل کر بھسم ہو رہا ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ بتدریج اس برقی راہ میں جس سے کہ وہ ابتدا میں پیدا ہوا تھا جذب ہو رہا ہے۔جہاں سے وہ پھر نئی اور زیادہ شاندار ہیئت میں خارج کیا جائے گا۔یہی حال تمام دنیاؤں۔آفتابوں اور نظاموں کا تا ابد چلا جائیگا۔آفتاب کے مکمل طور پر بھسم ہونے سے پیشتر وقت کے مختصر انفاس جنہیں ہم سالوں کے نام سے تعبیر کرتے ہیں کروڑوں ہی جائینگے۔لیکن اس کی ہلاکت یا جذب ہونے کا عمل اب بھی جاری ہے۔ہماری زمین سرد ہے۔اور ہم اس خالی دنیا (آفتاب) کے جلنے کی روشنی سے گرمی حاصل کرتے ہیں"!

ہیلیو باس کی باتیں میں خوف و دلچسپی سے سنتی رہی۔

میں۔(اشتیاق سے) "اور چاند کا کیا حال ہے؟"

ہیلیو باس "چاند کا کوئی وجود نہیں۔جو چاند ہمارے نظر آتا ہے۔یہ قدیم چاند کا عکس یا اُس کی برقی تصویر ہے۔کیونکہ ہوائی کرے کی برقی قوت نے ایک قدیم زندہ دنیا کی تصویر آسمانوں پر منقش کر دی ہے۔جیسے کہ ریفائیل لوگوں کی مضحکہ خیز تصویریں بنایا کرتا تھا"۔

میں۔(حیرت سے چلا کر) "لیکن چاند کا جوار بھاٹے پر کیوں ہوتا ہے؟ اور خوف کی کیا وجہ ہے؟"

ہیلیو باس:- جوار بھاٹے پر چاند کا اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس دنیا کے
عکس کا جو کسی زمانہ میں زندہ تھی۔ اور اب جذب ہو گئی ہے۔ سمندر میں
برقی قوت سرائت کئے ہوئے ہے۔ جس طرح سورج رنگوں کو جذب
کرتا ہے۔ اُسی طرح چاند کی برقی تصویر جو آسمان پر نظر آتی ہے سمندر
کی برقی قوت کو جذب واندفاع کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ جس طرح
ہیں اصلی چیز کے رنگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح چاند کے معدوم کرہ
کی بجنسہٖ تصویر جو خالص روشنی کی پنسل سے کھینچی گئی ہے۔ بے حد
برقی قوت سے معمور ہے۔ اس تشبیہ کا اطلاق چاند اور زمین پر بخوبی
کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح تصویر میں اور روشن رنگ ہوتے ہیں اسی
طرح چاند کی برقی تصویر میں مختلف درجوں کی برقی طاقت موجود ہے۔
اُس کی جب کرہ زمین کی برقی قوت سے مڈبھیڑ ہوتی ہے۔ تو وہ ہم پر
اور اُن قدرتی نظاروں پر جن میں ہم رہتے ہیں۔ مختلف اثر پیدا کرتی ہے
خوف کی وجہ یہ ہے۔ کہ اگر تم آہستہ آہستہ گول پردہ اپنے اور جلتی
ہوئی آگ کے درمیان پھراؤ۔ آگ کے صرف بیرونی کنارے نظر
آئینگے۔ اسی طرح چاند کی برقی تصویر مقررہ اوقات پر زمین اور آفتاب
کی جلتی ہوئی دنیا کے درمیان سے گزرتی ہے"۔

میں:- تاہم یہ ایک یقینی امر ہے کہ دوربین کے ذریعے چاند
ہمیں ٹھوس کرہ نظر آتا ہے۔ ہمیں اس کی سطح پر پہاڑ اور وادیاں
دریافت ہوئی ہیں۔ پھر وہ باقاعدہ طور پر زمین کے گرد چکر لگاتا ہے۔
ان امور کی وجہ کیا ہے؟

ہیلیو باس:- دوربین انسان کی آنکھ کی محض معاون ہے۔ اور
میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہماری قوت نظری بہت آسانی سے دھوکہ
کھا جاتی ہے۔ چاہے صنعتی آلات بھی ان کے معاون ہوں۔ دوربین اور

اسٹیریا سکوپ چاند کی تصویر کو صرف زیادہ صفائی سے دکھا سکتے ہیں۔ لیکن اگر یہ سب کچھ تسلیم کر لیا جائے تو بھی اس امر میں کلام نہیں۔ کہ چاند کا بحیثیت ایک دنیا کے کوئی وجود نہیں ہے اس کی شبیہ جو برقی قوت کے ذریعے آسمان پر اتاری گئی ہے ۔ ہزاروں سالوں تک باقی رہے گی ۔ اور جب تک وہ باقی رہے گی ۔ وہ ہمارے گرد گھومتی رہے گی ۔ کیونکہ عالم میں ہر ایک چیز حرکت کرتی ہے ۔ اور ایک دائرہ میں اور ایک مدار پر حرکت کرتی ہے ۔ علاوہ بریں چاند کی یہ تصویر جو خالص برقی قوت پر مشتمل ہے ۔ زمین کی برقی قوت کے زور سے اس کے پیچھے پیچھے کھچی چلی جاتی ہے ۔ اس لئے معدوم ہونے تک چاند کی یہ تصویر زمین کے ساتھ ساتھ اس طرح رہیگی۔ جس طرح کہ خوشی رخصت ہونے کے بعد اس کا خیال باقی رہتا ہے وہ تصویر خلا پر ہے ۔ اور چاند بمنزلہ تصویر کے ہے ۔ جب کسی نہایت حسین عورت کی نادر اور پرانی تصویر دریافت ہوتی ہے ۔ تو ہم اُسے کیسی دلچسپی کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ۔ چاہے اس پر اس عورت کا نام نہ ہو اور تاریخ بھی نہ ہو ۔ مگر چونکہ اس کا چہرہ خوبصورت ہے لب بوسے لینے کے قابل ہیں ۔ آنکھیں محبت و عشق کے نشہ سے سرشار ہیں ۔ اس لئے ہم اس کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں ۔ اس کی تعریف اور عزت کرتے ہیں ۔ ہم اس پر ایک لیڈی کی تصویر لکھ کر تصاویر کے عجائب خانہ میں عزت کی جگہ پر رکھ دیتے ہیں ۔ پھر ہمیں ایک خوبصورت گم شدہ کرہ کی تصویر" کو جو ابدی اور متحرک عجائبات کے نگار خانہ میں گردش کر رہی ہے ۔ جہاں زندہ اور قریب المرگ دنیائیں تماشائیوں کا تیزی سے چلنے والے ہجوم موجود ہیں کیسی عزت اور پیار کی نظروں سے دیکھنا چاہئے ۔

میں اُس کی دلکش تقریر کو محویت کے عالم میں سنتی رہی تھی اب میں کہنے لگی :-

ہیلیو باس قریب المرگ ؟ موت کا تو کوئی وجود نہیں" !

ہیلیو باس - (آہستہ تردد کے لہجہ میں) " بجا - لیکن یہ وہ چیز ہے - جس کا نام ہم نے موت تجویز کیا ہے - یعنے تغیر - اور یہ ایک قسم کی جدائی کا نام ہے" !

میں - (نہایت خوشی اور اشتیاق سے) " لیکن یہ جدائی بہت دیر کے لئے نہیں ہوتی ! جس طرح دنیائیں برقی دائرہ میں جذب ہو کر پھر نئی اور زیادہ شاندار صورتوں میں خارج ہوتی ہیں اُسی طرح ہم جذب ہو کر کامل خوبصورتی کی اشکال میں تبدیل ہو جاتے ہیں - اور ہماری آنکھیں ایسی صاف اور قوی ہو جاتی ہیں - کہ ہم خدائے تعالےٰ کا دیدار دیکھ سکتے ہیں - جسم ہلاک ہو جاتا ہے لیکن جسم سے ہمارا کیا واسطہ - یہ ہمارے لئے بمنزلہ قید خانہ اور آزمایش کے ہے - جب ہم اس کے بوجھ کو ہمیشہ کے لئے اُتار پھینکینگے تو ہم بیحد خوش ہونگے" !

ہیلیو باس - (متانت سے مسکرا کر) " تم نے آسمان پر جا کر خوب سبق سیکھا ہے - تم اس طرح تقریر کرتی ہو گویا کہ تمہاری روح کو یقین خوشی اور اطمینان حاصل ہو گئے ہیں - لیکن لفظ موت کہنے سے میری مراد ایسی دو روحوں کا جن کو ایک دوسرے سے محبت ہو جدا ہونا ہے - اور گو اس قسم کی جدائی مختصر ہو - پھر بھی آخر جدائی ہے - مثلاً فرض کرو ـــــ تردد سے کہ زارہ مر جائے ؟

میں " خیر - تمہاری اُس سے بہت جلد ملاقات ہو گی - کیونکہ گو تم سَو سال زندہ رہو - تاہم تم بخوبی جانتے ہو گے کہ خدا کی مملکت میں

یہ سال محض منٹ ہیں" +

ہیلیو باس - (سنجیدگی سے) "یہ ایسے منٹ ہیں جو ہماری قسمتونکا قطعی فیصلہ کرتے ہیں - اور پھر یہ امر بہت کچھ قابل غور ہے - کہ فرض کرو کہ زارہ اب مجھ سے جدا ہو جائے - تو مجھے یہ یقین کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں باقی ماندہ زندگی ایسی پاک بسر کرونگا کہ میں اس کی ملاقات کرنے کا مستحق خیال کیا جاؤں ؟ اگر میری زندگی پاک وصاف نہ گزرے گی - تو زارہ کی موت کے یہ معنے ہونگے - کہ وہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی - اور پھر ہمیں ملنا نصیب نہ ہو گا گو یہ ممکن ہے کہ میں زندگی کسی اور صورت میں شروع کروں - اور اس طرح منزل مقصود پر پہنچ جاؤں" +

وہ اس طرح غور اور متانت سے تقریر کر رہا تھا کہ مجھے بہت ہی حیرت ہوئی - کیونکہ میں نے خیال کیا تھا کہ موت کا خوف جو ایک قسم کی حماقت ہے - اس کے دل میں ہرگز دخل نہیں پا سکتا +

میں "ہیلیو باس تم غمگین ہو - اول تو زارہ ابھی تم سے جدا نہ ہوگی - اور دوسرے اگر وہ جدا بھی ہو جائے تو تم اپنی زندگی میں اس امر کی سر توڑ کوشش کروگے کہ ضد یا نہایت خفیف سی غلطی سے بھی تمہاری ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو - ہمارے ایمان کا اصل الاصول ارادی قوت کی طاقت پر یقین رکھنا ہے - جس چیز کے کرنے کا ارادہ ہم کرینگے بالخصوص اگر وہ روحانی ترقی کا فعل ہی ہو - تو ہم اسے ہمیشہ انجام دے سکینگے +

یہ سنتے ہی ہیلیو باس نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے دبایا +

ہیلیو باس "تم عالم بالا سے ابھی ابھی آرہی ہو - اور تمہاری حوصلہ دلانے والی تقریر سنکر میرے دل میں سرگرمی اور تقویت

پیدا ہوتی ہے۔ براہ عنایت یہ خیال نہ کرو۔ کہ میں آئندہ بدشگونیوں کے خیال سے دینے والا ہوں۔ باوجود روحانی علم میں ترقی کرنے کے میں ایک انسان ہوں۔ اور مجھے جامہ انسانی میں اکثر دقتیں پیش آتی ہیں۔ میرا ارادہ نہ تھا کہ ہم اس قدر دیر تک گفتگو کرتے رہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے لئے سونا بہتر ہوگا۔ گو اس کے لئے تمہارا جی نہیں چاہتا۔ میں تمہیں ایک مفرّح عرق دیتا ہوں۔ اس سے تمہارے جسمانی اعصاب عمدہ طور پر کام دینے کے لائق ہو جائینگے ❖

اس نے ایک چھوٹی سی شیشی سے گلاس میں کوئی چیز ڈالکر مجھے دی۔ جسے میں فرمانبرداری کے خیال سے پی گئی۔ اور مسکرانے لگی ❖

میں "استاد اداب عرض ہے۔ آپ کو روحانی ترقی کی کامیابی میں کسی طرح کا خوف نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر بالفرض آپ کوئی مہلک غلطی کریں۔ تو ان انسانوں کی روحیں جنہیں آپ کی محنت سے فائدہ پہنچا ہے۔ آپ کی رہائی کے لئے محنت و دعا کرینگی۔ اور مجھے اب معلوم ہو گیا ہے کہ دعا اگر بے غرض ہو تو آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ گو میں آپ کے مریدوں میں سے نہایت ادنےٰ ہوں۔ تاہم تہ دل سے اور شکر گزاری کے خیال سے آپ کے لئے متواتر دعا کیا کروں گی۔ اس اور آخری دنیا دونو ہی میں" ❖

میری بات سنکر اُس نے سر جھکا دیا ❖

ہیلیوباس۔ (سادگی سے) "میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ دعا سے اس قدر کام سرانجام پاتے ہیں کہ دنیا کے لوگوں کو ان کا وہم و گمان بھی نہیں۔ یہ سچی ضرب المثل ہے۔ بیٹی خدا تمہیں برکت دے۔ سلام" ❖

یہ کہکر اُس نے کتب خانہ کا دروازہ کھول دیا تاکہ میں باہر چلی جاؤں۔ میں دروازہ سے نکلنے لگی تو اُس نے آہستہ سے میرے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ گویا دل میں میرے لئے دعاء خیر کر رہا ہے۔ پھر اُس نے کواڑ بند کر دئے۔ اور میں بڑے بڑے کمرے میں چلی گئی جہاں میں بالکل اکیلی تھی۔ ایک لمپ سقف میں آویزاں تھا۔ اس کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اور فوارہ آہستہ اور سُریلی آواز سے چل رہا تھا۔ گویا صبح کی دعا کے لئے نیا راگ یاد کر رہا ہے۔ میں منقش فرش پر جلد جلد دبے پاؤں قدم اٹھاتی ہوئی جا رہی تھی۔ میں اس خیال سے زینہ پر چڑھنے لگی کہ زارہ کو تلاش کر کے اپنے عجیب و غریب آسمانی سفر اور بے حد مسرّت کا حال سناؤں میں اس کی خوابگاہ کے قریب پہنچی۔ تو اُس کا ایک کواڑ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ میں نے اُسے اور کھولکر اندر دیکھا۔ اس کے ایک گوشہ میں ایک حسین عورت کا نفیس بت بطور آرائش کے رکھا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں قندیل تھی۔ جس میں موم بتی جل رہی تھی۔ قندیل کا رنگ گلابی تھا۔ اور بتی کی مدھم روشنی کمرے میں پڑ رہی تھی۔ یہ روشنی زارہ کے بستر پر خصوصیت سے پڑتی تھی۔ اس پر مشرقی طرز کے کشیدہ کا کام تھا۔ زارہ گہری نیند میں تھی۔ وہ بہت ہی حسین معلوم ہوتی تھی۔ وہ ان نورانی روحوں کی طرح جو میں نے آسمانی سفر میں دیکھی تھیں۔ خوبصورت و دلفریب معلوم ہوتی تھی۔ اس کے گنجان سیاہ بال سفید تکیوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس لمبی نازک و نرم پلکیں نازک سرخ رخساروں پر بل کھائے ہوئے پڑی تھیں اُس کے لب جو ابتدائی بہار کے سبب کے پھولوں کی طرح سرخی مائل تھے کسی قدر کھلے تھے۔ اور اس وجہ سے چھوٹے چھوٹے سفید دانت

چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اس کی رات کی پوشاک کسی قدر کھلی ہوئی جس سے اس کی گردن۔ اور نفیس گول پستان کسی قدر ظاہر اور کسی قدر چھپے ہوئی تھیں۔ چھاتی پر برقی گوہر جسے وہ ہمیشہ پہنے رہتی تھی آب وتاب سے چمک رہا تھا وہ باقاعدہ اور آہستہ آہستہ سانس لیتی تھی۔ تو اس کا سینہ اٹھ اٹھ کر بیٹھ جاتا تھا۔ اس کا ایک سفید ہاتھ رضائی سے باہر نکلا تھا۔ اور قندیل کے چراغ کی روشنی اس کی انگشتری پر پڑ رہی تھی۔ اس میں وسطی الماس ستاروں کی طرح جگمگا رہا تھا۔

میں نے اس خوابیدہ مہ جبیں کو جو حسن میں بے نظیر تھی بڑی پیار کی نظروں سے دیکھا۔ اور پھر میرے دل میں خیال آیا کہ قریب جا کر اس کا اس طرح بوسہ لے لوں۔ کہ اسے خبر نہ ہو۔ میں کمرے میں چند قدم آگے بڑھی۔ تو یکایک مجھے کسی چیز نے روک دیا۔ یہ چیز اس کے بستر سے قریب ایک گز کے فاصلہ پر تھی۔ پھر میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکی۔ میں نے بڑے زور سے آگے جانے کی کوشش کی۔ مگر بے سود میں صرف پیچھے کو قدم اٹھا سکتی تھی اور بس۔ میرے اور زارہ کے درمیان ایک مضبوط اور ناقابل گزر سد حائل تھی۔ جو نظر نہیں آتی تھی البتہ کمرے کی دوسری چیزیں مثلاً عورت کا بت جس کی لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ اور میرے سوئی ہوئی سہیلی کی دلفریب صورت۔ کمرے کی روشنی اور سایہ بخوبی نظر آتے تھے۔ مگر وہ چیز جس نے مجھے روک رکھا تھا بالکل دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اگر میں دو قدم اور اٹھاتی تو اس کے جسم کو مس کر سکتی ۔ لیکن یہ دو قدم اٹھانے سے مجھے اس نامعلوم چیز نے زور سے روک دیا۔ گویا زارہ کے

اور میرے درمیان سمندر بہ رہا ہے۔ میں اس عجیب واقع پر بہت دیر تک غور کرتی ہوئی کھڑی نہ رہی۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ اُس روک کا نظارہ کی روحانی زندگی اور خیالات سے ضرور تعلق ہوگا۔اس وجہ سے میرے دل میں کچھ خوف یا اضطراب پیدا نہ ہوا۔ میں نے اپنی پیاری سہیلی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس کا بوسہ لینا ہی غنیمت سمجھا مجھے تعجب تھا کہ وہ میرے بالکل قریب پڑی ہے۔ لیکن کوئی نامعلوم چیز رقیب کی طرح اُس کی حفاظت کر رہی ہے کہ میں اُس کا بوسہ نہیں لے سکتی۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر میرے دل میں خیال آیا کہ ہیلیوباس نے جو مسودے دئے تھے ان کو بیٹھے بیٹھے پڑھ لوں۔ پھر کچھ سوچ کر میں نے ان قیمتی مسودوں کو صندوق میں مقفل کر دیا۔ اور سونے کا ارادہ کیا۔ میں نے کاغذات کو صندوق میں بند کرکے ایمان و محبت سے معمور دل کے ساتھ دوزانو ہو کر اس اعلےٰ شاندار ہستی کی مدح و ثنا شروع کی۔ جس کی مختصر مگر نورانی جھلک مجھے عجیب و غریب طور پر نظر آئی تھی۔ جب میں نے محویت اور مسرت کے عالم میں دوزانو تھی۔ تو میں نے اپنے خاموش کمرے میں ایک دور والے سرود کی سی ایک گونج سنی۔ اس سے یہ الفاظ میری سمجھ میں آئے "میں تمہیں یہ جدید حکم دیتا ہوں۔ کہ تم ایک دوسرے سے اس طرح محبت کرو۔ جس میں تمہارے سے محبت کرتا ہوں"

لُطف کی باتیں

دُوسرے روز صبح کو زارہ خود مجھے جگانے آئی۔ وہ موسم بہار کی صبح کی طرح شگفتہ خاطر اور دلفریب معلوم ہوتی تھی۔ اور مجھے پیار سے چھاتی کے ساتھ لگا کر کہنے لگی :۔

"میں کاسیمیر سے ایک گھنٹہ سے زیادہ گفتگو کرتی رہی ہوں۔ اُس نے مجھے تمام کیفیت بتادی ہے۔ تم نے کیسے کیسے عجائبات دیکھے۔ میری پیاری سہیلی کیا تم خوش نہیں ہوئیں؟ کیا تمہارے دل کو قوت اور تسلی حاصل نہیں ہوئی؟"

میں "بہت بڑی۔ لیکن زارہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ دنیا کو معلوم نہیں"

زارہ "سارے لوگوں کو علم کی خواہش نہیں ہے۔ باغ کی دنیا میں بھی چند ہی ایسے لوگ تھے جو تمہاری تلاش میں مصروف تھے۔ ان معدود چند کے لئے تم ہر بات کرنے کو تیار تھیں۔ لیکن باقیوں کے لئے تمہاری بہترین کوششیں بے سود تھیں"

میں۔ (غور کرتے ہوئے) شاید کوششیں ہمیشہ بے فائدہ نہ ہوتیں"

زارہ (اتفاق رائے کے طور پر) "شائد بے فائدہ نہ ہوں۔ آج دنیا کی یہی حالت ہے۔ جب تک زندگی ہے۔ تب تک امید بھی ہے۔ چونکہ اس وقت اتفاقاً دنیا کا ذکر ہونے لگا ہے اسلئے

میں تمہیں جتائے دیتی ہوں کہ تم اب اُس میں پھر واپس آگئی ہو۔ اور اس لئے تمہیں فضول رکاوٹوں کا سامنا ہوا کرے گا۔ ان میں سے دو یہ ہیں۔ اوّل تمہارا یہ ایک خط ہے۔ دوسرے صبح کا ناشتہ بیس منٹ میں تیار ہو جائیگا"!

میں نے اس کے مسکراتے ہوئے اُس کی صورت کی طرف توجہ سے دیکھا۔ وہ مجسم قوت۔ تندرستی اور خوبصورتی تھی۔ مجھے خواب کی طرح گذشتہ رات کا واقعہ یاد آگیا۔ کہ جب وہ سو رہی تھی تو ایک ناقابل تسخیر سد جو کسی فانی انسان کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی نہ ہوگی۔ اس کی حفاظت کر رہی تھی۔ مگر میں نے اپنے ان خیالات کو ظاہر نہ کیا۔ اور اسکی زندہ دلی اور خوش خلقی کے جواب میں مسکرا کر کہنے لگی:۔

"میں بیس منٹ گزرنے کے بعد عین وقت پر نیچے اتروں گی۔ زارہ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں۔ کہ مجھ پر دنیاوی زندگی کے جو حقوق ہیں میں انہیں بالکل محسوس کر رہی ہوں۔ مثلاً میں بہت بھوکی ہوں۔ اور اگر تم قہوہ تیار کرو گی تو میں ناشتہ سے خوب لطف اٹھاؤنگی"۔

زارہ میں منجملہ دیگر کمالات کے یہ خوبی بھی تھی کہ وہ قہوہ تیار کرنے کا ڈھنگ جانتی تھی۔ اس نے ہنس کر نہایت عمدہ خوشگوار قہوہ بنانے کا وعدہ کیا۔ اور ایک عمدہ و دلکش راگ بہت شیریں آواز سے گاتی ہوئی کمرے میں سے چلی گئی۔

زارہ مجھے جو خط دے گئی تھی۔ وہ مسز ایورارڈ کے پاس سے تھا۔ اس نے لکھا تھا کہ میں آج ہی پیرس میں پہنچونگی۔ اس خط کا مضمون یہ تھا۔ جس وقت تک تم کو یہ خط ملیگا۔ ہم گرینڈ ہوٹل میں ہونگے۔ اگر ہو سکے تو ہم سے فی الفور ملاقات کرو۔ کرنیل کو یہ انتظار

ہے کہ تمہاری صورت دیکھ کر اس امر کا اندازہ کرے کہ واقعی تمہاری حالت کیا ہے۔ اگر تمہاری صحت ایسی عمدہ ہو گئی ہو کہ تم اپنے طبیب کے مکان سے رخصت ہو سکو۔ تو ہم بخوشی تمہیں اپنے پاس رکھینگے۔ اس سے بالخصوص مجھے بہت ہی خوشی ہوگی کیونکہ جب کرنیل باہر چلا جاتا ہے۔ تو میں بالکل تنہا رہ جاتی ہوں اور مجھے بازار سے تنہا چیزیں خریدنے سے بہت نفرت ہے۔ پس اپنی پیاری ایمی پر رحم کرو"۔

ناشتہ کھاتے وقت میں اس خط کے مضمون پر ہیلیوباس اور زارہ سے بحث کرتی رہی۔ اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ اسیوقت گرینڈل ہوٹل میں جاؤں۔

میں۔ (اشتیاق سے) "زارہ میں چاہتی ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ چلو"۔

اس نے جو جواب دیا اُس سے مجھے بہت حیرت ہوئی۔

زارہ "اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں چلی چلونگی لیکن پہلے تو تُرڈام کے گرجے میں نماز ادا کریں گی۔ بعد ازاں ان کی ملاقات کے لئے چلیں گے"۔

اس تجویز سے میں نے بخوشی اتفاق کیا۔ ہیلیوباس خوشخلقی اور صاف باطنی سے کہنے لگا۔

"کل اپنے دوستوں کو کھانا کھانے کے لئے یہاں کیوں نہیں بلاتیں۔ زارہ کی ملاقات اس امر کی کافی باقاعدہ تمہید ہوگی اور تم ہمارے پاس اس قدر عرصہ رہی ہو کہ تمہیں یہ امر بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ تمہارا خواہ کوئی دوست ہو۔ ہم اس کی خاطر و مدارت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہاں چند احباب کا مجمع ہو سکتا ہے

بالخصوص تم بشرطیکہ مسٹر اور مسز چالونر اور ان کی بیٹیوں کو بھی مدعو کردو۔ اور میں آئون کو بلا لوں"۔
شہزادہ کا نام سنتے ہی میں نے زارہ کی طرف دیکھا۔ مگر اس کی صورت سے خفگی یا بیدلی کی کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی ÷
میں۔ (ہیلیو باس سے) "تم بہت مہمان نواز ہو۔ لیکن مجھے اس امر کی سوائے اس کے کچھ وجہ نظر نہیں آتی کہ تم صرف مجھے خوش کرنے کے خیال سے میرے دوستوں کو اپنے مکان میں مدعو کرتے ہو"÷
ہیلیو باس۔ "بیشک یہی وجہ ہے"۔ زارہ میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگی ÷
میں۔ "تو میں انہیں یہاں بلاؤنگی۔ میں اپنی شفایابی کے بارہ میں کیا کہوں۔ جس کی نسبت مجھے معلوم ہے کہ وہ ایک معجزہ سا ہے"÷
ہیلیو باس۔ "کہہ دینا کہ میرا برق کے ذریعے سے علاج کیا گیا ہے۔ آج کل ایسی بات کہے جائے تو لوگوں کو تعجب نہیں ہوتا۔ البتہ مقناطیس حیوانی کا جو تم پر استعمال کی گئی ہے۔ کچھ ذکر نہ کرنا۔ اگر یہ کہو گی تو کوئی بھی تمہاری بات پر یقین نہ کرے گا اور جن لوگوں میں ترغیب دئے جانے کی قابلیت ہی نہ ہو۔ انہیں ترغیب دینے سے وقت رائگان ہوا کرتا ہے ÷
اس گفتگو کے ایک گھنٹہ بعد ہم ناٹرڈام کے گرجے میں نماز ادا کرنے گئے۔ پہلے کی نسبت آج میرے خیالات بالکل مختلف تھے۔ پہلے میں جب نماز میں شریک ہوتی تھی۔ تو میرے دل میں مذہب کے متعلق شکوک پیدا ہوتے تھے۔ اور ان میں ایسی

متضاد باتیں معلوم ہوتی تھیں۔جن کی میں کچھ تردید یا تاویل نہیں کرسکتی تھی ۔مگراب تو مجھے اس کی ہر بات معنے خیز۔ اعلٰے۔ متین۔ اور شیریں معلوم ہوئی۔ جب قربانگاہ سے بخور کا لقلہ بلند ہُوا تو مجھے روشنی کی وہ کرنیں یاد آگئیں جو میں نے دیکھی تھیں۔ اور جن پر دعائیں اسی طرح سفر کرتی ہیں۔جس طرح آواز ٹیلیفون میں جاتی ہے ۔جب ارغنوں کی سریلی آواز معطر ہوا میں گونجنے لگی تو مجھے سرود کے ابدی نوجوان اور فیاض روحوں کا خیال آیا ان میں سے ایک آلُونؔ نامی نے میرا دوست بن کر رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ اپنی برقی قوت کی طاقت آزمانے کے خیال سے میں نے اس کا نام آہستہ سے لیا۔ اور اوپر نظر اٹھائی ۔ تو دھوپ کی ایک ترچھی چوڑی کرن قربانگاہ کے وار پار پڑ رہی تھی۔ اس پر آلُون کی صورت جو مجھے بخوبی یاد تھی نظر آئی ۔ اس کے نازک ہاتھوں میں سارنگی کی قسم کا ایک باجہ تھا۔ میں نے ایک لحظہ تک اس کی صورت دیکھتی رہی۔ کوئی دم بھر وہ سورج کی کرنوں میں مسکراتی ہوئی نظر آئی ۔ اور پھر غائب ہوگئی۔ لیکن مجھے یہ تو معلوم ہوگیا کہ وہ مجھے بھولی نہیں۔ میرے دل میں نہائت ہی اطمینان پیدا ہُوا۔ اور میں خدائے تعالےٰ کی حمد وثنا کرنے لگی۔ اُس وقت گرجے میں مقدس گیت کی آواز چاروں طرف گونج رہی تھی۔ زارہ نماز میں شروع سے آخیر تک چپ چاپ دعا کرتی رہی جب دعا ختم ہوگئی اور ہم گرجے سے باہر نکل آئے تو وہ بہت ہی بشاش اور خوش معلوم ہوتی تھی۔ وہ ان لوگوں کی تمدنی لیاقت اور کمالات پر جن سے ہم ملاقات کرتے جارہے تھے ۔ بہت موزوں گفتگو کرتی رہی۔ کھریائی ہوا میں جلد جلد سیر کرنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں اور

رخسار پہلے سے زیادہ بارونق اور سرخ معلوم ہونے لگے۔ چنانچہ جب ہم گرینڈ ہوٹل میں پہنچے وہ مجھے معمول سے زیادہ دلفریب معلوم ہوتی تھی +

مسز الورارڈ نے اس پرائیویٹ کمرہ میں جہاں ہمیں بٹھایا گیا تھا۔ بہت دیر تک منتظر نہ رکھا۔ وہ بہت عمدہ لباس زیب تن کئے بالاخانے سے اتری۔ اور سرگرمی اور تپاک سے مجھ بغلگیر ہوئی۔ پھر مجھے کسی قدر فاصلے پر کھڑا کرکے بہت توجہ سے دیکھنے لگی +

مسز الورارڈ۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری صورت بہت ہی دلکش ہوگئی ہے۔ اگر تمہیں دیکھتی نہیں تو مجھے کبھی یقین نہ آتا کہ تمہاری حالت ایسی ہے۔ تم واقعی سیب کی طرح گدگدی اور سرخ معلوم ہوتی ہو۔ اور تم وہی ہو۔ جسے دل کے دھڑکنے۔ دردسر غشی وغیرہ کی ہر دم شکایت رہتی تھی۔ تمہارا جسم کانپتا۔ اور دل میں اضطرا اور گھبراہٹ رہتی تھی۔ تمہارا ڈاکٹر ایک زبردست ساحر ہوگا میری رائے ہے کہ مجھے بھی اس سے مشورہ لینا چاہئے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میری صورت تمہاری صورت سے بہت گھٹیا معلوم دیتی ہے +

واقعی اس کی صورت اچھی معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اُس کے بشرہ سے درماندگی اور کوفت کے آثار آشکارا تھے۔ لیکن میں اُسے یہ امر جتانا نہیں چاہتی تھی۔ میں اس کے حالات سے بخوبی واقف تھی۔ اور جانتی تھی۔ کہ گو وہ ہر طرح سے شائستہ اور دلفریب ہے۔ مگر اس کی زندگی فضول باتوں میں گزرتی ہے۔ اور اُن سے اُسے کبھی اور واقعی اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا +

میں اس کے محبت آمیز سلام کا سرگرمی سے جواب دیکر کہا:۔
ایمن میں تم سے اپنے ڈاکٹر کی ہمشیرہ کا تعارف کرانے کے لئے

اجازت چاہتی ہوں - اس کا نام زارہ کا سیمیر ہے - زارہ یہ مسنر ایورارڈ ہیں ‌‌‌*

زارہ اس خیال سے کہ ہماری گفتگو میں مخل نہ ہو۔ شائستگی سے الگ ہوکر کھڑی تھی - تعارف کرانے پر وہ بہت ناز و انداز کے ساتھ مسکراتی ہماری طرف متوجہ ہوئی - اور مسنر ایورارڈ کی طرف اُس نے اپنا نازک ہاتھ بڑھایا - جس پر خوبصورت دستانہ بہت ہی موزوں معلوم ہوتا تھا *

زارہ - (سریلی اور موثر آواز میں) "میں آپ سے واقفیت پیدا کرکے بہت خوش ہوئی - تمہاری (میری طرف پیار سے اشارہ کرتے) سہیلی میری بھی سہیلی ہو گئی ہے - لیکن میرا خیال ہے کہ اس وجہ سے ہمارے دل میں رقابت پیدا نہ ہوگی - کہو تمہارا خیال کیا ہے؟"

مسنر ایورارڈ نے اس کا مناسب جواب دینے کی کوشش کی - وہ زارہ کا حسن دیکھ کر دنگ رہ گئی - اور بے ساختہ تعریف کرنے لگی حسب عادت اُسے اپنی زبان پر قدرت نہ رہی - مگر زارہ میں تو اعلے درجہ کی حکمت عملی اور ہر شخص کے دل میں بخوبی گھر کرنے کی لیاقت تھی - ہم تینوں بہت جلد اور بے تکلفی اور خوشی سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے - کرنیل بھی تھوڑی دیر بعد کمرے میں آیا وہ بھی زارہ کے حسن زاہد فریب سے دنگ رہ گیا - خاندان چالونر کے اراکین کی بھی یہی حالت ہوئی - جو کہ ہمارے پاس آئے تھے - مسنر چالونر کا تو یہ حال تھا - کہ وہ زارہ کی طرف نہایت غور دیکھتی تھی - اور اور طرف بالکل خیال نہیں کرتی تھی - جب میں نے دیکھا کہ تمام حاضرین زارہ کے حسن و سیرت کی تعریف میں رطب اللسان ہیں تو میں بہت خوش ہوئی - اور اپنی پیاری سہیلی پر نازاں ہونے لگی -

صرف مس چالونر ہی ایک ایسی عورت تھی جو حسن وخوبی میں زارہ سے کسی قدر لگا کھا سکتی تھی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں وہ بھی مات ہوگئی۔ زارہ میں اس غضب کی کشش تھی کہ وہ بھی چند منٹ میں مفتون ہوگئی الغرض اس مجمع میں جتنے شخص تھے وہ سب زارہ کے دلفریب اطوار حلم۔ دماغی تفوق اور ملنساری کے گردیدہ ہوگئے۔ وہ حسن وخوبی میں بے نظیر ہونے کے علاوہ پرلے درجہ کی محتاط اور نیک نہاد بھی تھی +

ادھر اُدھر کی خوش گپیوں کے بعد زارہ نے اپنی اور اپنے بھائی کی طرف سے کرنیل۔ اُس کی بیوی۔ اور چالونر خاندان کے اراکین کو دوسرے روز ہوٹل مارس میں کھانے کی دعوت دی۔ اس دعوت کو تمام حاضرین نے بڑے اشتیاق سے قبول کیا۔ ان میں سے ہر شخص زارہ اور اس کے حالات سے زیادہ واقفیت پیدا کرنے کا خواہشمند تھا۔ میں ان لوگوں کی اس خواہش کو قابل ملامت قرار نہیں دے سکتی تھی۔ پھر مسز ایورارڈ نے مجھے کہا کہ آج سہ پہر کو میرے پاس رہنا ہوگا۔ لیکن میرے دل میں یہ خیال خود بخود پیدا ہؤا کہ شاید مجھے بہت جلد ہیلیو باس اور زارہ اور ان کے گھرانے کے تمام عجائبات اور خوشیوں سے جدا ہوکر اپنا کام شروع کرنا پڑیگا۔ چنانچہ اس خیال سے میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ موجودہ جام مسرت کو بالکل خالی کردوں۔ یعنے جس قدر خوشی اب حاصل ہوسکتی ہے۔ اُس سے لطف اٹھالوں۔ اس لئے میں نے ایمی کی درخواست منظور نہ کی۔ اور اُس کا عذر یہ بیان کیا کہ ابھی میں اپنے ڈاکٹر کے زیر فرمان ہوں۔ اور اس کی اجازت کے بغیر سہ پہر کو تمہاری محبت سے مستفیض نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہاں رہنے سے

میری طبیعت میں اشتعال پیدا ہو جائے گا۔ زارہ نے میرے ا
قول کی تائید کی۔ اور میری خاطر سے مسٹر ایورارڈ سے کہنے لگی:۔
بیشک ان کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ یہ دو تین روز تک بالکل
سے ہمارے پاس رہیں۔ پھر یہ بخوبی شفایاب ہو جائیگی۔ اور جو چا
کر سکے گی" ؛
مسٹر چالونر" خیر مجھے تو معلوم نہیں ہوتا کہ اُسے کوئی عا
ہے۔ اصل پوچھو تو میں نے تم دونو سے زیادہ خوش اور تندرست ع
کبھی نہیں دیکھیں۔ تم کو ایسی دلکش اور بشاشت صورت بنا
کا راز معلوم ہے؟
زارہ۔ (ہنسکر) " راز تو کوئی نہیں۔ ہم صرف صحیح قوانی
پر عمل کرتی ہیں۔ اور یہی ہمارے لئے کافی ہیں" ؛
کرنیل ایورارڈ اس عرصہ میں مجھے نکتہ چینی کی نظروں
دیکھتا اور چند سوالات پوچھتا رہا تھا۔ مگر اب وہ زارہ سے مخ
ہو کر کہنے لگا:۔
کرنیل " میڈم کاسیمیر کیا واقعی تمہاری یہ مراد ہے کہ "
بھائی نے اس لڑکی کا علاج برق سے کیا ہے"؟
زارہ (متانت سے) " درحقیقت یہی بات ہے"!
کرنیل۔ تو اُسے بڑے عجیب و غریب طور پر شفا ہوئی ہے
میں نے تو پہلے اس قسم کا علاج نہیں دیکھا۔ اجی گنیتیس میں وہ
بالکل نحیف و زرد اور پیلی ہو گئی تھی۔ اب اس کی صورت۔ خیر۔ یہ
کو خود اپنا حال معلوم ہے۔ لیکن اگر اس کی طبیعت بھی اسی قدر بہت
ہے۔ جیسے کہ اس کی صورت دلکش ہے تو اُس کی صحت اعلے درجہ
کی ہو گی"!

یہ سن کر میں ہنس پڑی ٭

میں۔"کرنیل صاحب میری طبیعت بھی چست ہے۔ مجھے
گی موسم گرما کی دھوپ کی طرف معلوم ہوتی ہے" ٭

مسٹر چالونر۔"شاباش!" وہ ایک کم گو۔ متین سا آدمی تھا۔
ی کا باشندہ تھا۔ بولتا کم تھا۔ اور جب بولتا تھا تو تکلف سے
تمام لوگوں میں اس جماعت سے نہایت نفرت ہے۔ جن کو
عیش و عشرت کے اسباب مہیا نہ ہونے پر بھی زندگی اپنے خیالات
سب حال معلوم نہیں ہوتی۔ کسی نے ان سے نہ کہا تھا کہ یہاں
۔ اور جب وہ چلے جائینگے۔ تو کسی کو ان کے جانے سے افسوس
گا۔ دنیا میں خدائے تعالےٰ سے ان کا شاکی رہنا بالکل نامناسب
۔ اگر ہو سکتا ہے۔ تو میں ہرگز نہیں کرتا"

ہم ہنسے اور مسز چالونر خوش ہوئی ٭

مسز چالونر (اپنے شوہر کی طرف شرارت بھری نگاہوں سے
دیکھ) پیارے تم نے انگلستان میں کبھی شکایت نہیں کی تھی ٭

مسٹر چالونر کی نگاہوں سے بہت کچھ مفہوم ہوتا تھا۔ اس کا چہرہ
خفگی سے لال ہو گیا۔ اور اس نے بڑے زور سے مٹھی بند کر لی وہ معمول
سے زیادہ متردد تھا ٭

مسٹر چالونر۔ (تامل کے ساتھ) خدا کی قسم انگلستان میں نہایت
خوش باش کیڑے مکوڑے بھی جو خوشی سے پھدکتے ہیں۔ پژمردہ
خاطر ہو جاتے ہیں۔ میڈم میں کہے دیتا ہوں (یہ اس نے نارہ
سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اس کی بات سنکر اور عجب انداز سے
قہقہہ لگا کر ہنس رہی تھی۔ گویا سونے کی گھنٹی بج رہی ہے) جب
میں لنڈن کے بازاروں میں چلتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ میں محروموں

کی جماعت میں سے ہوں۔ ہر شخص میری طرف ایسی نظر سے دیکھتا تھا
کہ ایک منٹ بعد دنیا تباہ ہونے والی ہے۔ اور خدا کی امداد کے بغیر
سب لوگ ایک اور ملجا ر ماوے تعمیر کرینگے!
کرنیل"۔ میں تم سے اتفاق رائے کرتا ہوں۔ کہ انگریز زندگی
کے کاروبار میں بڑی متانت سے مشغول رہتے ہیں۔ انہیں کاروبار
کا اس قدر خبط ہے۔ کہ اس کے لئے وہ خوشی اور تفریح کو بالکل
خیرباد کہدیتے ہیں۔ وہ ہنسنے سے خوف کرتے ہیں۔ اور بڑی احتیاط
سے خفیف سا مسکراتے ہیں"

اس کی بیوی نے سونے پر سہاگے کا کام دیا اور کہنے لگی" میں
صاف کہے دیتی ہوں کہ میں آسانی سے اداس نہیں ہوتی۔ لیکن
انگلستان میں گھر پر رہنے سے انسان کے رگ و ریشہ میں اداسی
ملول کر جاتی ہے۔ گویا طبیعت سردی سے منجمد ہوگئی ہے"
زارہ ہنسکر کہنے لگی" آپ لوگ شیکسپئر کے وطن کے حالات
بہت برے حالات بیان کرتے ہیں۔ کیا وہاں واقعی بہت اداسی
ہوجاتی ہے؟"
کرنیل ایورارڈ کہنے لگا" میرا خیال ہے کہ اس ملک کی ہمیشہ
یہ حالت نہیں رہی۔ دوکانداروں کی حکومت سے پیشتر اس کے
باشندے خوش و خرم ہونگے۔ لیکن آج کل تو یہ کیفیت ہے۔ کہ اگر
زندگی سے لطف اٹھانا چاہو۔ تو اس ملک سے چلدینا چاہئے بہرکیف
میری تو یہی رائے ہے۔ میڈم کاسیمیر کیا تم کبھی انگلستان گئی ہو؟ تم
انگریزی تو بخوبی بولتی ہو"
زارہ"۔ اجی میں اپنے بھائی کی طفیل زبانوں میں خاصی واقفیت
حاصل کرلی ہے۔ میں اس کی بہت ممنوں ہوں۔ لیکن میں ردو بار

انگلستان کے اس پار کبھی نہیں گئی"

چالونر کی بیٹیاں بہت حیران ہوئیں۔ لیکن شائستگی سے انہوں نے اپنی حیرت کو مخفی رکھنا چاہا۔ ان کے والد کے چہرہ سے فراست اور بہت اطمینان مترشح تھا

مسٹر چالونر۔ (زور کے لہجہ میں) "ہرو دیار کو عبور نہ کرنا۔ لیکن اگر مصیبت میں مبتلا ہونے کی خاص خواہش ہو تو ضرور کرنا۔ اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ عیسائیوں کو ایک دوسرے سے کیسی محبت ہے اور سبفائد مضطرب اور بے قرار کس طرح ہونا اور رہنا چاہئے۔ تو ایک اتوار لنڈن میں ضرور گزارو"

زارہ۔ (خوش ہو کر) "مسٹر چالونر میں یہ تجربہ کرنا نہیں چاہتی زندگی قلیل ہے۔ اور میں اس سے لطف اٹھانا چاہتی ہوں"

مسٹر چالونر۔ (مجھ سے مخاطب ہو کر) "اب تمہاری طبیعت بالکل درست معلوم ہوتی ہے۔ کیا میری یہ درخواست نامناسب تو نہیں کہ ہمیں اپنا کوئی فی البدیہ راگ سنائے"

میں نے اس بڑی پیانو کی طرف دیکھا جو ملاقات کے کمرہ کے ایک گوشہ میں رکھا تھا۔ اور پھر میں متردد ہوئی۔ زارہ نے اشارہ کیا تو میں اٹھی۔ اور دستانے اتار کر پیانو کے پاس جا بیٹھی۔ میں نے آہستہ آہستہ اس کے پیچ کسکر تاروں کو درست کیا۔ اور پھر چند سر نکالے اور پھر دل میں اپنے ہوائی دوست آئون سے امداد کی دعا کی۔ میں نے دعا ختم ہی کی تھی کہ سرود کا سیلاب میرے دماغ میں اور وہاں سے انگلیوں میں امنڈ آیا۔ میں پیانو بجانے اور گانے لگی۔ اور کام میں میں اس قدر محو ہو گئی کہ مجھے دنیا و مافیہا کی بالکل خبر نہ رہی۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ کیا سر بجا رہی ہوں

اور کیا راگ گا رہی ہوں - میری اندرونی قوت سامع آوازیں اس طرح محسوس ہوتی تھیں جس طرح کہ گرمی کے دنوں میں بارش کے قطرے گرتے ہیں - انہیں زبان سے نکال رہی تھی - البتہ مجھے یہ معلوم ہوتا تھا - کہ میں کوئی بہت ہی نازک اور پیچیدہ سر نکال رہی ہوں - جس سے بہت نفیس اور دلکش نغمہ پیدا ہوتا ہے - اُس سے مجھے ہینرخ ہیں کا یہ قول یاد آیا :-

"لیڈی تم نے بلبل کو گاتے نہیں سنا - اس کی آواز بہت ہی سریلی اور پیاری اور ملائم ہے - گویا خوش گوار سروں کا جال ہے - اور میری روح اس کے پھندوں میں پھنس گئی ہے - اور اس وجہ سے دم بخود اور عذاب میں مبتلا ہے "

چند منٹ بعد اندرونی آواز جو مجھ سے نہایت شیریں لہجہ میں گفتگو کر رہی تھی - خاموش ہو گئی - اس وقت میں راگ ختم کر چکی تھی - اور میری انگلیاں آخر تار تک پہنچ گئی تھیں - میں نے اس طرح نظر اٹھائی جیسے کہ کوئی خواب سے بیدار ہوتا ہے میرے احباب کا قلیل مجمع نہایت توجہ سے سن رہا تھا - جب میں نے راگ اور باجا بند کیا - تو وہ سب میری تعریف کرنے لگے - اور زارہ کی آنکھوں میں وخود طرف سے آنسو بھر آئے

مسٹر چالونر - (حیرت اور خوش خلقی سے) "تم ایسے فی البدیہہ راگ کس طرح بنا سکتی ہو - مجھے تو یہ امر محال سا معلوم ہوتا ہے کہ پیانو کے سامنے بیٹھ کر پہلے سے سوچے بغیر عمدہ راگ منظوم کرتی چلی جاتی ہو "

میں ۔ "یہ میرا بنایا ہوا نہیں - معلوم ہوتا ہے کہ وہ ــــ کے پاس سے آیا ہے "

زآرہ نے مجھے نگاہ و اشارہ سے منع کر دیا کہ بن دیکھے گویّوں کے ساتھ اپنے تعلق کے راز کو ایسی عجلت سے منکشف نہ کرو۔ میں مسکرائی۔ اور پھر میں نے کچھ نہ کہا۔ میرے دل میں بہت ہی خوشی تھی۔ کیونکہ میں جانتی تھی۔ کہ پہلے میں خواہ کیسا ہی اچھا بجاتی اور گاتی تھی۔ لیکن اب تو راگ خود بخود بڑے زور سے بنتے اور بجتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں پہلی حالت بالکل ہیچ تھی۔ اب تو میری یہ کیفیت ہو گئی تھی۔ کہ گویا سرود کا خزانہ میری خاطر کھول دیا گیا ہے۔ اور میں اس وسیع خزانہ میں سے بڑی آزادی کے ساتھ جو چیز چاہوں منتخب کر سکتی ہوں ❖

مسنر چالونر۔ (مجھ سے تپاک سے مصافحہ کر کے) "اجی ہم اس کو الہام کہتے ہیں۔ اس قسم راگ خواہ کہیں سے پیدا ہوتا ہو یہ تمہارے اور دوسرے لوگوں کے لئے خوشی کا باعث ہوتا ہے ❖

میں۔ (متانت سے) "بجا۔ میرا خیال ہے کہ بہت کم لوگ سرود سے میری طرح کامل خوشی حاصل کرتے ہونگے" ❖

اُس وقت مسنر الورآرڈ غور و خوض میں تھی ❖

مسنر الورارڈ۔ "میں تو خواہ کتنی ہی مشق کروں مگر اس طرح گا بجا نہ سکوں۔ میں دو تین استادوں سے جو اوّل درجہ کے گویّے اور مطرب خیال کئے جاتے تھے۔ تعلیم پاتی رہی ہوں اُن میں سے ایک جرمن نژاد تھا۔ اس کی عادت تھی کہ جب میں کوئی سر غلط نکالتی تھی۔ تو وہ اپنے بال نوچ ڈالتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اس کی شہرت صرف بال نوچنے ہی سے ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ خود اکثر غلط سر نکالتا تھا۔ لیکن اس کا بالکل خیال نہیں کرتا تھا لیکن چونکہ وہ دوسروں کی غلطی سے جوش میں آجاتا تھا ہر شخص

اس کی تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس نے راگ کا خوب مذاق پایا ہے
اور چونکہ وہ اس قدر تمیز رکھتا ہے۔ اس لئے وہ واقعی بڑا مطرب
ہوگا۔ اس نے باش کا ایک راگ سکھانے میں میری جان کھپا دی۔
لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ کیونکہ اب میں اس کا ایک سر بھی
نکال نہیں سکتی۔ اور اگر میں بجا بھی سکتی۔ تو میں اس کی پروا نہیں
کرتی۔ میں باش کو بہت ہی اکتانے والا مطرب خیال کرتی ہوں۔
گو میں جانتی ہوں کہ ایسا خیال کرنا اور کہنا الحاد ہے۔ بیتھوون
کے بعض راگ بھی بے مزہ ہیں۔ لیکن کسی کو یہ جرات نہیں ہوتی
کہ اس امر کو تسلیم کرے۔ لوگ قدیم و مسلمہ راگوں کو سنتے سنتے
لوگ سو جائیں۔ مگر وہ یہ تسلیم نہیں کرینگے کہ وہ راگ اچھے نہیں“
زارہ۔ ”شوبرٹ اگر کافی عرصہ تک زندہ رہتا تو بیتھوون
سے زیادہ لائق استاد ہوتا۔ لیکن میں جرات سے کہ سکتی ہوں۔ کہ
بہت کم لوگ میرے اس قول کی تصدیق کرینگے۔ خرابی تو یہ ہے
کہ میری رائے تمام لوگوں کی رائے سے بالکل مختلف ہے“

کرنیل ایورارڈ۔ (سر تسلیم خم کرکے) ”یہ تو بڑی اچھی بات
ہے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہُوا ہے۔ کہ تمہاری رائے بالکل بے
لاگ کھری اور دلفریب ہوتی ہیں“

زارہ بڑی متانت اور خوش خلقی سے اس تعریف کو سنتی رہی
اور ہم اُن سے رخصت ہونے کے خیال سے اٹھے۔ جب ہم باہر
جا رہے تھے تو ایمی ایورارڈ نے مجھے پیچھے ہٹا کر میرے کوٹ
کی جیب میں ایک اخبار ٹھونس دیا۔

ایمی۔ (میرے کان میں) تنہائی میں اسے پڑھنا۔ اور تم
کو معلوم ہوگا۔ کہ ریفا لیو سیلینی نے تمہاری تصویر کو کس طرح

استعمال کیا ہے ÷

ایورارڈ وغیرہ امریکہ کے رہنے والے تھے۔ اور بہت خوش خلق اور زندہ دل تھے۔ جیسا کہ امریکہ کے لوگ عموماً ہو کرتے ہیں۔ ہم ان لوگوں کو خوش خوش ...۔ رخصت ہوئے انہوں نے بھی بڑے تپاک سے ہمیں رخصت کیا۔ زارہ نے چلتے وقت انہیں یاد دلایا کہ کل ساڑھے سات بجے شام کے میرے ہاں کھانا تناول کرنا ہوگا ÷

اُن سے رخصت ہو کر ہم ہوٹل مارس میں واپس آئے تو ہیلیو باس دیوانخانے میں ایک کیتھلک پادری کے ہمراہ بہت توجہ سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس شخص کی صورت قابل تعظیم اور شریفانہ اور خوش وضع تھی۔ زارہ نے اس کو فادر پال کے تعظیمی خطاب سے سلام کیا۔ اور اس سے دعا خیر کرانے کے لئے بڑے عجز سے اس کے سامنے جھک گئی۔ اس نے پدرانہ شفقت سے اس کے بدن پر ہاتھ رکھ کر کہا بیٹی زندہ وسلامت رہو۔ وہ بھائی بہن دونو کے ساتھ اس طرح بے تکلف گفتگو کرتا تھا گویا اس خاندان کا دیرینہ خیر خواہ ہے ÷

میرا اس سے تعارف کرایا گیا۔ تو اس نے مجھے بھی متانت اور شائستگی سے سلام کیا۔ اور مجھے بڑی سادگی اور بے تکلفی سے کہنے لگا۔ بیٹی تمہاری عمر دراز ہو۔ ہم سب نے تھوڑا سا لنچ کھایا۔ اس کے بعد ہیلیو باس اور پادری پال خلوت میں چلے گئے۔ زارہ بڑے غور اور پرسوز وگداز نظروں سے ان کو جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ پھر وہ مجھے کہنے لگی۔ میں نگار خانہ میں ایک بت مکمل کرنا چاہتی ہوں۔ کیا مجھے ایک گھنٹہ کے قریب حاضری

سے معذور رکھیں گی؟ - میں نے اس کی درخواست بخوشی قبول کرلی - کیونکہ میں خود تھوڑا سا وقت تنہائی میں گزارنا چاہتی تھی۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ ہیلیو باس نے جو مسودے دئیے ہیں - انہیں پڑھ لوں - کیونکہ میں نے خیال کیا "اگر ان میں کوئی ایسی چیز ہوگی جو میری سمجھ میں نہ آوے گی تو وہ اس کی تشریح کرکے سمجھادے گا اور بہتر ہے کہ جتنے الوسع میں اُس کی تعلیم سے فائدہ اٹھاؤں" ؛

میں اور زارہ اکٹھی زینہ پر جارہے تھے - لیُو بھی ہمارے پیچھے لگا ہُوا تھا - یہ بالکل غیر معمولی بات تھی - کیونکہ یہ وفادار کتا اکثر اپنے آقا کے ہمراہ رہا کرتا تھا - مگر اب معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دل پر کچھ بوجھ سا ہے - کیونکہ وہ زارہ کے پاس ہی رہتا تھا - اور جب وہ اپنی بڑی بڑی بھوری آنکھیں اس کی طرف اٹھاتا تھا تو ان سے سخت غم عیاں ہوتا تھا - اس کی دم اس طرح گری ہوئی رہتی تھی کہ وہ بے بسی اور بیکسی کے عالم میں ہے - اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کی بشاشت اور زندہ دلی جو عموماً اس میں پائی جاتی تھی بالکل عنقا ہوگئی ہے ؛

میں نے کتے کے خوبصورت نرم بالوں پر ہاتھ پھیر کر کہا "لیُو تندرست معلوم نہیں ہوتا" جب میری اس توجہ کا اس نے جواب دیا تو اُس نے سرد آہ بھری - اور اس طرح دیکھنے لگا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہیں - زارہ اس کی طرف دیکھنے لگی ؛

زارہ - (پیار کرکے) "بیچارہ لیُو! شائد وہ اداس ہے - کیا تو میرے ساتھ جانا چاہتا ہے؟ اچھا یوں ہی سہی - چل میرے ساتھ ہی چل ـــــ لیُو خوش ہوجا!"

پھر اس نے مجھے اشارہ کیا - اور نگار خانہ میں چلی - کتا اُس

کے پیچھے چلا گیا۔ میں اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔ اور پھر مجھے اُس اخبار کا خیال آیا جو مسز الیور ارڈ نے میری جیب میں ڈالا تھا۔ یہ اٹلی کا ایک رسالہ تھا۔ اور میرے پڑھنے کے واسطے جس عبارت پر نشان لگایا گیا تھا اس کا مضمون یہ تھا!

فی البدیہہ راگ گانے والی مطربہ کی تصویر جو ہمارے ہم وطن ریفالیو سیلینی نے بنائی ہے۔ شہزادہ ایں ـــــ نے چالیس ہزار فرینک میں خریدی ہے۔ شہزادہ نے بڑی دریا دلی سے اجازت دی ہے۔ کہ یہ چند روز تک اور نمایش گاہ رکھی رہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے اب تک اس تصویر کو نہیں دیکھا۔ ان کے لئے اس زمانہ کی نہائت عجیب و غریب تصویر کے دیکھنے کا ابھی موقع ہے اس کے رنگ ایسے خوشنما ہیں کہ مصوّری کے ماہر اور نکتہ چین دو لو دنگ ہیں۔ وہ عورت کی تصویر ہے۔ اور ہو بہو زندہ معلوم ہوتی ہے۔ اس کا لباس ڈھیلا ڈھالا سفید ہے۔ اور اس پر بطور آرائش کے وادی کے کنول کے پھول ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابھی پردہ تصویر سے قدم اٹھا کر تماشائیوں کے بالمقابل کھڑی ہو جائے گی۔ سگنور سیلینی بے شک اب زمانہ حال کے اول درجہ کے ذکی اور طباع لوگوں میں تسلیم کیا جانا چاہئے +

میں نے رسالہ میں یہ مضمون پڑھا تو مجھے اُس امر کا قطعی یقین نہیں ہوا کہ اس اعلےٰ درجہ کی تصویر کا نمونہ میں ہی ہوں تا وقتیکہ سفید لباس۔ اور وادی کے کنول کے پھولوں کے واقع کی شہادت سے جو میں نے کینیس میں زیب تن کئے تھے یہ نتیجہ نکالا جائے۔ تاہم مجھے اس تصویر کے دیکھنے کا اشتیاق ضرور ہوا۔ اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ مجھے اُس کے دیکھنے کی بالکل

توقع نہ تھی۔ میرا روما میں جانے کا ارادہ ہرگز نہیں تھا۔ اور میں خیال کرتی تھی کہ چند روز میں تصویر شہزادہ ایں۔سے کے قبضہ میں چلی جائیگی۔ اور غالباً اس عالیجاہ شخص سے میری واقفیت نہ ہوگی میں نے اخبار کو احتیاط سے ایک طرف رکھ دیا۔ اور پھر میں ایک بالکل مختلف مضمون پر غور کرنے لگی۔ یعنے مومی مسودوں کے مضامین پر۔ پہلے میں نے وہ مسودہ کھولا جس میں ہیلیوباس نے مجھے اپنی صحت قائم رکھنے کے متعلق خفیہ ہدایات دی تھیں۔ اور مجھے اپنی اندرونی برقی قوت کے نشوونما دینے کا طریقہ بتایا تھا۔ یہ نہائت ہی سادہ ہدایات تھیں۔ لیکن باوجود سادگی کے اس قدر عجیب تھیں کہ میں حیران ہوئی۔ وہ نہائت عام فہم اور معقول اور صاف دلیلوں پر مبنی تھیں۔ اور ایسی آسان تھیں کہ بچہ بھی سمجھ سکے۔ چونکہ میں نے وعدہ کرلیا تھا کہ میں انہیں منکشف نہیں کروں گی۔ اس لئے میں ان کے مضمون و مطلب کی طرف نہائت خفیف اشارہ بھی نہیں کرسکتی۔ لیکن میں نے جو حلف اٹھایا تھا۔ اس کے شکست کرنے کے بغیر میں مختصر طور پر یہ کہے دیتی ہوں کہ اگر ان چند مختصر ہدایات کا علم ہر شخص کو ہو۔ اور ہر شخص ان پر عمل کرے۔ تو ڈاکٹروں کا روزگار بالکل بند ہوجائے۔ اور دوا فروشوں اور پنساریوں۔ عطاروں وغیرہ کی سرد بازاری ہوجائے۔ بیماری خواب و خیال ہو جائے۔ اگرچہ کوئی مرد یا عورت مرض میں مبتلا ہونے پر اپنا علاج بخوبی کرسکتی ہے۔ اور زندگی بڑی آسانی اور آسانی سے سو سال سے زیادہ عرصہ تک بڑھائی جاسکتی ہے۔ لیکن اس سے سمندر۔ ریل۔ گاڑی وغیرہ سڑک۔ قتل خودکشی کی قسم کے واقعات مستثنے سمجھے جانے چاہئیں۔ لیکن میرے مربی

ہیلیو باس نے میرے لئے اپنی تحریر میں جو سادہ مقولے اور ہدایات درج کی ہیں۔ ان پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ دنیا کے لوگوں میں عالمگیر خود ضبطی پیدا ہو۔ اور یہ صورت قریبنا قرن کے گزرنے پر ہو سکے گی۔ بالفعل اس کا وجود نظر نہیں آتا۔ بلکہ موجودہ تمدنی حالت کو مدنظر رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ اس کا خود ضبطی اور اپنے آپ پر قدرت حاصل کرنا مشتبہ امر ہے۔ اس لئے میں پھر اس مضمون کا ذکر نہیں کروں گی۔ جس کی نسبت کہنے سننے کی مجھے واقعی ممانعت کر دی گئی ہے۔

دوسرا مسودہ جس کا نام "مذہب عیسوی کا برقی اصول" تھا۔ بہت ہی عجیب اور نرالا معلوم ہوا۔ اس میں مذہب مذکور کے متعلق جس سے دنیا کا بہت سا حصہ مہذب ہو گیا ہے۔ بہت سے انوکھے اصول بیان کئے گئے تھے۔ چونکہ میں نے اس کے متعلق خاموش رہنے کا کوئی وعدہ نہیں کیا۔ اس لئے میں اس مسودہ کو اول سے آخیر تک اقتباس کروں گی۔ ناظرین کو جھٹ پٹ یہ نتیجہ اخذ نہ کرنا چاہئے۔ کہ یہ میں نے اپنے ایمان و عقیدہ کے خیالات بیان کئے ہیں میرے ایمان کو سوائے میرے کسی سے سروکار نہیں ہے میں صرف اس مسودہ کی جو میرے قبضہ میں ہے جستہ جستہ نقل کروں گی۔ اس میں ایک بڑے متبحر اور بہت ہی سمجھدار آدمی کے قرار دئے ہوئے کیونکہ ہیلیو باس کی نسبت اتنا تو ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔ اصول درج ہیں۔ اور یہ وہی شخص ہے جس کی رگوں میں کلدانی بادشاہوں کا خون تھا۔ وہ لوگ صادق اور غور و خوض کرنے والے تھے۔ گو ہمیں اپنی موجودہ ترقی و تہذیب پر بہت ناز ہے۔ مگر وہ اپنے زمانہ میں ہماری نسبت بہت ہی دانشمند تھے۔ علم برق کے جو

عجیب وغریب امور دریافت ہوئے ہیں۔ ان میں اور اس مسودہ کے اصولوں میں جو مطابقت ہے۔ اس سے ناظرین کو گو یقین نہ ہو۔ تاہم ان کو اس سے حیرت ضرور ہو گی۔ کہ میں ان کو صرف ان چیزوں کا جو مجھے پہلے سے معلوم ہیں۔ تازہ ثبوت خیال کرتے ہوں۔ کیوں میں نے عظیم برقی دائرہ دیکھا ہُوا ہے۔ اور میں جانتی ہوں۔ کہ اس کی قوت (وسطی اور آگ سے رہبری پا کر) ہر چیز کے کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ مثلاً یہی قوت پھول میں ذراسی جان ڈالتی ہے۔ اور یہی قوت کروڑوں نظام ہائے شمسی کو بناتی اور پھر انہیں جذب کر لیتی ہے۔ اور یہ دائرہ ہمیشہ بیحد وسیع ہوتا رہتا ہے۔ خالق ارض وسماوات کی شان و حکمت کے ظاہر کرنے کے لئے اس سے زیادہ کونسی عالیشان چیز ہو سکتی ہے۔ یہ امر کہ ہماری چھوٹی سی دنیا چکر کھاتی ہوئی منوّر حلقہ سے کس طرح دور ہو گئی۔ یہاں تک اس کا آفتاب بھی پھر جذب ہونے لگا ہے۔ اور یہاں تک کہ اس کا چاند بالکل غائب ہو کر محض ایک تصویر کی شکل میں رہ گیا یہاں تک کہ وہ عالم کے دلفریب صفحہ پر ایک چھوٹے سے داغ کی مانند ہو گیا۔ اور اس کے باشندے آسمانی کشش کو خفگی کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ اور خدائے تعالےٰ نے بوجہ تحمل۔ اور پیار کے ان محض ان معدودے چند آدمیوں کی خاطر جو اُسے اب تک یاد اور اُس سے محبت کرتے تھے اُسے مرکزی دائرہ میں آگ کے شرارے کی طرح کھینچنے سے پیشتر ایک اور موقع دینا مناسب خیال کیا۔ یہ سب باتیں ہیلیوباس کے کلام میں جس کا اقتباس آئندہ باب میں کیا گیا ہے۔ بخوبی بیان کی گئی ہیں ؎

برقی مذہب

"مذہب عیسوی کے برقی اصول" کی تمہید یہ تھی :-

ازل سے خدا یا روشنی کی اعلےٰ روح موجود تھی۔ اور وہ اب تک موجود رہے گی۔ عہد جدید میں اس امر کو بڑی صفائی سے یوں بیان کیا گیا ہے! خدا ایک روح ہے۔ اور وے جو اُس کی عبادت کرتے ہیں اُن کو روح اور صداقت سے اس کی عبادت کرنی چاہئے"۔ " وہ خالص برقی نور کی صورت ہے۔ جن لوگوں کو اس امر میں شک ہو وہ ان کتب مقدس میں جن پر ان کا ایمان ہے۔ تلاش کریں۔ اور ان کو معلوم ہو جائیگا کہ تمام الہٰی رویا اور صورتیں جو ان میں بیان کی گئی ہیں۔ برق کی قسم تھیں +

جس طرح شاعر اشعار کہتا ہے۔ یا مطرب راگ بناتا ہے۔ اسی طرح خدائے تعالےٰ نے ایک خیال سے وہ وسیع مرکزی کرہ بنایا جس میں وہ رہتا ہے۔ اور اس میں اپنے شاندار تصوّر کی پاک مخلوق آباد کی۔ مگر کیوں ؟ کیوں نور پاک ہونے کی وجہ سے وہ خالص محبت بھی ہے۔ محبت کی قوت یا قابلیت سے محبت کرنے کی ضرورت بھی مفہوم ہوتی ہے۔ محبت کرنے کی ضرورت ان چیزوں کے وجود پر جن سے محبت کی جاتی ہے دلالت کرتی ہے۔ اور تخلیق کا یہی راز ہے۔ اس الٰہی محبت کے مدام مستحد اور ایک سے عالم کا برقی دائرہ پیدا ہوا۔ جس سے تمام دنیائیں پیدا ہوتی ہیں

کتب مقدس کے قدیم شاعروں کو ذیل کی عبارت لکھتے وقت یہ صداقت دھندلی سی معلوم ہوئی تھی۔ سمندر کی سطح پر تاریکی تھی اور خدا کی روح پانیوں کی سطح پر تیرتی تھی۔ اور خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ روشنی ہو۔ اور روشنی ہو گئی۔

"یہ الفاظ صرف ہماری زمین کی تخلیق یا پیدائش پر دلالت کرتے ہیں۔ اور ان سے برقی قوت کا سادہ طور پر ظاہر ہونا پایا جاتا ہے۔ اس طرح پر کہ حرارت کی کرنیں وسطی دائرہ سے اس سیارہ کی طرف جو دائرہ مذکور سے خارج ہوا تھا۔ جانے لگیں۔ اور ان سے سیارہ مذکور حیوانی۔ نباتاتی اور معدنی دنیاؤں کے عجائبات جنہیں ہم نیچر یا قدرت کہتے ہیں۔ پیدا کرنے اور بڑھانے لگا۔

تو آؤ اب کتب مقدس کے شاعر پیغمبروں کے کلام کو لو۔ اور خدا نے کہا ہمیں انسان کو اپنی صورت پر بنانے دو۔" یہاں لفظ ہمیں سے طبعاً خیال پیدا ہوتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کبھی اکیلا نہ تھا۔ یہ خیال صحیح ہے۔ محبت ہیولےٰ کی صورت میں نہیں رہ سکتی۔ خدائے تعالےٰ کے گرد اپنی ہستی کی محض ضرورت سے ہمیشہ نورانی اور غیر فانی روحیں رہتی ہیں۔ جو اُس شاندار پیدا کرنے والے وجود سے ظہور میں آئی ہیں۔ یہ روحیں عین حسن اور عین تقدس ہیں پس اس نے ان روشنی کے بچوں کی صورت اور خود اپنی صورت پر انسان کو بنایا۔ یعنے اس نے زمین پر آباد ہونے اور حکومت کرنے کے لئے ایسے آدمی بنائے۔ جنہیں اُس نے زمین کے حیوانی۔ نباتاتی اور معدنی اجزا سے بنایا۔ اور ایک اور اعلےٰ شئے۔ یعنے اس نے اپنی شبیہ برقی شعلہ یا روحانی زندگی کے تخم کی صورت میں معہ اس کے رفیق یعنی قوت ارادی کے جو کلام کرنے والی طاقت

ہے۔ انسان میں رکھ دی ہے ؛

"تمام شعلوں کی طرح یہ برقی شرارہ بڑھانے سے آگ بن سکتا ہے یا غفلت کرنے سے ہوا میں غائب ہو سکتا ہے۔ مگر وہ کبھی تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ اُسے نشوونما اور تعلیم دے کر ایک مطلق حسین زندہ روحانی صورت بنا سکتے ہیں۔ اور خیال۔ یادداشت جذبہ۔ اور کلام کرنے والے اوراک سے ملکر ایک غیر فانی ہستی ہو جاتی ہے۔ برخلاف اس کے اگر اُس سے غفلت یا سہل انگاری اختیار کی جاتی ہے۔ اور اُس کے رفیق یعنے قوت ارادی کو زمین کی کشش (بوجہ) صرف دنیاوی مقاصد کے لئے کام کرنے پر مائل کرتی ہے۔ تو وہ غیر فانی ہستی جسم سے نکل جاتی ہے۔ اور اور سیاروں میں اور اور صورتوں میں ترقی کے اور مواقع تلاش کرتی ہے۔ جسم جو باقی رہ جاتا ہے۔ زمین کی مادی چیزوں سے جس پر کہ وہ رہتا ہے خوراک لیتا ہے اور محض مٹی کا ایک تودہ بن جاتا ہے۔ اس میں صرف حیوانی جان ہوتی ہے۔ اس کے اندر خرابی اور جہالت ہوتی ہے۔ مگر بیرونی قابلیت نہیں ہوتی۔ کثیر التعداد انسان اپنی آزاد قوت ارادی اور پسند سے ایسے ہی مادہ سے بنے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ عادتاً ضمیر کی آواز کو خاموش کر دیتے ہیں۔ اور اپنے اندر اور اردگرد روحانی عنصر کے وجود پر یقین نہیں کرتے ؛

"اب اصلی مضمون کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ زمین ایک نہائت خورد سیارہ ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ عالم میں اس کا مقام وقوع ایسا ہے کہ دوسری دنیاؤں کی نسبت جو عمدہ موقع پر ہیں اُس تک برقی دائرہ سے براہ راست کم اثر پہنچتا ہے۔ اگر انسان دانشمند ہوتے اور اس امر کو تسلیم کر لیتے۔ تو وہ برقی قوت

کے تخم کو جو اُن کے اندر موجود ہے۔ حتےّ الوسع نشوونما دیتے۔ تاکہ اس سیارہ اور ہمیشہ وسیع ہونے والے حلقہ کے درمیان براہ راست آمدورفت یا کشش کا نظام پیدا ہو جاتا۔ اور انسانوں کو روحانی فائدہ پہنچنے لگے۔ مگر جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے۔ ان کے ایسا کرنے کے موقع کم ہوتے جاتے ہیں۔ وہ وقت قریب آرہا ہے۔ جب کہ جذب کا اٹل قانون زمین کو اُسی طرح معدوم کردیگا جس طرح کہ ہم چراغ کے شعلے کو بجھا دیتے ہیں یہ درست ہے کہ زمین پھر پیدا کی جاسکتی۔ اور خلا میں پھینکی جاسکتی ہے لیکن اُس وقت اس کی صورت نئی اور زیادہ شاندار ہوگی۔ اور بلاشک اور لاریب اس کے باشندے بھی خدا سے زیادہ مشابہ ہونگے۔ اس اثنا میں صدیوں کے مختصر دوروں میں جو غیر محدود ہستی کے کاموں کے مقابلہ میں سانس کی طرح ہیں۔ اور ہماری دنیا کے خاتمہ سے پیشتر ان کا گزرنا ضروری ہے۔ خدائے تعالےٰ نے ان معدودے چند روحوں پر جو قالب انسانی میں بند ہیں۔ اور جنہوں نے اندھا دھند اُس تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ جیسے پودے روشنی کی طرف جانے کی کشمکش کرتے ہیں۔ رحم کرکے ان کے لئے اپنے ساتھ برقی آمدورفت اور تعلق کی ایک وسیع ندی بنائی ہے۔ جو لوگ چاہیں اُس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں +

" اس مقام پر یہ سوال کیا جاسکتا ہے :۔ خدا رحم کیوں کرتا ہے؟ کیونکہ روشنی کی اس اعلےٰ صورت کو تمام پاک روحوں میں جو اُس سے محبت کرتی ہیں۔ اپنا ایک حصہ معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ سے نفرت نہیں کرسکتا۔ اور نیز اس لئے کہ اس میں وہ تمام نہایت اعلےٰ جذبات جو انسان میں پائے جاتے ہیں۔ بہت ہی زیادہ

اور عظیم و شاندار مقدار میں موجود ہیں۔ اور ان کے علاوہ ایسے خیالات اور خواہشیں بھی ہیں۔ جن کا انسان کے دل میں کبھی وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ صرف یہ کہنا کافی ہے کہ کامل نیکی کے ساتھ جو وصف لازمی طور پر رہتے ہیں۔ وہ اس میں بھی موجود ہیں۔ اس لئے اُسے رحم۔ شفقت۔ نرمی۔ عضو۔ صبر۔ یعنے وہ جذبات جن سے پاک اور بے غرض خوشی پیدا ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر یا فردی طور پر محسوس ہوتے ہیں +

اس لئے یہ اوصاف اس میں تسلیم کرکے (اور بہترین انسانوں میں جو اوصاف پائے جاتے ہیں۔ خالق میں ان کے وجود سے انکار کرنا نامعقول اور کفر کی بات ہے) یہ امر آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ وسطی کرے کے حسن مجسم اور فیض مجسم حاکم نے یہ دیکھ کر کہ زمین گیند کی طرح اس کے برقی حلقہ کی شان و شوکت سے بہت ہی بعید فاصلہ پر پھینک دی گئی ہے۔ یہ معلوم کیا کہ میری وہ مخلوقات جو میں نے اپنی صورت پر بنائی ہے۔ اس صورت کو بالکل مسل ڈالیگی۔ اور مجھے بالکل بھلا دیگی۔ کیونکہ اُن کے کرہ میں برقی کشش کی کمی ہے۔ اور ان میں ایسی مستعدی ہی نہیں کہ اس کی تلاش کریں۔ اور اس وجہ سے وہ محض دنیاوی کاروبار کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ اور ایسا کرنا ان کے حق میں مہلک ثابت ہو گا۔ مختصر یہ کہ ہماری زمین اور خدا کی دنیا اس زمانہ کے امریکہ اور یورپ کے مانند تھے۔ جو کہ بحر اوقیانوس میں تار برقی سلسلہ قائم ہونے سے پیشتر تھا۔ اب ان دونوں براعظموں کے درمیان باوجود طوفانوں کے برقی قوت کے ذریعے خبریں پہنچتی رہتی ہیں۔ اسی طرح خدا کا بحری تار جو ہمارے اور اُس کے آسمان کے

درمیان قائم ہے وہ مسیح کی ذات ہے۔ قرمینا قرن سے (یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے قرن خدائے تعالےٰ کے نقطہ خیال سے ایک لمحہ کے برابر ہیں۔) انسان کے دل میں عبادت کا خیال موجود تھا۔ اس خیال سے رضاجوئی یا کفارے کا خیال بھی پیدا ہُوا۔ غیر مہذب وحشی انسان نہائت قدیم زمانہ سے طبعاً ایسی ہستی پر بھروسہ کرنے کی ضرورت محسوس کرتے رہے ہیں۔ جو ان سے بڑی ہو۔ اور اپنے میں کسی قصور یا نقصان کے خیال سے (جس سے وہ خبردار ہیں۔ مگر جسے بیان نہیں کرسکتے) اس ہستی کے ساتھ مصالحت بھی کرنا چاہتے ہیں۔ ان دو باتوں کی تمیز۔ یعنے عبادت اور رضاجوئی یا کفارہ۔ دنیا کے تمام مذاہب کی بنیاد ہے۔ اور اُسے آئندہ روحانی تار کے سلسلہ کا پہلا خدائی خیال قرار دے سکتے ہیں۔ یہ برقی خیال اُس نے نبی آدم کے دل میں روحانی تار کا سلسلہ قائم کرنے سے پیشتر القا کیا تھا جیسے کہ براعظم کے ایک طرف سے دوسری طرف تک تار برقی کا سلسلہ قائم کرنے سے پیشتر تار کی ایک تار گھر سے دوسرے تار گھر تک آزمایش کی جائے ؞

"تمام مذاہب جو ہمیں معلوم ہیں دین عیسوی کا محض نمونہ ہیں یہ امر قابل ذکر ہے کہ دنیا کی بعض نہائت قدیم اور علمدار قوموں مثلاً ارمینوں اور کلدانیوں کو مسیح کے نزول کا اوّل اوّل یقین ہو گیا تھا۔ خود بُدھ مذہب جس کے پیرو کتنی کروڑ آدمی ہیں مسیح کی تعلیم کا ایک نمونہ ہے۔ صرف اس میں فوق العادت عنصر کی کمی ہے۔ بدھ اسی سال کی عمر میں راہب یا زاہد کی موت مرا۔ ہر دانا اور پرہیزگار آدمی کو اب اس قسم کی موت نصیب

ہو سکتی ہے۔ مسیح کی موت اور دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنا اس سے بالکل مختلف تھے۔ کوئی شخص پھر بھی بدھ بن سکتا ہے۔ مگر کوئی شخص پھر مسیح نہیں ہو سکتا۔ یہ امر کہ بدھ مذہب کے پیرو بہ نسبت عیسوی مذہب کے زیادہ ہیں اس مذہب کا ثبوت نہیں ہے کہ اول الذکر اس سے مذہب زیادہ موثر ہے۔ یا موخر الذکر میں کم قوت ہے۔ بدھ مذہب کے لوگ اس کثیر التعداد جماعت میں سے ہیں۔ جو بناوٹی مگر دلکش تصویر کو سادہ اصلی چیز پر ترجیح دیتے ہیں۔ یا جو بھیڑوں کی طرح ایک سبزہ زار میں اپنے آپ کو دیکھ کر اس قدر سست اور لاپرواہ ہو گئے ہیں کہ تازہ تر اور زیادہ دلکش سبزہ زار تلاش نہیں کرتے +

پس ایک برقی خیال کے الٰہی اثر سے دنیا بے خبری کے عالم میں کسی ایسی چیز کی جو اُسے معلوم نہ تھی۔ توقع کرنے لگی دنیا کے قدیم مذہب سورج مکھی کی طرح اس نامعلوم سورج کیطرف پھرتے تھے۔ شاعر۔ پیغمبر۔ دانا۔ حکیم۔ سب ہی کسی قریب آنے والی تسکین اور شان کا ذکر کرتے تھے۔ اور آج تک بدقسمت یہودی اس کی توقع رکھتے ہیں۔ وہ اس الٰہی شہید کو جسے انہوں نے قتل کیا اپنا مسیح تسلیم نہیں کرتے۔ گو خود اُن کی کتب مقدس اس کی واقعی مسیح ہونے کی شہادت دے رہی ہیں +

"مسیح ایک کنواری عورت کے شکم سے پیدا ہوا۔ یعنے کہ ایک نورانی فرشتہ خدا کے کرہ سے زمین پر مریم ساکن بیت اللحم واقع یہودیہ کی صورت میں نازل ہوا۔ اور اس کے پاک شکم میں خدا تعالےٰ نے اپنے نور کی ایک شعاع ڈال دی۔ وہ کوئی ایسا تخم یا شعلہ نہ تھا۔ جو ہمارے اجسام میں نشوونما پانے اور

بڑھنے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک کامل غیر فانی روح تھی اور خود خدا کا ایک جزو تھی۔ اور دانا معصوم اور قوی بھی۔ وہ روح قالب خاکی میں بند ہو کر ایک بیکس بچے کی شکل میں پیدا ہوئی اور انسان کی طرح بڑھی۔ انسان کی طرح تعلیم اور تسکین دیتی رہی۔ اور قتل ہو کر دفن کی گئی لیکن پاک روح کی طرح وہاں سے نکلی اور جب اس کا مقصد پورا ہو گیا۔ تو آرام سے آسمان میں چلی گئی ؛

"خدا کے کرہ اور اس زمین کے درمیان برقی سلسلہ قائم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ واقعی غیر فانی۔ بے لوث روح مسیح کی ذات میں اس دنیا میں چلے پھرے۔ اور انسانوں کی تکلیفوں۔ مصیبتوں۔ خطروں۔ اور موت میں شریک ہو۔ کیوں؟ اس لئے کہ پہلے ہم اس پر پورا پورا بھروسہ اور یقین کریں اور بعد ازاں اس کے دوبارہ زندہ ہونے کے واقعہ سے اس کی روحانی قوت اور شان و شوکت کا قرار واقعی اندازہ لگا سکیں اس مقام پر دین عیسوی کے برقی اصول اور دیگر اصول کا فرق بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مسیح اس لئے نہیں مرا کہ خدا تعالےٰ کو ایک قربانی کی ضرورت تھی۔ قربانی کا خیال کفر و وحشت کے زمانہ کی یادگار ہے۔ خدائے تعالےٰ کی محبت اس قدر وسیع اور غیر محدود ہے کہ وہ نہایت چھوٹے سے پھول کی قربانی کی خواہش بھی نہیں کرتا۔ وہ حد سے زیادہ صابر ہے۔ اس لئے کبھی غضبناک نہیں ہوتا۔ یہ وہی وحشیانہ اور جاہلانہ خیال ہے کہ اُسے راضی کرنے کی ضرورت ہے یہ خیال کہ وہ اپنی یا اپنے کسی جزو کی اپنے لئے قربانی چاہتا ہے انسان

خطا کار کی بیہودہ اور متضاد رائیوں سے پیدا ہوا ہے۔ ان رائیوں میں غلط اور درست باتیں اس طرح مخلوط ہو گئی ہیں۔ کہ ایک قسم کو دوسری قسم سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ مسیح کی موت قربانی نہ تھی۔ بلکہ خالق کے ساتھ صرف اعتماد اور میل جول کا ایک ذریعہ ایک بیگناہ روح نے ہمیں یہ دکھانے کے لئے کہ دکھ کس طرح سہنے چاہئیں خود دکھ سہے۔ زمین پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ زندگی کس طرح سیر کرنی چاہئے۔ خود زندگی بسر کی۔ ہم پر ظاہر کرنے کے لئے کہ کس طرح مرنا چاہئے۔ موت قبول کی۔ پھر ہم پر یہ امر بخوبی واضح کرنے کے لئے کہ اس زندگی کے بعد ایک اور واقعی زندگی ہے۔ وہ پھر جی اٹھی اور اس کے واسطے ہمیں تیار کرنے کی کوشش کی۔ انجام کار آسمان میں یہ دوبارہ چڑھ جانے سے اس نے ہمارے اور وسطی کرہ کے درمیان نہائت ضروری برقی میل جول یا آمدورفت کا سلسلہ قائم کر دیا۔

"انجیل کی آیات سے یہ امر ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ مسیح میں برقی روح مجسم صورت میں تھی۔ شروع سے آخر تک اس کی زندگی میں برقی مظہر نظر آتا رہا۔ اس مقام پر آٹھ مثالیں اقتباس کی جاتی ہیں۔ اور اس مضمون کی تحقیق کرنے والے بشرطیکہ وہ خود تحقیق کرنا چاہیں اور مثالیں تلاش کر سکتے ہیں"

"۱۔ اس کی پیدائش کی رات کستارہ کا نمودار ہونا اور فرشتوں کی رویا مجوسیوں نے اس کا ستارہ مشرق میں دیکھا۔ اور وہ اسے سجدہ کرنے آئے۔ مجوسی قدیم زمانہ سے عالم وفاضل لوگ چلے آئے تھے۔ اور علم برق میں انہوں نے بہت ترقی کر لی تھی انہوں

نے فی الفور شناخت کر لیا کہ یہ ستارہ کوئی جدید سیارہ نہیں ہے بلکہ صرف ایک ستارہ نما نور خلا میں سے نازل ہو رہا ہے۔ وُہ جانتے تھے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ان کو کسی طرح کا شک نہیں تھا۔ وہ اس کو سجدہ کرنے آئے اور اس نورانی مہمان۔ اور خالص روشنی کے بچے کو نذر دینے کے لئے تحفے لائے۔ رویا کے فرشتے جو گڈریوں کو نظر آئے۔ وہ برقی حلقہ کے گانے والے بچوں کی ایک جماعت تھی۔ جو محض دلچسپی اور خوشی سے زمین کے اوپر پرواز کر رہی تھی۔ اور اس جلال کی زبردست کشش سے جو بیت اللحم کے بچہ کے قالب میں مقید ہو چکی تھی۔ آئے تھے ؞

"۲۔ جب یوحنا بپتسمہ دینے والے نے مسیح کو بپتسمہ دیا آسمان کھل گئے ؞

"۳۔ مسیح کا مقناطیسی اثر اس قدر زبردست تھا کہ جب اس نے اپنے حواری منتخب کئے تو اس کے کلام سے اور اس کی آواز سے ان پر اتنا اثر ہوا کہ اگر وہ دوسرے کاروبار میں مشغول تھے۔ لیکن وہ سب کچھ چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے ؞

"۴۔ مسیح کے جسم میں برقی قوت بھری تھی۔ اس طرح وُہ بیماروں اور مریضوں کو صرف مس کرنے یا نگاہ کرنے سے تندرست کر دیتا تھا۔ لوگوں کے ہجوم میں جس عورت نے اس کا دامن پکڑا تھا۔ وہ بہت دیرینہ مرض سے شفایاب ہو گئی تھی۔ اور مسیح نے اس موقع پر جو کلمات کہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی برقی قوت سے واقف تھا۔ اس کی روح نے اس موقع پر کہا کہ:۔ کس نے میری پوشاک چھوئی کیونکہ مجھ میں سے کچھ قوت نکل گئی۔ اس زمانہ میں

بھی جسمانی برق کے عالم کو اپنے معمول پر اپنی قوت استعمال کرنے سے بعینہٖ یہی خیال پیدا ہوتا ہے۔ یائیرو کی بیٹی۔ نین کی بیوہ کے بیٹے اور لعاذر کو بھی اسی ذریعے سے زندہ کیا گیا تھا۔

"۵۔ جھیل گلیل پر چلنا محض برقی طاقت استعمال کرنے کا نتیجہ تھا۔ اور جس شخص نے اپنی اندرونی قوت کو کافی ترقی دے دی ہو وہ اب بھی پانی پر چل سکتا ہے۔ پانی برقی اجزء سے ابھرا ہوا ہوتا ہے اور اگر کسی کے جسم میں ویسے ہی کافی اجزا بھرے ہوئے ہوں۔ تو وہ اُسے اوپر اٹھائے رکھیں گے۔ دونو طرف کے ذرّے ضروری موازنہ کو قائم رکھیں گے۔ پطرس تھوڑی دور تک سمندر میں چلا گیا تھا۔ جب اس کی قوت ارادہ خوف سے مغلوب ہوگئی تو اس کی برقی قوت بھی فی الفور سلب ہوگئی۔ کیونکہ خوف کے خیال سے برقی قوت منتشر ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ خوف محض انسانی جذبہ ہے۔ پس جب وہ پیدا ہوتا ہے تو اس وقت روحانی قوت کو معدوم کر دیتا ہے۔

"۶۔ مسیح کی موت پر برقی جلوے ظہور پذیر ہوئے۔ مصلوب ہونے پر زمین پر تاریکی چھاگئی۔ تقدس یعنے ہیکل کا پردہ پھٹ گیا اور سب کے آخر میں زلزلہ آیا۔

"۷۔ مسیح کا دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنا۔ برقی قوت کا نہائت زبردست ظہور تھا۔ انجیل کے مطالعہ کرنے والوں کو یاد ہو گا کہ خالی قبر کے داخلہ پر جو فرشتہ بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ بجلی کی طرح تھا۔ یعنے برقی شعلہ کی مانند یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مسیح نے مریم مگدلینہ سے کیا کلمات کہے تھے "مجھے نہ چھوؤ۔ کیونکہ میں ابھی اٹھا ہوں اس عورت کو مسیح نے مس کرنے سے کیوں ٹوکا؟ محض اس وجہ

سے کہ اس میں اس وقت اندر کی طرف زور سے جانے والی برقی کی مجتمع قوت موجود تھی۔ اور اگر مریم مگدلینہ اس وقت اُسے مس کرتی۔ تو فوراً بجلی سے ہلاک ہو جاتی۔ مجسّم برقی قوت کے اثر کا اشارہ قدیم یونانیوں کی داستان یعنے اپولو کی کہانی میں پایا جاتا ہے۔ اس کی طرف جو انسان دیکھنے کی جرات کرتا تھا۔ وہ اُس کے جلال سے بھسم ہو جاتا تھا*

"۸۔ لفظ روح القدس کے نزول سے مراد خالق کے پرجوش و مقید اور اک کی ہر وقت جاری رہنے والی لہر ہے۔ وہ خالص برقی منظر تھا۔ یکایک آسمان سے ایک ایسی آواز آئی۔ جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے۔ اور اُس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ گونج گیا۔ اور انہیں آگ کے شعلے کی سی پھٹی ہوئی زبانیں دکھائی دیں۔ اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھیریں۔ اس مقام پر یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ قدرتی برقی شعلہ صورت میں منقسم یا پھٹا ہُوا ہوتا ہے*

"آؤ اب ہم کو اُس عقیدہ پر غور کریں جس کی فی زمانہ دین عیسوی میں تعلیم دی جاتی ہے کہ اس پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ روحانی برقی دریافتوں کے عین مطابق ہے۔ میں ایمان رکھتا ہوں ایک خدا قادر مطلق باپ پر جو آسمان و زمین اور سب دیکھی اور ان دیکھی چیزوں کا خالق ہے۔ یہ خالق کی صفات کا جیسا کہ وہ موجود ہے۔ یعنے نور کا اعلےٰ مرکز۔ جس سے تمام زندگی۔ تمام محبت۔ تمام حکمت ضرور پیدا ہونی چاہئے۔ ایک مختصر اور سادہ بیان ہے*

اور ایک خداوند یسوع مسیح پر جو خدا اکلوتا بیٹا ہے۔ کل عالموں

سے پیشتر باپ سے مولود۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے ذاتی نور کے خالص جلوے نے صرف مسیح کی صورت میں قالب انسانی اختیار کیا۔ اور یہ کہ وہ خدا کے جزو کی صورت میں یقیناً تمام عالموں سے پیشتر موجود تھا۔ کیونکہ خود عقیدے کے الفاظ سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔ کہ وہ خدا سے خدا نور سے نور تھا۔ پھر مسیح کی پیدائش زندگی۔ موت اور دوبارہ زندہ ہونے کے حالات پر غور کرو ہمارے عقیدے کے اقرار کرنے کے لئے یہ کلمات مقرر ہیں میں ایمان رکھتا ہوں۔ روح القدس جو خداوند اور زندگی بخشنے والا ہے وہ باپ اور بیٹے سے بہادر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جب سے مسیح آسمان پر چڑھ گیا ہے تب ہی سے خالق کے ساتھ ہمارا برقی تعلق قائم ہو چکا ہے اور خدائی الہام کی ہمیشہ بہنے والی ندی ہماری زمین کی طرف باپ اور بیٹے سے صادر ہو کر آ رہی ہے۔ عقیدے میں ہم اقرار کرتے ہیں کہ یہ الہام مسیح کی آمد سے پیشتر ظاہر ہوا۔ اور پیغمبروں کے ذریعے بولا۔ لیکن جیسا کہ پیشتر بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ الہام کبھی کبھی اور مشکل سے ہوتا تھا۔ اور اب خود مسیح ان لوگوں کی معرفت جو اس کی تعلیم کی نہایت ثابت قدمی اور مضبوطی سے پیروی کرتے ہیں بولتا ہے۔

"اس مقام پر یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ محدودے چند آدمی اس امر کو سمجھ سکتے ہیں کہ کنواری مریم کی ذات میں مستورات کو خاص پیغام پہنچانا ملحوظ تھا۔ وہ فی الحقیقت وسطی کرہ کی ایک روح تھی۔ اور خدائے تعالےٰ نے اپنی مرضی سے اُسے عورت کے قالب میں قید کر دیا تھا۔ مسیح کی پیدائش کے بعد بھی اُسے زمین

پر رہنے دیا گیا۔ تاکہ وہ اس کی زندگی کو خاتمہ تک دیکھے ؎

مسیح اور مریم کے درمیان مخفی سمجھوتہ تھا۔ مثلاً جب مریم نے مسیح کو یہودی شریعت کے علما اور فقیہوں میں پایا۔ تو اس موقع پر مریم کی انسانی سرشت اس پر غالب آئی۔ اور وہ مسیح کی بابت تشویش سے حالات دریافت کرنے لگی۔ مگر مسیح نے یہ جواب دیا "تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے؟ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں رہنا ضرور ہے؟ یہ مریم کو یاد دلانے کے لئے کہا گیا تھا۔ اور اس اشارہ سے اس کو اصلی بات فی الفور یاد آ گئی۔ قانائے گلیل میں شادی کی ضیافت کے موقع پر مسیح نے اپنی والدہ سے کہا تھا "اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟ اس سے صرف یہ مراد تھی۔ میرا تجھ سے بحثیت محض عورت کے کیا واسطہ ہے؟ یہ بات بھی اُسے اس کی روحانی اصلیت یاد دلانے کے لئے کہی گئی تھی۔ یہ سنکر مریم نے ان نوکروں کو جو قریب کھڑے تھے۔ کہا "جو کچھ وہ تم سے کہے اُسے کرو"۔ اس کے متعلق یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر مریم واقعی لافانی روح تھی اور کالبد انسانی میں مقید۔ اور بے گناہ اور سادمان بھی تو اُسے معمولی عورت اور ماں کی تمام کمزوریاں غم۔ اور افکار سہنے کے لئے کیوں مجبور کیا گیا؟ صرف ان عورتوں کے لئے جو نبی انسان کی مائیں ہیں مثال قائم کرنے کے لئے۔ کیونکہ انہیں ایسی سخت ذمہ داری کی وجہ سے ہمدردی اور رہبری کی ضرورت ہوتی ہے مریم کی زندگی عورتوں کو سکھاتی ہے کہ ان کے لئے اطاعت پاکیزگی انکساری۔ صبر۔ طویل تکلیف۔ حیا۔ ایثار۔ خود نثاری۔ اور تحمل جیسی نیکیوں کی ضرورت ہے۔ وہ ماتحت رہنا پسند کرتی تھی اُس نے خوشی سے یوسف کی اطاعت قبول کی۔ یہ شخص پرہیزگار

سادہ اور عمر رسیدہ تھا۔ اور پہلی شادی سے اس کا بہت کنبہ تھا۔ اس نے مریم سے صرف ایسے اثر سے جو اُسے دنیا کی نظروں میں اس کا محافظ ہونے پر مجبور کرتا تھا۔ شادی کی۔ یہ امور بالکل سادہ ہیں۔ لیکن اُن سے عورت کی خوشی کا راز معلوم کیا جاسکتا ہے۔ ایسا راز اور سبق کہ اگر اُسے ذہن نشین کرلیا جائے۔ تو ان لوگوں کے لئے اور ان کو جو محبت کرتے ہیں طوفان اور پریشانی کی جگہ آرام اور حفاظت بخشے گا ✤

اُن لوگوں کے لئے جو ایک مرتبہ وسطی کرہ اور اس کے گرد برقی حلقہ کے راز سے واقف ہوگئے ہیں۔ اور جو اس امر کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ برقی لہریں جو ہمارے اندر اور باہر ہیں کیسا عظیم اور باریک کام کرتی ہیں۔ دین عیسوی کے تمام امور کی نسبت کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر برقی مسئلہ کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ خالق کو اپنی مخلوق کے چھوٹے سے چھوٹے حصہ سے بھی محبت اور ہمدردی ہے۔ اور عیسوی مذہب کے تمام مسائل بالکل درست ہیں ✤

"اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذہب عیسوی الٰہی صداقت ہے۔ تو تمام لوگ عیسائی کیوں نہیں ؟ یہ سوال کہ اگر سرود اور شاعری اچھی چیزیں ہیں تو تمام آدمی شاعر یا مطرب کیوں نہیں؟ مذکورہ بالا سوال اسی قسم کا ہے۔ ہنر ہنر کی تلاش کرتا ہے اسی طرح خدا خدا کی تلاش کرتا ہے یعنے وہ اپنے جوہر کے اجزا کو اپنی مخلوق میں ڈھونڈھتا ہے۔ خود مسیح نے کہا بلائے تو بہت

سے جاتے ہیں ۔ مگر تھوڑے ہی چنے جاتے ہیں ۔ اور یہ بالکل معقول بات ہے ۔ کیونکہ بہت ہی کم روحیں اس قدر پاک و منزہ ہونگی کہ وسطی کرہ میں بغیر رکاوٹ کے داخل ہو سکیں ۔ بہت سی روحیں زمین چھوڑنے کے بعد ہوائی اعراف میں روک لی جائیں گی ۔ وہاں ترارود روحیں قرن ہا قرن تک دوسروں کی نگرانی اور مدد کرتی ہیں ۔ اور برے بھلے کاموں سے خبردار کرتی ہیں ۔ اور اس بے غرض محبت کے ذریعے بتدریج اعلےٰ مراتب پر پہنچنے میں کامیاب ہوتے ہیں ۔ یہاں تک کہ وہ آخر کار منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں ۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نہ صرف زمین بلکہ تمام دنیاؤں کی رہا شدہ روحیں وسطی کرہ میں جہاں خدا ہے آخری مسرت حاصل کرنے کی تلاش میں رہتی ہیں ۔ چنانچہ کرہ مذکور میں زمین کی روحوں کی تعداد خواہ کتنی ہی زیادہ ہو ۔ بمقابلہ کل تعداد کے بحر زخار میں مثل ایک قطرہ کے ہے ؎

لوگ پوچھتے ہیں کہ آیا مذہب عیسوی کے برقی اصول میں دوزخ یا ابدی سزا کا مقام بھی شامل ہے ۔ ابدی سزا محض استعارہ ہے اور اس سے مراد ابدی تنزل ہے ۔ کیونکہ جس طرح آگا (ترقی) ہے ۔ اسی طرح پیچھا تنزل بھی ہونا چاہئے ۔ روح کا برقی بیج نازک ۔ آتشین اور ناقابل ہلاکت ہے ۔ اس کے ساتھ جو قوت ارادی ہوتی ہے ۔ وہ اسے پہلے جسم سے مادی زندگی کی ادنےٰ تر صورت میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور کر سکتی ہے مثلاً جو شخص ایسا ضدی ہے ۔ کہ افعال بد کا ارتکاب کرتا ہے ۔ وہ اپنی روحانی زندگی کو اس قدر خراب کر دیگا کہ اس میں محض کاہل اور بلغمی وجودوں سے گریز کر کے جیساکہ دوسری صورت میں کر سکتا

ہی ترقی کا کوئی اور موقع تلاش کرنے کی قوت ہی نہ رہے گی۔ بلکہ وہ حیوانات
پرندوں اور دیگر جانداروں کی صورت میں جو محض جسمانی ضروریات
سے مغلوب رہتے ہیں۔ نمودار ہوگی۔ اور انسان سے چوپایوں وغیرہ
میں اس کا جانا تنزل ہے۔ لیکن ایک چیز یعنی یاد سے یہ کبھی گریز
نہیں کر سکتی۔ اور یہی قوت بمنزلہ دوزخ کے ہے۔ اس لئے
اگر انسان اپنی ہی مرضی سے اپنی روح کو جبراً ادنےٰ درجہ کی
طرف بھیجتا۔ اور آئندہ زندگی میں کتوں۔ گھوڑوں اور ہیچ قسم
کے دیگر حیوانات میں رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ اُسے جاننا چاہئے
کہ ایسا کرنے سے اور چیزیں تو معدوم ہو جاتی ہیں۔ گویا یاد
معدوم نہیں ہوتی۔ ابدی تنزل کے یہ معنے ہیں کہ داغ دار
برقی بیج جو پھر پاک نہیں ہو سکتا۔ اس پاک مرکز سے جس سے
وہ پیدا ہوا تھا۔ بہت پیچھے ہٹتا جاتا ہے۔ اگر اُسے ہمیشہ یہ علم
رہتا ہے کہ کبھی میں کیا تھا اور کیا ہو سکتا تھا۔ کتے یا دریائی بچھڑے
کی آنکھوں سے بھی معنے خیز غم پایا جاتا ہے۔ بیل ہل چلاتا ہے تو
اُس کی آنکھوں سے صبر اور اداسی مترشح ہوتے ہیں شگفتہ پھول
زبان حال سے عبرت دلاتے ہیں۔ بلبل کی آواز سے عشق کے
سوا افسوس اور دلسوزی بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ جب چنڈول
وحشت سے اوپر کی طرف پرواز کرتا۔ اور جوش و خروش سے گاتا
ہے۔ تو اُس کی دلی امید ظاہر ہوتی ہے۔ مگر وہ پوری نہیں ہوتی۔
اور وہ بیچارا مایوسی ہی میں مر جاتا ہے۔ اس سے زیادہ عذاب
کیا ہو سکتا ہے کہ تکلیف کے زمانہ میں ان خوشیوں اور شاندار
موقعوں کو جو ہمیشہ کے لئے ضائع ہو گئے ہیں یاد کرنے پر مجبور
کیا جائے ؎

"مذہب کے برقی اصول کے متعلق یہ بات بہت ہی عجیب ہے۔ کہ اس کی صداقت کی فنون لطیفہ علوم اور شاعری میں پیشین گویاں بار بار مگر خفیف طور پر پائی جاتی رہی ہیں۔ قدیم مصور دوشیزہ لڑکیوں اور ولیوں کے سر کے گرد صحیح اندرونی تحریک سے جس کی اطاعت کرنے میں وہ تامل نہیں کرتے تھے۔ روشنی کا ایک ہالہ بناتے تھے ہیئت دانوں نے سالہا سال کی تحقیقات سے جلتے ہوئے سورج کے شعلے ناپے ہیں۔ اور معلوم کیا ہے کہ ان کا طول دو سے چار ہزار میل تک ہے۔ اور انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سورج کی دنیا میں آگ لگی ہوئی ہے اور ان کا یہ خیال بالکل درست ہو گا۔ لوگوں کا یہ خیال بھی کہ ہماری زمین کسی زمانہ میں خود بخود روشن تھی۔ بالکل درست ہے۔ کیونکہ جب یہ برقی حلقہ سے خارج ہوئی تھی۔ تو اس کی یہی حالت تھی۔ الف لیلہ کے مولفوں یا موجدوں کا یہ بیان کہ انسان اعمال بد کے اثر سے ادنے حیوانات کی صورتیں اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ بالکل درست ہے۔ اور تنزل کے قانون سے اس صداقت کی بھی تشریح ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہر قسم کے فنون۔ پیشین گوئیوں۔ اور شعر و سخن کو اشتیاق سے قبول اور توجہ سے مطالعہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان میں روحانی الہام پایا جاتا ہے۔ اور اس سے ہم اپنی آئندہ رہبری کے لئے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ سائنس دانوں اور فنون کے ماہروں کو یہ بڑی بات دریافت کرنے میں اب تک کامیابی نہ ہوئی تھی کہ ایک وسطی کرہ اور اس کے گرد برقی دائرہ

ملف یہ ایک ایسی تحریک تھی جس نے انہیں روحانی زندگی کے برقی اصول کو معلوم مگر مبہم طور پر معلوم کرنے کی طرف راغب تو کر دیا۔ مگر اسے بیان کرنے کے لئے راغب نہیں کیا

موجود ہے۔ اگر ان دونو متہم بالشان امور کو ذہن نشین کریں۔ تو عالم کے تمام عجائبات اور اسرار بالکل آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں +

میں اس مضمون کے اختتام پر اس بارہ میں کوئی رائے پیش نہیں کرتا کہ دنیا میں مسیح کا مذہب یا روحانی مذہب کا سرچشمہ کیا ہے۔ تمام کلیساؤں میں ناقابل اور ریاکار پیرووں کے باعث غلطیاں داخل ہوگئی ہیں۔ عبادت کرنے والوں کی بڑی جماعت میں شائد دو تین ہی ایسے شخص ہوتے ہیں۔ جو خود غرضی اور ذاتی غرور سے آزاد ہوں۔ تفرقہ پرداز عیسائیوں کے گروہ میں عیسوی مذہب کی بو تک نہیں۔ خدا سے محبت کرنے والوں اور مسیح کے مقلدوں میں اول بالکل اتفاق و اتحاد ہونا چاہئے اور ان کے درمیان محبت وایمان کا برقی رابطہ اتحاد ہونا ضروری ہے۔ سچے عیسائیوں کو ایک دوسرے نفرت۔ حقارت یا حسد ہرگز نہ ہونا چاہئے۔ اگر مجھے یہ کہا جائے کہ کلیساؤں میں سے کسی کو پسند کرو تو میں اُسے پسند کرونگا۔ جس میں سب سے زیادہ برقی قوت کام کر رہی ہوگی۔ اور جس کے پیرووں کا یہ اعتقاد ہوگا کہ مسیح اور کلیسیا کے درمیان مثبت برقی سلسلہ روزمرہ قربان گاہ پر جاری ہے۔ ایسا کلیسیا ئے جس کے ہاتھوں میں زمین اور مرکزی کرہ کے برقی شعاع کا دوسرا سرا ہے۔ اور جو اس وجہ سے زمانہ حال کی رائیوں کے طوفان میں زندہ رہ سکتا۔ اور ان صاحب عزم مسافروں کو جو ترقی کی راہ پر چل رہے ہیں۔ پناہ اور تسکین دیسکتا ہے۔ میں اس کلیسیا کا جو میرے دل میں مرکوز ہے نام نہ بتاؤنگا۔ کیونکہ ہر مرد اور عورت کا فرض یہ ہے کہ وہ تحقیق کر کے اُسے خود دریافت کرے۔ اور گو یہ کلیسیا طبعاً صراط مستقیم پہ چل رہی ہے

مگر جاہل اور ناقابل اراکین کی وجہ سے اس میں بھی غلطیاں بھر گئی ہیں ان غلطیوں کو احتیاط سے تحقیق کر کے بتدریج خارج کر دینا چاہئے ہیں پیشتر بیان کر چکی ہوں ۔ کہ صرف یہی کلیسیا ایسی ہے جس میں روحانی برقی کے اصول موجود ہیں ۔ اور اس لئے وہ زندہ رہے گی ۔ کیونکہ برق ہی زندگی ہے +

"میں اس کتاب کے ناظرین سے جس پر میں ہیلیو باس اپنے دستخط اور مہر ثبت کرتا ہوں ۔ درخواست کرتا ہوں کہ ذیل کے اٹل امور کو متانت سے ذہن نشین کریں اور یاد رکھیں ۔ اول یہ کہ خدا اور اس کے مسیح کا وجود ہے ۔ دوسرے یہ کہ جس حالت میں ہمارے نکمے دنیاوی کاروبار ہو رہے ہیں ۔ اُسی میں عظیم وسطی گرہ بھی گردش کرتا ہے ۔ اور برقی حلقہ جو زبردست اور ناقابل ہلاک ہے ۔ پیدا اور جذب کرنے کے کام میں ہمیشہ مشغول رہتا ہے ۔ تیسرے یہ کہ ہر سیارے کے ہر باشندے کا ہر خیال اور لفظ خالق کی آنکھوں کے سامنے بجلی کی زبان میں ایسی آسانی سے جیسے کہ ہمیں تار برقی کی خبریں پہنچتی ہیں ۔ منعکس ہوتا ہے ۔ چوتھے یہ کہ عالم میں صرف یہی ایسی دنیا ہے ۔ جس میں اس کے وجود پر واقعی اعتراض و ذکر کیا جاتا ہے ۔ اور زمانہ حال کے الحاد ۔ مادی چیزوں پر اعتقاد اور دہریہ پن کا عام طور پر پھیل جانا زمانہ کی نہایت خوفناک اور معنے خیز علامت ہے ۔ بھوسے سے گندم جدا کرنے کا عمل شروع ہو رہا ہے یعنے جو لوگ خدا اور روحانی خوبی سے محبت کرتے اور اسپر ایمان رکھتے ہیں ۔ عنقریب وہ ایک طرف کئے جائینگے اور کروڑوں آدمی جو خود اپنی پرستش کرتے ہیں ۔ وہ مقابلہ کرنے کے لئے دوسری طرف پر اکٹھے رہے ہیں ۔ اور وہ وقت قریب آ گیا ہے جس کی نسبت یہ پیشین گوئی

لی گئی ہے۔ کہ بجلی آسمان کی ایک جانب سے نکل کر چمکتی ہوئی دور جانب تک پہنچ جائیگی۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ برقی حلقہ کا آتشیں گرداب ہمارے سیارے کو عنقریب اپنے بھنور میں کھینچنے کو ہے۔ اس کی سطح پر جو لوگ رہتے ہیں۔ ان میں سے بہت کم لوگ خدا کی شاندار وسطی دنیا میں پہنچ سکیں گے۔ ایک ہی کھیت میں دو کام کرنے والوں میں سے مسیح کی پیشین گوئی کے مطابق ایک لیا اور دوسرا چھوڑ دیا جائیگا ÷

"دوست۔ شاگرد۔ ناظر۔ خواہ تو کوئی ہو۔ خبردار رہ۔ اور اپنی روح کو ترقی دے۔ کیونکہ تجھے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے اندر جو لافانی بیج ہے۔ اُسے کوئی چیز بھی وہ صورت اختیار کرنے سے جو ہماری قوت ارادی اس کے لئے تجویز کرے۔ روک نہیں سکتی محبت اور ایمان سے وہ ایک فرشتہ ہو سکتا ہے۔ اور قالب خاکی میں رہنے کے زمانہ میں بھی عجیب وغریب باتیں کر سکتا ہے لاپروائی اور بیدلی سے وہ ہم سے بالکل اور ابدی علیحدگی اختیار کریگا۔ تضحیک اور کافروں کی سی بداعتقادی سے وہ ایسا گر جائیگا کہ سانپ یا مینڈک سے بھی ادنےٰ صورت میں چلا جائیگا ہماری ابدی قسمت خود ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ جو بالکل کھلے ہیں ہماری ذمہ داری عجیب اور مہیب ہے۔ یہ کہنے کی کسے جرات ہے۔ کہ ہمیں عبادت کرنے کی ضرورت نہیں ہے ؟

اس مضمون کے مسودہ پر "کاسمیر ہیلیو باس" کے دستخط موجود تھے۔ اور ایک مہر ثبت تھی۔ اس میں عربی یا سنسکرت کے الفاظ تھے۔ انہیں میں سمجھ نہیں سکتی تھی۔ میں نے اُسے دوسرے مسودہ کے ساتھ احتیاط سے صندوق میں رکھ کر قفل لگا

دیا۔ میں اس کے مضامین پر توجہ سے غور کر رہی تھی۔ کہ زارہ میرے کمرے میں آئی۔ وہ نگار خانہ میں اپنا کام ختم کر چکی تھی۔ اب اس نے یہ تجویز کی کہ تفریح کے لئے بوبس چلیں ؎

زارہ۔ (بڑے پیار اور شیریں لہجہ میں) "میں جتنے الوسع بہت دیر تک تمہاری صحبت میں رہنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ اب تمہارے دوست پیرس میں آگئے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ تم بہت جلد ہمارے ہاں سے رخصت ہو جاؤگی۔ اس لئے میں تمہاری صحبت سے جس قدر ہوسکے فائدہ اٹھانا چاہتی ہوں" ؎

اُس سے رخصت ہونے کے خیال سے میرا دل گھٹنے لگا میں بڑے اشتیاق سے اس کی دلفریب صورت کی طرف دیکھنے لگی۔ لیئونگار خانہ سے اس کے پیچھے پیچھے آیا تھا۔ اور اب تک اس کی صورت غمگین اور اوداس معلوم ہوتی تھی ؎

میں "پیاری زارہ ہماری محبت میں فرق نہ آئے گا۔ ہم ایک دوسری سے بہنوں کی طرح محبت کرتے رہینگے۔ اور ہماری دوستی بہت ہی پختہ ہو جائیگی ؎

زارہ (مذاق سے) "بہنوں میں ہمیشہ پیار نہیں ہوتا۔ کیا سنا نہیں۔ کہ ایک دوست ایسا ہوتا ہے۔ جو بھائی سے زیادہ وفادار ہوتا ہے!"

میں۔ (کسی قدر مذاق اور کسی قدر تعجب سے) "اور تمہارا اس قسم کا کون دوست ہے؟"

وہ عجیب انداز سے ہنسی۔ جس سے سوز و گداز اور خوشی دونو ظاہر ہوتے تھے۔ اور کہنے لگی کہ موت!"

میں اس غیر متوقع جواب سے چونکی۔ اور ایک طرح کی بدشگونی

سے میرا لہو خشک ہو گیا۔ تاہم میں نے بظاہر خوشی سے کہا!

"بیشک موت کسی دوست یا رشتہ دار کی نسبت ہمارے لئے زیادہ وفادار ہے۔ لیکن زارہ تم سے زندگی نہ کہ موت کا بغلگیر ہونا زیادہ مناسب ہے"۔

زارہ "دو نو ایک ہی ہیں۔ یا یوں کہو کہ ایک دوسری کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن اس وقت ہمیں فلسفیانہ گفتگو نہیں کرنی چاہئیے۔ لباس پہنکر آؤ۔ گاڑی انتظار کر رہی ہے"۔

میں نے جھٹ پٹ اس کے ارشاد کی تعمیل کی۔ اور ہم نے بگھی میں سوار ہو کر سیر کا خوب لطف اٹھایا۔ باقی دن بہت اچھی طرح اور خوشی سے گزرا۔ ہم بہت سے ملکوں کے فنون اور علم ادب کی ترقی پر بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ اور علاوہ اس کے دیگر دنیاوی معاملات پر بھی بات چیت ہوتی رہی۔ از انجملہ سیانوی وایوسن نواز سارستی کا ذکر کرتے رہے۔ میں ہیلیو باس کو اس بڑے گوّیے کے متعلق لنڈن کے بعض اخبارات اور رسالوں کی نکتہ چینیاں سناتی رہی۔ مثلاً "

وہ ایسے راگ بجاتا ہے۔ جو اس کی عجیب وغریب کاریگری ظاہر کرتے ہیں۔ مگر نہائت ہی چٹ پٹے ہیں۔ اس میں تعمق اور رنگینی نہیں"۔ وہ فن سرود کا بہت ہی شائق ہے"۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

ہیلیو باس۔ (مسکرا کر) "ان میں سے نصف لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ تعمق اور رنگینی اور شوق سے کیا مراد ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ جذبہ۔ اور تپاک جب سرود کی اصطلاحوں سے ملا کر ظاہر کئے جائیں تو اُس سرود کو چٹ پٹا کہتے ہیں۔ یورپ کے لوگ پالیوڈی

سارسٹی کو نہایت اعلےٰ وایوسن نوار تسلیم کرتے ہیں۔ اور لنڈن کل یورپ کے مقابلہ میں اپنی مخالف رائے ظاہر نہ کرے تو وہ لنڈن ہی نہیں یہاں کے باشندے درماندہ اور پرانی لکیر کے فقیر ہیں۔ سرکس کے اعلےٰ سدھائے ہوئے گھوڑوں کی طرح وہ پرانی لکیروں پر ہی کودنا اور ناچنا چاہتے ہیں سارسٹی چمک دار شہاب ثاقب ہے۔ جو ان کے خیالی سرد و کے آسمان کے ذرا سے ٹکڑے کے سامنے آب و تاب سے چمکتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ وہ تعجب و حیرت سے دیکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ خلاف فطرت مظہر ہے۔ وہ اس کی چمک دمک کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر ان کے نہ ماننے سے اس کا کیا بگڑتا ہے شہاب ثاقب کا خاصہ چمکنا اور جلنا ہی ہے ؛

اس طرح ہم ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے اور وقت بہت لطف سے گزرا۔ آخر ہم رات کے آرام کے لئے جدا ہوئے ؛

مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ کہ اس رات زارآرہ سے رخصت ہوتے وقت نہائت پیار سے میرے بوسے لئے۔ اور میرے لئے دعا کی کہ مجھے آرام کی نیند نصیب ہو۔ میں اپنے کمرہ میں جا کر بڑے اطمینان اور آرام سے سو رہی۔ مجھے اس بات کی مطلق خبر نہ تھی۔ کہ صبح کو کیا ہو گا۔ اسلئے میں خوش تھی۔ اب جب کبھی مجھے وہ وقت یاد آتا ہے تو کبھی افسوس ہوتا ہے اور کبھی تعجب۔ افسوس اسلئے کہ اس وقت دل کھولکر باتیں کیوں نہ کیں تعجب اسلئے کہ صبح جو کچھ ہوا وہ بالکل غیر متوقع تھا اور پھر میں خدا کا شکر یہ ادا کرتی ہوں کہ اگر معلوم بھی ہوتا تو کوئی تدارک نہیں ہو سکتا تھا ؛

بجلی نے مار ڈالا

دوسرے روز صبح کا نظارہ نہایت خوفناک اور حسرت خیز تھا۔ چاروں طرف اداسی چھائی ہوئی تھی۔ زرد کہر کی وجہ سے جس سے مطلع مکدر ہو گیا تھا۔ نظر بہت دور تک کام نہیں کر سکتی تھی۔ ایک حبس اور گرمی سی معلوم ہوتی تھی۔ اور تعجب ہوتا تھا۔ کہ سردی کے موسم میں اس قدر حبس اور گھٹا ٹوپ کیوں ہے رات کو میں بہت آرام سے سوئی تھی۔ اور بیدار ہوئی تو تازہ دم اور میری طبیعت مطمئن معلوم ہوتی تھی۔ جب سے میں ہیلو پاس کے زیر علاج تھی۔ ہر روز میری یہی کیفیت رہتی تھی۔ جن لوگوں کی جسمانی حالت اچھی نہیں ہوتی۔ انہیں سکھ نیند کہاں؟ انہیں رات کو بڑی بے آرامی ستاتی ہے اور بیدار ہوتے ہیں۔ تو اس سے بھی زیادہ تھکے ماندے معلوم ہوتے ہیں۔ جس قدر کہ سونے سے پیشتر ہوں۔ انہیں ان لوگوں کی خوشی کا جو صبح نور کے تڑکے تازہ دم ہو کر آنکھیں کھولتے ہیں کیا حال معلوم ہے۔ اس حالت میں ہوا بھی غذا معلوم ہوتی ہے۔ اور تقویت بخشتی ہے۔ جب رات بھر کی نیند سے بدن چست چالاک ہو چکا اور آرام لے چکا ہو تو سرد اور صاف پانی سے غسل کرنے سے کیا ہی لطف حاصل ہوتا ہے۔ سر سے پاؤں تک گرم گرم خون رگوں اور شرائین اور نبض میں چلتا پھرتا معلوم ہوتا ہے دل نہائت خوش ہوتا ہے

دماغ صاف - جسمانی اور دماغی قوا ہر طرح کا کام کرنے کے لئے مستعد ہوتے ہیں - بیشک یہ نہائت اعلٰے درجہ کی خوشی ہے پھر جس صورت میں کہ انسان کو اپنی غیر فانی روح کے وجود کا بھی علم ہو - جو روشنی کا مبلع ہے - اور اگر اُس کے نشوو نما کے لئے محنت بھی کی جائے تو کبھی رأیگان نہیں جاتی - وہ ایسی زندہ وعجیب وغریب چیز ہے - جو بے انتہا دنیاؤں کو پھول کی طرح شگفتہ اور پژمردہ ہوتے اور پھر شگفتہ ہوتے دیکھیگی - اور خود چونکہ ان سب سے اعلٰے ہے - اس لئے ہمیشہ زیادہ مضبوط اور منور ہوتی جائے گی - جس شخص کے گرد و پیش ایسے عجائبات اور امیدیں ہوں - اُسے زندگی قابل قدر کیوں معلوم نہ ہو گی +

پیاری زندگی! بیش قیمت لمحے! خوشگوار موقعے! مختلف سفر جو اختیار کرنے کے کس قدر شایاں ہے - خوشگوار جلاوطن جو برداشت کرنے کے قابل ہے - تیسرے تلخ ترین رنج و الم در اصل خفیہ نعمتیں ہیں - تیسرے دکھ درد ہم خود اپنے ہاتھوں اپنے اوپر لاتے ہیں - اور اس صورت میں بھی ہم راہبری کے لئے عبرت سے کام لیتے ہیں - جبکہ ہمارے اوپر - ہمارے اندر - اور اردگرد اعلٰے محبت کا نور پھیلا ہوا ہے - جس میں کبھی تغیر واقع نہیں ہوتا +

لباس پہنتے وقت میں مندرجہ بالا اور اسی قسم کے اور اور وسوسے خیالات میرے دل میں پیدا ہوتے رہے - اور ان سب سے مجھے کم و بیش خوشی حاصل ہوتی رہی - اب میری طبیعت میں غم کا نام و نشان نہیں تھا - ورنہ میں موسم کی بدلی ہوئی صورت اور ہوا کے حبس سے اداس اور افسردہ خاطر ہو جاتی - لیکن جب

سے میں نے جسمانی برق کے سیدھے سادھے اسرار سیکھے ہیں۔
میری طبیعت کے اعتدال اور موازنہ پر ہوائی کرے کے تغیر و
تبدل کا بالکل اثر نہیں ہوتا۔ اس امر کا میں جس قدر شکریہ ادا
کروں۔ اُسی قدر تھوڑا ہے۔ کیونکہ میں دیکھتی ہوں کہ کثیر التعداد
لوگوں پر ہوا کے تغیرّات۔ سخت حرارت۔ سخت برودت۔ یا اسی
قسم کی اور چیزوں کا فوراً اثر ہوتا ہے +

میں ناشتہ کے کمرہ کی طرف آہستہ آہستہ گاتی ہوئی چلی۔ جہاں
زارہ میز کے پاس بیٹھی تھی۔ اور ہیلیو باس پڑھنے اور ان خطوط کے
انبار کو جو اُس کے کھانے کی تشطری کے قریب پڑے تھے۔ ترتیب
دینے میں مشغول تھا۔ دونوں نے مجھے حسب معمول تپاک اور تہ دل
سے سلام کیا +

ناشتہ کھاتے وقت بھائی بہن دونوں ہی بالکل خاموش تھے
اور میں نے دیکھا کہ ایک یا دو مرتبہ زارہ کی آنکھوں میں آنسو بھر
آئے۔ حالانکہ وہ اس قدر جلد ہی اور خوشی سے مسکرانے لگی
تھی کہ میں نے اپنے خیال کو غلط قرار دیا +

لیئو کی ایک حرکت سے بھی مجھے مایوسی ہوئی۔ وہ کچھ دیر
تک اپنے آقا کے قدموں میں چپ چاپ پڑا رہا۔ پھر وہ یکایک
اٹھ کر سیدھا بیٹھ گیا۔ اور ہوا میں ناک چڑھا کر بہت دیر تک
دردناک آواز سے بھونکتا رہا۔ میں نے اس قسم کی دلگداز اور مایوسی
پیدا کرنے والی چیخ کبھی نہیں سنی تھی۔ چیخ ختم کرکے غریب کتا اپنے
کئے پر شرمسار معلوم ہوتا تھا۔ اور وہ بڑے عجز و انکسار سے سر
اور دم جھکا کے آہستہ آہستہ ہماری طرف آیا۔ پہلے ان سے اپنے
آقا۔ پھر میرا اور سب سے آخر میں زارہ کا ہاتھ چوما۔ انجام کار وہ

دور ایک گوشے میں جاکر لیٹ گیا۔گویا اس کا درد اور افسوس سے بھرا ہُوا ہے ✤

میں۔ (افسوس سے) "کیا وہ بیمار ہے؟"

ہیلیو باس "میرا خیال ہے کہ وہ بیمار نہیں۔آج خاص قسم کا موسم ہے۔ہوا میں حبس ہے۔اور مطلع ابر آلودہ ہے بجلی گرج رہی ہے۔ایسے موسم میں کتوں کی حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے" ✤

اس وقت غلام ایک سیمین طشت لئے ہوئے کمرے میں داخل ہُوا۔جس میں ایک خط رکھا تھا۔اور جیسے وہ اپنے آقا کو دیکھ کر فی الفور چلا گیا ✤

ہیلیو باس نے خط کھول کر پڑھا ✤

ہیلیو باس۔ (زارہ کی طرف نظر اٹھا کر) "آنون افسوس ظاہر کرتا ہے کہ وہ آج یہاں کھانا نہیں کھا سکتا۔وہ کہیں اور جائیگا مگر کہتا ہے کہ شام کے قریب آجائیگا ✤

یہ سنکر زارہ نے اپنا سا سر جھکا لیا۔اور کوئی جواب نہ دیا ✤ چند سکنڈ بعد ہم میز کے پاس سے اٹھے۔اور زارہ اپنا بازو میرے بازو میں ڈال کر کہنے لگی:۔

"جب تک صرف ہم تم رہیں گے۔تب تک میں تمہارے ساتھ کچھ گفتگو کرونگی۔اور میرے کمرے میں آؤ" ✤

ہم دونو زینے پر چڑھ گئے۔دانا مگر غمگین لیئو بھی ہمارے پیچھے چلا آیا۔معلوم ہوتا تھا۔کہ اُسے اپنی مالکہ کا اپنی نظروں سے غائب ہونا گوارا نہیں تھا۔جب ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچے تو زارہ نے مجھے آہستہ سے دھکا دے کر ایک آرام چوکی پر بٹھا دیا۔اورخود

ایک اور آرام چوکی پر بیٹھ گئی۔ جو میرے بالمقابل تھی *

زارہ "میں تم سے ایک عنایت چاہتی ہوں۔ کیونکہ میں جانتی ہوں۔ کہ تم کاسیمیر کے اور میرے خوش کرنے کے لئے ہر بات گوارا کروگی۔ کیا میرا یہ خیال درست ہے؟"

میں نے اس کو یقین دلایا کہ میں تمہاری ہر درخواست کو نہایت سچی وفاداری سے پورا کروں گی *

زارہ۔ (شکریہ ادا کرکے) "تم جانتی ہو کہ میں کچھ عرصہ سے اپنے نگارخانہ میں خفیہ کام کرتی رہی ہوں۔ میں دو بت بنایا کرتی تھی۔ ایک تو مکمل ہوگیا ہے۔ اور یہ میں نے کاسیمیر کو تحفہ کے طور پر دینے کے لئے بنایا تھا۔ دوسرا (اس لفظ پر پہنچکر وہ متردد ہوگئی) ادھورا ہے۔ یہ وہ گراں ڈیل بت ہے۔ جس پر اس روز جب کہ تم نے اوّل مرتبہ شام کا بت دیکھا تھا۔ پردہ پڑا ہوا تھا میں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر کوشش کی۔ مختصر یہ ہے کہ میں خاطرخواہ اپنے خیال کو معرض عمل میں نہیں لاسکتی۔ پیاری اب میں جو کہوں اُسے تم نہائت توجہ سے سنو۔ مجھے بعض وجوہات سے خیال پیدا ہوا ہے کہ مجھے یکایک سفر کرنا پڑیگا۔ وعدہ کرو کہ جب میں چلی جاؤنگی۔ تو تم اس ادھورے بت کو بالکل مسمار و منہدم گرادو گی *

میں اس کے کلام سے اس قدر حیران ہوئی کہ میں ایک دو منٹ تک کچھ جواب نہ دے سکی *

میں نے "زارہ تم سفر کے لئے جاؤ گی؟ اگر یہی بات ہے تو میرا خیال ہے کہ تم جلد گھر کو واپس آؤ گی۔ اس اثنا میں تمہارا بت کیوں مسمار کیا جائے؟ شائد تم اُسے مکمل کر سکو" *

زارہ نے سر ہلایا اور افسوس سے مسکرائی ✦

زارہ "میں نے کہا تھا کہ میں تم سے ایک عنائت چاہتی ہوں۔ اور اب تم ایسا کرنے پر رضامند نہیں ہو" ✦

میں "میں کیوں رضامند نہیں؟ پیاری یقین کرو کہ میں تمہارے خوش کرنے کے لئے ہر بات کر سکونگی۔ مگر مجھے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ محض اس خیال سے کہ تم سفر کے لئے جاؤ گی۔ اپنی محنت کے نتیجہ کو تباہ کرانا چاہتی ہو" ✦

زارہ "گو تمہیں اس میں تعجب معلوم ہو۔ مگر یہ میری دلی خواہش ہے۔ ورنہ۔ لیکن اگر تم میری خاطر اُسے مسمار کرانا نہیں چاہتیں۔ تو میں خود اپنی آنکھوں کے سامنے مسمار کرا دونگی۔ اگرچہ میں علانیہ اقرار کرتی ہوں کہ میرے دل کو اس سے بہت تکلیف ہوگی" ✦

میں (قطع کلام کرکے) "زارہ اب اور کچھ نہ کہو۔ تمہاری خواہش پر میں عمل کروں گی۔ جب تم چلی جاؤ گی۔ پھر ــــ"

زارہ ۔ (مستعدی کے لہجہ میں) "جب میں چلی جاؤں گی۔ اور پیشتر اس کے کہ تم اس مکان سے چلی جاؤ۔ اس خاص بت کو اپنی آنکھوں کے سامنے مسمار کرا دینا۔ مجھ پر یہ تمہارا بڑا بھاری احسان ہوگا"

میں۔ "خیر۔ اور تم واپس کیا آؤ گی؟ میرے پیرس سے رخصت ہونے سے پیشتر؟"

زارہ ۔ (ٹالنے کے طور پر) "میں ایسی ہی امید کرتی ہوں۔ میرا ایسا ہی خیال ہے۔ بہرکیف ہم بہت جلد پڑھینگے" ✦

میں "تم کہاں جارہی ہو؟"

میرے اس سوال پر وہ بہت خوشی ۔ دلربائی اور انبساط سے مسکرائی ✦

ایک اور آرام چوکی پر بیٹھ گئی۔ جو میرے بالمقابل تھی ✦

زارہ:۔ "میں تم سے ایک عنائت چاہتی ہوں۔ کیونکہ میں جانتی ہوں۔ کہ تم کاسیمیر کے اور میرے خوش کرنے کے لئے ہر بات گوارا کروگی۔ کیا میرا یہ خیال درست ہے؟"

میں نے اس کو یقین دلایا کہ میں تمہاری ہر درخواست کو نہائت سچی وفاداری سے پورا کروں گی ✦

زارہ۔ (شکریہ ادا کر کے) "تم جانتی ہو کہ میں کچھ عرصہ سے اپنے نگارخانہ میں خفیہ کام کرتی رہی ہوں۔ میں دو بت بنایا کرتی تھی۔ ایک تو مکمل ہو گیا ہے۔ اور یہ میں نے کاسیمیر کو تحفہ کے طور پر دینے کے لئے بنایا تھا۔ دوسرا (اس لفظ پر پہنچکر وہ متردد ہو گئی) ادھورا ہے۔ یہ وہ گرانڈیل بت ہے۔ جس پر اس روز جب کہ تم نے اول مرتبہ شام کا بت دیکھا تھا۔ پردہ پڑا ہوا تھا میں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر کوشش کی۔ مختصر یہ ہے کہ میں خاطرخواہ اپنے خیال کو معرض عمل میں نہیں لاسکتی۔ پیاری اب میں جو کہوں اُسے تم نہائت توجہ سے سنو۔ مجھے بعض وجوہات سے خیال پیدا ہوا ہے کہ مجھے یکایک سفر کرنا پڑیگا۔ وعدہ کرو کہ جب میں چلی جاؤنگی۔ تو تم اس ادھورے بت کو بالکل مسمار و منہدم کرادو گی ✦

میں اس کے کلام سے اس قدر حیران ہوئی کہ میں ایک دو منٹ تک کچھ جواب نہ دے سکی ✦

میں:۔ زارہ تم سفر کے لئے جاؤگی؟ اگر یہی بات ہے تو میرا خیال ہے کہ تم جلد گھر کو واپس آؤگی۔ اس اثنا میں تمہارا بت کیوں مسمار کیا جائے؟ شائد تم اُسے مکمل کر سکو" ✦

زارہ نے سر ہلایا اور افسوس سے مسکرائی ؞

زارہ "میں نے کہا تھا کہ میں تم سے ایک عنائت چاہتی ہوں۔ اور اب تم ایسا کرنے پر رضامند نہیں ہو" ؞

میں "میں کیوں رضامند نہیں؟ پیاری یقین کرو کہ میں تمہارے خوش کرنے کے لئے ہر بات کر سکونگی۔ مگر مجھے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ محض اس خیال سے کہ تم سفر کے لئے جاؤ گی۔ اپنی محنت کے نتیجہ کو تباہ کرانا چاہتی ہو" ؞

زارہ "گو تمہیں اس میں تعجب معلوم ہو۔ مگر یہ میری دلی خواہش ہے۔ ورنہ۔ لیکن اگر تم میری خاطر اُسے مسمار کرانا نہیں چاہتیں۔ تو میں خود اپنی آنکھوں کے سامنے مسمار کرا دونگی۔ اگرچہ میں علانیہ اقرار کرتی ہوں کہ میرے دل کو اس سے بہت تکلیف ہوگی" ؞

میں (قطع کلام کرکے) "زارہ اب اور کچھ نہ کہو۔ تمہاری خواہش پر میں عمل کروں گی۔ جب تم چلی جاؤ گی۔ پھر ــــ"

زارہ۔ (مستعدی کے لہجہ میں) "جب میں چلی جاؤں گی اور پیشتر اس کے کہ تم اس مکان سے چلی جاؤ۔ اس خاص بت کو اپنی آنکھوں کے سامنے مسمار کرا دینا۔ مجھ پر یہ تمہارا بڑا بھاری احسان ہوگا"

میں۔ "خیر۔ اور تم واپس کیا آؤ گی؟ میرے پیرس سے رخصت ہونے سے پیشتر؟"

زارہ۔ (ٹالنے کے طور پر) "میں ایسی ہی امید کرتی ہوں۔ میرا ایسا ہی خیال ہے۔ بہرکیف ہم بہت جلد پڑھینگے" ؞

میں "تم کہاں جا رہی ہو؟"

میرے اس سوال پر وہ بہت خوشی۔ دلربائی اور انبساط سے مسکرائی

زارہ "آج کی رات گزرنے سے پیشتر تم کو میری منزل مقصود معلوم ہو جائیگی۔ کیا تم مجھ سے وعدہ کرتی ہو"؟

میں "یقیناً"۔

اس پر اس نے میرا بوسہ لیا۔ بوسہ لیتے وقت میری آنکھوں میں بہت تیز روشنی پڑی۔ جس سے وہ قریباً چندھیا گئیں۔ یہ اس کے برقی گوہر کی آتشین جھلک تھی۔

دن معمولی کاروبار میں گزرنے لگا۔ اور موسم ہر ساعت زیادہ مکدر اور غبار آلودہ معلوم ہونے لگا۔ ہوا میں بہت حبس ہو گیا سہ پہر کو میں باغیچہ میں ایک نہائت خوشنما اور نفیس قسم کے پھول جمع کرنے گئی تو مجھے وہاں ناقابل برداشت گرمی معلوم ہوتی تھی۔ میں نے ہیلیو باس اس دن پھر دیکھا۔ اور صبح کے بعد زارہ کو صرف ایک یا دو مرتبہ۔ سہ پہر کا لنچ کھانے کے بعد وہ کہیں غائب ہو گئی۔ وہ مجھے اپنے خاص کمروں اور نگار خانہ میں نہیں ملی۔ حالانکہ میں نے دروازہ پر کئی مرتبہ دستک دی۔ لیو بھی نظر نہ آتا تھا۔ ایک یا کئی گھنٹے تنہا۔ پھر میں نے خیال کیا کہ گرجے میں چلوں۔ میں نے اس ارادہ کو پورا کرنا ہی چاہا تو دیکھا کہ اس کا دروازہ بند تھا۔ اس غیر معمولی واقع سے مجھے حیرت ہوئی۔ میں بڑے کمرے میں پھر رہی تھی۔ اُس وقت میں نے ایک میز سے نظموں کی ایک چھوٹی سی کتاب اٹھائی۔ اُسے میں نے پہلے کبھی نہیں پڑھا تھا۔ میں خوشنما فوارے کے قریب ایک آرام چوکی پر بیٹھ گئی۔ اور اُسے پڑھنے لگی۔ اُس میں ایک نظم "بوسوں کا گیت بھی تھا۔ جس کا مضمون ذیل میں درج ہے:۔

مجھے تین بوسے یاد ہیں ×

میں کس کے ہاتھوں اُن کے اسرار نظم میں بیان کرتی ہوں +
پہلا بوسہ خلق و مروت کا بوسہ تھا +
جس کے لطف سے راہب اور کنواریاں واقف ہیں +
وہ پالے کی طرح تیز اور برف کی مانند بے داغ تھا +

دوسرا بوسہ اُف۔ مجھے اب تک محسوس ہو رہا ہے +
اور میری روح ہمیشہ اُس سے متنفر رہے گی +
قسمت کی خوشیوں اور تفریحوں کو میں بھول سکتی ہوں +
لیکن اس بوسہ کی شرمساری کو فراموش نہیں کر سکتی +
اُس سے میرے لب پھٹ گئے اور اس نے مجھے شعلہ کیطرح جلا دیا +

تیسرا آخری بوسہ ہے جسے میں عزیز رکھتی ہوں +
اُسے میں صبح شام دوپہر کو استعمال کرتی کیونکہ وہ ناموزوں نہیں +
اگر اُس سے انکار کروں تو مجھے غم نصیب ہو !
جب مجھے موت آئیگی تو محبت مجھ سے ہمکنار ہوگی +
اور یہی بوسہ مجھے بہشت میں مقدس کرے گا !"

اس نہایت عمدہ نظم کو میں نے بار بار پڑھا۔ اور پڑھ کر بہت خوش ہوئی۔ اس کتاب میں اسی قسم کی بہت سی نظمیں تھیں۔ اس کا مصنف بیشک اعلے درجہ کا ذہین اور طباع شاعر معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اس کی دلکش اور سریلی نظموں کا بڑے اشتیاق سے مطالعہ کیا۔ مجھے اس کے اکثر خیالات اور تشبیہات و استعارات بہت موزوں۔ اور اصلی معلوم ہوتے تھے جو میں نے کسی اور شاعر کے کلام میں نہیں دیکھے تھے۔ مجھے

اس امر سے تعجب ہوا۔ تعجب اس لئے کہ مصنف زمانہ حال کا ایک انگریز تھا۔ اور تاہم وہ اپنے ہم مشرب مصنفوں سے بالکل مختلف تھا۔ اس کی نظموں سے میرا یہ پہلی ہی دفعہ تعارف ہوا تھا۔ میں بہت جلد اُن میں محو ہو گئی۔ میں آہستہ آہستہ مندرذیل اشعار کو بار بار پڑھ رہی تھی ٭

"اُس کی صورت نہائت دلفریب اور خوبصورت تھی ٭
اُس کی بڑی پیاری پیاری تھیں ٭
اُس کے بالوں میں نشان تھے ٭
ایک آسمانی تاج کے ٭
یہ بال تحریک اُن مقامات میں نور پھیلاتے تھے ٭
جہاں آفتاب کی روشنی نہیں پہنچتی" ٭

یکایک ایک کلاک نے چھ بجائے۔ میں اُس کی آواز سے چونک پڑی۔ مجھے خیال آیا کہ مہمان کھانے کے لئے آنے والے ہیں۔ پس میں نے اپنے کمرے میں جاکر لباس تبدیل کرنے کا ارادہ کیا۔ اور کتاب اسی میز پر رکھ دی۔ جس پر سے کہ اٹھائی تھی جب میں بالاخانے کی طرف زینے پر چڑھ رہی تھی۔ تو مجھے زارہ اور اس کی عجیب درخواست کا خیال آیا۔ میں حیران تھی کہ اُسے کونسا سفر درپیش ہے ٭

اس بارہ میں میں کوئی اطمینان بخش نتیجہ نہ نکال سکی۔ میں اس مضمون پر توجہ سے غور نہ کرنا چاہتی تھی۔ وہ بار بار میرے دل سے دوچار ہوتا تھا۔ میرے دل میں کوئی اندرونی آواز اس صفائی سے تیقین دلا رہی تھی۔ کہ میں سچ مچ کسی کی گفتگو سن رہی ہوں ٭

"اِس بات کی وجہ دریافت کرنا تمہارے لئے مفید نہیں جس طرح واقعات پیش آئیں۔ اسی طرح اُنہیں دیکھتی رہو۔ ایک واقع سے دوسرے پر روشنی پڑیگی۔ اور ہر چیز بہتری کیلئے ہے"

مَیں نے وہی ریشمی لباس جو میڈم ڈیڈئیر کے رقص میں پہنا تھا۔ شام کے لئے تیار کیا۔ لیکن اب بجائے کنول کے پھُولوں کے گلاب کے وہ پھُول لباس پر لگائے جو میں نے باغیچہ سے چنے تھے۔ ان کا رنگ سنہری سا تھا۔ اور ان سے بہت عمدہ بھینی بھینی خوشبو آتی تھی۔ میں ایک قد آدم آئینہ کے سامنے لباس تبدیل کرنے لگی۔ گلاب کے پھولوں کو سلیقہ سے لگاکر ایک نرم و نازک کائی کی شاخیں بھی مناسب مقامات پر جما دیں میں اپنے عکس کو دیکھ کر شکر گزاری کے خیال سے مسکرانے لگی۔ کیونکہ میری آنکھوں سے خوشی۔ صحت اور قوت کے آثار نمایاں تھے۔ میرے رخسار سرخ۔ اور لب نازک و رنگین تھے۔ اور صحت کے باعث میرا بدن خوب سڈول ہو گیا تھا۔ آئینہ میں میرے چہرے پر کامل خوشی عیاں تھی۔ میں بالکل بشاش اور مسرور تھی۔ چہرے پر درد یا فکر کی کوئی علامت نہیں تھی۔ اور میں آہستہ سے کہنے لگی "خدا کا ہزار ہزار شکر ہے!" اُس وقت ایک آہستہ و نرم آواز نے کہا "آمین۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو زارہ نظر آئی"

میں اس کی شکل و صورت کو بیان نہیں کر سکتی۔ اس رات وہ اس قدر حسین اور خوبصورت معلوم ہوتی تھی کہ مجھے اُسے دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہشت کی حور ہے نہائت قیمتی اور نرم ساٹن کی نیچی پوشاک پہنے ہوئے تھی۔ اُس کی کمر پر جواہرات سے مرصع پیٹی لگی تھی۔ یہ جواہرات اتنے بڑے

اور ایسے خوشنما تھے - کہ انمول معلوم ہوتے تھے - اس کی خوبصورت گردن اور بازو برہنہ تھے - موتیوں کی بارہ مالائیں اس کی نازک گردن میں پڑی تھیں - اُن کے وسط میں برقی گوہر تھا - نئے چاند کی طرح اس سے مدھم سی روشنی دکھائی دیتی تھی - اُسکے گنجان سیاہ بال معمولی طور پر سنوارے تھے - یعنے چھوٹے چھوٹے موتی پروکر چوڑی چوٹی گوندی تھی - اس کی چھاتی پر نارنگی کے پھولوں کا ایک خوشنما گچھا لگا تھا - میں اُسے تعریف کی نظروں سے دیکھکر کہنے لگی :-

زارہ آج تو تم دلہن معلوم ہوتی ہو - کیونکہ تمہارا ٹھاٹ دلہن ہی کا سا ہے - یعنے سفید ساٹن کا لباس - موتی - اور نارنگی کے پھول !"

میری تعریف سنکر زارہ مسکرانے لگی *

زارہ "ہمارے باغیچہ میں ان پھولوں کا یہ پہلا گچھا تھا - اور میں نے بے اختیار ہوکر توڑ لیا - موتی میری والدہ کے ہیں - اور میں انہیں بہت عزیز رکھتی ہوں - اور سفید ساٹن اب دلہنوں کا پہراوہ نہیں رہا - تمہارا ریشمی لباس بھی بہت نرم اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے - وہ ہم پر خوب سجتا ہے - اور پھبتا ہے - کیا تم بالکل تیار ہو *

میں " ہاں بالکل " *

اس پر اس نے تامل سے آہ بھری - پھر اُس نے اشتیاق اور پیار سے اپنی دلفریب آنکھیں اٹھائیں *

زارہ - پہنچے جانے سے پیشتر میں چاہتی ہوں کہ تم میرا بوسہ لو "*

میں نے بہت تپاک سے اُسے گلے لگایا۔ اور ہم بہنوں کی طرح پیار سے ایک دوسرے کے لبوں کے بوسے لینے لگے ٭

زارہ (تشویش کے ساتھ) "مجھے بھولو گی تو نہیں؟ مجھے ہمیشہ پیار سے یاد کیا کرنا اور یاد رکھنا" ٭

میں "پیاری زارہ آج تم عجیب باتیں کرتی ہو۔ بھلا میں تمہیں کیوں بھولونگی۔ میں ہمیشہ تمہیں دنیا میں نہایت دلربا اور خوبصورت عورت خیال کرونگی" ٭

زارہ "اور جب دنیا سے چلی جاؤنگی۔ پھر کیا خیال کرو گی؟"

چونکہ میرے اور اس کے خیالات روحانی لحاظ سے موافق تھے اس لئے میں نے فی الفور جواب دیا" ٭

میں "اُس صورت میں بھی میں خیال کروں گی کہ تم نہایت حسین فرشتہ ہوگئی ہو۔ زارہ پیاری اسی بات سے تم خیال کرسکتی ہو کہ میں ہمیشہ تم سے محبت کروں گی" ٭

زارہ (غور کرتی ہوئی) "میرا خیال ہے کہ تم ہمیشہ محبت کرو گی تم ہم ہی میں سے ہو۔ آؤ۔ نیچے لوگ بول رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے متوقع مہمان آگئے ہیں۔ اور ہمیں چاہئے کہ دیوانخانہ میں جاکر ان کا استقبال کریں۔ خدا حافظ چھوٹی سہیلی۔ یہ کہکر اُس نے پھر میرا بوسہ لیا" ٭

میں "اللہ حافظ یہ لفظ کیوں کہتی ہو؟"

زارہ "کیونکہ میرا جی چاہتا تھا کہ یہ لفظ استعمال کروں چھوٹی پیاری سہیلی میں پھر اللہ کی امان کہتی ہوں" ٭

میں بہت حیران تھی کہ یہ کیا بات ہے۔ لیکن وہ ایسی افراتفری کی حالت میں چلی گئی کہ میں کچھ جواب نہ دے سکی۔ اُس نے میرا

ہاتھ پکڑ لیا۔ اور مجھے ساتھ لے کر جلد جلد زینہ سے اترنے لگی۔ ایک منٹ میں ہم دونو دیوانخانہ میں پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے ایوارڈ اور چاکونر کے خانداں کے لوگوں کا استقبال کیا۔ اور اُن سے صاحب سلامت ہوئی۔ یہ سب شام کا نفیس اور زرق برق کا لباس پہنکر اکٹھے آئے تھے۔ مجھے خیال ہؤا کہ ایمی ایوارڈ کسی قدر تھکی ہوئی اور خستہ سی معلوم ہوتی ہے۔ گو اس کا مخملی مرصع لباس بہت خوشنما اور لعلوں اور جواہرات سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ گو قیمتی اور عمدہ لباس سے بعض مستورات بہت خوش ہوتی ہیں لیکن کسی وقت اس سے بھی خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ اس روز شام کو مسز ایوارڈ کے دل کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔ یا وہ زارہ کی خوبصورتی اور دلربائی سے حسد کرتی تھی۔ خیر کچھ ہی وجہ ہو وہ قدرے بے چین ضرور تھی۔ اس نے سرگوشی میں میری عمدہ صحت پر نکتہ چینی شروع کی ؛

ایمی ''اگر احتیاط نہ کرو گی تو تمہارے رخساروں کی سرخی حد سے بڑھ جائیگی۔ اور یہ فیشن کے بہت خلاف ہے'' ؛

میں۔ (مناسب تحمل سے) ''میں جانتی ہوں۔ بالکل تندرست ہونا خراب فیشن ہے۔ بلکہ بالکل نامناسب ہے'' ؛

اس نے میری طرف نظر اٹھائی۔ اور اس کے بشرہ سے خفیف مسکراہٹ کے آثار نمایاں ہوئے۔ مگر وہ اراداتاً خوش خلقی اختیار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ بے صبری سے شتر مرغ کے پروں والے پنکھے کو پیٹتی اور کھولتی تھی ؛

زارہ۔ (کی طرف سر کے اشارہ سے) ''اس لڑکی کو اتنے موتی کہاں سے مل گئے؟''

مَیں مسکرائی۔ کیونکہ مَیں عمر جانتی تھی۔ کہ در اصل زارہ کی عمر کتنی ہے۔

میں "یہ اس کی ماں کے تھے"۔

ایمی "اس کے لباس پر ایک چھوٹا سا خزانہ ٹنکا ہوا ہے۔ تعجب ہے کہ اس کا بھائی اسے اس قدر موتی پہننے کی اجازت دیتا ہے۔ لڑکیاں اس قسم کی چیزوں کی قیمت کا کیا حال جانیں۔ جب تک اس کی عمر اس قدر نہ ہو جائے کہ وہ ان کی تمیز کر سکے۔ تب تک وہ احتیاط سے رکھے رہنے چاہئیں"۔

میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ کیونکہ میں ہیلیو باس کو دیکھ رہی تھی جو اس وقت پدری پال کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے بڑے تپاک اور خلوص سے اپنے مہمانوں کو سلام کیا۔ میں نے دیکھا کہ جتنے مہمان تھے۔ اس کے وقر اور دلکش انداز سے مفتوں ہو رہے تھے۔ ناواقف آدمی کو اس میں کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن مجھے اس کا بشرہ اس قدر متغیر معلوم ہوتا تھا۔ کہ میں چونک گئی۔ اس کی آنکھوں میں تشویش اور غم کے آثار تھے۔ اور اس وجہ سے ان میں رونق کم تھی۔ اس کی مسکراہٹ خوشگوار نہ تھی۔ بلکہ اس سے خشونت پائی جاتی تھی۔ اس کے انداز سے کوئی ناقابل بیان بات پائی جاتی تھی۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے بشرہ سے برانگیختہ پن پایا جاتا ہے۔ اور میں یہ دیکھ کر ڈر گئی۔ کیونکہ اس کا خیال ہیلیو باس کو نہیں ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ اس میں جو قوت ہے۔ وہ اندرونی اور بیرونی روحانی قوتوں کی فرمانبرداری کرنے سے حاصل ہوئی ہے آزول نے جو لفظ کہے تھے وہ روشنی کی سرعت کے باعث مجھے

یاد آئے "چونکہ وہ میرا پیارا ہے۔ اس لئے اُسے میری آواز سننے میں قاصر نہ ہونا چاہیئے" میں خیال کرنے لگی۔ اگر وہ قاصر ہو تو پھر کیا ہو؟ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس قسم کے فوری خطرہ میں مبتلا ہونے والا ہے اور میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اگر فی الواقع یہ بات درست ہے۔ تو میں چونکہ اس کی بے حد ممنون احسان ہوں۔ اس لئے حتی الوسع کوشش کروں گی کہ اُسے عین وقت پر متنبہ کروں۔ میرے دل میں جب یہ خیال گزر رہے تھے تو باقی حاضرین خوشی سے ادھر ادھر کی گفتگو کر رہے تھے اور زارہ خوب زور سے قہقہے لگا رہی تھی۔ جو ہوا میں سرود کی طرح گونجتے تھے۔ پادری پال بھی ایک با مذاق آدمی تھا۔ وہ بہت خوش خلقی سے مسز چالونر اور اس کی بیٹیوں کے ساتھ گفتگو کرنے لگا۔ اور بڑی بے تکلفی اور کامل درباری اور دنیادار آدمی کی سی شائستگی سے ان کا دل بہلاتا رہا۔

کھانے کا اعلان معمولی طور پر کیا گیا۔ یعنے اس مطلب کے واسطے جو برقی آلہ رکھا تھا۔ وہ بجنے لگا تھا۔ تمام مہمان اس باجے کی عمدہ آواز کی بہت تعریف کرنے لگے۔ ہیلیو باس مسز ایورارڈ کے ہمراہ سب سے پہلے کھانے کے کمرہ میں گیا۔ کرنیل ایورارڈ اس کے پیچھے ایک بازو زارہ کے بازو میں اور دوسری طرف سب سے بڑی مس چالونر کو لئے۔ اس کے بعد مسٹر چالونر اور میں ایک ساتھ گئے۔ پادری پال کے ساتھ مسز چالونر اور اُس کی دوسری بیٹی ایفی تھی۔ یہ سب سے پیچھے کھانے کے کمرے میں آئے کھانے کی میز پر نظر پڑی۔ تو سب مہمان حیران اور خوش ہوئے۔ کھانے نہایت ترتیب اور سلیقہ سے چنے ہوئے تھے۔ وسط میں جھیل کی

نقل کے طور پر ایک بڑا سا بلوری ظرف رکھا تھا۔ اور اس پر ایک نفیس کشتی تیر رہی تھی۔ جسے ایک ملاح چلاتا تھا۔ یہ سب چیزیں نفیس و بیش قیمتی شیشہ کی بنی ہوئی تھیں۔ اُسی کشتی میں گلاب کے پھول منہا منہ بھرے ہوئے تھے۔ مگر سب سے عجیب بات یہ تھی کہ سب چیزیں برقی طاقت سے روشن کی گئی تھیں۔ برقی شرارے شبنم کے قطروں کی طرح پھولوں کے پتوں پر درخشاں تھے۔ کشتی ایک سرے سے دوسرے سرے تک برقی ستاروں سے سجائی گئی تھی۔ اور جب بلوری کشتی میں ان کا عکس پڑتا تھا تو قوس و قزح کے تمام رنگ دکھائی دیتے تھے۔ کشتیبان کی پتوار اس طرح چمکتی تھی کہ گویا پانی کے قطروں پر چاند کی روشنی پڑ رہی ہے۔ دراصل وہ ایک برقی تار تھا۔ اس کی چوٹی پر ایک برقی الماس جگمگا رہا تھا۔ یہ سب چیزیں عجیب و غریب اور نفیس زیور کی طرح درخشاں تھیں۔ اور صرف اسی پر کفایت نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ ہر ایک مہمان کے پاس میز پر ایک نازک ظرف رکھا تھا۔ اس کی صورت دریائے نیل کے لمبے ڈنٹھل والے کنول کی سی تھی۔ اس میں چھوٹے چھوٹے برقی ستارے چھپے ہوئے تھے۔ اور پھول شفاف اور نہایت نفیس آب و تاب سے چمکتے تھے +

چار چھ نوجوان جو ارمنی لباس پہنے ہوئے تھے۔ میز کے قریب خاموش کھڑے تھے۔ سب مہمان کرسیوں پر بیٹھ گئے تو انہوں نے بڑی تیزی اور چابکدستی سے مہمانوں کے سامنے کھانے کی رکابیاں وغیرہ رکھنی شروع کیں۔ جب شوربا تقسیم کیا گیا۔ پھر سکوت ٹوٹا۔ چالونز خاندان کے سب اراکین کھانے

تمام چیزوں کی طرف فرط حیرت سے دیکھتے رہے تھے - اب وہ اس کی نہایت جوش سے تعریف کرنے لگے - کرنیل اور اس کی بیوی بھی بہت جلد اُن کے ساتھ شریک ہو گئی ٭

مسز چاپلوتر اپنی رکابی کے قریب پھولوں کے چمکتے ہوئے ظرف کو غور سے دیکھنے کے لئے جھک گئی اور کہنے لگی "میں کہتی ہوں اور کہوں گی کہ اب تک جس قدر چیزیں دیکھی ہیں - یہ سب سے زیادہ نفیس اور خوبصورت ہے" ٭

مسز چاپلوتر - (سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے) اور کیا یہ واقعی برقی روشنی ہے؟ کیا یہ بالکل بے ضرر ہے؟

ہیلیو باس نے اس کو مسکرا کر یقین دلایا کہ میز پر جو چیزیں آرائش کے طور پر رکھی ہیں وہ سب ہی بے ضرر ہیں ٭

ہیلیو باس - (سلسلہ گفتگو جاری رکھتا ہوا) "گو برقی قوت نہایت زبردست آقا ہے - لیکن نہائت فرمانبردار غلام بھی ہے وہ نہائت ادنے اور نہائت عظیم الشان کام کر سکتی ہے - وہ یقینی طور پر زندہ کر سکتی اور مار سکتی ہے - المختصر یہ کہ وہ تخلیق عالم کی بنیاد ہے" ٭

کرنیل ایورارڈ "جناب کیا یہ آپ کا قائم کیا ہوا مسئلہ ہے؟"

ہیلیو باس "یہ صرف میرا ہی مسئلہ نہیں بلکہ جن لوگوں نے علم برق کے اسرار کا مطالعہ کیا ہے - وہ سب اُسے ایک لاکلام - اور ناقابل تغیر صداقت خیال کرتے ہیں" ٭

کرنیل "اور کیا تم اپنے تمام طبعی علاج اسی اصول پر کرتے ہو؟"

ہیلیو باس "بیشک - تمہاری یہ نوجوان دوست جو کینیس

سے میرے پاس آئی تھی۔ اور ایسی معلوم ہوتی تھی کہ وہ چند ماہ اور زندہ رہے گی۔ میرے طریقہ علاج کے کارگر ہونے کی شہادت دے سکتی ہے۔

اب ہر شخص کی آنکھیں میری طرف متوجہ ہو گئیں۔ میں نے نگاہ اٹھائی اور ہنسنے لگی۔

میں۔ (مسز ایورارڈ کو مخاطب کر کے) "ایمی تمہیں یاد ہو گا کہ تم کینٹنیس میں مجھ سے کہتی تھیں کہ میری صورت مریض راہبہ کی سی ہے۔ مگر اب میری شکل کیسی معلوم ہے؟"

مسز ایورارڈ "اب تمہاری صورت ایسی معلوم تھی۔ کہ تم اپنی عمر میں کبھی بیمار ہی نہیں ہوئی تھیں۔"

مسٹر چالونر۔ (حسب عادت متانت سے) "میں کہنے لگا تھا کہ تم کو دیکھ کر مجھے ڈائنا دیوی کا ایک بت جو میں نے عجائب خانہ میں دیکھا تھا۔ یاد آ گیا ہے۔ تمہاری حرکت اور انداز میں ویسی ہی چستی و پھرتی۔ اور آنکھوں میں ویسی ہی صحت کی چمک دمک پائی جاتی ہے۔"

میں۔ (مسکراتے ہوئے) مسٹر چالونر مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ تم اس قدر خوشامدی ہو۔ ڈائنا تمہارا شکریہ ادا کرتی ہے!

اب ہم سب گفتگو کرنے لگے۔ منجملہ دیگر مضامین کے ریڈیو ایکٹیویٹی کی ترقی ہی کا ذکر ہونے لگا۔

کرنیل ایورارڈ "اس نوجوان کی تصویروں کے رنگ مجھے نہایت حیرت انگیز معلوم ہوتے ہیں وہ بہت ہی عجیب ہیں۔ اس نے ازراہ الفت مجھے زینی منظر کی ایک تصویر بطور تحفہ دی تھی۔ اس میں روشنی کا اثر ایسے زبردست طور پر دکھایا

گیا ہے۔ کہ ہم حلفیہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں واقعی سورج چمک رہا ہے"
یہ سنکر ہیلیوباس کسی قدر طنز سے مسکرا دیا۔
ہیلیوباس (آہستہ لہجہ میں) "جناب من اس کی تصویر محض دھوکہ دہی ہے۔ کم از کم اس قسم کی تصویروں کو انگلستان میں چٹ پٹی کہا جائیگا۔ اور جب تک سیلینی زندہ رہے گا۔ پرانے اخبارات جن کو پیشین گوئیاں کرنے کی دھت ہے۔ یہی کہتے رہینگے۔ مگر جب وہ فوت نہ ہوگا۔ تب تک غالباً وہ اپنے زمانہ کا سب سے اوّل درجہ کا مصوّر اور استاد تسلیم کیا جائیگا۔ شائد سیلینی کے رنگوں کا مدرسہ بھی کھلے۔ اس میں تھوڑے سے آدمی یہ دعوے کیا کرینگے کہ اس کے رنگ کا راز انہیں معلوم ہے۔ حالانکہ وہ اس بھید کو اپنے ساتھ لے کر مرچکا ہوگا۔ دنیا کا یہی حال ہے!
مسٹر چالونر کے دہقانوں کے سے چہرے سے اطمینان کے آثار نمایاں ہوئے۔ اور اس کی تیز آنکھیں چمکنے لگیں۔
مسٹر چالونر۔ (شراب کا گلاس اٹھاکر) "جناب آپ درست فرماتے ہیں۔ میں آپ کی صحت کا جام نوش کرتا ہوں۔ جناب میرا آپ سے اتفاق ہے۔ میرا خیال ہے کہ خلا میں بہت سی دنیائیں پرواز کر رہی ہیں۔ لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ اس دنیا سے ایسی مضحکہ خیز۔ کمزور اور متضاد طبیعت کسی فرشتہ کو بھی نہ ملے گی۔"
ہیلیوباس ہنسنے اور سر ہلانے لگا۔ اور تھوڑے وقفہ کے بعد گویا ہوا۔
ہیلیوباس "یہ امر حیرت انگیز ہے کہ لوگوں کو یہ خیال نہیں

آتا کہ چمکدار رنگ کی دریافت سے وہ کئی طرح سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ اس سادہ سی دریافت میں ایک ایسا راز ہے جو انہیں اب تک معلوم نہیں ہے ۔ وہ ایک عجیب و غریب ۔ عمدہ ۔ اور علمی راز ہے ۔ جس کے معلوم کرنے میں شائد چند صدیاں صرف ہونگی ۔ ابھی تو ان کے ہاتھ تار کا ایک سرا ہی لگا ہے ۔ وہ چمکدار رنگ تیار کر سکتے ہیں ۔ اور اس سے وہ لائٹ ہوس (روشنی کے مینار کی تصویر) رنگ سکتے ہیں ۔ اور اس سے بھی زیادہ مفید کام لے سکتے ہیں ۔ یعنے یہ کہ جہازوں پر بھی یہی رنگ پھیر سکتے ہیں ۔ وسط سمندر میں جہازوں پر کھڑے اشاروں اور مختلف رنگوں کے لمپ رکھنے کی اب ضرورت نہ پڑیگی ۔ جہازوں پر رنگ کی جو تہ ہوگی ۔ وہ اُن کو روشن رکھے گی ۔ اور اس کی مدد سے وہ بحفاظت تمام منزل مقصود پر پہنچ جایا کرینگے ۔ اسی طرح مکان بھی رنگے جا سکتے ہیں کہ رات کے وقت بالکل روشن رہیں ۔ میرے ایک دوست کے ہاں جو اٹلی میں رہتا ہے ۔ رقص کا ایک کمرہ جو خود بخود روشن ہوتا ہے ۔ اس کی چھت میں برقی روشنی کے چاند اور ستارے آرائش کے لئے بنائے گئے ہیں ۔ وہ بہت ہی خوبصورت اور خوشنما معلوم ہوتے ہیں ۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس پر بہت روپیہ خرچ ہُوا ہوگا ۔ لیکن اٹلی میں صرف یہی رقص کا کمرہ ہے ۔ جو بمقابلہ دیگر کمروں کے بالکل کم لاگت سے تیار کیا گیا ہے ۔ مگر جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں ۔ چمکدار رنگ کی ایجاد یا دریافت کے پیچھے ایک اور راز پنہاں ہے ۔ ایسا راز جب ایک بار منکشف کر لیا گیا تو دنیا بھر کے مصوری کے مدرسوں میں انقلاب پیدا کر دیگا "۔

مسٹر چالونر ۔ (استفسار کے طور پر) "کیا تم یہ راز جانتے ہو؟

ہیلیو باس ۔ "ہاں میڈم میں بخوبی جانتا ہوں" ۔

الیفی چالونز ۔ "تو پھر آپ دنیا کے قاعدہ کے خیال سے اُسے منکشف کیوں نہیں کرتے ؟"

ہیلیو باس ۔ "عزیز خاتون ! اگر میں اُسے ظاہر کردوں بھی تو کوئی شخص میری بات پر یقین نہیں کریگا ۔ ابھی اس کے منکشف کرنے کا وقت نہیں آیا ۔ جب تک لوگ زیادہ تعلیم یافتہ نہ ہو جائیں تب تک دنیا کو اس کا انتظار کرنا چاہئے" ۔

مسٹر الورارڈ ۔ (بلند آواز سے) "زیادہ تعلیم یافتہ ہو جائیں ! اجی آج تو سوائے تعلیم اور ترقی کے کسی اور چیز کا ذکر ہی نہیں ہوتا ۔ بچے اپنے والدین سے بھی دانا ہیں !"

ہیلیو باس ۔ (استفسار اور غصے کے لہجہ میں) "بچے ! جس رفتار سے دنیا چل رہی ہے ۔ اس کے مطابق تو بہت جلد ایسا ہوگا کہ لوگ بچے ہی نہ رہینگے ۔ وہ دس سے انیس سال کی عمر سے پیشتر بوڑھے ہو جایا کرینگے ۔ بلکہ بچے بوڑھے پیدا ہونگے ۔ بہت سے بچوں کو خدا پر ایمان یا مذہب کی تعلیم بالکل نہیں دی جاتی ۔ اس کا نتیجہ بدکاری اور جرم کی زیادتی ہوگی ۔ نام کے فلاسفر جنہیں حکیم کہنا غلط ہے ۔ وہ بچوں کو محض کمزور انسانی عقل کی روشنی سے تعلیم دیتے ہیں ۔ اور روحانی باتوں پر ایمان لانے کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں ۔ اس لئے وہ آئندہ نسلوں پر ایک بالکل غیر متوقع اور مہیب مصیبت نازل کر رہے ہیں ۔ بچپن کے زمانہ میں گناہ کرنے اور غور کا مادہ بالکل نہیں ہوتا ۔ اور بچے خوش رہتے ہیں ۔ اس زمانہ میں قدرت کا یہ منشا ہے کہ وہ پریوں اور شاعروں کے جو سچ پوچھو تو واقعی حکیم ہیں ۔ نازک یا دہوائی خیالات پر یقین

کریں۔ میں کہتا ہوں کہ بچپن کو زمانہ اپنی سفاکانہ آہنی ایڑی کی مدد سے بتدریج مسل رہا ہے۔ یہ زمانہ حکمت۔ صحت یا خوبصورتی کا نہیں۔ بلکہ مے خواروں کی ترنگ کا ہے۔ دنیا کے لوگ بے تحاشا اور نہائت بے قراری سے دوڑے جا رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں ایک سخت۔ چمکدار اور سنگین صورت بت۔ یعنے زر کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ تعلیم! نوجوانوں کو یہ بات سکھاتی ہے کہ اُن کی خوشی کا دارومدار اس امر پر ہے کہ وہ اپنے ہمسایوں سے زیادہ مالدار ہوں۔ کیا وہ تعلیم ہے؟ تعلیم کا اخجان یہی ہے۔ بڑھو ترقی کرو۔ چاہے دوسروں کو پامال کرو۔ لیکن خود آگے بڑھو۔ روپیہ! روپیہ!۔ اُس کی جھنکار تمہارے لئے بمنزلہ سرود ہونی چاہئے۔ اس کی زرد آب وتاب معشوق یا دوست کی آنکھوں سے بھی زیادہ خوبصورت خیال کی جانی چاہئے۔ اس کے انبار در انبار جمع ہوتے جائیں۔ بازار میں گداگر ضرور ہیں۔ مگر وہ دھوکہ باز ہیں۔ بہت سے لوگ مفلس ہیں۔ مگر ان کے افلاس کا تدارک کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ سونے کے چمکدار انبار سے ایک اشرفی تک کیوں کم کی جائے۔ جمع کرو۔ اور ہمیشہ جمع کرو۔ اسی طرح زندگی بسر کرو۔ اور پھر ــــ مر جاؤ! اور پھر ــــ کون جانتا ہے پھر کیا ہوگا؟"

اس کی بہت ہی دلکش اور فصیح تھی۔ جسے تمام حاضرین بہت توجہ سے سنتے رہے تھے۔ لیکن آخری کلمات اس نے آہستہ۔ متین اور سنسنی پیدا کرنے والی آواز میں کہے۔ ہم اس کی طرف چپ چاپ دیکھتے رہے۔ اس کے طرز بیان نے ہمیں بالکل مفتون کر رکھا تھا۔

سب سے پہلے مسٹر چالونر نے مہر سکوت توڑ دی۔

مسٹر چالونر (آہستہ لہجہ میں) "جناب میں سپیکر نہیں لیکن میں بھی غور و فکر کر سکتا ہوں۔ میں آپ سے یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ میں آپ کے کلام کی قدر کرتا ہوں۔ میرے خیال میں آپ بجا کہتے ہیں۔ بارہا میرے دل میں یہی خیالات جو آپ نے ظاہر کئے ہیں۔ پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ اپنے مافی الضمیر کو کس طرح ظاہر کروں۔ اگر لیڈیاں میری صاف گوئی پر اعتراض نہ کریں۔ تو میں کہونگا کہ ہماری سوسائٹی بڑی سرعت کے ساتھ شیطان کی طرف جا رہی ہے اور چونکہ لوگ یہ سفر اپنی مرضی اور بکمال آزادی کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں ان کا رکنا محال ہے۔ علاوہ بریں راستہ پستی کی طرف ہے۔ اور اس میں رکاوٹ نہیں۔

مسز چالونر۔ "جان شاباش۔ تم بڑی صفائی سے باتیں کرتے ہو۔ میں نے تمہیں پہلے اس سے کبھی اس قدر استعارے استعمال کرتے نہیں سنا تھا۔

مسٹر چالونر۔ (کسی قدر خوش ہوکر) "اچھا پیاری کسی کام کے بالکل نہ کرنے سے دیر سے کرنا بہتر ہے۔ استعارہ میں بہت سی باتیں نہ ہوں تو اچھا ہوتا ہے۔ مثلاً مسٹر سوئنبرن بعض اوقات بیحد استعارے استعمال کرتا ہے۔ اس کا ایک مضحکہ خیز شعر تو میں بالکل نہیں سمجھ سکتا۔ اس میں وہ یہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ کسی درخت کے پتے کی طرح ہو جائے۔ یا اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو گہرے تیز سمندر میں کی ہڈیوں کی طرح ہو جائے۔ میں اس کلام کا مطلب سمجھنے میں قاصر ہوں۔

یہ سنکر ہم سب ہنسنے لگے۔ مجھے خیال آیا کہ زارہ بالخصوص خوش تھی اور وہ نہائت دلربا معلوم ہوتی تھی۔ وہ میزبانی کے فرائض بڑی عمدگی سے ادا کر رہی تھی۔ اور مہمانوں کو خوش کرنے کی حتےالوسع کوشش کر رہی تھی۔ اور اس میں اُسے بڑا آسانی سے کامیابی بھی ہو رہی تھی۔ مگر اس کے بھائی کے چہرہ سے اداسی دور نہیں ہوئی تھی۔ مجھے خیال ہُوا کہ ایک دو مرتبہ پادری پال نے اس کی طرف تشویش سے دیکھا +

کھانا قریب الاختتام تھا۔ اب میوے چنے گئے۔ مثلاً آڑو کیلے۔ مصنوعی حرارت سے پکے ہوئے انگور۔ اور دیگر لذیز و نادر پھل۔ ایک مزیدار خوش رنگ شراب دینیس کے گلاسوں میں بھری گئی۔ اُن میں الماس سے چمکدار برف کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ اس روز شام کو اس قدر حبس تھا کہ شراب اور برف پینے سے بہت لطف آیا۔ زارہ کا جام بھرا گیا۔ وہ اُسے اٹھاکر مسکراتی ہوئی کہنے لگی +

زارہ ”میں ایک جام صحت تجویز کرتی ہوں“

ہیلیوباس کے سوا سب جنٹلمین کہنے لگے ”سنو۔ سنو!“

زارہ ”ہماری آئندہ ملاقات کا جام صحت پیو“۔ یہ کہکر اُس نے جام کے کنارے پر بوسہ دیا۔ اور اس طرح اشارہ کیا کہ جام اپنے بھائی کو دینا چاہتی ہے +

یہ سنکر ہیلیوباس گویا خواب سے چونکا۔ اور گلاس لے کر غٹ غٹ چڑھا گیا۔ یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا

ہر مہمان نے تہ دل سے زارہ کے جام صحت کا جواب دیا پھر کرنیل ایورارڈ نے زارہ کا جام صحت تجویز کیا۔ جو بڑے جوش

وخروش سے نوش کیا گیا ⁂

اس کے بعد زارہ نے اشارہ کیا تو تمام لیڈیاں دیوانخانے میں چلی گئیں۔ جب میں کھانے کے کمرہ سے نکلتی ہوئی ہیلیوباس کے پاس سے گزری تو میں نے دیکھا کہ وہ نہائت غمگین ہے اور اس کی صورت ہیبتناک معلوم ہوتی ہے۔ پس میں نے اُس کے کان میں کہا:۔

"آزول کو یاد کرو" ⁂

ہیلیوباس۔ (بڑبڑا کر) "اس نے مجھے بھلا دیا ہے" ⁂

میں۔ (متانت سے) "ہرگز نہیں۔ ہیلیوباس تمہیں کیا ہوگیا ہے؟"

اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ زیادہ گفتگو کا موقع نہ تھا۔ کیونکہ مجھے زارہ کے ساتھ جانا تھا۔ اُس وقت میرے دل میں بہت تشویش تھی۔ گو اُس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی تھی۔ میں دروازہ پر کھڑی ہوکر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ اس وقت ایک دھیمی گڑگڑاہٹ یکایک اس طرح سنائی دی۔ جس طرح بہت فاصلے سے گاڑی کے پہیوں کی آواز سنائی دیتی ہے ⁂

مسٹر چالونر۔ (آہستہ سے) "بادل کی گرج ہے۔ میرا خیال تھا۔ کہ بادل ضرور آئینگے۔ تمام دن غیر معمولی گرمی رہی ہے۔ اگر زور کا طوفان آیا تو ہوا صاف ہوجائے گی ⁂

ہیلیوباس کی طرف سرسری نظر پھیرنے سے مجھے معلوم ہُوا کہ جب بہت دور بادل گرجا تھا تو اُس کا رنگ بہت زرد ہوگیا۔ کیوں؟ یقیناً وہ ایسا آدمی نہیں تھا کہ طوفان سے ڈرتا۔ اس میں ڈر تو نام کو نہیں تھا۔ میں تامل سے قدم رکھتی ہوئی دیوانخانہ میں پہنچی۔ میرے دل میں طرح طرح کی بدشگونیاں پیدا ہورہی تھیں

میں نے دل میں اس مضبوط۔ نظر نہ آنے والے۔ بارعب روح یعنے اپنی حفاظت کرنے والے فرشتہ کے جو میں جانتی تھی کہ میرے ساتھ رہتا ہے۔ سامنے دعا کی۔ مجھے اس دعا کا فی الفور جواب مل گیا میری بدشگونی اس قطعی یقین میں تبدیل ہو گئی کہ ہیلیوباس کو کوئی خطرہ درپیش ہے۔ اور میں اس کی دوستی کا دم بھروں تو مجھے بُرے وقت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ میرے دل میں یہ یقین پیدا ہُوا تو میں نے خیال کیا کہ وہ بادل کی گرج نہیں تھی۔ بلکہ میری راہبری کے لئے براہ راست آسمان سے پیغام بھیجا گیا تھا۔ اس سے مجھے اطمینان ہو گیا۔ میں نے اپنے دل کو اس چیز کا مقابلہ کرنے کے لئے جس کی حقیقت مجھے معلوم نہ تھی۔ قوی کیا۔

زارہ لیڈیوں کو اٹلی کی فوٹوگرافوں کا ایک بڑا البم دکھا رہی تھی۔ اور ورق اُلٹ اُلٹ کر بتاتی تھی کہ یہ فلاں شخص کی تصویر ہے۔ اور یہ فلاں کی۔ میں کمرے میں داخل ہوئی تو وہ کہنے لگی " پیاری آج پیانو بجا کر سناؤ۔ کوئی بہت ہی دلگداز اور دلکش چیز گاؤ۔ تم جانتی ہو کہ ہمیں تمہارے سرود سے بہت خوشی حاصل ہوتی ہے"

میں۔ (ایک غیر متعلق سوال کرکے) "کیا تم نے ابھی بادل کی گرج سنی ہے؟"

مسز الویرارڈ۔ "ہاں گرج ہوئی تھی۔ میں نے بھی یہی خیال کیا تھا۔ امید ہے کہ طوفان نہیں آئیگا۔ میں طوفان سے بہت ڈرتی ہوں"

زارہ۔ (پیار سے) "کیا تم بے قرار ہو؟" پھر وہ وینس کے مکانات و نظاروں کی بہت نفیس تصویریں دکھانے لگی۔

ایمی۔ (ہنسکر) "ہاں میں بے قرار ہوں۔ تاہم میں بہت سی باتوں میں دلیر بھی ہوں۔ مگر میں عناصر کی لڑائی دیکھنا نہیں چاہتی۔ وہ بہت متانت سے لڑائی کرتے ہیں۔ اور کوئی شخص ان کی صلح نہیں کرا سکتا۔

یہ سنکر زارہ مسکرائی۔ اور پھر پیار سے کہنے لگی کہ گانا بجانا شروع کرو۔ مسٹر چالونز اور اس کی بیٹیوں نے بھی یہی درخواست کی۔ جب میں پیانو کے قریب گئی تو مجھے ایڈگر ایلن پو کی یہ عمدہ نظم یاد آگئی :-

آسمان پر ایک روح رہتی ہے۔
جس کے دل کے تار سارنگی کی مانند ہیں
کوئی مطرب ایسا پر جوش راگ نہیں گا سکتا
جیسا کہ اسرائیل فرشتہ گاتا ہے
اور گردش کرنیوالے ستارے جیسا کہ کہانی میں مشہور ہے
اپنی نغمہ سرائی بند کر کے بڑی توجہ سے
اُس کی مفتون کرنے والی آواز کو سنتے ہیں

جب میں پیانو کے پردوں پر انگلیاں رکھ کر کھڑی تھی۔ تو پھر دور گرجنے کی گڑگڑاہٹ سنائی دی اور مکان کانپنے لگا۔

مسٹر ایورارڈ۔ "خدا کے لئے بجاؤ بھی۔ اگر تم پیانو بجانے لگو گی تو ہمیں رعد کی گرج کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ ہو گی۔"

میں نے چند دلکش تانیں بجانا شروع کیں۔ زارہ ایک آرام چوکی پر کھڑکی کے قریب بیٹھ گئی۔ اور دوسری لیڈیاں پلنگوں اور مسندوں پر آرام سے بیٹھ گئیں۔ کمرے میں بہت

جیس تھا۔اس میں جا بجا پھول رکھے تھے۔ان کی خوشبو نہائت تیز اور ناقابل برداشت معلوم ہوتی تھی ؛

"گوئیے ستارے اور دوسری سننے والی چیزیں
بھی ہاں یہی کہتی ہیں
کہ اسرائیل میں اس سارنگی کے باعث
ایک آگ بھر جسے بجا کر وہ گاتا ہے
اُس سارنگی کے میز معمولی تار
زندہ تاروں کی مانند کانپتے ہیں"

یہ اشعار میرے دل میں بار بار آتے تھے۔جب وہ میرے دل میں سمائے ہوئے تھے تو میں بہت ہی سریلی اور پیچیدہ تانیں بجا رہی تھی۔میں طرح طرح کی سروں اور تانوں کو بڑی خوشی اور آسانی سے بجاتی تھی۔اس قسم کے سردو کا حال کچھ اُنہی لوگوں کو معلوم ہے۔جو فی البدیہہ اور بلا تکلف بجا سکتے ہیں۔اور قدرت کے بن دیکھے سردو کو سمجھ سکتے ہیں۔اس کا اثر ان جذبات پر جو دنیا کے میل جول سے بگڑ گئے ہوں۔بہت زیادہ پڑتا ہے۔اور وہ قدرتی سردو سے بہت جلد جوش میں آتے ہیں۔میں بہت جلد سردو میں محو ہو گئی۔یہاں تک کہ مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ میرے قریب کوئی سننے والا بھی ہے۔مجھے خیال ہُوا کہ میں برقی حلقہ کی شان و شوکت دیکھ رہی ہوں — ہاں بلکہ مرکزی دائرہ کا گلابی نور میرے پیش نظر ہے:—

"جہاں محبت نشو و نما پا کر خدا بن گئی ہے
جہاں حوروں کی نظروں میں وہ دلفریب حسن بسا تھا

جس کی ہم ایک ستارہ میں پرستش کرتے ہیں

بتدریج میں ایک بہت دلسوز اور نازک تان بجانے لگی اُس کی آواز ایسی معلوم ہوتی تھی کہ ایک چھوٹی سی ندی جھاڑیوں میں بڑبڑاتی ہوئی چل رہی ہے۔ میں تھوڑی دیر تک پیانو کی تاروں سے اسی قسم کے سر نکالتی رہی۔ جب میں اس کے آخری مرحلہ پر پہنچی۔ تو میں نے پیانو بجانا چھوڑ دیا۔ سامعین نے چاروں طرف سے مرحبا و تحسین کے نعرے بلند کئے میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ کھانے کے کمرے سے سب جنٹلمین آکر میرے قریب کھڑے تھے۔ اس مجمع میں ہیلیو باس کی شاندار شکل سب سے نمایاں تھی۔ وہ تن کر کھڑا تھا۔ اور اس کا ایک ہاتھ آہستہ سے پیانو کے فریم پر رکھا ہوا تھا۔ اُس کی آنکھیں میری آنکھوں میں گڑی ہوئی تھیں ✦

ہیلیو باس۔ (متانت سے مسکرا کر) "تمہیں الہام ہو رہا تھا۔ تم نے ہمیں کمرے میں داخل ہوتے نہیں دیکھا" ✦

میں جواب دینا چاہتی تھی کہ گرجے کی مانند خوفناک آواز سنائی دی۔ گویا کہ کوئی عظیم الشان مکان یکایک گر پڑا ہے۔ ہم سب حیرت سے خاموش ہو گئے۔ اور مارے خوف کے ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھنے لگے ✦

مسٹر چالونر۔ "یہ خوب گرج تھی۔ وہ ایک صاف کڑک تھی" ✦

زارہ یکایک اپنی نشست سے اٹھی۔ اور اس نے کھڑکی کے پردوں کو کھینچ کر ایک طرف کر دیا ✦

زارہ۔ "کیا بارش ہو رہی ہے؟"

یہ سنکر ایمی ایورارڈ ڈر کے چیخ اٹھے ✦

ایمی ۔ (چلا کر) "اجی پردے نہ کھولو ۔ ایسا کرنا واقعی خطرناک ہے"

ہیلیو باس اس کی طرف دیکھ کر طنزاً مسکرانے لگا

ہیلیو باس "میڈم اگر تم ڈر گئی ہو ۔ تو کمرے کی دوسری جانب جا بیٹھو ۔ یہ الفاظ اس نے آہستہ لہجہ میں کہے ۔ اور جس طرف اشارہ کیا تھا ۔ ادھر ایک کرسی رکھ دی ۔ ایمی بڑے شوق سے اس پر جا بیٹھی

میرا خیال ہے کہ اگر وہ ایمی کو کوئلوں کی کوٹھڑی دینا چاہتا تو وہ بخوشی اس میں بھی پناہ گزین ہو جاتی ۔ مگر زارہ مسز ایورارڈ کی وہ چیز جو بوجہ خوف کے نکلی تھی ۔ نہیں سنی تھی ۔ کیونکہ وہ ایک پردہ بالکل ہٹا کر باہر کی طرف رات کا نظارہ دیکھ رہی تھی ہم خود بخود اس کے پاس چلے گئے ۔ البتہ ایمی نہیں گئی اور ہم بھی باہر کی طرف دیکھنے لگے ۔ آسمان بالکل سیاہ تھا ۔ خفیف آندھی بے برگ درختوں کی چوٹیوں کو سائیں سائیں کرتی ہوئی ہلاتی تھی ۔ لیکن بارش نہیں تھی ۔ ہوائی کمرے میں خشکی اور گرمی تھی ۔ گویا آتش فشاں پہاڑ پھٹ گیا تھا ۔ واقعی ہمیں اس قدر حبس معلوم ہوتا تھا ۔ کہ ہیلیو باس نے کھڑکی بالکل کھول دی ۔ اور کہنے لگا :-

"برق و باراں کے طوفان میں کھڑکیوں کو بند رکھنے کی بجائے کھول دینے میں زیادہ سلامتی ہے ۔ بھلا دم کا گھٹنا کب گوارا ہو سکتا ہے"

یکایک بجلی کی چندھیا دینے والی چمک نظر آئی ۔ آسمان ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھٹا ہؤا معلوم ہوتا تھا اور صرف

ایک سیکنڈ کے لئے کوہسار سیاہ بادلوں کے قلب میں پھیکی سی نیلی آگ کی تڑپتی ہوئی چوڑی جھیل کی مانند نظر آیا۔ پھر رعد گرجنے لگی۔ اور ہر لحظہ زیادہ ہوتی گئی۔ اور اس کی کڑک سے زمین ہل رہی پھر چاروں طرف تاریکی ہو گئی ۔

"وہ بہت شاندار ہے" یہ الفاظ مسز چالونر نے بلند آواز سے کہے۔ یہ لیڈی اور اس کے کنبہ کے دیگر اراکین بہت سفر کرتے رہتے تھے۔ اور عناصر کی بے اعتدالیوں۔ مثلاً آندھی طوفان اور دیگر دقتوں کے بہت عادی ہو گئے تھے۔ میری رائے ہے کہ میں نے اس قسم کی بجلی کبھی نہیں دیکھی۔ پیارے جان شاموئکس میں ہم نے جو طوفان دیکھا تھا۔ وہ بھی اس سے اچھا نہ تھا"۔

مسٹر چالونر۔ (سوچ سوچ کر) "اجی وہاں تو برف کے پہاڑ تھے۔ اور بجلی کا اثر بھلا خاصہ معلوم ہوتا تھا۔ وہاں گونجدار شور بھی سنائی دیتا تھا۔ ان غاروں سے بہت شاندار گونجیں نکلتی تھیں۔ ایفی ایوب کی کتاب میں وہ کونسی عبارت ہے۔ جو میں کہا کرتا تھا کہ بجلی کا سماں یاد دلاتی ہے ۔

ایفی چالونر۔ (ادب سے جواب) "آسمان کے ستون کانپتے ہیں۔ اور اس کی سرزنش پر حیران ہیں۔ اس کی قوت کی گرج کو کون سمجھ سکتا ہے؟"

مسٹر چالونر "ہاں یہی ہے۔ میری رائے ہے کہ ایوب کے خیالات بالکل درست ہیں۔ جناب پادری صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟" یہ جملہ اس نے پادری پال سے مخاطب ہو کر کہا ۔

پادری نے سر ہلایا جس سے یہ مراد تھی کہ تمہارا خیال درست

ہے۔ پھر اُس نے تنبیہ کے طور پر انگلی اٹھائی +

پادری " وہ لیڈی مسز ایورارڈ۔ گانا یا بجانا چاہتی ہے کیا ہمیں خاموش نہیں رہنا چاہئے ؟

میں نے ایمی کی طرف کسی قدرت حیرت سے دیکھا۔ میں جانتی تھی کہ وہ بہت اچھا گا سکتی ہے۔ لیکن میں اس خیال میں تھی کہ شائد وہ طوفان سے اس قدر بے چین ہو گئی ہے کہ وہ سوائے کرسی پر خاموش بیٹھے رہنے کے اور کچھ نہیں کر سکتی مگر وہ پیانو کے قریب جا بیٹھی۔ اور ایک لمحے بعد وہ ٹوسٹی کا دلسوز راگ۔ الوداع ! گانے لگی۔ تمام کمرے میں اس کی عمدہ آواز اور پیانو کی خوش آئند تانوں سے رونق ہو گئی۔ ہم اس کے راگ کو سن رہے تھے۔ لیکن کسی نے کھڑکی کے پاس سے ہٹنا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ وہاں ہم کسی قدر تازہ ہوا میں سانس لے سکتے تھے +

چپ ارور دالی ایک آواز
یہ کہتی ہے کہ سنوارو سیکھو
ہر کل آج کی مانند ہو گی

یہ اشعار ایمی نے بہت موثر اور دلکش لہجہ میں گائے۔ ہم ایک جگہ پر جمع ہو کر کھڑے تھے۔ زارہ یکایک اپنی جگہ سے اس طرح چلی گئی کہ گویا اس کا دم گھٹنے لگا ہے۔ اور کھڑکیوں میں سے نکلکر زینہ پر چلی گئی۔ اس کا سر بالکل برہنہ تھا +

مسٹر چاپونز اور میں نے ایک ساتھ پکار کر کہا " تمہیں زکام ہو جائے گا " اس نے اپنا سر ہلایا۔ اور مسکرا کر ہماری طرف دیکھنے لگی۔ اس نے پتھر کے کٹھرے پر اپنے بازو ایک

دُوسرے کے اوپر رکھ دئے۔ اور اس کے سہارے کھڑی ہوکر اور باہر نظر کر کے بادلوں کی طرف دیکھنے لگی ✤
"زنجیر ٹوٹنا چاہئے۔ اور لیمپ بجھنا چاہئے۔
امید کو الوداع!۔ الوداع۔ الوداع!
ایمی کی آواز خاص طور پر سنسنی پیدا کرنے والی تاثیر تھی۔ لیکن اس موقع پر وہ معمول سے زیادہ مؤثر اور دلکش تھی۔ ایک تو اس کی آواز دلکش تھی۔ اور اُس پر طرہ یہ کہ طوفان آیا ہُوا تھا۔ بس ہم بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ اور اپنی جگہ سے سرکنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے ✤

ایک مرتبہ ہیلیو باس اپنی ہمشیرہ کے پاس کھلے زینہ پر گیا میں نے خیال کیا کہ اس نے متنبہ کرنے کے طور پر یہ کہا تھا کہ تمہیں زکام ہو جائے گا۔ لیکن جو کچھ اس نے کہا وہ تھوڑی دیر تک کانا پھوسی میں کہا۔ اور پھر وہ فی الفور ہمارے درمیان اپنی اصلی جگہ آکر کھڑا ہو گیا۔ زارہ زینہ میں کھڑی ہوئی بہت دلفریب معلوم ہوتی تھی۔ کمرے کے اندرونی حصہ سے جو روشنی نکلتی تھی اسکے ساٹن کے لباس اور موتیوں کے زیورات پر پڑ کر آب و تاب کے ساتھ آہستہ آہستہ چمک رہی تھی۔ اُس کے سینہ پر جو برقی گوہر تھا۔ وہ ستارہ کی طرح جو بارش کی شام کو کسی قدر چمکتا ہے۔ خفیف طور پر درخشاں تھا۔ اس کا خوبصورت مکھڑا غضبناک آسمان کی طرف اٹھا ہُوا تھا۔ وہ نصف روشنی اور نصف سایہ میں تھا۔ اس کی لبوں سے مسکراہٹ پائی جاتی تھی۔ اس کی آنکھیں دلچسپی اور توقع سے چمک رہی تھیں۔ یکایک پھر بجلی چمکی۔ اور بادل پھر پھٹ کر جدا ہو گئے۔ لیکن اس دفعہ ایسی

سرعت اور بے ترتیبی سے پھٹے کہ گویا ایک برہنہ تلوار ان میں گھسیڑ کر فوراً باہر نکال لی گئی ہے ⁂

کرنیل ایوارڈ رینہ پر کی حسین و ماہ جبیں عورت کی طرف نظر ڈال کر کہنے لگا۔ "یہ بہت ہی بری تڑپ تھی۔ خاتون کیا یہ بہتر نہیں کہ تم اندر آجاؤ ⁂

زارہ۔ (اپنی جگہ سے سر کے بغیر) "جب بارش ہونے لگیگی میں تو اندر آجاؤنگی۔ مجھے گانا یہیں سے بخوبی سنائی دے رہا ہے۔ علاوہ بریں مجھے طوفان سے محبت ہے ⁂"

اس وقت بہت زور شور سے بجلی گرجنے لگی۔ اور بہت دیر تک کڑکتی اور چمکتی رہی۔ ہم پھر مارے خوف کے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے ⁂

"ہم کس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟ اف میرے دل!
عین میری پیشانی کا بوسہ لو اور جدا ہو جاؤ۔
پھر! پھر میرا دل میرا دل!۔
ہم۔ میں اور تم۔ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟
منت کی نظر — ایک دبی ہوئی چیخ کی خاطر!
ہمیشہ کے لئے الوداع"

غضب ہو گیا۔ یہ کیا تھا؟ آگ کا ایک پھرتیلا تیز سانپ سیاہ بادلوں میں زہر سے بھرا ہوا پیچ و تاب کھا رہا تھا! زارہ نے اپنے بازو بلند کئے اور اوپر نظر اٹھائی۔ اور مسکرانے لگی۔ اور بیہوش ہو کر گر پڑی۔ بجلی کی چمک دمک سے ہماری آنکھیں چندھیا گئیں۔ اور دلوں پر خوف و ہراس مسلط ہو گیا بجلی کیا تھی۔ شاخدار شعلہ تھا۔ ہم اس صدمے میں اس قدر

متاثر ہوئے کہ ہمیں زارہ کے یکایک گرنے کا حال بڑی دقت سے معلوم ہوا۔ وہ زینہ میں روندھی پڑی تھی۔ اف! ایک لحظہ پیشتر وہ اسی جگہ رسیدھی کھڑی مسکرا رہی تھی۔ ہم خوف اور رنج سے چیختے چلاتے اُسے اٹھا کر کمرے میں لے گئے۔ اور اُسے پیار سے قریب ترین پلنگ پر لٹا دیا۔ اس وقت نہایت دہشتناک گرج جس سے کان پھٹے جاتے تھے۔ یکبارگی سنائی دی۔ گویا ہوا میں ایک گرانڈیل بمب کا گولہ پھٹا تھا۔ اس آواز سے زمین تھمنے لگی۔ پھر بارش اس طرح آئی گویا کہ وہ کسی جگہ بند کئے جانے سے غضبناک ہو گئی تھی۔ اور اب رہا ہونے نہائت زور شور سے نکلی ہے۔

ایمی کی آواز نظم کے آخیر ہونے پر بند ہو گئی۔ وہ پیانو پر سے دوڑی ہوئی آئی۔ اس کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔ اور ہونٹ کانپ رہے تھے۔ وہ ہانپتی ہوئی کہنے لگی "کیا واقع ہوا؟ کیا بات ہے؟

میں نے اطمینان کے ساتھ بولنے کی کوشش کی۔ اور کہا "وہ بجلی کی چمک کے صدمہ سے بیہوش ہو گئی ہے" میں نے زارہ کی پوشاک ڈھیلی کر دی۔ مسز چالونر نے مجھے ایک خوشبودار دوا کی بوتل دی۔ اس سے میں نے کچھ دوائی اس کی پیشانی پر ڈال دی "چند ہی منٹ میں اُسے ہوش آجائیگا۔

لیکن میرا بند بند کانپ رہا تھا۔ اور باوجودیکہ میں آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر وہ بے اختیار میری آنکھوں سے نکل رہے تھے۔

ہیلیوباس کا چہرہ بالکل سفید۔ اور سنگ مرمر کے مصنوعی

چہرہ کی طرح بے حس و حرکت تھا۔ اس نے کھڑکی بند کردی پردہ گرا دیا۔ اور پھر ریشم کے بھاری پردے ڈال دئے۔ پھر وہ اپنی ہمشیرہ بے حس و حرکت کے قریب آیا۔ اور اس کی کلائی پیار سے پکڑ کر نبض دیکھنے لگا۔ ہم نہائت فکر سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ چالونر کی بیٹیاں خوف سے کانپتی۔ روتی اور چلاتی تھیں۔ مگر مسٹر ایورارڈ کے اوسان بجا تھے۔ اس نے ایک رومال سرد پانی میں بھگو کر زارہ کی کنپٹیوں پر رکھ دیا۔ مگر اس کے لبوں سے جو ابھی مسکراتے ہوئے معلوم دیتے تھے۔ خفیف سی آہ بھی نہ نکلی۔ اُس میں زندگی کی کوئی علامت نظر نہیں آتی تھی۔ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ اور اس کی بوچھاڑ کھڑکیوں کے شیشوں پر زور سے ٹکراتی تھی۔ اندھی خراٹے لے رہی تھی۔ جیسے کہ کوئی شخص مغلوب ہونے پر انتقام لینے کے خیال سے غصے میں آگیا ہو۔ آخر کار ہیلیو باس بولا ؁

ہیلیو باس۔ (آہستہ اور دبی ہوئی آواز میں) "میں اس کا اپنے سوا کسی اور ڈاکٹر سے بخوشی علاج کرانا چاہتا ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ بہت دیر تک غشی کی حالت میں رہے" ؁

مسٹر چالونر فی الفور ڈاکٹر کو بلانے کے لئے مستعد ہوگیا

مسٹر چالونر۔ (خوشی سے) "جہاں آپ چاہیں میں وہاں ابھی جاتا ہوں۔ اور بہتر ہے کہ میری بیوی اور بیٹیاں میرے ہمراہ چلیں۔ ہماری گاڑی یقیناً انتظار کر رہی ہوگی۔ لیڈی جب ہوش میں آئے گی تو اُس وقت بالکل خاموشی ہونی ضروری ہے اور ملاقاتیوں کا چلے جانا بہتر ہے۔ میرے خیال میں آپکو ہراساں نہ ہونا چاہئے۔ اسکے رنگ سے ظاہر ہے کہ اسے غش آگیا ہے کولنسا

ڈاکٹر بلا لاؤں؟

ہیلیو باس نے ڈاکٹر مورنیی نمبر ۱۰ یونیوڈی الما کا پتہ دیا ۔
مسٹر چالونز "خوب ۔ وہ ابھی یہاں آجائیگا ۔ بیوی آؤ ۔ لڑکیو آؤ ۔ مسٹر الیورارڈ ہم اپنی گاڑی تمہارے اور مسز نیل کے لئے واپس بھیج دینگے ۔ اچھا سلام ۔ ہم کل صبح خاتون کے حالات دریافت کرنے آئیں گے" ۔ وہ چلنے لگا تو ہیلیو باس نے شکرانہ کے طور پر اس سے مصافحہ کیا ۔ اور اس کی بیوی اور بیٹیاں آہستہ آہستہ الوداع کہتی ہوئی اس کے پیچھے چلی گئیں ۔ ہم جو باقی رہ گئے تھے ۔ زارہ کے قریب کھڑے رہے ۔ اور ہم اس بے حس و حرکت شکل کو ہوش میں لانے کے لئے جو کچھ ہم سے لینا پڑتا تھا کرتے تھے بعض نوکروں نے یہ سنکر کہ کیا حادثہ ہوا ہے ۔ دیوانخانہ کے دروازہ کے قریب پہرہ جما دیا تھا ۔ وہ اپنی آقا کی مردہ سی لاش کی طرف خوف و ہراس سے دیکھ رہے تھے ۔ ان کے رنگ بالکل اڑے ہوئے تھے ۔ اس طرح سے نصف یا زیادہ گھنٹہ گزر گیا ہوگا کمرے میں سناٹے کا عالم تھا ۔ لیکن باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اور تیز و تند آندھی محاصرہ کرنے والی فوج کی کھڑکیوں پر زور سے ٹکراتی اور شور کرتی تھی ۔ یکایک ایمی الیورارڈ جو چپ چاپ بڑی عمدگی سے مجھے زارہ کے ہاتھ ملنے اور اس کی پیشانی دھونے میں امداد دیتی رہی تھی ۔ بیدل ہو کر لڑکھڑائی ۔ اور اگر اس کا خاوند اس کا بازو نہ پکڑ لیتا تو وہ ضرور گر پڑتی ۔

مسز الیورارڈ "میں بہت خوف زدہ ہو رہی ہوں ۔ میں اس نظارہ کو برداشت نہیں کر سکتی ۔ وہ بالکل بے حس معلوم ہوتی ہے اور اس کا بدن لاش کی طرح اینٹھا جاتا ہے ۔ اف! اگر وہ مر گئی

ہو۔ اور اس نے اپنے خاوند کی چھاتی پر سر رکھ کر اپنے ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا ✦

اس وقت باہر کنکروں کے فرش پہیوں کی رگڑ کی آواز سنائی دی۔ چاکونر کی گاڑی واپس آ گئی تھی۔ گاڑیبان اپنے آقا اور اُس کے بھتیجے کو گرینڈ ہوٹل میں اتار کر برف اور بارش کو چیرتا ہؤا یہ پیغام لایا تھا کہ ڈاکٹر موریتی حتےّ الامکان بہت جلد ہمارے پاس آئیگا ✦

کرنیل الورارڈ۔ (مجھ سے آہستہ سے) تو میں ایمی کو گھر لئے جاتا ہوں۔ وہ بالکل پریشان ہو رہی ہے۔ اور یہاں رہی تو اُسے غش آ جائے گی۔ میں چاکونر کے ہمراہ کل صبح آؤنگا۔ وہ ہم سب کو حوصلہ آمیز رخصتی سلام کر کے دبے پاؤں چل دیا۔ اُس کی بیوی کانپ رہی تھی۔ اور اس کا سہارا لے کر جا رہی تھی۔ چند منٹ میں ہم نے پھر گاڑی کے جانے کی آواز سنی ✦

اب صرف میں۔ ہیلیو باس اور پادری بال ہی رہ گئے۔ میں اپنی پیاری زارہ کے پاس دو زانو تھی۔ میں تسکین کے خیال سے اُن کی طرف دیکھتی تھی۔ لیکن کسی طرح تسکین نہیں ہوتی تھی ہیلیوباس کی آنکھیں بالکل خشک اور چہرہ سے مایوسی پائی جاتی تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر میرا دل پھٹا جاتا تھا۔ پادری کی قابل تعظیم۔ متین اور افسوسناک صورت سے میرے دل پر بہت ہی اثر ہؤا۔ گویا دل سردی سے منجمد ہو گیا تھا۔ زارہ کی دلربا۔ سنگ مرمر سی سفید شکل۔ بےحس میرے سامنے پڑی تھی۔ اُسے دیکھ کر میرا دل ایک نامعلوم خوف سے بھر گیا تھا۔ میں نے اپنی آواز پر کوشش سے ضبط حاصل کیا۔ اور آہستہ و صاف طور پر پکارنے لگی ✦۔

"زارہ ! زارہ !"

اس میں زندگی کی کوئی علامت نہیں تھی۔ اس کی پلکیں جھپکتی نظر نہیں آتی تھیں۔ صرف بارش کے ہونے اور آندھی کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ گرج بہت دیر سے بند ہو گئی تھی۔ یکایک کسی چیز نے میری توجہ کھینچی۔ پہلے تو میں حیران اور پھر ہراسان ہوئی۔ زارہ کی چھاتی پر جو برقی گوہر یا پتھر تھا۔ وہ اب چمکتا نہیں تھا۔ اب یہ میلے کچیلے سنگریزے کی طرح نظر آتا تھا۔ اُس کا مطلب بہت جلد خود بخود میری سمجھ میں آ گیا۔ میں جھٹ پٹ کھڑی ہو گئی۔ اور میں نے ہیلیوباس کا بازو پکڑ لیا ؏

میں۔ (ہیلیوباس کے کان میں) "تم اُسے ہوش میں لا سکتے ہو۔ جس طرح شہزادہ آئیون کے ساتھ کیا تھا۔ اسی طرح اس کے ساتھ کرو۔ تم کر سکتے ہو۔ تمہیں کرنا چاہئیے۔ جو گوہر وہ پہلے ہوئے تھی۔ اُس کی روشنی غائب ہو گئی ہے۔ اگر اس سے یہ مراد ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہی مراد ہے۔ کہ اس میں سے تھوڑی دیر کے لئے زندگی چلی گئی ہے۔ تو تم اُسے واپس لا سکتے ہو۔ جلدی کرو۔ تم میں قدرت ہے!

وہ میری طرف نہائت غم اور رنج کی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اور اس کی لبوں سے چیخ سی نکل گئی ؏

ہیلیوباس "مجھ میں کچھ قدرت نہیں۔ کم از کم مجھے اس پر کوئی قدرت حاصل نہیں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ اس پر مجھ سے اعلےٰ تر طاقت غالب ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟ کچھ نہیں میں بالکل عاجز و لاچار ہوں" ؏

میں مایوسی اور خوف کی نظروں سے اس کی طرف دیکھتی رہی"۔
میں۔ (آہستہ آواز سے) "کیا تمہاری مراد یہ ہے کہ وہ مرگئی ہے واقعی مرگئی ہے"۔
وہ جواب دینا چاہتا تھا کہ ایک نوکر جو دوسروں کے ساتھ ڈاکٹر کی آمد کا منتظر تھا۔ کہنے لگا۔ "ڈاکٹر موریٹی"۔
نووارد ایک ہوشیار۔ تیز نظر پشتہ قامت اطالین تھا۔ وہ بہت چست و چالاک تھا۔ اور قطعی کارروائی کرنے کے لئے تیار رہتا تھا اُس نے آتے ہی نوکروں کے ہجوم کو ادھر ادھر منتشر کر دیا۔ اور کہا جا کر کام کرو۔ پھر اُس نے مکان کے دروازے بند کر دئے۔ تاکہ کوئی اندر داخل نہ ہو سکے۔ پھر وہ سیدھا ہیلیو باس کے قریب آیا۔ اور دوستانہ طور پر اس کے ساتھ مصافحہ کر کے مختصر الفاظ میں کہنے لگا:۔
"یہ حادثہ کیونکر اور کب ہوا؟"
ہیلیو باس نے اُسے مختصر طور پر واقعہ کی کیفیت سنائی پھر ڈاکٹر موریٹی زارہ کی بے جان لاش پر جھکا۔ اور اُس کے خدوخال کو توجہ سے دیکھنے لگا۔ اس نے اپنے کان اس کے دل پر رکھا اور سننے لگا۔ آخر کار اُسے گول بے نور پتھر نظر آیا۔ جو اس کی گردن میں موتیوں کی مالا میں آویزاں تھا۔ اس نے بہت آہستگی سے اسے سرکایا۔ اور نظر ڈال کر ہمیں اشارہ کیا کہ ہم بھی دیکھ لیں۔ عین اس مقام پر جہاں برقی پتھر تھا۔ ایک چھوٹا مدور نشان سیاہ رگڑ کی طرح سفید۔ نرم جلد پر پڑ گیا تھا۔ یہ نشان انگشتری کے دائرہ سے بڑا نہ تھا۔
ڈاکٹر موریٹی۔ (آہستہ سے) برق نے فی الفور مار ڈالا ہوگا

بجلی کی چمک یا برقی رو جو نیچے آئی اس نشان پر پڑی ہوگی - اور یہاں سے براہ راست دل تک چلی گئی - اس لئے درد تک نہ ہؤا - البتہ وہ رو مہلک تھی - اُسے مرے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہے *

اُس نے گوہر کو پہلی جگہ پر بدستور رکھ دیا - اور پادری پال کی طرف معنے خیز نگاہ سے دیکھنے لگا - میں سنتی اور دیکھتی رہی لیکن بالکل پریشان و حیران تھی - مرگئی ہے ؟ میری - پیاری - خوبصورت - ہشاش بشاش - مضبوط زارہ مرگئی ہے ؟ ناممکن ! میں اس کے قریب دوزانو ہوگئی - میں اُسے بار بار اچھے اچھے اور پیارے ناموں سے جو میرے خیال میں آتے تھے پکارنے لگی - میں اُس کے شیریں لبوں کے بوسے لینے لگی - آہ ! وہ تو برف کی طرح سرد تھے - اور اُن کو چھونے سے میرا خون خشک ہوگیا - میں گویا خواب میں ہیلیوباس کو بڑھتا ہوا دیکھ رہی تھی - اس نے زارہ کا منہ اور پیشانی چومی - اس نے عزت سے اُس کی گردن میں سے موتیوں کی مالا اور برقی گوہر اتار لیا - پھر پادری پال آہستہ سے آگے بڑھا اور اس نے چمک دار گوہر کی جگہ - جو اب بالکل مدھم تھا - اور جس میں چمک نام کو نہیں تھی - زارہ کی سفید اور نرم چھاتی پر جو ہمیشہ کے لئے بے حس و حرکت ہوگئی تھی - ایک صلیب ڈال دی *

اس مقدس علامت کو دیکھ کر میرے دماغ میں کچھ جنوں سا پیدا ہوگیا - اور میں چلا کر کہنے لگی :-

" نہیں - نہیں - یہ علامت اُس کے گلے میں نہ ڈالو - وہ تو مردوں کے لئے ہے - زارہ مری نہیں - اس کی موت کا خیال بھی غلط ہے - وہ ابھی بالکل اچھی ہو جائے گی - پھر وہ مسکرا کر کہیگی کہ تمہارا اُسے مردہ خیال کرنا حماقت تھا - وہ مری نہ ہوگی - اس کا مرنا

ناممکن ہے۔ بالکل محال ہے!" اور یہ کہکر میں زار و قطار رونے لگی*
ڈاکٹر مورینی نے مجھے بہت آہستگی اور مہربانی سے لاش سے ہٹا لیا۔ اور دوستانہ ترغیب اور مستقل ارادے سے مجھے بڑے کمرے میں لے گیا۔ اور وہاں مجھے شراب کا ایک گلاس پلایا۔ چونکہ میں آہ وزاری سے باز نہیں آتی تھی۔ اس لئے وہ کسی قدر سختی سے کہنے لگا*

"خاتون تمہاری گریہ وزاری سے کچھ فایدہ نہ ہوگا۔ موت بہت عمدہ اور اطمینان بخش چیز ہے۔ ایسے عظیم واقعہ پر نامناسب گریہ وزاری کرنا سوء ادب ہے۔ تمہیں اپنی سہیلی سے محبت تھی تمہیں اس امر سے اطمینان ہونا چاہیئے کہ وہ درد و الم میں مبتلا ہونے کے بغیر مری۔ ضبط کرو۔ تاکہ تم ان ضروری خدمات میں جو مردہ کے تجہیز و تکفین کے وقت کی جاتی ہیں۔ مدد دے سکو تم اس کے بھائی کو اطمینان دلاؤ۔ جو رنج و غم میں مبتلا ہے۔ اور جسے واقعی حوصلہ دلانے کی ضرورت ہے*

آخری جملہ سے میں چونک پڑی۔ میں نے آنسو رو کے۔ اور آنکھیں خشک کیں*

میں۔ (بھرائی ہوئی آواز میں) "ڈاکٹر صاحب میں اُسے تسلی دینے کی کوشش کروں گی۔ میں شرمسار ہوں کہ میں رونے لگی تھی اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے تھا۔ اور میں اس کے کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تمہیں اطمینان رکھنا چاہیئے"*

اس نے میری طرف تائید کی نظر سے دیکھا*

ڈاکٹر مورینی۔ (مختصر الفاظ میں) "خوب۔ چونکہ اب یہاں میرا رہنا مفید نہ ہو گا۔ اس لئے میں جاتا ہوں۔ یاد رکھو بے حد رنج خود

غرض ہے۔ راضی بہ رضا ہونا الٰہی بہادری ہے +

یہ کہکر وہ تو چلا گیا۔ اور میں نے بڑی دلیری سے ضروری کام شروع کیا۔ اور ایک گھنٹے کے اندر زارہ کی لاش ایک کھلی تابوت پر گرجے میں رکھ دی گئی۔ اس کے اوپر کثرت سے پھول بکھیرے گئے۔ اور چاروں طرف روشنی کی گئی۔ پھر بھی گرجے میں حسرت و رنج کا لمان تھا +

مرنے سے پیشتر سفید ساٹن کی جو پوشاک اس نے پہنی تھی ہم نے وہی اُس کی لاش پر رہنے دی۔ نارنگی کے پھول جو اس نے توڑے تھے۔ اب تک اُس کی چھاتی پر تھے۔ اور صلیب کے آگے بہت حسرتناک معلوم ہوتے تھے۔ اس کے بالوں سے موتی نکالے گئے تھے۔ اور ان کی جگہ میں نے کنول کے پھولوں کا سہرا سر پہ لگا دیا +

میں خیالات میں محو تابوت کے قریب دوزانو ہو گئی۔ بعض نوکر بھی رو رہے تھے۔ اور چھوٹے چھوٹے گروہ بنا کر دوزانو ہو رہے تھے۔ قربانگاہ پر لمبی لمبی موم بتیاں روشن کی گئیں۔ پادری پال نے مذہبی ماتمی لباس پہن لیا۔ اور چپ چاپ دعا کرتا رہا۔ ابھی باہر آندھی اور بارش کا طوفان برپا تھا۔ اور ہوا کے زور سے گرجے کی کھڑکیاں ہلتی اور کھٹ کھٹ کرتی تھیں +

کسی دور والی گھڑی نے ایک بجایا۔ اس کی آواز سے سارا مکان میں گونج اٹھا۔ میں تھرا گئی۔ زارہ تھوڑی ہی دیر پیشتر زندہ اور تندرست تھی۔ اور اس قلیل عرصہ میں وہ اس دنیا سے رخصت بھی ہو گئی۔ اور میں صدمہ کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ کہ وہ مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی ہے۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے + مگر وہ

مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا نہیں ہوئی - یا کم از کم جب تک محبت زندہ ہے - اس وقت تک کے لئے تو وہ جدا نہیں ہوئی - کیونکہ محبت ہمیں اس بعید کرہ میں پھر ملا دے گی جہاں ـــــ

چپ! یہ کیا تھا؟ ارغنوں کی آواز؟ میں چونک کر حیرت و تعجب سے ادھر ادھر دیکھنے لگی - کوئی شخص ارغنوں کے پاس نہیں تھا بلکہ ارغنوں بند تھا - قربانگاہ پر اور لاش کے قریب خوب روشنی تھی - اور معبد کے سامنے پادری بے حس و حرکت کھڑا تھا - گھر کے نوکر چاکر بدستور سابق دعا کرتے رہے تھے - الغرض کسی چیز میں تغیر نہیں ہوا تھا - البتہ یہ یقینی امر تھا - کہ شاندار سرود کانوں کے پردوں پر سیلاب کی طرح امنڈا چلا آتا تھا - اس سرود نے ایک لحظہ ـــــ کے لئے آندھی کے خراٹوں کو بھی مات کر دیا - میں آہستہ سے اٹھی - اور میں نے ایک خادمہ کے جو دو زانو تھی کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا:-

"کیا تم نے ارغنوں کی آواز سنی ہے؟"

خادمہ ہراسان و گریان میری طرف دیکھنے لگی +

خادمہ "نہیں خاتون" +

میں پھر اس آواز کو سننے کے لئے کھڑی رہی - یہ سرود پہلے سے بھی زیادہ بلند ہوتا گیا - اور میرے گرد اس کے نغمے سمندر کی لہروں کی طرح جوش زن ہونے لگے یہ ظاہر تھا کہ سوائے میرے گرجے میں اور کسی شخص کو وہ سرود سنائی نہیں دیتا تھا - میں نے ہیلیو باس کی تلاش میں آنکھیں دوڑائیں - مگر وہ گرجے میں نظر نہ آیا - غالباً وہ اپنے کتب خانہ میں تھا - جب ہم زارہ کی لاش کو تابوت کے پلنگ پر جہاں وہ آرام سے سو رہی تھی

سنانے آئے تھے۔ تو وہ رنج و غم کی حالت میں کتب خانہ میں چلا گیا تھا +
میں خیال کرنے لگی تو کیا یہ آوازیں میری خاطر آتی ہیں؟ اور میں
انتظار کرنے لگی۔ اور سرود بتدریج بند ہو گیا۔ جب میں تابوت کے
قریب پھر دو زانو ہوئی۔ تو اس وقت بالکل خاموشی تھی۔ البتہ
طوفان کا زور کم نہیں ہوا تھا +

اب میری طبیعت میں عجیب طمانیت آگئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ
کوئی از غیبی ہاتھ مجھے رونے سے منع کرتا اور اطمینان دلاتا ہے اور
مجھے یہ یقین ہو گیا کہ زارہ مر گئی ہے۔ پھر میرے دل میں خیال آیا کہ
اُسے اپنا انجام معلوم ہو گا۔ اور جب اُس نے کہا تھا کہ میں سفر پر
جاؤنگی۔ تو اُس سے اُس کی یہی مراد تھی۔ میں اس امر پر جس قدر
زیادہ غور کرتی تھی۔ اُسی قدر زیادہ میری طبیعت میں اطمینان پیدا
ہوتا تھا۔ میں نے اپنا منہ ہاتھوں سے چھپا لیا۔ اور دعا کرنے لگی +

کسی چیز کے مس کرنے سے میں چونکی۔ گویا کہ وہ میرے لئے
ایک حکم تھا۔ اس میں سے میرا جسم جلنے لگا۔ زارہ کی لاش پر ہلکی
سی روشنی تھی۔ جس طرح سیک سے بادل میں سے دھوپ نکل
رہی ہو۔ میں دم بخود دیکھنے لگی۔ میں اپنے لب نہیں ہلا سکتی تھی۔
کہ بولوں۔ میری طرف ایک صورت دیکھ رہی تھی۔ یہ صورت فرشتہ
کی مانند حسین تھی۔ اور مسکراتی تھی۔ میں نے اپنے ہاتھ پھیلائے۔
اور بولنے کی کوشش کی۔ بڑی دقت سے یہ جملہ بہت آہستہ سے نکلا +

"زارہ! زارہ! تم واپس آگئی ہو!"

جواب میں اُس کی شیریں آواز جس سے میں بخوبی آشنا تھی۔
سنائی دی۔!"

آواز "زندہ ہو کر نہیں آئی۔ میں اس قدر خوش ہوں کہ واپس

آنا نہیں چاہتی - لیکن اُسے بچاؤ - میرے بھائی کو بچاؤ - اس کے پاس جاؤ - وہ معرض خطر میں ہے - تمہیں اس کے بچانے کی توفیق دی گئی ہے - اُسے بچاؤ - اور میرے لئے خوشی کرو - اور افسوس نہ کرو!

یہ کہکر وہ صورت غائب ہو گئی - روشنی معدوم ہو گئی - اور میں جلدی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی - ایک لمحہ تک میں اپنی پیاری سہیلی کی لاش کو دیکھتی رہی - اُس کا منہ بند تھا - اور خدو خال اینٹھے ہوئے تھے - پھر میں مسکرانے لگی - وہ زارہ نہیں تھی - وہ زندہ اور خوش تھی - وہ خوش رنگ مٹی آخر کار مٹی ہی تھی - اور ہلاک ہونا اس کا انجام تھا - لیکن وہ خود ناقابل فنا تھی +

"اُسے بچاؤ - میرے بھائی کو بچاؤ!" یہ الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے تھے - میں نے فی الفور ہیلیو باس کو تلاش کرنے کا ارادہ کیا - میں دبے پاؤں جلدی سے گرجے کے باہر چلی گئی - میرے نکلنے پر جب دروازہ بند ہو گیا تو میں نے ایک آواز سنی - جس سے پہلے میں یکایک خوف زدہ ہو کر کھڑی ہو گئی - اور پھر بڑے جوش وخروش سے آگے بڑھی - میں نے آواز بخوبی پہچان لی تھی - وہ آواز فولادی اسلاح کے آپس میں ٹکرانے کی جھنکار تھی +

غالب کون رہا

میں بھاگتی ہوئی کتب خانہ میں پہنچی۔ اور اُس کے مخملی پردوں کو اتار کر پھینک دیا۔ اور ہیلیوباس اور شاہزادہ آیون پیٹروفسکی کے بالمقابل جا کھڑی ہوئی۔ وہ تلواریں سونتے ہوئے کھڑے تھے۔ کمرے میں میرے یکایک داخل ہونے پر اُنھوں نے تلواریں نیچی کر لیں اور لڑائی کرنے سے رک گئے ؛

میں۔ (ہیلیوباس سے مخاطب ہو کر) "تم کیا کر رہے ہو؟ گھر میں تمھاری ہمشیرہ کا جنازہ پڑا ہے۔ اور تم لڑائی کی فکر میں ہو۔ تم کو بھی خیال نہ آیا (یہ کہکر میں نے شہزادہ کی طرف ملامت سے نگاہ کی) کہ مرنے والی کی بے حرمتی ہوگی۔ اور اُس پر تم اس کے عشق کا دم بھرتے ہو"۔ شہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن اپنی تلوار کے قبضہ کو بہت مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور اپنے حریف کی طرف سراسیمہ ہو کر دیکھنے لگا؛ اس کی آنکھوں سے دیوانگی عیاں تھی۔ اس کا لباس بے ترتیب تھا۔ اس کے بال بارش سے بھیگے ہوئے تھے۔ اس کے چہرہ کا رنگ فق تھا۔ اور اس کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ رنج اور عشق نے اس کی یہ درگت بنا دی ہے۔ ہیلیوباس نے جواب دیا۔ وہ بالکل مطمئن تھا۔ اور وہ اپنی تلوار کھلونے کی طرح ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔

ہیلیوباس۔ (ارادتاً پر زور لہجہ میں) "یہ جنٹلمین ادھر آرہا تھا۔ تو اُسے اتفاقاً راستہ میں ڈاکٹر موریتی ملا۔ اس نے اُس حادثہ

کا ذکر کیا جس سے میری بہن ہلاک ہوئی ہے۔ اُسے چاہئے تھا کہ اس حادثہ پر افسوس کرتا۔ اور مجھے تنہائی میں رہنے دیتا۔ مگر وہ میرے خلوت خانہ میں گھس آیا۔ اور پیشتر اس کے کہ میں اس سے کلام کر سکتا اس نے زور سے میرے منہ پر تھپیڑ رسید کیا۔ اور مجھے الزام دیا کہ میں اپنی ہمشیرہ کا قاتل ہوں۔ اس بدسلوکی کا صرف ایک ہی جواب ہو سکتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ جس ہتھیار سے چاہو میرے ساتھ لڑو۔ اُس نے تلوار کی لڑائی پسند کی۔ ہماری لڑائی ابھی شروع ہوئی ہے ہم اُسے پھر جاری کرنا چاہتے ہیں۔ خاتون اگر تم براہ نوازش چلی جاؤ تو:—

میں۔ (قطع کلام کے طور پر) "میں ہرگز نہیں جاؤنگی۔ تم دونو کا یہ وتیرہ سراسر دیوانگی ہے۔ شہزادہ صاحب براہ عنائت میری بات توجہ سے سنو۔ زارہ کی موت کا واقع میں نے اور دوسرے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اس کا بھائی اس کی موت کے الزام سے میری طرح بالکل مبّرا ہے" +

پھر میں نے آہستہ آہستہ وہ مہلک اور افسوسناک واقع سنایا۔ جو شام کے وقت طوفان میں ہوا تھا۔ وہ افسوس مگر لاپروائی سے سنتا اور اپنی تلوار کی نوک سے دری کے بیل بوٹوں کی نقلیں بناتا رہا۔ جب میں نے کل ماجرا کہدیا تو اُس نے نظر اٹھائی۔ اور فرط رنج وغم سے مسکرا دیا +

شاہزادہ "خاتون مجھے تعجب ہے کہ تم اس منحوس مکان میں رہی ہو۔ لیکن تمہیں اُس کے حالات سے کچھ واقفیت نہیں ہوئی تم نے جو کہا مجھے اس پر یقین ہے۔ یعنی یہ کہ بدبخت زارہ بجلی کے صدمہ سے مری ہے۔ لیکن مجھے اس سوال کا جواب دو۔ اُن

میں ہوائی کرہ میں کی برق کے جذب کرنے کی خاصیت کس نے پیدا کی۔ کس نے اس کے دماغ میں خلل پیدا کر دیا۔ جس سے وہ تصور کرنے لگی کہ اس کا ہوا کے ایک روح سے تعلق ہے؟ یہ سب باتیں کس نے کیں؟ آہی — ہاں اُسی بے ایمان کمبخت نے یہی اپنے فضول علم کی جستجو میں اپنی بہن پر یہ نہائت خطرناک تجربے کیا کرتا تھا۔ اور اس کی صحت۔ خوشی بلکہ زندگی کی بھی کچھ پروا نہیں کرتا تھا۔ میں کہتا ہوں یہی اُس کا قاتل ہے۔ پھر اس قاتل کو ندامت بھی نہیں آتی یہ بڑا ہی پاجی اور شیطان ہے!"

وہ پھر لڑائی کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ میں آہستگی مگر استقلال سے اس کے اور ہیلیوباس کے بیچ میں کھڑی ہو گئی ✣

میں۔ (پکار کر) "ٹھہرو۔ تم کو لڑنا نہیں چاہئے۔ اس کی خود زارہ نے ممانعت کی ہے ✣"

شہزادہ ٹھیر گیا۔ اور میری طرف حیران و پریشان ہو کر دیکھنے لگا ✣

شاہزادہ۔ (بڑبڑا کر) "زارہ نے ممانعت کی ہے! تمہاری اس سے کیا مراد ہے؟"

میں "میری مراد یہ ہے کہ میں نے زارہ کو مرنے کے بعد دیکھا ہے۔ میں نے اس سے گفتگو کی ہے۔ خود اُس نے ہی مجھے یہاں بھیجا تھا ✣"

شہزادہ آیون آنکھیں نکالکر دیکھنے لگا۔ اور پھر اُس نے زور سے قہقہہ لگایا ✣

شاہزادہ (چلا کر مجھ سے) "بیوقوف عورت کیا اس شخص نے تمہیں بھی دیوانہ بنا دیا ہے۔ تم بھی اس کی شکار ہو گئیں۔ بدبخت عورت میرے راستہ میں سے ہٹ جاؤ۔ جب تک مجھ میں عقل ہے

میں ضرور انتقام لونگا"
پھر اُس نے مجھے زور سے دھکا دے کر ہٹا دیا۔ اور تلوار پھینک دی۔ پھر ہیلیو باس کی طرف للکارا:۔
شاہزادہ "بدمعاش دست بدست لڑائی ہوگی۔ ان تلواروں سے جو بچوں کے کھلونے ہیں۔ میں نہیں لڑونگا۔ دست بدست لڑائی میں خوب مزہ ہوگا!"
ہیلیو باس نے فی الفور اپنی تلوار پھینک دی۔ وہ ایک ساتھ چھپٹے۔ اور وحشیوں کی طرح دست بگریبان ہوگئے۔ دونوں میں ہیلیو باس زیادہ قد آور اور قوی تھا۔ لیکن شہزادہ آیون میں سو شیطانوں کا غصّہ بھرا ہُوا معلوم ہوتا تھا۔ وہ چیتے کی طرح چپ چاپ دم بخود اپنے حریف کے گلے پر جھپٹا۔ اوّل اوّل ہیلیو باس اپنے کو بچاتا رہا۔ وہ بڑی پھرتی اور ہوشیاری سے اپنے غنیم کے چنگل میں آنے سے بچنے کی کوشش کرتا رہا۔ شہزادہ بڑی مستعدی سے لڑتا تھا لیکن ہیلیو باس اس کے داؤں میں نہیں آتا تھا۔ میں چپ چاپ لڑائی کو دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ مجھ میں ان دو قوی مردوں کو لڑائی سے روکنے کی طاقت نہیں تھی۔ اب ہیلیو باس کی صورت میں تغیر پیدا ہُوا۔ پہلے اس کے بشرہ سے اطمینان اور لاپروائی پائی جاتی تھی۔ اب اس پر وحشیانہ ارادے اور سفاکی کے آثار نمایاں ہوئے۔ پہلے اس کی یہ حالت کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں نے ایک لمحہ میں معلوم کر لیا کہ اُس کے دل میں کیسے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اُس میں غصہ و غضب جو محض انسان کے حیوانی اوصاف کا تقاضا ہیں۔ پیدا ہو گئے تھے۔ اور اس کے حریف پر اس کے غصّے کا اثر ہونے لگا ہیلیو باس میں عموماً صبر۔ تحمل اور عالی ظرفی پائی جاتی تھی۔ اور اب

بھی یہی اوصاف اس میں قائم رہنے چاہیئے تھے۔ مگر اس کے دل میں فتح حاصل کرنے کی خواہش نے غلبہ کر لیا تھا۔ لڑائی بڑے زور شور سے ہونے لگی۔ وہ ایک دوسرے سے اس طرح لپٹ گئے۔ کہ دیکھنے والے کو ڈر آتا تھا۔ یکایک شہزادہ ڈگمگا کر گرا۔ اور چشم زدن میں ہیلیو باس نے اُسے دبا لیا۔ اور ایک گھٹنہ بڑے زور سے اس کی چھاتی پر رکھ دیا۔ میں کھڑی دیکھتی رہی۔ آہستہ آہستہ اُون اٹھنے کی کوشش کم کرنے لگا ہے۔ اور اس کی آنکھیں عجیب و خلاف فطرت طور پر اپنے حریف کے چہرے کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ جو اُسے مغلوب کر رہا تھا۔ میں آگے بڑھی۔ ہیلیو باس نے اپنا تمام بوجھ نوجوان شہزادہ کے جسم پر ڈال دیا۔ اور اُسے خوب دبا لیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے شہزادہ کے کندھے پکڑ لئے تھے۔ اور وحشتناک نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شہزادہ کا چہرہ پیلا ہو چلا تھا اور اس کے لب نیلگوں ہونے لگے تھے۔ اس کی آنکھیں حلقوں سے باہر نکلی آ رہی تھیں۔ اس کا دم گلے میں اٹکا ہوا تھا۔ میری لبوں پر جو مہر سکوت لگی ہوئی تھی۔ وہ ٹوٹ گئی۔ مجھے یکایک ایک بات یاد آئی۔ اور میں اس نظارہ کی کیفیت بخوبی سمجھ گئی۔ یعنے مجھے معلوم ہو گیا کہ ہیلیو باس اپنی اندرونی برقی قوت کے تمام مورچہ کو مشتعل کر رہا ہے۔ اور اگر وہ اُسے انتقام لینے میں استعمال کریگا تو نوجوان شہزادہ ضرور مر جائیگا۔ آخر میں نے یہ کلمات کہے :۔

میں۔ (پکار کر) "ہیلیو باس آزول کو یاد کرو۔ جب کسی شخص کی موت بالکل تمہارے اختیار میں ہے۔ تو اسے ہلاک نہ کرو۔ ہیلیو باس اُسے نہ مارو۔ بلکہ بجائے موت کے اُسے زندگی بخشو!"

وہ میری آواز سنکر چونک گیا۔ اور نظر اٹھا کر دیکھنے لگا اس

جسم کانپنے لگا۔ اس نے بہت آہستہ آہستہ اور بیدلی سے اپنی گرفت ڈھیلی کی۔ اور شہزادے کی چھاتی پر سے گھٹنہ ہٹایا۔ اور اُسے چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہوگیا۔ اس وقت آیون نے بھی زور سے سانس لیا۔ اور آنکھیں بند کرلیں۔ بظاہر وہ بیہوش ہوگیا تھا +

بتدریج ہیلیوپاس کا غصہ کم ہوگیا۔ اور اس کے چہرہ پر طیش کے جو آثار تھے وہ زائل ہوگئے۔ اور حلم و مہربانی اور متانت اس طرح عیاں ہوئی جس طرح بارش کے بعد دھوپ دکھائی دیتی ہے وہ میری طرف پھرا۔ اور اُس نے تعظیم کے طور پر سر جھکایا +

ہیلیوپاس "میں شکریہ ادا اور دعاے خیر کرتا ہوں تم نے مجھے عین وقت پر یاد دلایا۔ ایک منٹ پر یاددہانی سے فائدہ نہ ہوتا۔ تم نے مجھے بچالیا ہے +"

میں۔ (آیون کی طرف اشارہ کرکے) "اس میں جان ڈالدو +

ہیلیوپاس "اس کے جسم میں جان موجود ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ میں نے اس کی جان نہیں نکالی۔ اُس نے مجھے اشتعالک دی تھی۔ مجھے اس واقع پر افسوس ہے۔ مجھے اس سے زیادہ بردباری کرنی چاہیئے تھی۔ وہ ابھی ہوش میں آجائیگا۔ میں اُسے تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ سلوک کرنے میں مجھے اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے تھا کہ جس شخص کی روحانی علم راہنمائی نہ کرے۔ اگر اُسے غصہ بھی آجائے تو بردباری اور رحم کرنا چاہئے۔ خیر جو کچھ ہُوا سو ہُوا۔ وہ زندہ اور سلامت ہے۔ اب میں زانشہ کی مغفرت کے لئے دعا کرونگا۔ اور آزدل سے جس کا میں قصوروار ہوں۔ معافی چاہونگا +"

آخری جملہ کہکر اس نے اوپر نظر اٹھائی۔ اور مسکرانے لگا +

ہیلیوپاس "- میری پیاری حسین روح تم نے مجھے معاف کردیا ہے؟ تو مجھے ہمیشہ محبت کرے گی؟ جاتی تو میرے ساتھ ہے؟ میری نہایت پیاری جان سے عزیز آزدل میں نے تجھے ضائع نہیں کیا۔ کیا تو میری راہنمائی کرے گی؟ کہاں؟ خیر کچھ مضائقہ نہیں خواہ کہیں لے چل "۔

وہ کمرے سے اس طرح باہر چلا گیا۔ جس طرح کوئی شخص سویا ہُوا جا رہا ہو۔ میں نے قیاس کیا۔ کہ وہ گرجے کی طرف جا رہا ہے۔ کیونکہ اس کے قدموں کی آہٹ اس طرف فاصلے پر سنائی دیتی تھی۔

اب شہزادہ اور میں کمرے میں اکیلے رہ گئے۔ مَیں نے میز پر سے سرد پانی کا ایک گلاس اٹھایا۔ اور تھوڑا سا پانی اس کے ماتھے اور ہاتھوں پر چھڑکا۔ اس سے وہ ہوش میں آگیا۔ اور سانس لینے لگا۔ پھر وہ آنکھیں کھول کر پریشانی سے ادھر ادھر دیکھنے اور پوچھنے لگا۔

شاہزادہ "کیا واقع ہُوا ہے؟"

پھر اپنے قریب زمین پر برہنہ تلواریں دیکھ کر وہ یکایک کھڑا ہو گیا۔ اور پکار کر کہنے لگا:۔

شاہزادہ "بزدل اور قاتل کہاں ہے؟"

مَیں نے اس کو بٹھا دیا۔ اور کہا کہ میں جو کہوں اُسے صبر سے سنو۔ مَیں نے کہا کہ زارہ ہمیشہ بالکل تندرست اور خوش رہتی تھی۔ اور اس کا بھائی خودکشی کر لیتا۔ لیکن اس کے اختیار میں ہوتا تو اپنی بہن کا بال تک بیکا ہونے نہ دیتا۔ اُس کی موت کا حال پہلے سے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ زارہ اس کے لئے تیار تھی۔ بلکہ اُس نے مجھے آخر الوداع بھی کہدی تھی۔ گو میں اس وقت اس کی

باتوں کا مطلب نہیں سمجھی تھی۔ کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جبکہ زارہ نے تمہیں ہٹانے کے لئے برقی قوت کا استعمال کیا تھا +

میں۔ (سلسلہ کلام جاری رکھ کر) "خواہ تم روحانی برقی قوت پر یقین کرو یا نہ کرو۔ لیکن اُس وقت تم نے میری معرفت اُسے یہ پیغام دیا تھا۔ اس سے کہدو کہ میں نے اُس کے عاشق کو دیکھ لیا ہے"

میں نے یہ تقریر کی تو اس کے چہرے سے ملال اور تشویش کے آثار ظاہر ہوئے +

شاہزادہ۔ (آہستہ سے کہنے لگا) "میں کہے دیتا ہوں کہ اُس وقت مجھے وہم ہو گیا تھا تاہم میں نے جو کیفیت دیکھی تھی۔ اُسے بیان کرتا ہوں۔ میں نے ایک شاندار شکل دیکھی تھی جو انسان سے مشابہ تاہم بالکل مختلف تھی۔ اس کا قد انسان سے بہت بڑا۔ اور صورت شاندار تھی۔ مجھے خیال ہوا کہ اُس نے مجھ سے یہ کہا تھا۔ زارہ کو میں نے پسند کیا ہے۔ وہ اپنی مرضی سے میری ہو گئی ہے۔ موت تک میری رہے گی۔ موت کے بعد میری ہوگی۔ اب تک میری رہے گی تمہیں اس سے کچھ سروکار نہیں۔ تمہاری اور اُس کی کوئی بات نہیں ملتی۔ تمہارا راستہ کہیں اور ہے جو راستہ تمہارے حصہ میں آیا ہے۔ اس پر چلو۔ اور فرشتہ کو جس نے اب تک صبر رکھا ہے نہ ستاؤ۔ وہ عجیب و غریب بارعب شکل نہایت ہی خوبصورت تھی اس کی آنکھیں ستاروں کی طرح روشن تھیں۔ مجھ سے وہ باتیں کہکر جو میں بیان کر چکا ہوں۔ وہ غائب ہو گئی۔ لیکن اس کا کیا ذکر؟ یہ سب ماجرا خواب تھا"+

میں۔ (آہستہ سے) "مجھے تمہاری بات کا یقین نہیں شہزادہ صاحب اب تو جو ہونا تھا سو ہو چکا۔ اور تم رضائے الٰہی کو تسلیم

کرتے ہو۔ اور تمہاری طبیعت میں اطمینان پیدا ہو گیا ہے۔ سچ سچ بتاؤ۔ کہ تم زارہ سے کیوں محبت کرتے تھے؟
شاہزادہ۔ (جوش سے) کیوں؟ اس لئے کہ اس سے محبت نہ کرنا محال تھا"۔
میں "میرے سوال کا یہ جواب نہیں۔ اگر تم چاہو تو اچھی وجوہات پیش کر سکتے ہو۔ میں نے تمہیں بحث میں عمدہ عمدہ دلائل پیش کرتے دیکھا اور سنا ہے۔ ٹھیک بتاؤ۔ کہ تم زارہ سے کیوں محبت کرتے تھے"؟
شاہزادہ۔ (پر اشتیاق اور پر افسوس لہجہ میں) "وہ نہایت ہی حسین عورت تھی۔ میں نے اس کا ثانی کوئی دیکھا نہ تھا"۔
میں۔ (حقارت آمیز لہجہ میں) "بس یہی وجہ ہے؟ کیا اس کی جسمانی خوبصورتی۔ اس کے شیریں لب جن کے بوسے لینے کو جی للچاتا تھا۔ اس کی نرم نرم جلد۔ اس کے سفید پھول جیسے ہاتھ اس کے سیاہ بال جو شب دیجور کو مات کرتے تھے۔ اس کی کشادہ و بلند پیشانی۔ اس کی چمکدار آنکھیں جنہیں دیکھ کر تمہاری رگوں میں خون دوڑنے لگتا تھا۔ اور تمہارے دل میں وصل کی خواہش پیدا ہوتی تھی۔ کیا یہی تمہاری عشق کی وجوہات ہیں؟ اس کا نام تو عشق نہیں بلکہ اس کا تو کوئی اور خراب سا نام تجویز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جس گورے جسم کی تم تعریف کرتے تھے۔ اس کو کیڑے کھائینگے۔ وہ اس کے سفید بازوؤں پر اور اس کی نازک چھاتیوں پر رینگتے پھرینگے۔ حالانکہ انسان کو ان کا مرطوب اور چپ چپا جسم بہت مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ چمکدار بالوں کی لٹوں میں کراہت انگیز چیزیں پھرینگی جس جسم سے تمہاری محبت تھی اس میں سے سوائے متعفن خاک

کے اور کچھ نہ رہ جائیگا۔ شہزادہ صاحب تم میری باتیں سنکر تھرّاتے ہو۔ لیکن مجھے بھی زارہ سے محبت تھی۔ مگر مجھے اُس کے قالب خاکی سے محبت نہیں تھی۔ جس میں اس کی روح اس طرح قید کی گئی تھی جس طرح موتی صندوقچی میں رکھ دیا جاتا ہے۔ مجھے اب تک اُس سے محبت ہے اور جس ہستی سے مجھے محبت ہے۔ اُسے کبھی بھی موت نہیں آئے گی۔

شہزادہ خاموش رہا۔ اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ میری تقریر کا اس کے دل پر اثر ہو گیا۔ میں واقعی دلسوز پیرایہ میں گفتگو کرتی رہی تھی۔ اور خود میرا دل بھر آیا تھا۔ اور میری آنکھوں میں آنسو اُمنڈے چلے آتے تھے۔

شاہزادہ۔ (تھوڑی دیر بعد) "مجھے اُس سے ویسی ہی محبت تھی جیسے کہ عموماً مرد کے دل میں ہوتی ہے۔ نہیں اس سے زیادہ تھی۔ جو اکثر مردوں کو اکثر عورتوں سے ہوتی ہے"۔

میں۔ "اکثر آدمی محبت و نفرت دونو میں خود غرض ہوتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ زارہ کے دماغ اور سمجھ میں کوئی ایسی بات تھی جو تمہیں اپنی طرف کھینچتی تھی۔ کیا تم اس کے مذاق کو پسند کرتے تھے۔ کیا تمہارے وہی خیالات تھے جو اس کے تھے"؟

شاہزادہ۔ (جھٹ پٹ) "نہیں۔ مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس کے اور میرے خیالات ایک نہیں تھے۔ میں خیال کرتا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی تختۂ مشق ہے۔ یعنی وہ اس پر علمی تجربے کرتا ہے۔ میرا خیال تھا کہ اُسے اپنی بیوی بنا کر اس ظالم کے پنجے سے چھڑاؤنگا۔ اور اپنے ہاں پناہ دونگا۔ اس مدعا کو مدنظر رکھکر میں نے حتے الوسع اس سے ذکیونکہ وہ ہیلیوباس کا نام لینا نہ چاہتا

تھا۔) جو حال معلوم ہو سکتا تھا۔ دریافت کیا۔ اس سے میں نے
نتیجہ نکالا کہ اس کے نازک قوت متخیلہ کو اس نے نامناسب طور پر
اشتعالک دی ہے۔ اور اس میں اوہام فاسدہ پیدا کر دیئے ہیں۔
لیکن شادی اور ایسی زندگی بسر کرنے سے جو دیگر عورتیں بسر کرتی
ہیں۔ اُس کا دماغ پاک و صاف ہو جائیگا +
یہ سنکر میں حقارت سے مسکرانے لگی +
میں "شہزادہ صاحب تمہارے یہ خیالات بالکل سر و پا ہیں
تم بڑے احمق ہو کہ اس قسم کے خیالات دل میں رکھکر تم زارہ کو
اپنی بیوی بنانے کے خواہشمند تھے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ دوسری
عورتوں کی سی زندگی بسر کر سکتی تھی۔ مجلسوں میں فضول خوش گپیاں
کرنا۔ عمدہ لباس اور قیمتی زیورات اور جواہرات پہننا۔ ادنےٰ
مضامین پر گفتگو کرنا۔ لوگوں کو برا کہنا۔ اُن کی ذلت و رسوائی کرنا
کسی کی تعریف اور کسی کی مذمت کرنا۔ کیا یہ باتیں اُسے خوش
کر سکتی تھیں؟ اور کیا وہ تمہارے سے آدمی کی محبت سے سیر ہو سکتی
تھی؟ آؤ اور دیکھ لو کہ وہ تم سے کیسی صفائی سے بچ کر نکل گئی!"
میں نے اُسے دروازے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ مگر وہ تردد
میں کھڑا رہا +
شاہزادہ "تم مجھے کہاں لے جاؤ گی؟"
میں "گرجے میں۔ زارہ کی لاش وہاں پڑی ہے" +
شہزادہ۔ (کانپ کر) "نہیں میں وہاں نہیں جاؤنگا۔ میں
اُس مہ جبین کی مردہ لاش کو دیکھنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ اس
کی پیاری صورت کو جس میں پہلے جان تھی۔ اب کس طرح دیکھ سکتا
ہوں۔ اس کا تمام جسم بالکل سفید اور اینٹھا ہوا ہے یہ نظارہ بہت ہی وحشتناک ہے،

یہ کہکر اس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ اور میں نے دیکھا کہ اُس کی انگلیوں میں ہوکر آنسو بہ رہے ہیں۔ میں اس کی طرف حیرت اور افسوس سے دیکھنے لگی ÷

میں "اس پر بہادر ہونے کا بھی دعوےٰ ہے!"

یہ جملہ سنکر وہ چونک پڑا۔ اس نے میری طرف نہائت افسوس کی نظر سے دیکھا۔ اس کی حالت زار سے میرا دل بھی بھر آیا۔ اور میں خیال کرنے لگی۔ اب اُسے کیا تسکین ہو سکتی ہے؟ اور آئندہ کے لئے خوشی کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ اس کی تمام خوشیاں اس امر پر منحصر تھیں۔ کہ وہ اُس نے لطف اٹھائے۔ یعنی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرے۔ اور ایسے مضبوط۔ وجیہ۔ دولت مند اور مہذب و شائستہ نوجوان کو دنیا میں جو خوشیاں نصیب ہو سکتی ہیں۔ ان سے جی کھول کر لطف اٹھائے۔ اُسے موت بہت ہی نفرت انگیز چیز معلوم ہوتی ہوگی۔ اور وہ خیال کرتا ہوگا کہ جوانی اور خوشیوں کے زمانہ میں موت کا خیال تک اپنے پاس نہیں پھٹکنے دینا چاہئے۔ موت ایک وحشت خیز سایہ یا بھوت ہے۔ جب اس کے بھیانک ہاتھوں میں گلاب جیسے نازک نازنین آجاتے ہیں۔ تو فوراً مرجھا کر نابود ہو جاتے ہیں۔ میرے دل میں اس قسم کے خیالات سے بہت ہی ترس پیدا ہو گیا۔ اور پھر میں زیادہ نرمی سے بات کرنے لگی ÷

میں "شہزادہ صاحب اگر آپ کی خواہش نہ ہو تو زارہ کا جنازہ دیکھنے نہ جائیں۔ آپ پر عالم عقبےٰ کے اسرار منکشف نہیں ہوئے۔ کیونکہ آپ کی سرشت میں کوئی ایسی چیز خمیر کی گئی ہے۔ جو خدا پر یقین نہیں کرتی۔ اور ہرگز یقین نہیں کرے گی۔ اس لئے تمہیں موت نفرت انگیز معلوم ہوتی ہوگی۔ میں جانتی ہوں کہ تم ان لوگوں

ہیں سے ہو جو حال ہی کو موجود اور حقیقی خیال کرتے ہیں - تم ماضی کو آسانی سے بھول جاتے ہو - اور استقبال کی کچھ پروا نہیں کرتے ہو - پیرس تمہارا بہشت ہے - یا سینٹ پیٹرزبرگ یا وائنا بشرطیکہ تم انہیں بہشت تصور کرلو - زمانہ حال کے فرانسیسی دہریوں کے مغرب اخلاق مسائل تمہارے رگ وریشے میں حلول کر گئے ہیں - خدائے تعالے اکوئی معجزہ دکھائے تو ہماری حالت میں تغیر ہو تو ہو - لیکن دہریوں کو تو معجزے بھی نظر نہیں آتے - لیکن تمہارے اس مکان سے رخصت ہونے سے پیشتر میں تم سے دو باتیں کہنا چاہتی ہوں - اوّل یہ کہ عشق میں تمہیں جو مایوسی ہوئی ہے - اس کا انتقام ہیلیو باس سے لینے کی خواہش نہ کرو - کیونکہ نفس الامر میں تمہارے پاس انتقام لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے - تم خود اقرار کرتے ہو کہ تم کو زارہ کے جسم سے محبت تھی - وہ جسم ہر حالت میں قابل فنا تھا - اور وہ ناگہانی مگر قدرتی حادثہ سے ہلاک ہو گیا ہے - تم یہ بھی اقرار کرتے ہو کہ اسکی روح میں اور تم میں مناسبت نہ تھی - روح خود زارہ تھی - ہم لوگوں کے لئے جو اس سے اس کی خواہش کے مطابق محبت کرتے ہیں - وہ اب بھی زندہ ہے - ہیلیو باس اس کے جسم کے قتل کے جرم سے بری ہے - اس لئے تو صرف اس خوبصورت روح کو جو خود زارہ تھی - نشو و نما اور ترقی دینے میں مدد دی تھی - اس لحاظ سے وہ قابل عزت اور قابل تحسین ہے - شہزادہ صاحب آپ مجھ سے کریں کہ آپ سوائے دوستی کے خیال کے اس کے قریب نہیں جائینگے - آپ کو چاہیئے کہ اس پر جو بیجا الزام لگایا ہے - اُس کی معافی مانگو - اس کے علاوہ چونکہ اس نے تمہاری جان بچائی ہے اس لئے تم اس کا شکریہ ادا کرو *

جب مَیں تقریر کر رہی تھی۔ تو شہزادہ میری طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔ جب مَیں تقریر ختم کر چکی تو اُس نے سرد آہ بھری۔ اور بے چینی سے ادھر ادھر پھرنے لگا +

شاہزادہ "خاتون تمہاری تقریر بہت موثر ہے۔ اور تم مجھے عجیب وغریب طریقہ میں کھینچ رہی ہو۔ میرا یہ خیال غلط نہیں کہ تم ہیلیو پاس کے مرید ہو۔ اُس کے علم و فضیلت کو میں تسلیم کرتا ہوں گو اُس کے اصول میں مجھے شک ہے۔ میں آپ کے حسب خواہش وعدہ کرتا ہوں۔ نہیں اگر وہ میرے ساتھ مصافحہ کرنا چاہے تو میں مصافحہ کرنے کو بھی آمادہ ہوں +

مَیں اپنی کامیابی پر بہت خوش ہوئی +

میں "وہ گرجے میں ہے۔ لیکن میں اُسے یہاں لئے آتی ہوں +

شہزادہ کے بشرہ سے پایا جاتا تھا کہ وہ شک و تردد کی حالت میں ہے۔ اور کسی قدر ہراسان بھی ہے۔ اور وہ اپنے دل میں ایسا عزم کر رہا ہے جو اُسے ناپسند ہے۔ اُس کے دل میں خواہ کوئی خیال تھا۔ مگر اُس نے اُسے بڑی کوشش سے ضبط کیا۔ اور استقلال کے لہجہ میں گویا ہُوا:-

شاہزادہ "نہیں۔ مَیں خود اُس کے پاس جاؤں گا۔ اور میں اپنی معشوقہ کی صورت بھی دیکھونگا۔ مجھے صرف ایک اور صدمہ ہوگا۔ اور میں اُسے کیوں برداشت نہ کروں"؟

میں نے جب اُسے ادھر جانے پر مائل دیکھا تو منع نہ کیا۔ اور پھر چپ چاپ گرجے کی طرف اس کے آگے آگے ہولی۔ مَیں گرجے میں ادب سے داخل ہوئی۔ وہ میرے پیچھے پیچھے دبے پاؤں بہت ہی قریب آرہا تھا۔ وہاں بعینہ وہی نظارہ تھا۔ جو میرے جانے

پر تھا۔ البتہ گھر کے نوکر چاکر چلے گئے تھے۔ کیونکہ وہ اس وجہ سے کہ صبح نور کے تڑکے پھر کام کرتا تھا۔ ضروری آرام کرنے چلے گئے تھے۔ پادری پال بھی رخصت ہوگیا تھا۔ اب صرف ہیلیو باس ہی زارہ کے جنازہ کے پاس دوزانو بیٹھا تھا۔ وہ برنجی بت کی طرح بالکل بے حس تھا۔ اور وہ اپنا منہ ہاتھوں میں چھپائے ہوئے تھا۔ جب ہم اس کے قریب پہنچے۔ تو نہ تو اپنی جگہ سے ہلا۔ نہ اس نے اوپر نظر اٹھائی۔ اس لئے میں شہزادہ کو تابوت کی دوسری جانب لے گئی تاکہ وہ بھی اس جبیں کو جو دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو چکی ہے۔ ایک نظر دیکھ لے۔ آئیون کانپنے لگا۔ مگر وہ زارہ کی لاش کو جو بالکل بے حس و حرکت پڑی تھی۔ اور جس کے لبوں پر اب تک مسکراہٹ تھی۔ گویا اس نے موت خوشی سے قبول کی تھی۔ استقلال کی نظر سے دیکھنے لگا۔ وہ اس کے ہاتھوں کو جو ایک دوسرے پر رکھے تھے۔ نارنگی کے پژمردہ پھولوں کو۔ صلیب کو جو چھاتی پر اس طرح رکھی تھی گویا کہ لفظ زندگی پر مہر لگادی گئی ہے۔ حسرت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ یکایک نیچے کو جھکا۔ اور اس نے خوف مگر پیار سے زارہ کی پیشانی پر جس پر سرخی نام کو نہ تھی۔ بوسہ دیا۔ لیکن وہ فی الفور یہ کہکر ہٹ گیا:

"خدایا! کس قدر سرد ہے!"

اس کی آواز سنکر ہیلیو باس سیدھا کھڑا ہوگیا۔ اور دونو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ زارہ کی لاش دونو کے درمیان حدفاصل تھی۔

دونو چپ چاپ کھڑے تھے۔ میرا دل بیحد تشویش کی وجہ سے دھڑک رہا تھا۔ جب چند منٹ اس حالت میں گذر گئے تو ہیلیوس

نے اپنی ہمشیرہ کی لاش پر ہو کر اپنا ہاتھ بڑھایا ؛
ہیلیو باس ۔ (نرم اور متین آواز میں) "ایون اس کے نام سے ہم دونوں کو صلح کر لینی چاہئے" ؛
شہزادہ کے دل پر فوراً اثر ہوا ۔ اس نے ہیلیو باس کے شفقت آمیز الفاظ کا اشتیاق اور مستعدی سے جواب دیا ۔ انہوں نے حسین زارہ کی لاش پر سے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا ۔ گویا اس کو اپنی صلح کا گواہ بنایا ؛
شاہزادہ ۔ (آہستہ سے) "کاسیمیر میں تم سے معافی کا خواستگار ہوں ۔ نیز میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ کہ تم نے میری جان بخشدی" ؛
ہیلیو باس ۔ (آہستہ لہجہ میں میری طرف اشارہ کر کے) "شکریہ تو ان کا ادا کرو ۔ یہ تمہاری بڑی دوست ہیں ۔ اس نے ہی مجھے عین وقت پر یاد دلایا تھا ۔ معافی کی بابت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم نے جو کچھ کیا اس میں تم معذور تھے ۔ اور میرا کچھ قصور نہیں کیا ۔ اب اس امر کا تذکرہ نہ کرو ۔ دانائی سالہا سال کے تجربہ سے حاصل ہوتی ہے ۔ اور تم ابھی نوجوان ہو" ؛
اس کے بعد بہت دیر تک خاموشی رہی ۔ ہم سب اپنی پیاری زارہ کی لاش کی طرف نہائت رنج و افسوس سے دیکھتے رہے ۔ میں اس غم اور افسوس کو جو اس وقت ہمارے دل پر مسلط تھا معرض تحریر میں نہیں لاسکتی ۔ اس وقت مجھے نظر آیا کہ ہمارے غم درنج میں ایک اور ماتم کرنے والا بھی شریک ہے ۔ یہ وفادار لیئو تھا ۔ یہ لاش کے پائنتی فرش پر بالکل چپ چاپ اور بے حس و حرکت پڑا تھا ۔ اور سنگ مرمر کا بت معلوم ہوتا تھا ۔ البتہ کبھی کبھی وہ نہایت دلدوز آہ بھرتا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس وفادار کتے کے

دل پر اپنے آقائے نعمت کی موت کا کس قدر اثر ہوا ہے۔ میں اُس کے پاس گئی۔ اور اُس کے بالوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگی۔ وہ میری طرف دیکھنے لگا۔ اُس کی بڑی بڑی بھوری آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ وہ عجز و انکسار سے میرے ہاتھ چاٹنے لگا۔ پھر اُس نے اپنے اگلے دونوں پنجوں پر سر رکھ دیا۔ اس کی صورت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ بھی رضائے الٰہی پر صابر و شاکر ہے۔ بہیئت مجموعی اُسکی صورت سے دیکھنے والے کے دل پر بہت اثر ہوتا تھا*

گرجے کی کھڑکیوں میں سے صبح کا نور نظر آنے لگا۔ چاروں طرف کہر اور دھند چھا رہا تھا۔ اور اُن میں ہو کر صبح کا سفید جلوہ گر ہوتا جاتا تھا۔ رات کے طوفان کے آثار ابھی باقی تھے۔ اور آہستہ آہستہ بارش ہو رہی تھی۔ آندھی بند ہو گئی تھی۔ میں نے ان پھولوں کو جو زارہ کی لاش پر ڈالے گئے تھے۔ سنوار کر رکھ دیا۔ اور جو کسی قدر مرجھا گئے تھے۔ وہ میں نے اٹھا دئے۔ نارنگی کا پھول بالکل مرجھا گیا تھا۔ لیکن میں نے اُسے بدستور سابق رہنے دیا۔ یعنی اسی جگہ جہاں زارہ نے جیتے جی خود رکھا تھا۔ جب میں پھولوں کو ترتیب سے رکھ رہی تھی۔ تو مجھے کسی قدر خوشی اور کسی قدر افسوس کے ساتھ یہ شعر یاد آئے*

ہاں تجھے بہشت ملا ہے۔ لیکن یہ دنیا
خوشی اور رنج دونو ہی کا مسکن ہے
ہمارے پھول محض ناپائدار پھول ہیں
اور تیری کامل خوشی کا سایہ ہماری حسرت
کا باعث ہے*

آخر کار شہزادہ ایون اس طرح چونکا جس طرح کہ کوئی رنجیدہ

خواب سے بیدار رہوتا ہے۔ پھر وہ ہیلیو پاس کی طرف مخاطب ہو کر آہستہ سے کہنے لگا:۔

کاسیمیر میں اب تمہارے بچ کے معاملات میں خلل انداز ہونا نہیں چاہتا۔ الوداع! میں پیرس سے آج ہی رات کو چلا جاؤنگا ہیلیو پاس اس کے جواب میں اُسے اور مجھے اشارہ سے گرجے کے باہر لے گیا۔ جب ہم گرجے سے نکل گئے۔ اور وسطی ہال میں جا کر کھڑے ہوئے۔ ہیلیو پاس شفقت آمیز اور متین لہجہ میں کہنے لگا:۔

الیون قرائن سے پایا جاتا ہے کہ ہماری مدت تک ملاقات نہ ہوگی بلکہ ممکن ہے کہ بالکل ملاقات نہ ہو۔ اس لئے تمہارے رخصت ہونے سے میرے دل پر بہت اثر ہوا ہے۔ ہم دوست ہیں۔ ہم نے دوستی کا مقدس عہد مرحومہ کی لاش کے پاس کھڑے ہو کر باہمی حلف سے پختہ کیا ہے۔ جس سے ہم دونوں کو مختلف طور پر محبت تھی۔ اس لئے میں تمہیں جو بات اب کہوں اُسے تم توجہ سے سنو۔ تم جانتے ہو۔ یا تم اس امر کو چھپا نہیں سکتے۔ کہ جس علم کا میں نے مطالعہ کیا ہے۔ وہ خوفناک صداقت اور عجیب وغریب دریافتوں سے پر ہے۔ میں نے جو اصول اس سے اخذ کئے ہیں۔ تمہیں اُن پر یقین نہیں ہے۔ کیونکہ تم قریباً دہریہ ہو۔ میں نے قریباً کہا۔ بالکل نہیں کہا۔ چونکہ تم بالکل دہریہ نہیں ہو۔ اس لئے مجھے تم سے محبت ہے۔ میں اس خفیف نورانی شرارے کو جو تم میں ٹمٹما رہا ہے تم میں سے خارج اور معدوم ہونے سے روکنا چاہتا ہوں لیکن ایسا کرنا میرے امکان میں نہیں۔ یا اس وقت نہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ مجھ میں معمولی انسانی عقل سے زیادہ قوت ہے۔ آج رات رخصت ہونے سے پیشتر میں

تمہاری آئندہ زندگی کے متعلق پیشین گوئی کرنا چاہتا ہوں۔ ایون دنیا تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ وہ ہزاروں تفریح اور عیش و عشرت کی چیزیں لئے تمہیں تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔ دنیا کے لوگوں کو بے حد خواہش ہے کہ تم نظر آؤ۔ اور وہ تمہیں خوش کرنے کے لئے تمہاری خوشامد کریں۔ اور اس خیال سے کہ تم ان کے کام کو تائید کی نظر سے دیکھو وہ تملق اور بجاجت کرنے کے لئے تیار ہیں اور کیوں؟ کیونکہ تمہیں بے حد و بے حساب اور کثیر دولت ملنے والی ہے۔ تم یہ سنکر چونکتے کیوں ہو۔ اور میری باتوں کو بے اعتقادی کی نگاہ سے کیوں دیکھتے ہو۔ جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی ظہور میں آئیگا۔ تمہاری آمدنی اس وقت تک بالکل محدود تھی۔ اور چار ہزار پونڈ سالانہ سے زیادہ نہ تھی۔ مگر اب تم کروڑوں پونڈ کے مالک ہو گئے۔ کل رات کا واقعہ ہے کہ تمہارا ایک رشتہ دار جس کا تمہیں نام تک معلوم نہیں ہے۔ اس فانی دنیا سے رحلت کر گیا اور تمہارے لئے ایک بیشمار دفینہ چھوڑ گیا۔ آج کا دن ختم ہونے سے پیشتر جو ابھی شروع ہوا ہے۔ یہ خبر تمہیں مل جائے گی۔ جب تمہیں یہ خبر موصول ہو۔ تو مجھے یاد کرو۔ اور یہ بات تسلیم کرو کہ کم از کم ایک مرتبہ مجھے سچی بات معلوم ہوئی اور میں نے تم سے بیان کر دی۔ اس شاہراہ پر چلے جاؤ۔ جو قدرت نے تمہارے لئے مقرر کر دی ہے۔ وہ اس قدر کشادہ ہے کہ نہ صرف تم ہی بخوبی چل سکو گے۔ بلکہ مفت خوروں اور خوشامدیوں کا گروہ کثیر بھی جو تمہارے پیچھے ایک دوسرے کو زور سے دھکیلنے دل کو قوی اور چہرہ کو بشاش رکھنا۔ گلاب کے پھول توڑنا۔ لذیذ انگوروں کو دبا کر گرما گرم سرخ شراب نکالنا۔ جب تم یہ شراب پیو گے

تو تمہارا خون تمہاری رگوں میں ناچنے لگیگا۔ اور خوبصورت عورتوں کا حسن پہلے سے زیادہ خوشنما معلوم ہوگا۔ جنہیں بغل میں لینے سے تم زیادہ لطف اٹھاؤگے۔ اور اُن کے بوسے زیادہ دلفریب ہونگے۔ سوسائٹی کو گیند خیال کرکے اُسے اپنی ہتھیلی میں کھلونے کی طرح گھماؤ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری زندگی روشنی کی نورانی اور شفاف باریک شعاع کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن بہت دور فاصلے پر اس کے سامنے ایک سایہ (یا مصیبت) ہے۔ اس سایہ کو صرف تمہاری قوت کبھی رفع نہیں کرسکتی۔ اکنون میری بات کو غور سے سنو۔ جب اس سایہ کی دہشت اول اول تمہیں محسوس ہو میرے پاس آؤ میں اُسوقت زندہ ہونگا۔ میرے پاس آؤ کیونکہ اسوقت دولت تمہاری مدد نہ کرسکیگی۔ اس منحوس وقت میں تمہارے یار غار اور ہم جلیس تمہیں کچھ راحت نہ دے سکینگے۔ میرے پاس آؤ۔ اور میں اس روشنی کا حلف لے کر کہتا ہوں جس کی ابھی سوگند اٹھائی ہے۔ زارہ کی پاک روح اور خدائے تعالےٰ کی ذات کی قسم دے کر کہتا ہوں۔ کہ جب تک میں اس تاریکی کو ابدی روشنی میں تبدیل نہ کردونگا۔ تب تک میں نہیں مرونگا۔ لو اب اللہ حافظ!

یہ کہکر اُس نے شہزادہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اس کو خوب دبایا پھر ایک ہی لفظ کہنے اور نظر یا اشارہ کرنے کے بغیر پھر اور گرجے کے اندر چلا گیا +

بظاہر اس کی تقریر کا نوجوان شہزادہ پر بہت اثر ہوا تھا۔ جب ہیلیوباس گرجے کی طرف واپس جا رہا تھا۔ تو شہزادہ اُسے رعب و ہراس کی نظر سے دیکھ رہا تھا +

میں نے چپ چاپ الوداع کے طور پر اپنا ہاتھ بڑھایا۔ شہزادہ

نے میرا ہاتھ پکڑ لیا - اور شائستگی سے اس کا بوسہ لیا +
وہ کہنے لگا" خاتون کاسمیر نے مجھے بتایا تھا کہ تمہاری سفارش نے میری جان بچا دی - اس عاجز کا شکریہ قبول کرو - اگر میری نسبت اس کی پیشین گویاں درست ہوں "+
میں - (کسی قدر بے صبری سے)" تم ان میں شک کیوں کرتے ہو - کیا تمہیں کسی بات پر یقین نہیں "؟
شہزادہ اب تک میرے ہاتھ کو لئے ہوئے میری طرف پریشانی کی نظروں سے دیکھ رہا تھا +
شاہزادہ - (آہستہ سے)" میرا خیال ہے کہ تمہارا قیاس درست ہے، مجھے سوائے اپنی زندگی کے ہر چیز میں شک ہے - اور بعض اوقات مجھے اپنی زندگی کا بھی یقین نہیں ہوتا - لیکن جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں - میرے کلدانی دوست کی پیشین گوئی - جس کی میں تہ دل سے تعریف کرتا ہوں - صحیح نکلے - تو میری زندگی پہلے سے زیادہ قیمتی ہے - کیونکہ مجھے بے حد و حساب دولت ملنے والی ہے - اور میں تمہارا بے حد ممنون ہوں کہ تم نے عین موقع پر ایک بات کہہ کر میری جان بچا دی "+
میں نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے کھینچ لیا +
میں" کیا تم خیال کرتے ہو کہ دولت ملنے سے تمہاری زندگی کی قیمت زیادہ ہو گئی ہے "؟
شاہزادہ" یہ تو قدرتی بات ہے - روپیہ قوت ہے "+
میں" اور تم اس سایہ کی بابت جو تمہارے مقدر میں اٹل لکھا ہے کیا خیال کرتے ہو "؟
یہ سنکر وہ آہستہ سے مسکرا دیا +

شاہزادہ "مجھے معاف رکھو۔ کاسیمر کی پیشین گوئی کے اسی حصہ پر تو میں یقین کرنا نہیں چاہتا"

میں "لیکن اگر تم اس کی پیشین گوئی کے خوش آئندہ حصہ کو تسلیم کرتے ہو۔ تو یہ تسلیم کیوں نہیں کرتے کہ ناخوش آئندہ کا وقوع بھی امکان میں ہے"

یہ سنکر اس نے اپنے کندھے پھڑ کائے

شاہزادہ "خاتون اس روشنی کے زمانہ میں ہم صرف خوشگوار باتوں اور ان چیزوں پر جو ہماری خواہشوں۔ مذاقوں اور رائیوں کے مناسب ہوں یقین کرتے ہیں۔ ہم مجبور نہیں کہ خدا تعالےٰ پر اپنی عقل کے خلاف ایمان لائیں۔ یہ زمانہ حال کی تعلیم کا عظیم نتیجہ ہے"

میں۔ (اس کی طرف رحم کی نظروں سے دیکھ کر) "کیا تمہارا واقعی یہ خیال ہے؟ انسان کی عقل کس شمار میں ہے بعض اوقات یہ فضول سی وجہ چکرا جاتی ہے۔ شراب اعتدال سے زیادہ پی جائے تو یہ بالکل الٹ پلٹ ہو جاتی ہے۔ انسان کی عقل بھی زبردست چیز ہے! اب میں تمہیں زیادہ ٹھیرانا نہیں چاہتی۔ تو۔ الوداع اور جیساکہ قدیم زمانہ میں سلام کا دستور تھا۔ خدا تمہاری حفاظت کرے"

اس نے ادب سے اپنا سر ذرا جھکا دیا

شاہزادہ "میں تمہیں اچھی شیریں مزاج عورت خیال کرتا ہوں۔ اس لئے میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ کہ تم نے میرے لئے دعاے خیر کی ہے۔ میری والدہ (یہ کہکر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے) بیچاری مدت سے رحلت کر چکی ہے۔ میری والدہ

میری پیشانی پر صلیب کی علامت بنانے کے بغیر مجھے کبھی سونے
نہیں دیتی تھی - خیر وہ زمانہ گزر گیا - خاتون میں چاہتا ہوں (اپنی
آواز کو بہت نیچا کر کے) کہ اس کے لئے ۔۔۔ تم سمجھتی ہو؟ کہ پھول
بھیجوں ؛

میں اس کا عندیہ سمجھ گئی تھی - اور میں نے وعدہ کیا کہ تم
جو پھول منتخب کر کے بھیجو گے - اُنہیں میں تمہاری مرحومہ معشوقہ
کی لاش پر ڈال دونگی - مجھے اُس کی یہ بات یاد آئی - کہ مجھے اس
سے زیادہ محبت ہے - جو اکثر مردوں کو اکثر عورتوں سے ہوا کرتی ہے ؛
اس نے بڑے جوش سے میرا شکریہ ادا کیا - وہ مطمئن اور
خوش معلوم ہوتا تھا - پھر اس نے ہال میں جس سے وہ بخوبی
واقف تھا - رخصتی اور حسرت بھری نظر دوڑائی اور گرجے کی طرف
منہ کر کے خیالی طور پر بوسہ لیا گو اس کا ایسا کرنا فضول سا معلوم
ہوتا تھا - مگر اس سے پیار اور اخلاص کا اظہار ہوتا تھا - پھر
اُس نے جھک کر مجھے سلام کیا اور چلتا بنا - بازار کی طرف والا دروازہ
حسب معمول چپ چاپ کھلا - اور اُس کے باہر نکلنے پر بند ہو گیا -
پھر وہ نظروں سے غائب ہو گیا ؛

اب صبح بخوبی نمودار ہو چکی تھی - ہوٹل مارس میں معمولی کاروبار
کا دور شروع ہو گیا تھا - لیکن ہر چیز سے اداسی اور غم آشکار تھے
میں ہر چند کوشش کرتی تھی - کہ غم و اداسی دور ہو جائیں - مگر
میری ساری کوشش بے سود تھی - نوکر چاکر کند اور کبیدہ خاطر
معلوم ہوتے تھے - اُن میں سے صرف ارمنی نوکروں اور نوعمر یونانی
غلام کی طبیعت میں کچھ فرق نہیں آیا تھا - زارہ کی تجہیز و تکفین
کی تیاریاں بڑی مستعدی سے ہو رہی تھیں - مگر بہت ہی سادہ تھیں

تجہیز کی رسم پرائیویٹ طور پر کرنے کا ارادہ تھا۔ ہیلیو باس اپنے نوکروں کو حکم دیتا تھا۔ اور وہ تعمیل کرتے تھے۔ وہ حسب عادت ہر ایک ادنےٰ سے ادنےٰ کام کو خود اپنی آنکھوں کے سامنے کراتا تھا لیکن وہ بھی غمگین تھا۔ مگر زارہ کی موت کے واقع پر وہ رضائے الٰہی پر راضی تھا۔ اس وجہ سے اس کی وجیہہ صورت پہلے سے زیادہ بارعب معلوم ہوتی تھی۔ اس کا غلام پرائیویٹ کمرہ میں ناشتہ لے گیا۔ لیکن اس نے ناشتہ بالکل نہ چکھا۔ ایک خادمہ میرے لئے چائے لائی۔ لیکن مجھے بھی کھانے پینے کے خیال سے نفرت آتی تھی۔ اور میں کوئی چیز نہیں کھا سکتی تھی۔ میرے دل میں اس فرض کا خیال تھا۔ جو مجھے ادا کرنا تھا۔ یعنے زارہ کی درخواست کے بموجب گرانڈیل بت کو مسمار کرانا تھا۔ میں اس امر پر کچھ دیر تک غور کرتی رہی۔ پھر میں نے ہیلیو باس کے پاس جاکر بیان کیا کہ بت کے مسمار کرنے کا کام میرے سپرد کیا گیا تھا۔ وہ توجہ سے سنتے لگا

ہیلیو باس۔ (فیصلہ کے طور پر) "اُسے فی الفور مسمار کرادو میرے ارمنی نوکر ہمراہ لو۔ وہ محتاط۔ تمیز دار۔ اور فرمانبردار ہیں۔ اور کسی قسم کا سوال نہیں کرتے۔ وہ مضبوط ہتھوڑوں سے مٹی کو پھوڑ دینگے۔ ٹھیرو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ پھر وہ میری طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگا۔ اور یہ کلمات ایزاد کئے "بیٹی، تم نے کچھ کھایا نہیں؟ کیا تم کھا نہیں سکتیں؟ تمہاری قوت مضمحل ہو جائیگی"۔ یہ لو۔ اُس نے ایک چھوٹے سے گلاس میں مجھے ایک عرق ڈال کر دیا۔ میں جانتی تھی کہ وہ اس قدر تقویت دیتا ہے کہ معمولی غذا سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں اُسے اُس کے حکم کی تعمیل کے خیال سے پی گئی۔ جب میں نے اُسے

خالی گلاس واپس دیا تو وہ کہنے لگا۔ مجھے بھی زارہ نے ایک بات کہی تھی۔ جو مجھے پوری کرنی ہے۔ میرے خیال میں تمہیں معلوم ہے کہ وہ اپنی موت کے لئے تیار تھی؟"

میں۔ مجھے معلوم تو نہ تھا۔ لیکن میرے خیال میں وہ موت کے لئے تیار ہوگی۔"

ہیلیو باس "۔ وہ تیار تھی۔ ہم دونو تیار تھے۔ ہم دن پر اکٹھے گرجا گھر میں رہے۔ اور ایک دوسرے سے وہ باتیں جو رخصت کے وقت کی جاتی ہیں کرتے رہے۔ ہم جانتے تھے کہ اس کی موت یا اس دنیا سے رہائی اس رات کسی وقت واقع ہونے والی ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کا خاتمہ کس طرح ہوگا۔ جب تک کہ میں نے بجلی کی گرج کی پہلی آواز سنی میں متردد تھا۔ لیکن اس کے بعد کچھ شک نہیں رہا۔ بعد میں جو نظارہ نصیب ہوا۔ اُسے تم نے بھی دیکھا۔ اُسے موت کیوقت درد بالکل محسوس نہیں ہوا لیکن مجھے وہ پیغام فراموش نہیں کرنا چاہیئے جو اُس نے تمہارے لئے دیا تھا۔ یہ کہہ کر اُس نے ایک مخفی دراز میں سے وہ برقی گوہر لیا جو زارہ ہمیشہ پہنے رہتی تھی۔ وہ کہنے لگا "یہ گوہر تمہارا ہے۔ اسے قبول کرنے میں تمہیں ڈرنا نہیں چاہیئے۔ اس سے تمہیں ڈرنا نہیں چاہیئے۔ اس سے تمہیں کوئی ضرر نہ ہوگا۔ وہ تمہارے لئے نحس نہیں ہوگا۔ تم دیکھتی ہو کہ اس کی چمک بالکل غائب ہوگئی ہے؟ تم اُسے پہنوگی تو چند منٹ کے اندر وہ پہلے سی ہی آب و تاب سے چمکنے لگیگا۔ تمہاری رگوں میں جو جان ہے۔ وہ اُس کی برقی قوت کو گرم کردے گی۔ اور تمہارے خون کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ اس کے رنگ متغیر ہونگے۔ اور چمکینگے۔ اس میں کشش کی قوت

نہیں - بلکہ وہ محض جذب کرتا اور چمکتا ہے - اُسے اس شخص یادگار کے طور پر جسے تم سے محبت تھی - اور اب تک بھی ہے لے لو"
میں نے شام کا لباس ذرا پہلے ہی پہن رکھا تھا - اور میری گردن برہنہ تھی میں نے وہ زنجیر جس میں برقی گوہر پڑا ہوا تھا - اپنے گلے میں ڈال لی اور اس عجیب وغریب گوہر کو کسی قدر تعجب سے دیکھتی رہی - چند ہی سیکنڈ میں اس میں خفیف سی چمک نظر آنے لگی - جو بتدریج بڑھتی گئی - اور گلاب کے اندرونی حصہ کی طرح شوخ قرمزی ہو گئی - اور جب وہ میرے بدن سے لگ کر بخوبی گرم ہو گیا - تو وہ بدستور سابق آب وتاب سے چمکنے لگا
میں - (اشتیاق سے) "میں اُسے ہمیشہ پہنے رہوں گی - میرا خیال ہے کہ وہ میرے لئے سعد ہوگا
ہیلیو باس - (سادگی سے) "میرا بھی یہی خیال ہے - اب ہمیں زارہ کے دیگر احکام پورے کرنے چاہئیں"
ہم ہال سے گزر رہے تھے - تو غلام کرنیل ایورارڈ - اسکی بیوی اور چالونر میاں بیوی کا پیغام لایا - انہوں نے پوچھا تھا کہ زارہ کی صحت کیسی ہے - ہیلیو باس نے جلدی سے پنسل کے ساتھ چند لفظ لکھ دئے - اور حادثہ کا مہلک نتیجہ بیان کیا - اور یہ رقعہ قاصد کے حوالے کیا - اور اس کے ساتھ ہی یہ حکم دے دیا کہ تمام پردے مکان کی کھڑکیوں پر گرا دئے جائیں - تاکہ ملاقاتی سمجھ جائیں کہ اندر آنے کی اجازت نہیں ہے - پھر ہم نگار خانہ کی طرف روانہ ہوئے ارمنی نوکر بڑے بڑے ہتھوڑے لئے ہمارے ساتھ جا رہے تھے - زارہ کی یاد میرے دل میں تازہ تھی - میں نے ادب سے اس کا دروازہ جس سے میں بخوبی آشنا تھی کھولا - جہاں سے چلنے ہمیں خود

زارہ کا سنگ مرمر کا سفید قد آدم بت نظر آیا۔ اُسے زارہ نے اپنا معمولی موزوں مشرقی لباس پہنایا تھا۔ اس کا سر کسی قدر اٹھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے چہرہ سے خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ ہاتھوں کی مٹھیاں کسی قدر سے بند کی تھیں اور ان میں پھولوں کے گچھے تھے اُس پر زارہ کا نام۔ اس کی پیدایش اور موت کی تاریخ بھی لکھی تھی بت کے قدموں میں کاغذ کا ایک پرزہ پڑا تھا۔ ہیلیو باس نے اسے اٹھا لیا۔ اور پڑھ کر مجھے دے دیا۔ وہ زارہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اور اُس پر حسب ذیل درج تھا:-

"اپنے پیارے کاسیمیر کو۔ جو میرا بھائی۔ دوست۔ راہبر اور استاد ہے۔ جس کی طفیل سے مجھے اس دنیا اور آئندہ دنیا میں اعلے خوشی نصیب ہوئی ہے۔ میں اس کی شکر گزار زارہ اپنا یہ یونہی ساہت گذشتہ خوشی کے زمانہ کی یادگار کے طور پر پیش کرتی ہوں۔ اور امید کرتی ہوں کہ عالم عقبےٰ میں پھر دگنی خوشی کے ساتھ ہماری ملاقات ہوگی مضمون پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور میں نے چپ چاپ وہ پرزہ اُسے واپس دے دیا۔ اب ہم اس گرانڈیل بت کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس کے مسمار کرنے کے لئے ہم آئے تھے۔ میں نگارخانہ کی اور والے میں کھڑی تھی۔ اور میں سفید کتانی پردوں میں بالکل چھپی ہوتی تھی۔ ہیلیو باس نے آگے بڑھ کر زور سے یک لخت جھٹکا دیکر اور بت کے پردے اتار دئے۔ پھر ہم دونو پیچھے ہٹ گئے۔ اور مٹی کے بت کو تعجب سے دیکھنے لگے۔ اس وقت ہمارے دل میں یہ سوال پیدا ہوا۔ یہ کس چیز کا بت ہے ؟ انسان کا ؟ خدا کا ؟ یا فرشتہ کا ؟ یا اس گرانڈیل بت میں تینوں کی شکل نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے ؟ وہ بت ادھورا تھا۔ چہرے کے خدوخال سوائے ابروؤں

اور آنکھوں کے ظاہر نہیں کئے گئے تھے۔ ان سے عظمت۔ کامل حکمت۔ طمانیت اور قوت کے آثار ظاہر تھے۔ میں زارہ کی صنعت کے اس عجیب وغریب بت کو گھنٹوں تک دیکھ سکتی۔ لیکن ہیلیوباس نے ارمنی نوکروں کو پکارا۔ جو دروازہ کے قریب اس کے احکام کے منتظر کھڑے تھے۔ اور اس بت کے توڑنے کا حکم دیا۔ گو یہ نوکر عمدہ تربیت یافتہ تھے۔ مگر وہ تعجب اور تردد کی حالت میں کھڑے ہوگئے ان کا آقا چین بجبیں ہؤا۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ سے ہتھوڑا لیکر اس نے خود گرانڈیل بت پر اس طرح سے حملہ کیا کہ گویا وہ اس کا دشمن تھا۔ ارمنیوں نے جب دیکھا کہ وہ سچ مچ اس بت کو تڑوانا چاہتا ہے۔ تو چپ چاپ اس کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔ اور بت شکنی میں اس کی مدد کرنے لگے۔ چند منٹ میں اس عظیم اور خوبصورت بت کے ٹکڑے فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ اور پھر انہیں بھی چکنا چور کر دیا گیا۔ میں نے اپنے آنکھوں کے سامنے بت کے مسمار کرانے کا۔ وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے اب اس وعدہ کو پورا کر دیا تھا۔ لیکن مجھے اس نظارہ سے بہت ہی رنج اور افسوس ہؤا۔ جب بت کے مسمار کرنے سے فراغت ہو گئی۔ تو ہیلیوباس نے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ خود زارہ کا بت اس کے رنج کے کمرہ میں لے چلیں۔ اور پھر گھر کے تمام نوکروں ماماؤں وغیرہ کو بڑے ہال میں جمع ہونے کے لئے تاکید کر دیں۔ کیونکہ میں ان سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے اُسے یہ حکم دیتے سنا تو مجھے کچھ تعجب ہؤا۔ اور وہ میرے تعجب کو بھانپ گیا۔ جب ارمنی آہستہ آہستہ زارہ کے سنگ مرمر کے بت کو احتیاط سے اٹھائے ہوئے ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔ تو ہیلیوباس مجھ سے مخاطب ہو کر اور نگار خانہ کا دروازہ مقفل کر کے کہنے لگا:۔

یہ جاہل لوگ روپئے اور کھانے کی خاطر میری نوکری کرتے ہیں۔ وہ روپیہ بہت شوق سے لیتے اور کھانے مزے سے کھاتے رہتے ہیں۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ میں شیطان یا اس کا کاردار ہوں۔ اور میں اُن کے اصول کا ثبوت دے کر انہیں بالکل مطمئن کردونگا آؤ تم بھی دیکھو"۔

میں حیرت سے اس کے پیچھے چلی گئی۔ وہ زینہ سے اترتے ہوئے کہنے لگا "کیا تم جانتی ہو کہ زارہ نے اس بُت کے مسمار کرنے کی خواہش کیوں کی؟

میں۔ (صاف صاف طور) "نہیں۔ شائد یہ وجہ ہو کہ ادھورا تھا"۔

ہیلیو باس "وہ ہمیشہ ادھورا ہی رہتا۔ خواہ وہ زندہ رہتی اور سالہا سال تک محنت کرتی رہتی۔ اس بت کے شروع کرنے میں اس نے بڑی دلیری کی۔ لیکن اس کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ اس نے اس ہستی کا خاکی بُت بنانے کی کوشش کی تھی۔ جو کالبد انسانی میں پیدا نہیں ہوئی۔ اس ہستی کا بت جو اس کی توام روح ہے۔ اور جو اس پر بالکل غالب ہے۔ اور جو اب اس کے ہمراہ ہے۔ اُس کی یہ کوشش ایسی ہی تھی۔ جیسے کہ وہ قوس قزح کے رنگوں کا سنگ مرمر کا بت بنانے کی خواہش"۔

اُس وقت ہم ہال میں پہنچ گئے تھے۔ اور نوکر دو دو تین تین کرکے جمع ہو رہے تھے۔ جب ان کا آقا فوارہ کے قریب ایک بلند مقام پر کھڑا ہو گیا۔ تو وہ اُسے خوف . . اس کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ اور وہ انکو تجسس اور توجہ کی نظروں سے دیکھنے لگا۔ میں نے سنگ مرمر کے ایک ستون کے پیچھے ایک کرسی بچھالی۔ اور اس پر بیٹھ کر اس عجیب تر تیری دلچسپی کو دیکھنے لگی لیکو کسی گوشہ سے نمودار

ہوا۔ اور اپنے آقا کے قدموں کے قریب لیٹ گیا ٭

تھوڑی دیر میں گھر کے تمام نوکر چاکر جو تعداد میں کوئی بیس تھے جمع ہو گئے۔ اور ہیلیوباس نے بلند اور صاف آواز میں انہیں یوں مخاطب کیا:-

"میں نے آج صبح تم سب کو اس لئے بلایا ہے۔ کہ تم نے میری ملازمت ترک کرنے کا نوٹس دینے کے لئے ارادہ کر لیا ہے"

جتنے نوکر چاکر حاضر تھے۔ وہ یہ بات سنکر متعجب اور مایوس ہو گئے اور کسی نے میرے قریب سرگوشی میں یہ کہا ٭

"وہ شیطان ہے۔ ورنہ اُسے ہمارا خیال کس طرح معلوم ہو گیا؟"

یہ سنکر ہیلیوباس طنزاً مسکرایا۔ اور اُس نے خوش ہو کر سلسلۂ تقریر یوں شروع کیا:-

میں تمہیں نوٹس دینے کی تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ چونکہ مجھے تمہارے ارادے معلوم ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں تمہیں ابھی موقوف کرتا ہوں۔ یہ طبعی امر ہے کہ تم شیطان کی ملازمت میں رہ کر اپنے چال چلن پر دھبہ لگانا نہیں چاہتے۔ مگر مجھے اس بات کا تعجب ہے کہ شیطان کا روپیہ لینے پر تمہارے ہاتھ نہیں جلے۔ اور اُس کا کھانا تمہارے حلق میں زہر نہیں بنا۔ میری ہمشیرہ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ مہربانی اور رعایت کا سلوک کیا کرتی تھی مر گئی ہے یہ امر تمہیں معلوم ہے۔ اور تمہاری رائے ہے کہ رعد و باران کا وہ طوفان جو اس کی موت کا باعث ہوا۔ میں نے طلب کیا تھا۔ اچھا یونہی سہی اگر تم چاہو تو اس خبر کو تمام پیرس میں مشہور کر دو۔ مگر تمہاری باتوں کا مجھ پر کچھ اثر نہ ہو گا۔ تم نے میری ملازمت اچھی طرح کی ہے۔ اور میں اس وجہ سے تمہارا ممنون ہوں۔ جب میں اپنی ہمشیرہ

کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤنگا۔ تو تمہاری تنخواہ معہ کچھ انعام کے تمہیں دے دونگا۔ پھر تم اس مکان سے جب چاہو چلے جاؤ۔ اور مسلمہ شیطانوں کی عادت مستمرہ کے خلاف میں تمہارے لئے دعاے خیر کرتا ہوں۔ اور میں ایسا کرنے سے ہلاک نہیں ہونگا"۔

جب وہ تقریر کر رہا تھا۔ تو ملازموں کی صورت سے طرح طرح کے خیالات اور جذبات کا اظہار ہو رہا تھا۔ عموماً خوف اور ندامت کے آثار نمایاں تھے۔ نوعمر یونانی غلام دبے پاؤں آگے بڑھا۔

یونانی غلام۔ (ہڑ بڑا کر) "آقاے نعمت آپ کو معلوم ہے۔ کہ میں آپ کی ملازمت ترک نہیں کرونگا"۔ یہ کہہ کر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

ہیلیوباس نے اُس کی سیاہ لٹوں پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔ مگر اُس سے کچھ نہ کہا۔ چار ارمنی نوکروں میں سے ایک آگے آیا اور اُسے اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر اور سینہ پر جلدی سے رکھ کر کہنے لگا۔

"آقاے نامدار حضور ہمیں جو حضور کی خدمت میں تمام زندگی وقف کرنا چاہتے ہیں۔ یقیناً موقوف نہیں کرینگے؟ اگر ضرورت ہو ہم حضور کے ہمراہ موت قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ ہمارے دل میں حضور کی محبت اور عزت ہے"۔

ہیلیوباس اس کی طرف بہت مہربانی کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔

ہیلیوباس۔ (آہستہ سے) تم میرے توقع سے زیادہ خیرخواہ نکلے۔ آفرا چونکہ تمہاری خواہش ہے کہ میری ملازمت کرو۔ اور یہ کہ تمہارے رفیق یہیں رہیں۔ اور (غلام سے جو زار و قطار رو رہا تھا۔ مخاطب ہو کر) لڑکے کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ایک یتیم کو ملازمت سے برطرف کر دونگا۔ جس کی والدہ نے اُسے میرے سپرد کیا تھا؟

بیتا میں تمہیں موقوف نہیں کرونگا۔ تم میرے ملازم ہوا ور جب تک تمہیں مجھ سے محبت رہیگی۔ تب تک میں تمہاری خدمت کرونگا ٭

غلام نے جواب میں اپنے آقا کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ اور اپنی کشادہ وصاف پیشانی سے بالوں کے گنجان کاکل پیچھے ہٹا کر ان خادموں کو دیکھنے لگا۔ جو موقوفی کی خبر سنکر خاموش ہو گئے تھے۔ اور حقارت آمیز لہجہ میں گویا ہوا ٭

"تم سب پیرس کا آخور ہو۔ جاؤ اپنا ٹھکانا ڈھونڈو۔ تم نہ خدا نہ شیطان کو جانتے۔ تمہیں تنخواہ سے بھی کچھ زیادہ روپیہ ملیگا۔ پھر تمہیں کس چیز کی خواہش ہے؟ تم نے ایک نہایت شریف شخص کی خدمت کی ہے۔ اور چونکہ وہ عالی مرتبہ۔ دانا اور سچا ہے۔ اس لئے تم اُسے شیطان قرار دیتے ہو۔ پیرس کے لوگوں کا یہی شعار ہے۔ یہ لوگ تمام چیزوں کو الٹ پلٹ کر دیتے ہیں۔ یہاں تک وہ نیکی کو بدی اور بدی کو نیکی خیال کرنے لگتے ہیں۔ ادھر دیکھو۔ تم نے تنخواہ کی خاطر ملازمت کی ہے۔ لیکن میں نے اُس کی خاطر ملازمت کی ہے۔ میں اس کے ساتھ فاقوں مرنے اور موت قبول کرنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ وہ میرے لئے شیطان نہیں۔ بلکہ فرشتہ رحمت ہے ٭

نوکر فرط شوق ومحبت سے پھر اپنے آقا کا ہاتھ چومنے لگا ہیلیوباس نے اُس سے آہستہ سے کہا۔ کہ اب خاموش رہو۔ وہ خود نوکروں کے مجمع کی طرف جو ابھی بے حس وحرکت کھڑے تھے۔ بہت اطمینان اور تعجب سے دیکھنے لگا ٭

ہیلیو باس۔ "تم کس بات کا انتظام کر رہے ہو؟ تم یہی سمجھو۔ کہ تم ملازمت سے برطرف ہو۔ اور جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ جو شخص مجھ سے چال چلن کا سرٹیفکیٹ لینے کی درخواست کریگا۔

ہیں قدم بڑھاتی جاؤ۔ بتدریج تمہیں دگنا کام کرنا پڑے گا ؛

میں :۔" کیونکر ؟"

ہیلیوپاس ۔ زارہ پر ایک ایسی روح غالب ہوگئی تھی ۔ جس کا مقدر پورا اور مکمل ہوچکا تھا۔ اور جو کالبد خاکی میں مقید ہونے کے لئے پھر زمین پر نازل نہیں ہوسکتی تھی۔ اب تم پر کسی کا غلبہ نہ ہوگا۔ تمہاری ہستی کے مساوی اور ایک اور ہستی ہوگی۔ یعنے تمہیں شکل انسانی میں اپنی روح کی بعینہٖ شبیہ ملے گی۔ اور تمہارے لئے ضروری ہوگا کہ اپنی قوت اس ہستی میں منتقل کرو۔ اور وہ اپنی نوبت پر تمہاری ہستی کو اسیقدر برقی تحریک دے گی۔ اس قسم کا اتحاد نہایت موزوں اور عمدہ اور دلکش ہوتا ہے۔ وہ کامل نغمہ کی مثل ہوتا ہے۔ جو بالکل مکمل اور ناقابل افتراق ہو۔ سر دو میں سات اور نو کے نغمے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن کامل نغمہ کے برابر کوئی بھی خوشگوار اور دلاویز معلوم نہیں ہوتا۔ بیٹی زندگی اور محبت میں تمہارا یہی مقدر ہے۔ شب و روز سربسجود ہوکر اس امر کا خدائے رحیم و کریم کی جناب میں شکریہ ادا کیا کرو۔ اور احتیاط سے چلو۔ جب تمہاری اور دوسری ہستی کی روح ایک جا ہوگئی۔ تو تمہیں بہت اعلےٰ خیال رکھنے ہونگے ۔ اور بڑی عجز سے دعا و عبادت کرنی ہوگی "؛

اس گفتگو کے بعد ہم نے خلوت میں ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی۔ سہ پہر کا باقی وقت زارہ کی تجہیز کی آخری تیاریوں میں صرف ہُوا۔ جب اس کی لاش پیری لاچیس میں دوسرے روز علے الصبح دفن کی جارہی تھی۔ تو شہزادہ آیون نے سفید گلاب۔ کنول وغیرہ کے پھولوں کے بہت طبے اور خوشنما ہار بھیجے ہیں۔ مجھے وہ وعدہ یاد آیا جو میں نے شہزادہ سے کیا تھا۔ میں نے خود جاکر ان طرحوں کو زارہ کی

لاش پر اچھی طرح رکھ دیا۔ اب اس مہ جبیں کی لاش شاہ بلوط کے ایک نفیس تابوت میں رکھی گئی تھی۔ اور اس پر سر سے پاؤں تک لیس کی ایک نازک چادر پڑی تھی۔ اس کے خدوخال میں موت کے بعد اس وقت کچھ تغیر نہیں ہوا تھا۔ مگر شاید پہلے سے زیادہ اینٹھے ہوئے تھے اس کے ہاتھ جو صلیب پر ایک دوسرے کے اوپر رکھے تھے سخت ہو گئے تھے۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ سانچہ میں موم سے بنائے گئے ہیں۔ میں نے ہار اس پر ڈال دئے۔ اور اس کی بے حس و حرکت لاش کی طرف کھڑی ہو کر دیکھنے لگی۔ پادری پال ایک بغلی دروازہ سے گرجے میں داخل ہوا اور میرے قریب کھڑا ہو گیا ؛

پادری۔ وہ خوش ہے! اس پادری کے قابل تعظیم صورت سے بشاشت کے آثار نمایاں ہو رہے تھے ؛

میں (آہستہ سے) "کیا تمہیں بھی معلوم تھا کہ وہ کل ہی رات کو چل بسے گی" ؛

پادری "ہاں اس کے بھائی نے مجھے بلا کر بتا دیا تھا کہ وہ عنقریب اس دنیا سے رخصت ہونے والی ہے۔ خود اس نے بھی مجھے بتا دیا تھا۔ اور میرے سامنے گناہ کا اقرار اور آخری دعا کی تھی۔ اس لئے میں اس واقع کے لئے تیار تھا" ؛

میں۔ (کسی قدر حیرت سے) "کیا تمہیں اس میں شک نہیں تھا۔ کیا تمہیں یہ خیال پیدا نہ ہوا تھا کہ جو وہ کہتے ہیں غلط نکلے گا؟"

پادری "میں ہیلیوباس سے بچپن سے واقف تھا۔ میں اس کے والدین سے بھی آشنا تھا۔ میں اس کے تبحر علمی اور اس کی دریافتوں کی قدر و منزلت سے بخوبی آگاہ تھا۔ اگر مجھے روحانی امور میں شک ہوتا تو میں اس نسل سے نہ ہوتا جس میں پیدا ہوا ہوں۔ کیونکہ

میں بھی کلدانی ہوں"۔

اس کے بعد میں نے اور کچھ نہ کہا۔ پادری پال بہت ادب سے ان چراغوں کے گل کترنے لگا۔ جو تابوت کے گرد جل رہے تھے۔ میں پھر حسین و مہ جبین زارہ کی لاش کو جو میرے سامنے پڑی تھی دیکھنے لگی۔ لیکن اب مجھے کسی نامعلوم وجہ سے رنج نہیں ہوتا تھا۔ میرے دل میں خود بخود خوشی پیدا ہو رہی تھی۔ میں خیال کرتی تھی۔ کہ میں زارہ کے لئے کیوں افسوس و غم کروں۔ خاصکر ایسی حالت میں جبکہ میں وسطی کرہ کی شان و شوکت تھوڑے ہی عرصہ پیشتر دیکھ آئی ہوں۔ اور جب کہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ اُسے کامل مسرت نصیب ہوئی ہے۔ میں آہستہ سے قدم اٹھاتی ہوئی خوش خوش گرجے سے نکلی۔ اور اپنے کمرے میں اسباب باندھنے کے لئے چلی گئی تاکہ صبح کو رخصت ہونے کے لئے تیار ہوں۔ میری میز پر ایک کتاب پڑی ہوئی تھی۔ اس کی عجیب و نرالی جلد کی وجہ سے میں نے اس کو فی الفور شناخت کر لیا۔ وہ مردہ مطرب کے خطوط تھے۔ اُس کے پاس ہی ایک کارڈ پڑا تھا۔ اس پر پنسل سے یہ مضمون تحریر تھا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس کتاب کو لینے کی خواہش مند ہو۔ اسلئے میں اس کا ایک نسخہ پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ تم اسے ضرور قبول کرو گی۔ اُس سے تمہیں یہ سبق ملے گا کہ سرود پر بخوشی اپنی تمام زندگی وقف کردو۔ اور دنیا کی رائیوں اور خیالات کی کچھ پروا نہ کرو۔ تمہارے پیشہ کے لئے بھی دو تو باتیں ضروری ہیں۔ ہیلیوباس"۔

میں اس تحفہ سے بہت خوش ہوئی۔ اور میں نے اس کتاب کو کھولا۔ اس کے سر ورق پر میرا نام۔ بقید تاریخ ماہ اور سنہ لکھا تھا اور نیچے یہ عبارت تحریر تھی۔

سرد ہوا تو عشق کا نوحہ ہے۔ یا دیوتاؤں کی جناب میں دعا ہے"۔
میں نے اس قیمتی خزانہ کو اپنے بکس کے ایک گوشے میں "مذہب عیسوی کے برقی اصول" اور ہیلیو باس کے مفید نسخوں کے مسودوں کے ساتھ رکھ لیا۔ اُس وقت مجھے اپنی شکل ایک قدآدم آئینہ میں جو میرے سامنے تھا نظر آئی۔ مجھے اس برقی گوہر کی آب و تاب نے جو میں پہنے ہوئے تھی مفتون کر لیا۔ وہ ستارہ کی طرح چمکتا تھا۔ اور واقعی بہت ہی دلکش تھا۔ وہ نہایت آبدار الماسوں کے گچھے کے اثر سے زیادہ چمکتا تھا۔ اس مقام پر یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ جب میں اُس عجیب و غریب زیور کو پہنکر کسی مجلس میں جاتی ہوں۔ تو لوگ مجھ سے اُس کے متعلق بہت سے سوال کرتے ہیں۔ لوگوں کے دل میں عموماً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کوئی جدید برقی زیور ہے۔ مگر یہ خیال درست نہیں۔ کیونکہ وہ تو محض ایک صاف و شفاف پتھر سنگریزہ ہے۔ جو منطقہ حارہ کے سواحل پر عموماً ملتا ہے۔ اس میں یہ خاصیت ہے کہ انسانی برق کے قلیل ترین جزو کو جذب کر لیتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے اس میں سے طرح طرح کے رنگ بڑی آب و تاب سے نکلتے ہیں۔ یہ خاصیت اب تک ہیلیو باس نے ہی دریافت کی ہے۔ اور اس کا قول ہے کہ یہی خاصیت بہت سے اور پتھروں میں بھی موجود ہے جو بظاہر شفاف اور آبدار معلوم نہیں ہوتے۔ لیکن ان کی آزمائش نہیں کی گئی۔ اور کسی کو ان کا حال معلوم نہیں ہے۔ جو پتھر بعض امراض کے لئے بطور حفظ ماتقدم یا تعویز کے مشرقی ممالک اور کوہستان سکاٹ لینڈ میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہ بھی برقی ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کی خاصیت کسی قدر مختلف ہوتی ہے۔ وہ مرض کو جذب کر لیتے ہیں۔ اور بعض حالتوں میں اس کو نابود کر دیتے ہیں۔ جب

کافی عرصہ تک ان کو پہنے رہیں تو اُن کی قوت طبعی طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ اور پھر کسی کام کے نہیں رہتے۔ پتھر کے تعویز آجکل دہقانوں اور جاہل لوگوں کی اوہام پرستی خیال کئے جاتے ہیں لیکن یاد رہے کہ اوہام پرستی کی تہ میں بھی کوئی نہ کوئی حقیقت پنہاں ہوتی ہے۔ خواہ اس میں صداقت کم ہی ہو۔ آرچڈس یعنی ایک قسم کے پودے اس امر کی عجیب مثال ہیں۔ اُنہیں قدرت کی تلون مزاجی بھی کہتے ہیں۔ لیکن اس مقام پر میں اس مضمون کو بیان نہیں کر سکتی۔ میں دعوے سے کہتی ہوں کہ اگر میں علم کے ان عجیب و غریب۔ حیرت انگیز اور خوبصورت اسراروں کو جو میرے دوست اور راہبر یعنے کلدانی حکیم نے۔ میری نظروں کے سامنے ظاہر کئے ہیں۔ بیان کروں تو بیس جلدوں میں بہ مشکل بیان کر سکونگی۔ لیکن میں نے یہ کتاب اپنے ناظرین کے سامنے ہیلیو باس کے حالات اور اس کے گھر میں جو واقعات میں نے بچشم خود دیکھے۔ بیان کرنے کے لئے تحریر کی ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ بیان نہیں کر سکتی۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے دیباچہ میں کہا ہے۔ میرے ناظرین اس داستان کو محض ایک خیالی فسانہ تصور کرینگے۔ یا وہ زندگی۔ موت۔ ابد۔ اور عالم کے تمام اسرار کی نسبت صرف یہ تسلیم کرینگے۔ کہ وہ برقی حرارت اور روشنی کے ابدی برقی حلقہ کا قدرتی اور علمی نتیجہ ہیں۔ لیکن وہ گلیلیو کے اس قول سے اتفاق کریں یا نہ کریں۔ مگر میں اس سے متفق الرائے ہوں ❖

خاتمہ

دوسرے روز پیری لاچیس کی طرف ایک سادہ اور چپ چاپ جماعت کے ساتھ زارہ کا جنازہ جا رہا تھا۔ اس کا تابوت ایک ٹھیلی ار تھی پر رکھا ہوا تھا۔ اس پر قیمتی سفید مخمل کی چادر پڑی تھی۔ اور اس پر پھول بکثرت پڑے ہوئے تھے۔ آیون کے ہاروں اور حلیم الطبع مسز چاؤنر کی پھولوں کی صلیب دونو ہی خوب اچھی طرح نظر آتے تھے۔ غیر معمولی بات یہ تھی کہ جنازہ کی گاڑی میں دو شاندار سفید گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ ہیلیو باس نے مجھ سے یہ بات کہی تھی۔ کہ زارہ کے خاص ایما کے مطابق ایسا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ منحوس سیاہ گھوڑوں کے بازار میں سے جنازہ لے جانے کا راہ گیروں پر برا اثر ہوتا ہے"

اس نے کہا تھا۔ اور کوئی شخص کیوں غمگین ہو۔ جبکہ میں واقعی بالکل خوش و خرم ہونگی"

شہزادہ آیون پیٹرو فسکی پیرس سے چلا گیا تھا۔ مگر اس کی گاڑی جس میں دو روسی نسل کے عمدہ گھوڑے جتے تھے۔ جنازہ کی گاڑی کے پیچھے کچھ فاصلے پر آ رہی تھی۔ ڈاکٹر مورینی اور ہیلیو باس کے بعض اور آشناؤں کی گاڑیاں بھی ساتھ تھیں۔ جنازہ کے ساتھ پیدل آدمی بہت تھوڑے تھے۔ ان میں سے زیادہ تر بہت ہی مفلس لوگ تھے۔ جن میں سے بعض نے زارہ کی سخاوت یا اس کے بھائی کے

علاج سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اور جو افواہ سنکر یا اخبار نگاروں کے مطالعہ سے جس میں زارہ کی موت کی خبر نہایت اختصار سے درج کی گئی تھی جنازہ میں شامل ہوئے تھے۔ مطلع کہر آلود تھا۔ اور آفتاب کی روشنی اُسے چیر کر آتی تھی۔ پادری پال اور اُس کے اسسٹنٹ کیتھلک فرقہ کی رسوم کے مطابق سنجیدہ مگر خوش گوار آواز میں مردہ کے لئے دعائے مغفرت پڑھتے تھے۔ وفادار لیئو بھی قبر کے پاس ماتم کرنے والوں میں شریک تھا۔ وہ تھوڑے فاصلے پر چپ چاپ بیٹھا تھا۔ اور کسی کے راستہ میں حائل نہیں ہوتا تھا۔ اور اپنے آقا کی طرف اعتماد کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس امر کو بخوبی سمجھ گیا ہے کہ اُسے آئندہ صرف آقا ہی کی خدمت کرنی ہوگی۔ تابوت قبر میں اُتار اگیا۔ مرحومہ کے ابدی آرام کی دعا کی گئی۔ اور خاتمہ بالخیر ہوگیا حاضرین آہستہ آہستہ ہیلیو باس سے مصافحہ اور ایک دوسرے کو سلام کرکے یکے بعد دیگرے رخصت ہو رہے تھے۔ میں ایک گاڑی پر سوار ہوکر ہوٹل مارس میں واپس آگئی۔ اور ہیلیو باس کو قبرستان ہی میں چھوڑ آئی۔ وہ اپنی ہمشیرہ کی قبر پر تعویز بنانے اور اُس کو مناسب طور سے سجانے کے بارہ میں آخری ہدایات دے رہا تھا۔

نو عمر غلام نے میرے کمرے میں مجھے سہ پہر کا تھوڑا سا ناشتہ کھلایا۔ اور جب میری روانگی کی تمام تیاریاں ہو چکیں۔ تب ہیلیو باس واپس آیا۔ میں کتب خانہ میں اس کے پاس گئی۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ ایک آرام چوکی پر دراز ہوکر غم و رنج کی حالت میں محو ہے اس کی صورت سے یاس و حسرت ٹپکتی تھی۔ مجھے اس سے نہایت ہمدردی تھی۔ کیونکہ اُس نے مجھ پر بڑے بڑے احسان کئے تھے۔ میں نے بیٹی کی طرح اس کے قریب دو زانو ہوکر اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔ وہ

اس طرح یکایک چونکا کہ گویا نیند سے بیدار ہوا ہے۔ اور مجھے دیکھ کر نرمی سے مسکرانے لگا۔

ہیلیوپاس۔ (مہربانی کے لہجہ میں) "بیٹی کیا تم مجھے الوداع کہنے آئی ہو۔ خیر تمہارے یہاں آنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔"

میں۔ (شکرگزاری کے لہجہ میں) "اگر میرا کوئی مقصد تھا بھی تو وہ ایک طرح کی خودغرضی تھی۔ اور جس کے باعث مجھے تم سے علاج معالجہ کرانے کی ضرورت ہوئی؟"

ہیلیوپاس۔ (چند منٹ کی خاموشی کے بعد) "اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ تم کونسے پراسرار اختیار اور اثر سے مجبور ہو کر یہاں آئی تھیں کونسے عجیب و غریب مسلسل واقعات سے مجھے تمہاری ملاقات سے پیشتر تمہارا حال معلوم ہو گیا تھا۔ مجھے کس طرح آگاہی ہوئی کہ عورت ذات میں سے تم ہی میری ہمشیرہ کی صحبت کے لائق ہو جبکہ اس کا اپنی جنس سے اختلاط کرنا سخت ضروری ہو گیا تھا۔ کس طرح تم مجھے روشنی کے ایک نقطہ کی طرح نظر آئیں۔ جس سے میں اس تاریکی (مصیبت) سے نجات پا سکتا تھا۔ جو میری زندگی پر نازل ہونے والی تھی۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میں تمہیں یہ ساری باتیں بتاؤں تو تمہیں اس امر میں بالکل شک و شبہ نہ رہیگا۔ کہ تمہارا یہاں آنا نہایت ضروری تھا۔ مگر تمہیں اسی قدر بتانا کافی ہے کہ تمہارے طفیل میری بڑی سے بڑی امیدیں اور آرزوئیں بر لائیں۔ اور ان خدمات کے صلہ میں جو تم نے میرے لئے کی ہیں۔ جن کی قدر و وقعت کا اندازہ تم نہیں کر سکتی ہو۔ میں حتے المقدور تمہاری آئندہ جسمانی و روحانی زندگی کی راہبری کرونگا۔ میں نے پہلے بھی تمہارے لئے کچھ کر دکھایا ہے۔ لیکن وہ کچھ زیادہ نہیں۔ اور آئندہ میں اور

کرونگا۔ میں تم سے صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ جب تم مجھ سے خط و کتابت کرو۔ تو مجھے اپنے اور اپنے متعلق تمام حالات سے آگاہی دو۔ پھر میں جو رائے قائم کروں گا یا جو مشورہ دونگا۔ اس میں واقعات سے نتیجہ اخذ کرنے میں غلطیاں سرزد نہ ہونگی"۔

میں "میں تہ دل سے یہ وعدہ کرتی ہوں"۔ میں نے خوشی سے جواب دیا۔ کیونکہ میں نے خیال کیا کہ میں بڑی خوش قسمت ہوں کہ نہایت اعلےٰ علوم کا فاضل میرا دوست اور مشیر ہے۔

ہیلیو پاس۔ (ایک میز کی دراز کھول کر) "اب میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں۔ تمہیں اس پنسل سے خطوط لکھنا۔ یہ دس سال چلیگی۔ اور اس کے بعد میں اور پنسل بھیجونگا۔ کسی کاغذ پر لکھو۔ اور حروف معمولی ڈرائنگ پنسل کی طرح ہونگے۔ لیکن ادھر لکھے ادھر غائب ہو گئے۔ تم اس بات کی مطلق پروا نہ کرو۔ جو کچھ بیان کرنا ہو۔ سب لکھ دو۔ جب تم خط لکھ چکوگی۔ باوجودیکہ تم نے مضمون گنجان لکھا ہوگا۔ لیکن صفحے بالکل سفید معلوم ہونگے۔ پس اگر کوئی اجنبی اس خط کو دیکھے گا تو اُسے مضمون معلوم نہ ہو سکیگا لیکن جب خط میرے پاس پہنچیگا۔ میں نوشتہ کو بظاہر بے داغ کاغذ پر اس طرح نمایاں کرلونگا۔ گویا تم نے جو کچھ لکھا تھا وہ چھاپہ ہے۔ میرے خطوط جب تمہیں موصول ہونگے۔ تو سفید ہی نظر آئینگے لیکن انہیں صرف دس منٹ تک اس میں دبایا۔ (یہ کہکر اُس نے ایک بلاٹنگ بک کی صورت کی جلد دی) اور پھر وہ بخوبی پڑھے جا سکینگے۔ سیلینی کے پاس بھی اس قسم کے تحریر کے آلات موجود ہیں۔ جب فاصلہ اس قدر ہو کہ لیئو کی معرفت خط و کتابت نہ کرسکیں تب وہ یہی چیزیں استعمال کرتا ہے۔ اس وفادار کتے کو ہم خط و

کتابت لے جانے پر اس لئے لگائے رکھتے تھے۔ کہ اس کی تربیت قائم رہے؟

میں۔ (پنسل اور کتاب لے کر) "لیکن تم تحریر کے اس عمدہ مصالح کو عام جائداد کیوں نہیں بناتے؟ یہ بہت مفید ہوگا"

ہیلیو پاس۔ (مسکرا کر) "اسطرح کوئی مفلس دو کاندار دولت کما لیگا۔ علاوہ بریں یہ چیزیں نئی نہیں۔ وہ قدیم لوگوں کو معلوم تھیں۔ اور بہت سے مخفی خطوط۔ قوانین۔ تاریخیں۔ اور نظمیں۔ اس قسم کے آلات سے تحریر کئے گئے تھے۔ دو صدیاں ہوئیں۔ ایک قدیم کتب خانہ مسمار کیا گیا تھا۔ اس میں سے بظاہر سفید کاغذات کا ایک انبار نکلا تھا۔ اگر میں اس وقت زندہ ہوتا اور مجھے یہ بات معلوم ہوتی جو اب معلوم ہے۔ تو میں سفید صفحوں کے تمام اسرار آشکارا کر سکتا"

میں "کیا ان چیزوں کا بھی برقی قوت سے تعلق ہے؟"

ہیلیو پاس "بیشک۔ اس کا تعلق نباتاتی برق کی قوت سے ہے۔ کوئی پودا یا بوٹی ایسی نہیں۔ جس کے پھیلے ہوئے پتوں یا چھوٹے چھوٹے پھولوں میں کوئی اسرار نہاں نہ ہو۔ کیا تمہیں اس امر میں کوئی شک ہے"

میں۔ (جلدی سے) "مجھے تو شک نہیں! مجھے کسی چیز میں شک نہیں!"

ہیلیو پاس۔ (متانت سے مسکرا کر) "تم ٹھیک کہتی ہو۔ شک سے حسن تباہ ہو جاتا ہے۔ یہ زندگی کے شیریں جام میں بمنزل زہر کے ہے۔ یہ نحوست انسان نے خود مول لی ہے۔ اس سے اس طرح گریز کرو۔ جس طرح وبا سے بھاگتے ہیں۔ ہر چیز پر جو معجزہ

کی قسم سے اور شاندار ہو یقین کرو۔ ہر چیز جو تمہیں نظر آتی ہے یا جس کی تم خواہش یا تصور کر سکتی ہو۔ اُس کی شاندار ماہیت اور کمال کو سمجھنے میں تمہارا ایمان خواہ زیادہ سے زیادہ پرواز کرے۔ لیکن قاصر ہے۔ اس تغیر پذیر چیز پر جس کا نام انسانی عقل رکھا گیا ہے۔ بھروسہ نہ کرو۔ کیونکہ اس نام سے صرف یہ مفہوم ہوتا ہے۔ کہ کسی وقت میں ہماری رائے کیا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے۔ جو غصے یا مایوسی کی ترنگ میں چکر لانے لگتی ہے۔ یہ غیر محدود نہیں ہے۔ اپنی نازک اندرونی روحانی تمیز کی راہبری پر چلو تو یہ تمہیں بتاتی ہے کہ خدا کے لئے ہر چیز ممکن ہے سوائے اس شئے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ اور اپنے پیدا کرنے والے ادراک کے ہمیشہ وسیع ہونے والے دائرہ کی آتشین چمک دمک کے ایک شرارہ کو کم نہیں کر سکتا۔ لیکن دنیا کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا محض تضیع اوقات ہے؟

میں :- "کیا میں کسی شخص کو ان چیزوں کی تعلیم دینے کی کوشش نہ کروں؟"

ہیلیو باس :- تم چاہو تو کوشش کر سکتی ہو۔ لیکن تم دیکھو گی کہ بہت سے انسان اُن لوگوں کی طرح ہیں جن کا ذکر انجیل میں ہے اور جن میں شیطان حلول کر گیا تھا۔ اور وہ بھاگتے ہوئے اندھا دھند گہرے سمندر میں جا پڑے تھے۔ مثلاً تم جانتی ہو کہ فرشتے اور ہوائی روحیں فی الواقع موجود ہیں۔ لیکن اگر تم ان چیزوں پر اپنے یقین کو ظاہر کرو۔ تو محض نام کے فلاسفر تمہارے اصول کو ٹھٹھا قرار دینگے گو ان کا تنہا خدا کا خیال جو ساتھ ہی محبت بھی ہے۔ اعلےٰ درجہ کی لغویت ہے۔ کیونکہ محبت کے لئے کوئی محبوب ہونا چاہئے اور اُسے اپنے گرد حسن اور خوشی۔ اور محبوب چیزیں پیدا کرنی چاہئیں لیکن

جو لوگ ان چیزوں کے دیکھنے کی خواہش نہیں کرتے انہیں ان سیادہ چیزوں کی طرف کیوں متوجہ کیا جائے ؟ بیٹی اسی پر قانع رہو۔ کہ تم تعلیم پانے کے لائق خیال کی گئی ہو۔ اگر تمہیں ملکہ بنا دیا جاتا تو اس قدر فائدہ نہ ہوتا۔ مختصر یہ کہ تم بڑی خوش قسمت ہو +

اُس وقت نوعمر غلام کمرے میں داخل ہُوا۔ اس نے بتایا کہ گاڑی دروازہ پر کھڑی انتظار کر رہی ہے۔ جب وہ یہ پیغام دینے کے بعد چلا گیا۔ تو ہیلیو باس اپنی کرسی پر سے اٹھا۔ اور اس نے میرے دونو ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ان کو مہربانی سے دبایا +

ہیلیو باس :- نوعمر دوست میں تمہاری آئندہ زندگی کے متعلق کچھ تھوڑا سا اور کہنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا۔ جب تم یہ خیال کرو گی کہ سرود ایسی مقدس چیز ہے کہ روپے کی خاطر بے پروا۔ اور بے تمیز لوگوں کو سنانا نہیں چاہئے۔ خیر یہ یاد رکھو کہ اپنے منہ میاں مٹھو کے مصداق مطرب جو بازاروں میں لوگوں کو سرود سناتے پھرتے ہیں اگر سرود کے اعلےٰ اصلی مفہوم کو مدنظر رکھا جائے تو ان میں سے ایک بھی مطرب کہلانے کا بہ مشکل مستحق ہے۔ ان میں سے اکثر سرود کے نہیں بلکہ روپیہ اور تعریف کے متلاشی ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا پیشہ محض بنج د بیوپار ہو جاتا ہے۔ لیکن تم جب سر عام گا بجا کر سناؤ تو اس بات کو بالکل فراموش کردو کہ چھوٹے چھوٹے شیخی خور اور نکتہ چین لوگ موجود ہیں۔ اُس وقت تو تمہیں اس منظر کا خیال رکھنا چاہئے۔ جو تم نے آزول کے ساتھ سیر کرنے میں دیکھا تھا اور اپنی قوت ارادہ کے زور سے اگر تم چاہو تو بعضی سر تمہیں سنائی دینے لگینگی۔ یہ سر اس ہوا کے اجزا ہیں۔ جس میں برقی حلقہ کی مخلوقات جن میں سے کچھ لوگ تم نے بھی دیکھے ہیں۔ سانس لیتی ہے۔ اور تم

ان سروں کو اگر کامل طور پر نہیں۔ تو جزوی طور پر گا بجا سکو گی لیکن اگر تمہارے دل میں ایک بار بھی خودی کا خیال آگیا۔ تو وہ ہوائی آوازیں فی الفور خاموش ہو جائینگی۔ اس ذریعے سے تم اس امر کا فیصلہ بھی کر سکو گی کہ اس دنیا میں سرود کے سچے مرید کون ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو شوبرٹ اور چوپن کی طرح آسمانی نشراد نغموں کو اپنے میں اسطرح نزول کرنے دیتے تھے۔ کہ گویا وہ خود آواز کے پہنچانے والے تھے دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جو دوسرے گویوں کے بنائے ہوئے راگوں کی نقل اتارتے ہیں۔ اور راگ کی سروں اور نغموں کو مقررہ قواعد کا پابند گرداتے ہیں۔ اور دنیا میں فضول اور ناپائیدار راگ کا سیلاب بہاتے ہیں۔ اس قسم کے راگ کسی کام کے نہیں ہوتے۔ اب میں تمہیں خدا حافظ کہتا ہوں!

میں "کیا تم پیرس میں رہو گے؟"

ہیلیو باس "صرف چند روز کے لئے۔ میں مصر جاؤنگا۔ اور چونکہ زارہ کی رحلت سے مجھے تنہائی کی زندگی بسر کرنی پڑے گی اس لئے میں اپنے آپ کو اس کا عادی بناؤنگا"

میں۔ (جرأت کر کے) "تمہارا مونس تنہائی کو آزول ہے"

ہیلیو باس "اف! اس کی میری زیادہ ملاقات نہیں ہوتی۔ صرف ایسے وقت ایک لحظہ کے لئے اس کی صورت دیکھنی نصیب ہوتی ہے۔ جب کہ میری روح تمام دنیاوی اور مادی رکاوٹوں سے پاک و صاف ہو۔ جب تک اس جسم کا بار مجھ پر ہے۔ تب تک یہ موقع مجھے شاذ و نادر ہی حاصل ہوتا ہے۔ تاہم میں یہ جانتا ہوں کہ وہ میرے قریب رہتا ہے۔ اور جیسا کہ قطبی ستارہ جہازرانوں کے آلہ قطب نما کا کام دیتا ہے۔ ویسی ہی وہ میرے لئے وفادار ہے"

اس تقریر کے اثنا میں اس نے اپنا سر اٹھایا۔ اور اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس کی صورت پہلے کبھی اس قدر شریفانہ شاہانہ نہیں معلوم ہوئی تھی۔ اس کی صورت میں جو الہامی نور تھا۔ وہ بتدریج نرم ہو کر اس کے بشرہ سے حلم اور شائستگی کے آثار عیاں ہوئے۔ اور وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر کہنے لگا:-

"چلو میں تمہیں گاڑی پر سوار کراؤں۔ تم جانتی ہو کہ یہ ہماری واقعی جدائی نہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ ہماری اکثر ملاقات ہوتی رہے مثلاً ہماری دوسری ملاقات اور صاحب سلامت اٹلی میں ہوگی"

اس سے میں حیران ہوئی۔ کیونکہ اٹلی جانے کا میرے دل میں وہم و گمان ہی نہ تھا۔

میرا مافی الضمیر پہچان کر ہیلیو باس مسکرا دیا۔ اور خوشی کی آواز میں کہنے لگا۔ کیا میں ملاقات کا نظارہ تمہارے سامنے بیان کردوں؟ مجھے ایک خوبصورت شہر پہاڑیوں میں بنا ہوا نظر آتا ہے۔ اس میں زیتون کے جھنڈ بہت ہیں۔ اس پر وسیع نیلا آسمان پھیلا ہوا ہے ہوا میں بہت سے گھنٹوں کی سی نرم نرم آوازیں سنائی دیتی ہیں کیسین کے جنگلوں میں مخملی گھاس پر لوگوں کی ایک جماعت بیٹھی ہے۔ ان کے پاس سرود کے آلات ہیں۔ اور وہ محض تفریح اور خوشی کے لئے گاتے ہیں۔ ان میں سے ایک عورت ہے۔ جس کے بال سنہری ہیں۔ لباس سفید ہے۔ اس کی چھاتی پر گلاب کا سرخ پھول ہے اور وہ خودرو پھول جمع کر رہی۔ جو اس مقام میں کھلے ہوئے ہیں۔ اور اپنے رفیقوں کے لئے ہار بنا رہی ہے۔ ایک اجنبی کتاب ہاتھ میں لئے سایہ دار روش پر ٹہل رہا ہے۔ اس عورت کی نظر اس پر پڑتی ہے۔ وہ اُسے سلام کرنے کے لئے جلدی سے جاتی ہے۔ وہ اجنبی

اس کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے۔ وہ عورت تم ہو۔ اور وہ اجنبی تمہارا غریب دوست پینے میں۔ جواب تھوڑے عرصہ کے لئے تمہارے سے رخصت چاہتا ہے۔"

اس نے یہ نظارہ ایسی جلدی بیان کیا کہ میرے دل پر ایسا اثر ہو گیا۔ گویا مجھے جادو کی لالٹین میں کوئی تصویر دکھائی گئی تھی میں اس کی طرف اشتیاق سے دیکھنے لگی۔

میں۔ (استفسار کے لہجہ میں) "گویا ہم دوسری ملاقات کے وقت خوش و خرم ہونگے؟"

ہیلیو باس:۔ "بیشک۔ اور کیوں خوش نہ ہونگے؟ بلکہ تیسری اور چوتھی ملاقات کے وقت بھی خوش ہونگے!"

یہ جواب اُس نے ایسے صاف صاف طور پر دیا کہ مجھے اطمینان ہو گیا۔ اور میں فی الفور اس کے ہمراہ ہال سے گزرتی ہوئی بازار والے دروازہ کی طرف چلی۔ یہاں لیئو ملا۔ اور اسنے صاف صاف طور پر مجھ سے رخصت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کھڑے ہو کر اس کے کشادہ ماتھے پر بوسہ دیا۔ اور پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ اس نے اس کے جواب میں بڑے پیار سے دم ہلانی شروع کی۔ وہ زارہ کی موت کے بعد اس قدر خوش نظر نہیں آیا تھا۔

دروازے پر یونانی غلام نے مجھے نہایت خوش رنگ اور دلفریب پھولوں کی ایک ٹوکری دی۔

ہیلیو باس:۔ "یہ باغیچہ سے ابھی چنے گئے ہیں۔ اب مجھے ان نفیس پھولوں کی ضرورت نہ ہوگی"۔

جب میں گاڑی میں بیٹھ گئی۔ تو اس نے پھولوں کی ٹوکری میرے قریب رکھ دی۔ اور پھر مجھ سے مصافحہ کیا۔

ہیلیو باس۔ (متانت اور مہربانی کے لہجہ میں) "بیٹی خدا حافظ! تمہارا پتہ میرے پاس ہے۔ اور میں تمہیں اپنے سیر و سیاحت کے تمام حالات سے مطلع کرتا رہونگا۔ اگر تمہیں کوئی چھوٹی یا بڑی مشکل پیش آئے۔ تو بلا تردد مجھے سے مشورہ لینے کے لئے تمام ضروری حالات تحریر کر بھیجو میں ابھی کہے دیتا ہوں کہ تم سردو کا پیشہ جس میں مقررہ اور قابل اطمینان آمدنی نہیں چھوڑ دوگی کیا تم خیال کرتی ہو کہ تم کوئی اور پیشہ اختیار نہیں کرسکوگی؟ اچھا یہ تو تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ چند ماہ میں بالکل فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر خدا حافظ کہتا ہوں۔ خدا تمہیں بہت دن زندہ و سلامت رکھے"!

گاڑی چلی۔ اور ہیلیو باس اپنے عالیشان مکان کے زینہ پر کھڑا دیکھتا رہا۔ جب تک میں اس کی نظروں سے غائب نہ ہوگئی وہ اسی جگہ کھڑا رہا۔ مجھے اس کی شاندار صورت آخری دم تک نظر آتی رہی۔ جس کا میری آئندہ زندگی پر بہت اثر پڑا۔ اور وہ مجھے ہر وقت یاد رہتی ہے۔ اس سے جدا ہونے پر مجھے جو افسوس ہوا۔ وہ اس خیال سے کسی قدر کم ہوگیا کہ ہماری پھر ملاقات ہوگی کیونکہ اُس نے اس امر کا یقین دلایا تھا۔ چنانچہ وہ اپنا وعدہ پورا کرچکا ہے۔ اور غالباً بہت جلد پھر پورا کرے گا۔ ایسے دوست کا ملنا مجھے بہت مفید ہوا۔ کیونکہ اُس کی راہبری سے میں روزمرّہ زندگی کے ان واقعات اور معاملات کا جو میرے گردو پیش ہوتے رہتے ہیں۔ صحیح صحیح اندازہ لگا سکتی ہوں۔ یہ واقعات بظاہر ناچیز معلوم ہوتے ہیں۔ مگر یہ آئندہ اہم نتائج پر روشنی ڈالتے ہیں چنانچہ اس طرح مجھے کسی قدر آئندہ حالات معلوم ہوجاتے ہیں۔ البتہ ایک نقص ضرور ہے۔ اور علم کے جام میں ایک زہر کا قطرہ یہ ہے

کہ ہیلیوباس کی تعلیم سے مَیں جس قدر زیادہ ترقی کرتی ہوں۔ میں دلکش صورتوں کے دھوکہ میں اسی قدر کم آتی ہوں۔ لبوں یا آنکھوں کی مسکراہٹ سے میں سطحی معاملہ کو کبھی عمیق تصور نہیں کرتی۔ واقعی مجھے اس بات سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ کہ تعلیم کی وجہ سے مجھے خود بخود بظاہر متقی آدمیوں کے بشرہ سے ریاکاری نظر آتی ہے۔ بعض دلکش خوبصورت اور ہر دل عزیز عورتوں کی صورت سے عشرت پسندی۔ نیکی کے بھیس میں بدی۔ دوستی کے بھیس میں خود غرضی دکھائی دیتی ہے۔ اور خوش آئند تملق یا دلاویز تعریف کے کلمات سے کینہ اور عداوت کی بو آتی ہے اُن کی مثال ایسی ہے۔ جیسے زہریلے پودے بڑے درختوں کا سایہ ہوتا ہے میں اکثر چاہتی ہوں کہ تمام باتوں پر پردہ ڈال دوں۔ اور اس سے بھی زیادہ میری یہ خواہش ہے کہ ایک امر میں بھی میری غلطی معلوم ہو۔ لیکن افسوس! میرے دل میں برقی تمیز ہر ایک انسان میں الماس کی طرح کچھ نہ کچھ نقص نکالنے میں کبھی خطا نہیں کرتی۔ اور جو لوگ ذی ہوش اور نیک ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ ان کی ریاکاری سے مجھے بخوبی مطلع کر دیتی ہے۔ حالانکہ وہ ان اوصاف کی نقل اتارنے میں بڑی ہوشیاری مدنظر رکھتے ہیں۔ مگر ان وجوہات سے میرے دل میں جو افسوس پیدا ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں مجھے اس امر سے خوشی ہوتی ہے۔ کہ میں واقعی نیکی۔ واقعی شرافت اور واقعی محبت کی بہت جلد شناخت کر سکتی ہوں۔ اور جب دوسرے لوگوں کی صورتوں سے یہ خوبیاں مجھے نظر آتی ہیں تو میری روح میں خوشی کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ میں فرشتوں کی صورتیں دیکھ رہی ہوں۔ ہیلیوباس میں آئندہ واقعات کی پیشگوئی کرنے کی قابلیت ضرور تھی۔ چنانچہ اس امر کے ثبوت میں میں ایک

مثال پیش کرتی ہوں۔ اُسے مشہور انگریز بہادر گارڈون کی قسمت کا حال اس کے قتل سے بہت عرصہ پیشتر معلوم ہو گیا تھا۔ جب گورنمنٹ انگریزی نے اُسے اس کی آخری مہلک مہم پر بھیجا تو ہیبیو باس نے مجھے ایک خط ارسال کیا تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل عبارت تھی:۔

"مجھے معلوم ہوتا ہے کہ گارڈن نے اپنی قسمت اور اپنی موت کا طریقہ منتخب کر لیا ہے۔ اُسے دو طریقوں سے مرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک آہستہ آہستہ عذاب اور گمنامی کی موت ہے اور دوسری ناگہانی موت ہے۔ اور یہ اس کی طبیعت کے آدمی کے لئے زیادہ خوش آئند ہے۔ وہ اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ عنقریب اس کی زندگی ختم ہونے والی ہے۔ وہ خرطوم میں اس دنیا سے رہا ہو گا۔ انگلستان کے لوگ تھوڑی دیر تک اس کی موت پر افسوس کرینگے اور پھر اس کی نسبت یہ کہا جائیگا کہ وہ دیوانہ تھا۔ اور خود بخود لاپرواہی سے نہنگ اجل کے منہ میں جا پڑا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اس کے قتل کی اجازت دی تھی۔ اتفاق رائے سے ملک بھر میں نہایت دانشمند۔ نہایت منصف اور نہایت نیک خیال کئے جائینگے"۔

یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ اور مجھے یقین ہے کہ بعض اور باتیں بھی جو مجھے اس وقت بتائی گئی ہیں۔ پوری ہونگی لیکن گو بعض شخص ایسے ہیں جو زیڈکیل کی پیشین گوئیوں کی جنتری پر پورا پورا یقین رکھتے ہیں۔ شائد ایسا کوئی شخص نہ ہو گا۔ جو برقی پیشین گوئی پر یقین کرتا ہو گا۔ اول الذکر محض دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اور موخر الذکر کی بنیاد بعض معلومہ علمی قواعد اور اصول ہیں تاہم یہ مسلمہ امر ہے کہ ہم لوگ اول الذکر کو بخوشی تسلیم کرتے ہیں۔ بہت سے عجی

لوگوں کو اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ کسی کے دھوکہ میں آجائیں وہ کسی سے کچھ سیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اور اپنے فائدہ کے لئے خود غور کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ اس لئے زیلکیل کی خبر بھی قرہنا قرن تک مشہور رہیگی۔ اور بجلی کے ذریعے پیشین گوئی کرنے کا مسودہ جو ہر ایک شخص کے دماغ میں موجود ہے۔ بالکل اکارت پڑا ہے۔ اور سوائے شاذ آدمیوں کے سب لوگ اسے بھول گئے ہیں ✣

اب میں بہت تھوڑی باتیں کہنا چاہتی ہوں۔ میرے وہ ناظرین جو اس کتاب کو غرض سے پڑھینگے کہ انہیں واقعی ناول کا لطف آئے۔ انہیں مایوسی ہوگی۔ یہ داستان میرا ذاتی تجربہ ہے لیکن میں دوسرے لوگوں کو اس کی بنیادی صداقت کی ترغیب دینا نہیں چاہتی۔ یعنے یہ کہ ہر انسان میں زبردست برقی اعضا موجود ہیں۔ جنہیں اگر مناسب طریقہ سے ترقی دی جائے۔ تو اُن میں حیرت انگیز روحانی قوت پیدا ہو سکتی ہے۔ ابھی وہ زمانہ نہیں آیا کہ اس امر کو تسلیم کیا جائے ✣

اس داستان سے تعلق رکھنے والے اشخاص کے باقی حالات مختصر طور پر یہ ہیں۔ میں اپنی سہیلی مسز ایورارڈ کے پاس گئی۔ تو وہ عصبی مرض میں مبتلا تھی۔ میرے وہاں جانے سے اُسے افاقہ ہو گیا۔ جیسا کہ ہیلیوباس نے یقین دلایا تھا۔ چند روز میں ہم سب ملکر پیرس سے انگلستان کی طرف روانہ ہوئے۔ مسز مذکور اپنے خوش خلق اور مہذب خاوند کے ساتھ صوبجات متحدہ امریکہ میں واپس چلی گئی۔ کیونکہ وہ انہیں بے حد دولت کسی رشتہ دار کے ترکہ سے ملی تھی۔ اب وہ امریکہ کے متمول لوگوں کی طرح دولت

کے ذریعہ عیش کر رہے ہیں۔ ایمی کو اپنی خواہش کے مطابق الماس مل گئے ہیں۔ اور وہ مشہور خیاط ورتھ کے تیار کئے ہوئے نہایت قیمتی جوڑے زیب تن کرتی ہے۔ اس کے ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ اگر اُسے ایک بچہ مل جائے۔ جو اپنے گدرے گدرے ہاتھ اس کی گردن میں ڈال دے۔ اور اپنا نرم نرم نازک سر اس کی چھاتی پر رکھ دے۔ کہ وہ اپنے الماسوں کی ایک مالا خیرات کردے ✦

ریفائیلو سیلینی اب تک زندہ اور اپنے پیشہ میں مصروف ہے۔ اس کی تصویریں عمدہ اور خوشنما رنگوں کی وجہ سے ملک اٹلی میں عجوبہ روزگار خیال کی جاتی ہیں۔ گو لوگ حسد و بغض کی وجہ سے اس کے رنگوں میں طرح طرح کے نقص نکالتے ہیں۔ لیکن وہ قرنہا قرن تک قائم رہینگے۔ وہ بہت مالدار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بہت سا روپیہ مفلسوں اور مصیبت زدوں کو تقسیم کر دیتا ہے۔ لیکن جہاں لوگ اُسے جانتے ہیں وہ وہ ہر دل عزیز ہے۔ اُس نے انگلستان میں کوئی تصویر نمایش کے لئے پیش نہیں کی۔ اور اُسے لنڈن کے نکتہ چینیوں کی رائیوں معلوم کرنے کی چنداں عجلت نہیں ہے۔ اکثر لوگوں نے اُس سے کہا کہ اپنی بڑی تصویر موسومہ "ہماری حیات و ممات کے مالک" فروخت کردو۔ لیکن وہ اُسے فروخت کرنا نہیں چاہتا۔ تینیس سے جدا ہونے کے بعد ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔ لیکن ہیلیو باس کے ذریعے مجھے اس کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ تھوڑے روز ہوئے کہ ہیلیو باس نے "مطربہ" کی تصویر کا پروف میرے پاس بھیجا تھا۔ جو ریفائیلو نے میرے نمونے پر تیار کی تھی۔ یہ مصورانہ پہلو سے خوبصورت ہے۔ لیکن میں اسے اپنی کامل شبیہ تسلیم نہیں کرتی۔ میں اُسے اپنے پاس اس لئے نہیں رکھتی کہ وہ میری تصویر ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اُس شخص کی نشانی ہے۔ جس

کے تعارف سے مجھے بہترین دوست ملا +

شہزادہ آیون پیٹروفسکی کی خبر مجھے اکثر مل جاتی ہے۔ جیسا کہ ہیلیوباس نے پیشین گوئی کی تھی۔ اس کے پاس بے حد و بے حساب دولت ہے۔ لوگ اس کی بات کو بڑے اشتیاق سے دیکھتے ہیں۔ رفتار۔ گفتار۔ الغرض ہر بات کو۔ فیشنبل خبروں میں اس کا نام اکثر دیکھا جاتا ہے۔ اُنہی دنوں اُس نے اپنی شادی کی ضیافت ایسی دھوم دھام سے دی تھی۔ کہ یورپ بھر میں اسی کا چرچا تھا۔ اس نے ایک فرانسیسی ڈیوک کی بیٹی سے شادی کی ہے۔ یہ ایک دلربا عورت ہے۔ بڑی ہی بے غیرت اور بے حمیت ہے۔ مگر زیورات اور جواہرات اس کی گوری چٹی چھاتی پر خوب سجتے ہیں۔ اور وہ مہمانوں کی بڑے وقار و انداز سے آؤ بھگت کرتی ہے۔ اس کا خاوند بالفعل اس کی ان خوبیوں سے مطمئن ہے۔ البتہ یہ دیکھنا ہے کہ اس کا اطمینان کب تک رہیگا۔ زارہ کو وہ اب تک نہیں بھولا۔ کیونکہ مردوں کی ضیافت کے تیوہار کے روز ہر سال وہ پیری لاچیس کے سادہ قبر پر پھولوں کا ایک سہرا یا صلیب چڑھاتا ہے۔ ہیلیوباس اس کی زندگی کے حالات ہمیشہ معلوم کرتا رہتا ہے۔ مجھے بھی اس امر سے بہت کچھ دلچسپی ہے کہ اس کا حشر کیا ہوگا۔ اب وہ یورپ کے تمام درباروں میں نہایت محسود اور ہر دل عزیز رئیس ہے۔ اور کسی شخص کے دل میں اس سے یہ پوچھنے کا خیال پیدا نہیں ہوتا کہ آیا وہ خوش ہے۔ دنیا کہتی ہے وہ خوش ہوگا۔ کیونکہ خوش رہنے کی ہر چیز جس کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اُس کے پاس موجود ہے۔ ہر چیز؟ ہاں۔ اس کے پاس سب ہی چیزیں ہیں۔ لیکن ایک نہیں۔ اور جب اس پر آخری مصیبت نازل ہوگی۔ تو وہ اُس کی بے حد آرزو کرے گا +

اب میں اور کیا کہوں؟ جن لوگوں نے اس داستان کا مطالعہ کیا

ہے۔ اُن میں رخصت ہوؤں ہوں یا ان سے رخصت چاہوں؟۔ دونو
میں سے ایک ضروری ہے *
یہ زمانہ ایسی عجلت اور افراتفری یا نفسا نفسی کا ہے کہ ایمان
کا وقت ہی نہیں ملتا۔ تو کیا خیالی باتوں کے لئے وقت مل سکتا ہے؟
میری رائے میں نہیں مل سکتا۔ اس لئے میرے اور میرے ناظرین کے
درمیان کسی قسم کی محبت نہیں ہو سکتی۔ البتہ میں اُنہیں دوستانہ تنبیہ
کرنا چاہتی ہوں۔ ایمان۔ خدا پر ایمان۔ تمام شریفانہ۔ دنیا سے بے
لاگ شریفانہ۔ اور خوبصورت چیزوں پر ایمان پامال ہو رہا ہے۔ کس
طرح پامال ہو رہا ہے؟ محض نفع کے لالچ سے۔ ایچھے لوگو پہلے یہ امر
یقینی طور پر معلوم کر لو۔ کہ آیا تم انسان کی خاطر خدا سے انکار کرنے میں
اور مادی چیزوں کی خاطر روحانی چیزوں کو ترک کرنے میں حق بجانب
ہو۔ کیا تمہاری اندھا دھند کارروائیاں مناسب ہیں۔ تم سب کا انجام
سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور کیا تمہیں بخوبی یقین ہے
کہ سچ مچ عالم عقبےٰ نہیں ہے؟ کیا یہ تصوّر کر لینا معقول ہے کہ عالم کی
عظیم کل یونہی متحرک ہے؟ کیا یہ خیال کرنا کہ انسان کی روح جس کے
خیالات اعلےٰ ہیں۔ بن دیکھی شان و شوکت کے خواب آتے ہیں۔ جسے
غیر متناہی کی آرزو ہے۔ عام عقل کے رو سے معقول ہے کہ یہ روح
بے فائدہ بیکار ہے۔ یا قابل فنا دماغ میں متغیر ذرات خورد کا ایک مجموعہ
ہے؟ محض ایک خواہش کے وجود سے صاف صاف اس امر پر دلالت
ہوتی ہے کہ اس خواہش کے سیر کرنے کی مساوی قابلیت بھی موجود
ہے۔ اس لئے میں یہ پوچھتی ہوں کہ آئندہ زندگی کی خواہش کا وجود
جو خفیہ طور پر ہر انسان میں موجود ہے۔ ہماری سرشت میں کیوں ودیعت
کیا جاتا۔ بشرطیکہ اس کے منظور کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا؟۔ اگر آئندہ

زندگی نہیں ہے تو موجودہ زندگی سے اس قدر بیزاری کیوں ہے۔ یہ عالمگیر شکایت۔ مایوسی اور دنیا بھر میں بیقراری کیوں ہے؟ مَیں نے جو کچھ خود دیکھا ہے۔ اور جو کچھ میں جانتی ہوں۔ وہ میں نے تمہیں صاف صاف طور پر بتا دیا ہے۔ لیکن میں تم سے یہ نہیں کہتی کہ اس پر یقین کرو۔ میں صرف یہ کہتی ہوں کہ اگر تم آئندہ اور ابدی زندگی کا امکان تسلیم کرتے ہو۔ تو کیا اس امر کی سنجیدگی سے تحقیق کرنا اچھا نہ ہوگا کہ اس وحشت خیز زمانہ میں تم اس کے لئے کیا تیاری کر رہے ہو؟ تم لوگوں کی تمدنی حالت پر نظر کرکے اپنے سے یہ سوال کرو کہ ہماری ترقی کا میدان کس طرف ہے۔ آگے یا پیچھے نیچے یا اوپر کو؟ کس راستہ پر ہے؟ اس سوال کے حل کرنے کی کوشش کرو!۔ اس پر سرسری نظر ڈالو۔ اسے ناگوار خیال تصور کرکے بالائے طاق نہ رکھ دو۔ اسے بہت مشکل نہ سمجھو۔ اس کے ساتھ بہادری سے لڑو۔ یہاں تک کہ اُسے حل کرو اور اس کا جو جواب ہو۔ اُس کے مطابق اُس پر عمل کرو۔ اگر تمہارا فیصلہ یہ ہو کہ خدا اور اپنی روح کے غیر فانی ہونے سے انکار کرنا چاہئے۔ اور پھر آئندہ زندگی میں معلوم ہو کہ خدا کا وجود ہے۔ اور اس کا لافنا ہونا سچ ہے۔ تو الزام خود تم پر عائد ہوگا۔ ہم اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے والے خود ہیں۔ اور یہ امر ہماری زندگی میں نہایت ضروری ہے۔ ہماری قوت ارادی بالکل آزاد ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جہاز کا پتوار بالکل ہمارے ہاتھوں میں دے دیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہم جہاز کو جدھر چاہیں لیجا سکتے ہیں۔ خدا ہمیں محبت یا اطاعت کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ خود ہم کو محبت اور اطاعت کرنے کی خواہش کرنی چاہئے۔ بلکہ دنیا میں تمام چیزوں سے زیادہ یہ خواہش کرنی چاہئے۔

وہ زمانہ آرہا ہے کہ تمام سائنس دان اس امر کو تسلیم کرینگے

کہ تخلیق عالم کی وجہ برق ہے۔ اور تخلیق کا یہی مسئلہ قبول کرنے کے لائق ہے۔ قدرت کے تمام عجائبات۔ صرف روشنی اور حرارت کا نتیجہ ہیں۔ یعنے یہ اس برقی حلقہ کا کام ہیں۔ جن کے بیان کرنے کی میں نے کوشش کی ہے۔ جسے تا ابد بیشمار دنیائیں۔ آفتاب اور نظام پیدا۔ جذب اور ازسر نو پیدا کرتا رہیگا۔ یہ حلقہ محض خداتعالیٰ کی ذات کا نتیجہ ہے۔ یعنے یہ اُس دنیا کا محیط کرہ ہے۔ جس میں وہ خود رہتا ہے۔ وہ ایسی دنیا ہے جو محبت سے اور محبت کی خاطر پیدا کی گئی ہے۔ میں اس مسئلہ کو عام لوگوں کی توجہ کے سامنے زبردستی پیش نہیں کرسکتی۔ کیونکہ بہت سے فاضل لوگ اسی توجہ کو اپنی طرف منعطف کر رہے ہیں۔ جو ذرات۔ اور ذرات خورد کے متعلق نرالی اور اچھوتی وجوہات تراشتے ہیں۔ لیکن ذرات خورد کے مسئلہ کے مویدوں سے میں ایک ادنے سا سوال کرتی ہوں۔ پہلا ذرہ کہاں سے آیا تھا بعض اس کا یہ جواب دینگے کہ ہم پہلے ذرہ کو خدا کہتے ہیں۔ یقیناً اسے خالص روشنی کی روح یا ذرہ کہنا یکساں ہے۔ مگر ایک شخص کے کسی صداقت پر یقین کرلینے سے میرے خیال میں۔ دوسروں کو یقین دلانے میں بہت امداد نہ ملیگی۔ میں نے اپنا تجربہ ٹھیک ٹھیک اسی طور پر بیان کیا ہے۔ جیساکہ اس وقت مجھے پیش آیا تھا اور میرے ناظرین حسب خواہش ہیلیوباس کے اصول یا مسائل سے انکار کریں یا اُن کو تسلیم کریں۔ انکار۔ اقبال۔ نکتہ چینی یا بےاعتقادی سے مجھ پر کوئی ذاتی اثر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں ہیلیوباس نہیں بلکہ اس کے متعلق ایک واقعہ بیان کرنے والی داستان گو ہوں۔ اور اس حیثیت میں میرا کام ختم ہوچکا ٭

ضمیمہ

(دو جہانوں کی سیر کے متعلق مجھے جو خطوط موصول ہوتے ہیں اُن کے شائع کرنے میں مجھے اپنے اس وعدہ کا خیال ہے کہ میں تحریر کرنے والوں کے نام ظاہر نہ کرونگی۔ اس سے بعض لوگ خیال کرینگے کہ یہ اصلی خطوط نہیں ہیں۔ بلکہ میں نے خود گھڑ لئے ہیں۔ اگر میرے پر کوئی یہ اعتراض کرے۔ میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اصلی خطوط میرے پاس موجود ہیں۔ یہ کہنا بھی مناسب ہے کہ جن نامہ نگاروں کے یہ خطوط ہیں ان کا میرا ذاتی تعارف نہیں ہے۔ ان میں سے کسی سے میری ملاقات نہیں ہوئی۔ چند ایک نے میرے سے ملاقات کرنی چاہی۔ لیکن میں اس درخواست کو کبھی منظور نہیں کرتی۔ کیونکہ میری یہ خواہش نہیں کہ ایک اعلےٰ مسئلہ کی تشریح و تلقین شروع کروں۔ جس میں ہنوز میں مبتدی اور طالب علم ہوں۔ مصنفہ)

خط۔ ۱

جناب مکرمہ دام الطافکم

آپ کے پاس اس کثرت سے خطوط آتے ہونگے کہ ان کی تعداد میں اضافہ کرنا شرم کی بات ہے۔ لیکن میں آپ کو یہ بتائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ آپ کی کتاب۔ دو جہانوں کی سیر" نے میری بہت کچھ مدد کی ہے

- میری پیاری مس الیف نے جس نے تھوڑا عرصہ پیشتر تم کو خط لکھا تھا۔ مجھے یہ کتاب پڑھ کر سنائی تھی۔ اور میں آپ سے بیان نہیں کر سکتی کہ اس نے میری زندگی کی کونسی ضرورت کو پورا کیا ہے مجھے فوق الفطرت باتوں سے ہمیشہ دلچسپی رہی ہے۔ مجھے معلوم ہُوا کرتا ہے کہ میرے اندر اور دوسرے لوگوں میں عمیق باتیں ہیں۔ تھیاسوفی کی بہت سی کتب میرے مطالعہ میں آئی ہیں۔ اور میں مشکور ہوں کہ ان میں بہت اعلےٰ اور پاکیزہ خیالات ہیں۔ تاہم مجھے ایسی کسی چیز کی بہت ہی ضرورت تھی۔ یعنے کہ پراسرار باتوں کے معلومات اور مذہب عیسوی پر جو مجھے راسخ ایمان ہے دونو کو متحد کر دوں تمہاری کتاب سے میری یہ ضرورت تو پوری ہو گئی۔ اس سے خدا تعالےٰ پر میرا ایمان اور میری محبت عمیق اور مضبوط ہو گئی ہے۔ اور اس کی وجہ سے عہد جدید مجھے بالکل نئی کتاب معلوم ہوتی ہے۔ جو باتیں پہلے مجھے سمجھ نہ آتی تھیں۔ تمہارے رویا کی روشنی میں صاف نظر آنے لگی ہیں۔ اور مجھے تمہارا صدق دل سے شکریہ ادا کرنے کے بغیر اطمینان نہیں ہو سکتا۔ میری دعا ہے کہ جو لوگ آپ کی کتاب کی صداقتوں کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ اس کا مطالعہ کریں

آپ کا مشکور و دعاگو

ایم۔ ایس"

خط ۔ ۲

جناب مکرمہ دام عنائتکم

"مجھے اندیشہ ہے کہ آپ میرے ایسے اجنبی کے آپ کو مخاطب

کرنے کو گستاخی پر محمول کرینگی۔ تھوڑا عرصہ ہُوا کہ میں نے آپ کی کتاب دو جہانوں کی سیر" پڑھی۔ مجھے اس سے بہت تاثیر ہوئی۔ اس سے میرے دل میں نئے نئے خیالات پیدا ہوئے ہیں۔ جن باتوں کی میں اندھا دھند تلاش کر رہا تھا۔ اس میں ان کا ذکر ہے۔ ان وجوہات سے میں نے خیال کیا کہ اگر آپ میرے اس خط کا جواب تحریر کریں۔ تو مجھے ان اعلےٰ چیزوں پر زیادہ مضبوط یقین ہو جائے۔ اور آخر مجھے آرام حاصل ہو۔ اگر آپ نے میرا خط یہاں تک صبر سے پڑھ لیا ہے آپ خیال فرمائینگی کہ میرے دخل درمعقولات ہونے کی کافی وجہ ہے آپ کی کتاب کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ کسی کا فائدہ ہوتا دیکھینگی۔ آپ اُس سے اجتناب نہ کرینگی۔ مجھے پہلے کبھی یہ خیال نہ آیا اور نہ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ہر ایک انسان میں برقی قوت (یا روح) ہوتی ہے۔ مگر آپ کی کتاب کے مطالعہ سے مجھے اس پر یقین ہو گیا ہے۔ اور آپ نے دوسری دنیا مجھے ہو بہو دکھا دی ہے اور میرے خیالات کو اس زندگی کی مایوسیوں اور آزمائشوں سے اعلےٰ کر دیا ہے۔ آپ کی کتاب اس وقت میرے ہاتھ آئی جب مجھے اپنی آئندہ حالت کے بارہ میں نہایت تشویش اور تکلیف تھی لیکن آپ نے اس امر کو بخوبی ظاہر کر دیا ہے کہ ہماری زندگی کی یہ آئندہ حالت کیسی بے وقعت ہے۔ کیا آپ یہ بتا سکتی ہیں کہ اس نئے خیال میں جو آپ نے جتایا ہے۔ مجھے کونسی کتب سے مدد ملیگی؟ میں تصدیع خاطر کی معذرت چاہتا ہوں "+

آپ کا خیر اندیش ۔ بی ۔ ڈبلیو ۔ ایل"

(میں نے مندرجہ بالا نامہ نگار کے خط کا حتےٰ المقدور عمدہ جواب دیا اور اس کے بعد مجھے ذیل کا خط موصول ہوا :-)

"معاف فرمائیں کہ میں پھر آپ کو "دو جہان کی سیر" کے متعلق خط لکھتا ہوں - اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس کا اکثر مطالعہ کرتا ہوں - اور اس کے متعلق سوچتا رہتا ہوں - میں بیان نہیں کر سکتا کہ تمہاری کتاب نے میری زندگی میں کیسی عجیب و غریب تبدیلی پیدا کر دی ہے - آپ کو بہت سے خطوط سے معلوم ہوتا ہو گا - کیا اُس سے کیا کیا فوائد ہوئے ہیں - اور یہ معلوم ہونے پر تم کو بہت ہی اطمینان ہوتا ہو گا کہ جو تخم آپ نے بویا ہے - اُس سے اس قدر ثمر پیدا ہو رہے ہیں - جب سے تمہاری کتاب میرے ہاتھوں میں آئی - بائبل مجھے نئی کتاب معلوم ہونے لگی ہے"۔

خط - ۳

(مندرجہ ذیل خوفناک و موثر اقبال کلیسیا انگلستان کے ایک پادری کا ہے)

جناب مکرمہ :-

"آپ کی کتاب "دو جہان کی سیر" نے مجھے بیشک ارتکاب جرم سے روک دیا - میں نے خیال کیا تھا - کہ عنقریب دیوانگی میں مبتلا ہونے سے بچنے کی یہی تدبیر ہے - میری مراد خود ہلاکتی یا خودکشی سے ہے آپ نے میرے پر بڑا بھاری احسان کیا کہ آپ نے میری روح کو بچایا میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں - کسی زمانہ میں مجھے خدا کے انصاف و عدل پر یقین تھا - لیکن زمانہ حال کے سائنس دان دہریوں نے پکارنا شروع کیا کہ کوئی خدا نہیں - یہ آواز میرے کانوں

میں اس قدر گونجنے لگی کہ میرا دماغ چکرا گیا۔ اور میں خیال کرنے لگا کہ دنیا ویران اور ہیچ ہے۔ میرا خیال تھا کہ کسی چیز سے فائدہ۔ امید اور اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ اس دنیا میں دھرا ہی کیا ہے ناکامی اور تضحیک ہے۔ اور آخیر میں ہلاکت۔ کیا خدا ایسی نکمی اور مضحکہ خیز چیز سوچ کر پیدا کر سکتا ؟ اس خیال سے میرے دل کو ناقابل برداشت تکلیف ہوتی تھی۔ میں نے اپنا خاتمہ کرنے کا مصمم ارادہ کیا تھا۔ کسی کو میرا ارادہ معلوم نہ تھا۔ بلکہ کسی کو وہم و گمان نہ تھا۔ تاوقتیکہ میرے ایک دوست نے اتوار کے روز مجھے تمہاری کتاب مستعار دی۔ میں اس کا مطالعہ کرنے لگا۔ اور جب میں نے اس کو ختم کر لیا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ میں بچ گیا ہوں۔ زندگی سے مجھے پھر اطمینان اور خوشی کی امید ہوئی۔ میں آپ کو یہ بتانے کے خیال سے خط لکھتا ہوں کہ آپ کی کتاب سے جو اور فائدہ ہوا ہوگا اور بیشک اب بھی ہو رہا ہے۔ مگر آپ نے ایک شخص کی جان اور عقل دونو بچائے ہیں۔ جواب کا تہ دل سے مشکور ہے۔ اگر آپ مجھے چند سطور لکھیں تو میں آپ کا اور بھی مشکور رہونگا۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ آپ میری امداد کر سکتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ میں نے مسیح کی تعلیم اور مقصد کا غلط مفہوم سمجھا تھا۔ لیکن صبر اور دعا سے اس غلطی کا تدارک ممکن ہے۔ میں آپ کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں ٭

آپ کا بے حد مشکور

"ایل۔ ای۔ ایف"

(میں نے اس خط کا جھٹ پٹ جواب دیا۔ اور اس کے بعد مجھے اس کے کاتب سے بہت خط و کتابت کا موقع ملا ہے۔ اس کے

پریشان دماغ سے تاریک بادل بالکل دور ہو گیا ہے ۔ میں اس مقام پر یہ کہنے کی جرات کرتی ہوں کہ زمانہ حال کے علمی دہریہ پن کی خرابیاں بہت دور دور تک اور گہری پھیلی ہوئی ہیں۔ کثیر التعداد لوگ اس امر سے بالکل بے خبر ہیں۔ خودکشی کے بہت سے ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ جن کا کچھ باعث معلوم نہیں ہوتا۔ ان کے متعلق یہ فیصلہ دیا جاتا ہے۔ کہ عارضی دیوانگی کی حالت میں خودکشی کی گئی"۔ ان کا باعث یہ ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے والے بہت دیر تک مایوسی کی حالت میں "عالم کے ہیچ ہونے" پر سوچتے رہتے ہیں۔ اگر اس مسئلہ کو سچ تسلیم کیا جائے۔ تو مخلوقات بالکل فضول اور لچر اور مضحکہ خیز معلوم ہوگی۔ اس مذہب کے سفاک واعظوں کے سر پر بہت کچھ الزام وارد ہوتا ہے۔ قاتل جو شرارت۔ بدی یا ظلم سے کسی انسان کو ہلاک کرتا ہے اس شخص سے کم مجرم ہے۔ جو اپنے علم پر نازاں ہے۔ شیخی خورہے مگر باوجود سائنس دان اور فاضل ہونے کے جہل مرکب میں مبتلا ہے۔ کیونکہ یہ شخص اپنی بودی۔ کمزور اور رکیک دلیلوں سے روح کو پامال کرنا چاہتا ہے۔ اور دنیا میں اپنے زہریلے۔ دل کو زنگ آلود کرنے والے مایوسی کے مسائل پھیلاتا ہے۔ زیست کی تمام رونق کو خارج کر دیتا ہے۔ اور خالق و مخلوق کے درمیان بے اعتباری کی سرپیں تعمیر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس امر کا اندازہ بہ مشکل ہو سکتا ہے کہ اس طریقہ سے بعض معصوم اور خوش و خرم لوگوں کی زندگیاں کہاں تک خراب ہوتی۔ انسان کی طبیعت کا تقاضا ہے کہ خلوص اور ایمان رکھے۔ اور جان بوجھ کر عمداً دہریہ بننے سے زیادہ کوئی چیز تہذیب۔ اخلاق اور قانون کے لئے زیادہ خلاف فطرت۔ اور ضرر رساں نہیں ہے۔ مصنفہ)

خط-۴

جنابہ مکرمہ تسلیم بصد تکریم

"میں بجرات کہتی ہوں کہ بہت سے خطوط موصول ہوئے ہونگے لیکن میں بھی آپ کی کتاب "دو جہان کی سیر" کا شکریہ ادا کرنے کے خیال سے آپ کو ایک اور خط تحریر کرتی ہوں۔ مجھے اس عجیب وغریب قوت سے جو کم و بیش ہم میں سے ہر ایک کے اندر موجود ہے۔ گہری دلچسپی ہے خواہ اس کو اثر یا برق یا کسی اور نام سے تعبیر کرو۔ میں نے تھیاسوفی الاطبعی تحقیقات پر بہت غور کیا ہے۔ لیکن آپ کی کتاب میں مجھے یہ حیرت انگیز بات معلوم ہوئی ہے کہ اس میں بہت شاندار پیرایہ میں خودی کے خیال سے اجتناب کیا گیا ہے۔ اور شان الوہیت اور خدا تعالےٰ کی بزرگی کی بہت عمدہ طور سے تلقین کی گئی ہے۔ اور مسیح مصلوب پر جرح قدح نہیں کی گئی۔ میں نے اس کا دو مرتبہ مطالع کیا ہے۔ اور اس سے مجھے بہت فائدہ ہؤا ہے۔ اور مجھے بہت سی اور ایسی عورتیں معلوم ہیں۔ جو اس کتاب کے اعلےٰ خیالات اور اعلےٰ التعلیم سے اعلےٰ و بہتر ہو گئی ہیں۔ اکثر لوگ اپنی زندگی طرح طرح کے تخیلات میں گزارتے ہیں۔ ایسے کم لوگ دیکھنے میں آتے ہیں۔ جو برقی روح پر یقین رکھتے ہیں۔ میرے دل میں بہت دیر سے اس امر کا خیال رہا ہے۔ معاف رکھیں کہ میرے اس خط کے تحریر کرنے سے آپ کی سمع خراشی ہوئی۔ لیکن میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مردوں اور عورتوں کو اعلےٰ درجہ پر پہنچانے کے لئے محبت سے محنت کی ہے +

آپ کی مخلص و خیر خواہ
"آر - ایچ"

خط-۵

جناب مکرمہ تسلیم
میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا میری کوریلی کو اس مسئلہ پر واقعی یقین ہے۔ جس کی تشریح اس نے اپنی کتاب "دوجہان کی سیر" میں کی ہے۔ اور آیا اس کے پاس اس امر کا کوئی ثبوت موجود ہے جس پر یہ مسئلہ مبنی ہے۔ اگر موجود ہے۔ تو مصنفہ ایک متلاشی حق پر بڑا بھاری احسان کریگی۔ اگر اس امر کی اطلاع نیاز مند کو دے *

"اے ایس"

"میں نے مندرجہ بالا رقعہ کا ایک مختصر جواب بھیجا۔ "دوجہانوں کی سیر" میں جو اصول اور مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ ان کا ثبوت جیساکہ میں پہلے بیان کرچکی ہوں۔ عہد جدید میں بسہولت مل سکتا ہے لیکن ایسے شخص بھی ہیں۔ جو عہد جدید پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ رکھینگے ایسے لوگوں کو زمین یا آسمان کی روحانی باتوں کے ثبوت نہیں دے جاسکتے۔ کیونکہ وہ اس آئت کے مصداق ہیں۔ ان کی آنکھیں ہیں۔ مگر دیکھتے نہیں۔ وہ سنتے ہیں۔ مگر سمجھتے نہیں" * مصنفہ)

خط-۶

جنابہ مکرمہ تسلیم
"میں تھوڑے دنوں سے آپ کی کتاب دوجہانوں کی سیر کا بہت مطالعہ کر رہا ہوں اور مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ اس سے میرے دل میں رشک اور تعجب پیدا ہوا

ہے۔ آپ مجھے معاف فرمائینگی۔ مجھے یقین ہے کہ بہت سے لوگوں نے میرے سے پیشتر آپ سے بہت سے سوالات کئے ہونگے۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ کہ آپ ایسی پرجوش اور ہمدرد انسان عورت میری اس تحریر سے نہ اکتائینگی۔ کیونکہ میں محض رازجوئی کے خیال سے تحریر نہیں کرتا۔ بلکہ میں صدق دل اور نہایت اشتیاق سے صداقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ بعض لوگوں کو اس امر سے بہت آرام و اطمینان ہوگا کہ ان کی دہمی خواہشوں اور تیقنات کی تصدیق ہو جائے۔ اور وہ محسوس طور پر نظر آنے لگیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج کل کے نام نہاد مذہب سے جو بلا ثبوت مسائل اور توہمات کا ایک مجموعہ ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ میں اس مضمون پر بہت کچھ خامہ فرسائی کر سکتا ہوں لیکن اس سے آپ کی سمع فراشی متصور ہے۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے بھی آپ کی تصدیع ہوئی ہوگی۔ لیکن کیا میں یہ امید کر سکتا ہوں کہ آپ اپنے ذاتی تجربہ سے مجھے آرام اور یقین دلائینگی؟ آپ کو اس امر پر یقین ہے کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے پر عمدہ اثر ڈال سکتا ہے۔ (جو آپ نے وضاحت سے بیان کیا ہے) چہ جائیکہ اس اعلےٰ و مقدس ترغیب کا ذکر کیا جائے جو اس شخص کی مثال ہی ہوتی ہے (جس پر آپ کو بھی یقین ہے) جس نے کہا تھا کہ اس کی خاطر ہم ایک دوسرے کے بار برداشت کریں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ایسی حالت میں ایک مشتاق متلاشی حق روح سے منہ پھیر نہیں سکتیں*

آپ کا مخلص
بی۔ ڈی

(مجھے بعینہٖ اس مضمون کے قریباً پچاس خط موصول ہوئے

ہیں۔جن میں کم وبیش" نام نہاد مذہب جو اکثر بلا ثبوت مسائل اور توہم کا مجموعہ ہے"۔) کی شکایت ہے۔ اور میں پوچھتی ہوں کہ مسیح کے صاف صاف پیغام کی منادی کرنے والے کیا کر رہے ہیں۔کہ اس قسم کے مشتاق اور افسوسناک اشخاص موجود ہیں۔جو اگر ان کی تھوڑی سی مدد اور حوصلہ افزائی کی جائے تو اعلےٰ زندگی بسر کرنے پر رضامند اور تیار رہیں۔ ان لوگوں کو شرم آنی چاہئے جو خود محبتی۔خود غرضی دنیاوی ترقی مالی اور معاشرتی حیثیت بڑھانے کے خیال سے پادری کا اعلےٰ پیشہ اختیار کر لیتے ہیں۔یہ باتیں مسیح کی تعلیم میں شامل نہیں ہیں۔اگر ایسے پادری موجود ہیں۔جو اپنے سامعین کے دل میں نہ ایمان۔نہ تسکین۔نہ خدا کی بے حد خوبیوں اور خوبصورتی کو مناسب طور سے پیدا کر سکتے ہیں۔تو میں کہتی ہوں۔کہ ان کا اس مقدس پیشہ میں رہنا اس آقا کا قصور کرنا ہوگا۔جس کی وہ خدمت کر رہے ہیں "یہ ضروری ہے کہ قصور سرزد ہوں مگر جو شخص قصوروار ہو۔اس کا برا حال ہوگا" ایسے لوگوں کو یہ کلمات کہے جا سکتے ہیں" ریاکاروں!۔کیونکہ تم انسانوں کے لئے آسمان کی بادشاہت کا دروازہ بند کرتے ہو۔تم نہ تو خود اندر جاتے۔اور نہ اُن کو جو اندر جانے کے لئے داخل ہوتے ہیں۔جانے دیتے ہو" مصنفہ" +

خط۔۷

جنابِ مکرمہ تسلیم بصد تکریم

"مجھے امید ہے کہ آپ میری اس تحریر کو گستاخی پر محمول نہ کریں گی وجہ یہ کہ میں روح اعظم پر جو عدل و انصاف کرتی ہے۔یقین کرنے

کا خواہشمند ہوں - مگر نہیں کر سکتا - آپ کی کتاب میں اس امر کو بڑی صفائی سے بیان کیا گیا ہے - اور اگر مجھے صرف یہ معلوم ہو جائے کہ یہ آپ کا واقعی ذاتی تجربہ ہے تو موجودہ زمانہ کی تحریروں سے میرے گرد جو شکوک کا کہر ہو گیا ہے - اُس سے وہ خود بخود دور ہو جائیگا +
میں تصدیعہ کی معافی چاہتا ہوں +

آپ کا وفادار
"سی - ایم - ای"

خط - ۸

جناب مکرمہ بعد آداب عرض ہے :-
"معاف فرمائیں کہ میں آپ کو یہ خط لکھنے کی جرات کرتا ہوں - اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی کتاب "دو جہانوں کی سیر" نے میرے دل میں نہایت گہری دلچسپی پیدا کر دی ہے - یہ بات میں سمجھ گیا ہوں - کہ خود یہ داستان ایک فسانہ ہے - لیکن اس کو احتیاط سے پڑھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک مدعا مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے - برقی مذہب میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے - اس سے کتاب مقدس کی بہت سی باتوں کی تشریح ہو جاتی ہے - میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ اس پر اندھا دھند یقین نہ کرنا چاہئے - بلکہ کچھ تاویل ہونی چاہئے - یہ اصول کہ مسیح ہمارے لئے بطور مثال اور خدا کے ساتھ آمد و رفت کے ذریعہ کے طور پر یہاں آیا اور مرا - نہ بطور قربانی کے - اس امر پر روشنی ڈالتا ہے - جس سے میں خود تذبذب میں رہا ہوں - میں آپ کا بے حد مشکور رہوں گا - اگر آپ یہ بتا سکیں کہ اس مضمون کے مزید مطالع

کے کیا ذرائع ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس تصدیح کو معاف فرمائینگی +

"آپ کا مخلص
ایچ۔ بی"

میں پھر کہتی ہوں کہ خدا کے غضب کو فرو کرنے کے لئے قربانی دینے کا خیال خالص یہودی مذہب سے لیا گیا۔ اور مذہب عیسوی سے جیسا کہ مسیح نے اس کی تلقین کی ہے۔ اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ وہ خود کہتا ہے میں راستہ صداقت اور زندگی ہوں۔ اور خدا کے پاس کوئی شخص میری توسل کے سوا نہ آئیگا۔ یقیناً یہ الفاظ بالکل صاف ہیں۔ اور ان سے بلا مغالطہ یہ مفہوم ہوتا ہے۔ کہ خالق اور اس دنیا کے درمیان مسیح کی معرفت ہی آمد و رفت کا ذریعہ قائم ہو سکتا ہے۔ مقدس استاد کہیں نہیں کہتا کہ خدا اس قدر غضبناک ہے۔ کہ اپنے پیغمبر کے خون جگر ان جسم کو پینے کی خواہش کرے۔ یہ کہ مسیح اس کے سامنے انسانی قربانی کے طور پر آویزاں کیا جائے۔ گویا وہ خون کی بو سے ہی راضی کیا جا سکتا ہے۔ یہ خیال خوفناک اور ناپاک ہے۔ اور "ہمارے باپ" کے پیار اور عدل کے بالکل معاند ہے۔ جیسا کہ مسیح نے ان محبت آمیز الفاظ میں کہا ہے "چھوٹے ریوڑ ڈر نہیں۔ خدا کی خوشی کا تقاضا ہے۔ کہ تم کو وہ بادشاہت دے" یہ امر کہ مسیح ہم کو الوہیت کے زور سے خدا کے قریب تر کھینچنے کے لئے آیا۔ اور اپنے دوبارہ جی اٹھنے سے آئندہ کو واقعی ثابت کر دیا۔ بالکل حیرت انگیز نہیں۔ نہ مسیح کا نزول کسی طرح خدائی شان کے خلاف تھا اس سے ہم کو یہ امر بخوبی سمجھ لینا چاہئے کہ خدا تعالے جس کو تمام دنیا سے محبت ہے۔ بے حد رحیم اور متحمل ہے۔ جس نے ہم کو اس قدر بے حد شفقت سے اس طرح وہ راستہ دکھا دیا جس سے ہم کو تاریکی سے

نکل کر روشنی کی طرف جانا چاہئے۔ جو لوگ اس کمال عدل کو نہیں دیکھ سکتے جو خود مسیح کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کے لئے میں ایک مشرقی مقولہ پیش کرتی ہوں +

"اگر غوطہ لگا کر تم کو سمندر سے موتی نہ ملیں تو سمندر کو الزام نہ دو۔ قصور تمہارا ہے" +

"مصنفہ"

خط۔ ۹

جنابہ مکرمہ بعد آداب ماوجب کے عرض ہے:۔

"میں تھوڑے عرصہ سے آپ کی قابل تعریف کتاب "دو جہان کی سیر" کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اور میرے جی میں آتا ہے۔ کہ اس کے بارے میں آپ سے کچھ عرض کروں۔ مذہب عیسوی پر آپ نے جو روشنی ڈالی ہے میرے خیال میں کبھی نہ گزری تھی۔ اور میں اس وقت سے چاروں اناجیل کا احتیاط سے مطالعہ اور آپ کی کتاب کے مسائل سے ان کا مقابلہ کر رہا ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ میرے خیالات دوبارہ مذہب میں کامل اور عمدہ تغیر پیدا ہو گیا ہے۔ اب میری حالت قدیم زمانہ کے اس جزامی سی ہے۔ جس نے مسیح کا دامن پکڑا تھا۔ اور وہ ایک دیرینہ مرض سے شفایاب ہوا تھا۔ برائے نوازش یہ بتائیں۔ کہ آپ نے یہ نئے اور عمدہ خیالات انجیل سے خود نکالے ہیں یا پر اسرار چیزوں کے کسی تجربہ کار واقف نے سکھائے ہیں؟ جن لوگوں نے آپ سے ملاقات کی ہے۔ ان سے میں نے سنا ہے کہ آپ بالکل جوان ہیں۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ عورت ذات جوان ہونے کے باوجود آپ نے تاریک اور ناقابل سمجھ مسائل پر اس قدر روشنی ڈالی ہے۔ چند

بسا لوں سے میں وعظ کہتا ہوں اور میرا خیال تھا - کہ میں انجیل سے بخوبی
واقف ہوں - لیکن آپ نے اس کو بالکل نئی عجیب وغریب اور قیمتی مطالب
سے پُر کتاب بنا کر دکھا دیا ہے - میں امید کرتا ہوں کہ میں ان لوگوں کے
دلوں میں جن کو پند و نصیحت کرنا میرا فرض ہے - تسلی اور امید پیدا کرونگا
جو آپ کی تحریر سے مجھے ہوئی ہے - !

آپ کا مشکور و ممنون
"ٹی - ایم"

خط - ۱۰

جناب مکرمہ تسلیم بصد تکریم
"کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں - کہ "دو جہان کی سیر" میں جو مذہبی
اصول آپ نے بیان کیا ہے - اس کی دلیل کیا ہے ؟ کیا آپ کو خود اس
پر یقین ہے ؟ میں اس امر کے معلوم کرنے کی بہت خواہش رکھتا ہوں
اور مجھے یقین ہے کہ آپ ازراہ نوازش مجھے اس کا جواب دینگی - آپ کی
کتاب پڑھنے سے پیشتر میں اپنے آپ کو دہریہ خیال کرتا تھا - لیکن اب
مجھے اس بات کا یقین نہیں - میں خدا کو ویسا خیال نہیں کرتا جیسا کہ
مختلف کلیساؤں نے ظاہر کیا ہے - بار بار میرے دل میں یہ سوال پیدا
ہوتا ہے - کہ اگر خدا ہے تو وہ غصے کیوں ہوتا ہے ؟ اس کے لئے یہ بالکل
آسان ہے - کہ دنیا کو بالکل تباہ کر دے - جیسا کہ ہم کو گرد کے ذرے
سے تکلیف ہو - تو اس کو پھونک کر ہٹا دیتے ہیں - اپنی مخلوقات کو عذاب
دینے کی بجائے ایسا کرنا اس کے لئے بہتر اور زیادہ بہادری کا کام
ہوگا - میں زندگی کو عذاب نہیں کہتا ہوں - اگر اس کا خاتمہ ہلاکت ہے

تو یقیناً یہ بے فائدہ اور ظالمانہ عذاب ہے - میری یہ باتیں کفر سے
ہوتی ہونگی - لیکن آپ نہیں جانتی کہ بعض اوقات مجھے کبھی کا وش
ہے - مجھے ایمان لانے کی خواہش اور آرزو ہے - معلوم ہوتا - کہ آ
کو اپنے عقائد پر بالکل یقین ہے - جو بہت ہی شریفانہ - معقول
اور انصاف پر مبنی ہیں - خدا کی جو صفات آپ نے بیان کی ہیں -
کو مدنظر رکھا جائے تو واقعی وہ عالم کی پرستش کا سزاوار ہے - آپ
مجھے یہ بتائیں کہ آپ کو اس حکیمانہ محبت پر جو ہر جگہ موجود ہے - اور
جسکو آپ نے بہت فصیح پیرایہ میں بیان کیا ہے - یقین ہے میں آپ کے
نہایت مخفی خیالات میں دخل دینا نہیں چاہتا - بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ
آپ مجھے یہ یقین دلادیں - کہ آپ کو یقین ہے - اگر مجھے یہ بات معلوم
ہو جائے - تو میری تمام زندگی کی روش تبدیل ہو جائیگی - اگر ہو سکے
تو آپ میری مدد کریں - کیونکہ مجھے مدد کی واقعی ضرورت ہے آپ اندا
کر سکتی ہیں - کہ مجھے اس امر کے معلوم کرنے کا بہت اشتیاق ہے
ورنہ میں آپ کو یہ خط تحریر نہ کرتا +

آپ کا وفادار
"اے - ڈبلیو - ایل"

" اس قسم کے خطوط مجھے اس کثرت سے آئے ہیں - کہ ان
ایک خاصی کتاب تیار ہو سکتی ہے - میرے خیال میں یہ دو خط
جو میں نے منتخب کئے ہیں - اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کا
ہیں - کہ انسان کی روح ان الٰہی باتوں پر جو اس کو نشوونما دیتی ہے
کیسی پر جوش - اور ناقابل فرد خواہش سے مائل ہوتی ہے - یا
جا بیکو زور کرتی ہے - جیسا کہ پھول روشنی کی طرف مائل ہوتا ہے

ہے۔ ہر روز میرے پاس بہت خطوط آتے ہیں۔ جن میں اشتیاق اور
دلسوزی کے پیرایہ میں درخواست کی جاتی ہے کہ تھوڑی سی مدد کرو۔
تھوڑا آرام دو۔ تھوڑی راہبری کرو۔ مجھے لوگوں کے شکوک اور
تذبذب کو دیکھ کر بہت قلق ہوتا ہے کیونکہ اگر ان کی یہ کیفیت نہ ہوتی
تو وہ شریفانہ اور مفید زندگی بسر کرتے اور خوش رہتے۔ پادری کب
مسیح کی تعلیم کا سادہ وعظ کرنا سیکھینگے؟ کب اس کی تعلیم میں بلا شبہ
انسانی مسائل یا اختلافات کو دخل نہ دینگے؟ کب ہم ایسی عمارت
میں داخل ہونگے؟ جو محض عبادت کے لئے مخصوص کی گئی
ہوگی۔ جو فن عمارت کے لحاظ سے خوبصورت۔ اندر باہر سے شاندار
روشنی سے روشن، کھلی اور نہایت اعلیٰ درجہ کی کاریگری سے بارونق
ہوگی۔ اور ہم اس میں مسیح کے ایسے غرض مسئلہ کو جیسا کہ وہ خود
وعظ کرتا تھا سنینگے؟ اس قسم کے معبد کا یقیناً وقت آگیا ہے۔
جو بالکل خدا کے لئے مخصوص ہو۔ اور دولت کا وہاں گزر نہ ہو سکے جہاں
ہم اپنے خالق کی سچے دل سے پرستش کر سکیں۔ انیسویں صدی میں
جو سطحی اور ظنی خیالات بند ہوگئے ہیں۔ گو فی نفسہ بہت قوی اور زندہ
بڑی بڑی قباحتوں پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ اس الٰہی شعلے کو جو چند
مخصوص لوگوں کے دلوں میں چل رہا ہے۔ اگرچہ یہ چند احمق اور شیخ
چلی تصور کئے جاتے ہیں پامال نہیں کر سکتے۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد
دانا اور محتاط ثابت کئے جائینگے۔ زمانہ کی علامتوں سے پایا جاتا ہے
کہ انسان کی قسمت میں ایک عظیم انقلاب اور تغیر عنقریب پیدا ہونے
والا ہے۔ یہ سیارہ جس کو ہم دنیا خیال کرتے ہیں بعض امور میں ہماری
طرح ہے۔ یہ پیدا ہوا۔ اس نے بچپن، نوجوانی اور پختہ سالی کی عمر
آئی اور اب یہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ اور بڑھاپے کے ساتھ ہی اس پر

تنزل شروع ہوگیا ہے۔ پیدا کرنے والے دائرہ میں پھر ایک دفعہ یہ ضرور جذب ہوگی۔ اور جب یہ اپنے رفیق ستاروں میں پھینکی جائینگی۔ ہماری قوم اس پر آباد نہ ہوگی۔ ہمارا زمانہ ختم ہوگیا ہوگا ہمارا موقع ہوچکا ہوگا۔ ہم بازی جیت یا ہار چکے ہونگے۔ مسیح نے کہا تھا کہ یہ نسل ختم نہ ہوگی۔ جب تک میرے تمام کلمات پورے نہ ہونگے۔ نسل سے مراد بنی نوع انسان ہے۔ پہلے ہم نے تنگ خیالی سے اس کے یہ معنے لئے تھے۔ کہ نسل سے مراد اس کے زمانہ کے لوگ تھے۔ چونکہ اس میں الٰہی حکمت معمور تھی۔ وہ ماضی و استقبال کے تمام رازوں سے واقف تھا۔ بیشک اسی دنیا پر اس نے ہمارے سے بالکل مختلف ہستیوں کو آباد دیکھا ہُوا تھا۔ اور وہ جانتا تھا کہ بنی نوع انسان منجملہ بیشمار قبائل کے جو اس پر قلیل عرصہ کے لئے آباد ہوتے ہیں۔ صرف ایک ہے۔ لوگوں کے دل میں جو یہ خیال پیدا ہوگیا ہے۔ کہ بنی انسان جس کی موجودہ صورت سے ہم واقف ہیں مخلوقات کی نہایت اعلےٰ صورت ہوگی۔ اور محض اس خیال سے کہ یہی اعلیٰ سے اعلےٰ مخلوقات ہم کو نظر آتی ہے۔ بالکل لغو ہے۔ اس قدر تنگ خیال ہونا کیسا بیہودہ ہے۔ حالانکہ ہم تیتری کے نفیس و باریک عجائبات کو بخوبی دیکھ نہیں سکتے۔ اور دھوپ میں اتنی دور تک دیکھ نہیں سکتے جس قدر کہ اوپر کی طرف پرواز کرنے والا پرندہ دیکھ سکتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں بالکل نہیں چندھیاتیں۔ ہم معمولی مکھی کے بازوؤں کی تحقیق خوردبین کی مدد کے بغیر نہیں کر سکتے۔ تماشاگاہ میں ایکٹروں کے بشرہ کی کیفیت اوپیرا گلاس (چھوٹی دوربین) کی مدد سے دیکھتے ہیں۔ ستاروں کے عجائبات کا اندازہ کرنے کے لئے ہم

اپنی کمزور اور آسانی سے دھوکہ کھا جانے والی نظر کی امداد کے لئے دوربینیں بناتے ہیں۔ باوجود اس کوتاہ عقلی کے ہم پیدا کرنے والی قوت اور خوبصورتی کے بے حد درجوں کو اپنی ذاتی آرام کے حسب حال تقسیم کرتے ہیں۔ اور نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہم اللہ تعالےٰ صانع قدرت کے ادراک کی آخری فتح ہیں۔ سچ پوچھو تو ہم خود متانت سے غور کریں۔ ہم کو اور اعلےٰ قوتوں کو ہماری حالت افسوسناک معلوم ہوگی۔ ہماری مثال یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے ایک باغ میں بطور دوست اور مہمان کے اپنی زندگی کا مختصر روز بسر کرتے آئے ہیں اور ہم سے ہرگز یہ توقع نہیں کہ اس کی میزبانی کا نامناسب فائدہ اٹھائینگے۔ اور اس سے تجاہل عارفانہ کرکے ہم خود زمین کے مالک اور آقا بن بیٹھینگے۔ کیونکہ ہم آفتاب کے تلے محض مسافر ہیں۔ ہماری نسل جلدی مگر یقینی طور پر معدوم ہو جائینگی۔ اور ہماری بجائے اور نسل آئینگی اور چونکہ عالم کا کام ہمیشہ رو بترقی ہے۔ دوسری نسل ہمارے سے زیادہ قابل اور صاحب کمال ہوگی۔ چنانچہ جب تک ہم یہاں ہیں۔ ہم کو ان چند موقعوں پر جو ہم کو ملے ہیں۔ متانت سے غور کرنا چاہئیے۔ یہ ہر ساعت کم ہوتے جاتے ہیں۔ ایک طرف ہم کو خالص عالی خیال لافنا روح کی غیر متناہی اور شاندار وراثت ملی ہے۔ دوسری طرف موجودہ زیست ملی ہے۔ جو عارضی اور دھوکہ دینے والی ہے۔ اور دونوں کے درمیان انسانی ارادہ کا پنڈولم ہل رہا ہے۔ یہ ہماری قسمت کا فیصلہ کرتا ہے۔ خدا ہمارے لئے کوئی چیز منتخب نہیں کرتا۔ ہم کو محبت پر مجبور نہیں کرتا۔ ہم اپنی آئندہ زندگی بناتے ہیں۔ بالکل آزاد ہیں۔ لیکن آخری انتخاب

کرتے ہیں ہم اپنے قیمتی واپس نہ آنے والے وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کر سکتے ✤

تتمہ
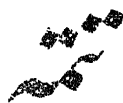
اس مقام پر اتنا ذکر کرنا مناسب ہے کہ رونٹجن شعاع کی مشہور دریافت جس سے دنیا کے لوگ عموماً [illegible] ایکسرے اچنبھہ اور انوکھی معلوم نہیں ہوتی۔ گو مجھے اس امر سے خوشی ہوتی ہے کہ جن مسائل کی تلقین کرنے کی سعی کرتی ہوں۔ ان کا ایک مثبت ثبوت علانیہ اور علمی طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ ۱۸۹۶ء کے رسالہ میکلیورس میگزین میں ایک ملاقات کا جو مقام ورزبرگ پر پروفیسر رونٹجن اور ایک اور شخص کے درمیان ہوئی تھی۔ ذکر لکھا تھا۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ پروفیسر مذکور نے زیر بحث روشنی کی ماہیت کی لاعلمی کا اقرار کیا ✤

اس سے پوچھا گیا "کیا یہ روشنی ہے؟"

پروفیسر۔ "نہیں" ✤

ملاقاتی۔ کیا یہ برق ہے؟

پروفیسر۔ "کسی معلوم صورت کی برق نہیں" ✤

ملاقاتی۔ پھر یہ کیا ہے؟

پروفیسر۔ "مجھے معلوم نہیں" ✤

بجا۔ اس کو معلوم نہیں۔ کیونکہ ابھی تک اس سے بیرونی برق یعنی روشنی و حرارت کی قوت جو ہمارے ہر ایک کے

جسم کے گرد محیط ہے - یا اندرونی برق جو موت کے بعد روح یا روحانی ہستی ہوجاتی ہے - دونو کے امور واقعی کی تصدیق نہیں کی ٭

اس سے پوچھا گیا "کیا یہ برق ہے"؟

اس نے جواب دیا "کسی معلومہ صورت کی برق نہیں" ٭

جو جواب اس نے دیا وہی میں دیتی ہوں - روح اور جسم کی برق جس کا میں ذکر کرتی ہوں - کسی معلومہ صورت کی برق نہیں ہے - باین ہمہ یہ برق ہے - اگر یہ خود بخود منور - اور برقی زندہ جوہر ہم میں سے ہر ایک کے گرد محیط نہ ہوتا - ہماری حرکات کے ساتھ حرکت نہ کرتا - اور حرکت کرنے کے وقت اپنا راستہ نہ بناتا - اور ویسے دوسرے جوہروں کے ساتھ مس کرنے پر اپنے موافق اور مخالف اثر پیدا نہ کرتا تو عالی دماغ پروفیسر کو رو شنجمن شعاع نظر نہ آتی - جس کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا تھا - وہ اس وجہ سے خدا تعالےٰ کا ایک عمدہ آلہ ہے کہ وہ اپنی مدح خود کرنا نہیں چاہتا - اور مشہور ہونے کے خیال کی تضحیک کرتا ہے - سائنس کی دریافتیں جس قدر کثیر التعداد اور وسیع ہوتی جائینگی - اسی قدر ہم کو خدا کا وجود قریب تر محسوس ہوگا - اور ہم کو یہ امر زیادہ یقینی طور پر معلوم ہوجائیگا کہ عہد جدید کے معجزات فسانے یا تاریخی اتفاقات حسنہ نہیں - جیسا کہ تھوڑا عرصہ پیشتر پروفیسر میکسملر نے کہا تھا - بلکہ یہ ابدی صداقتیں ہیں - ان سب میں سے نہایت شاندار اور مثبت صداقت مسیح کا دوبارہ زندہ ہوکر اٹھنا ہے - یہ اس امر کی ابدی علامت - اور صریح اظہار تھا کہ ہم میں سے ہر ایک میں روح کا ابدی نتیجہ ہے اور

اس باخبر اور مشغفی روح کے لئے موت نہیں ÷

میری کوریلی

فہرست کتب جدید

فیض بخش ایجنسی فیروز پور شہر

زینوبی لارڈ لٹن انگلستان کے مشہور و معروف شاعر و ناولسٹ کی تصنیف ہے جو اعلے درجہ کا صوفی مزاج فلاسفر تھا۔ اس نے اپنے ناولوں میں اعلے درجہ کے فلسفی مسائل کو بیان اور اخلاقی اور تمدنی برائیوں کا علاج کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر ایک ناول حسن و عشق کی داستان نہیں بلکہ ایک مقصد و مدعا کو مد نظر رکھکر لکھی گئی ہے اس ناول کا نہ صرف تاریخ کی ایک بڑے اہم واقعہ یعنی ملک فرانس کے ملکی انقلاب سے جو اس صدی کے شروع میں واقعہ ہوا خاص تعلق ہے بلکہ اس میں انسان کے اعلے دماغی نشو و نما اور بالائے قدرت طاقتوں کا ذکر کر کے بہت سے صوفیانہ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس ناول کا ہیرو ایک ایسا شخص ہے جس کا اُستاد ایک قدیم الایام شخص ہے جو قدرت کے بھیدوں سے واقف اور رغیب کے اسرار سے آگاہ ہے۔ اور وہ خود بھی ان طاقتوں پر حاوی ہے۔ مگر باایں ہمہ یہ ناول دیوں پریوں کا قصہ نہیں بلکہ ایک واقعی علمی اور فلسفی اخلاقی اور روحانی ناول ہے جبی تقطیع کے قریب چھ سو صفحوں پر نہایت عمدہ اور اعلے کاغذ پر چھپا ہے۔ قیمت عہ

پاتال کی سیر فرانس کے ایک مشہور و معروف ناولسٹ اور سائنس دان جولس ورن کی تصنیف ہے اس مصنف کی کتابوں نے شہرۂ عام حاصل کیا ہے کیونکہ ان میں علاوہ ناول کی دلچسپی کے سائنس کے بڑے بڑے مسائل کو ایسی سادگی اور صفائی سے بیان کیا ہے کہ ایک بچہ بھی اس سے پورا لطف حاصل کر سکتا۔ ... [illegible] کی سیر

(مفصل فہرست کتب طلب کرنے پر ارسال کیجاتی ہے)

کرائی ہے کہیں تحت السرے کی۔ کہیں سمندر کی۔ مگر سا تھ ہی لطف یہ ہے کہ عجائب
وغرائب اس طور سے بیان کئے ہیں کہ اگرچہ پرستان کا سماں بندھ جاتا ہے
مگر سائنس کے اصول میں ذرا فرق نہیں آتا۔ خاصکر اس ناول کو پڑھکر۔
جس میں زمین کی تہ کے نیچے کا حال بیان کرتے ہوئے علم الارض رجیالوجی
کے بڑے بڑے مسئلوں کو حل کیا ہے۔ اور اس کے عجیب وغریب حالات
کو پڑھکر الف لیلہ کے علاؤ الدین اور اس کے عجیب وغریب چراغ کا مزہ
آتا ہے۔ چھوٹی تقطیع عمدہ کاغذ پر اعلےٰ درجہ کی چھپی ہے۔ قیمت ۔۔ عہ

رُوح لیلیٰ یہ کتاب بھی ماری کوریلی کی تصنیف ہے۔ اور اس میں
ایک دوسرے روحانی مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے
ایک شخص ایک مُردہ لڑکی کے رُوح کو اس کی وفات کے
وقت ایسا محبوس کر لیتا ہے کہ وہ جسم کے ساتھ وابستہ رہتی ہے۔ اور وقتاً
فوقتاً اُس کو زندہ کر کے اُسکے ذریعہ سے بہت سے کام نکالتا ہے یہ ایک
نہایت ہی عجیب قصہ ہے۔ مگر ہمارے مشرقی قصہ کہانیوں کی طرح اس میں
صرف عجائبات کا ذکر کر کے لوگوں کو تعجب میں ڈالنا اس کا منشاء
نہیں ہے بلکہ روحانیات کے متعلق اعلےٰ درجہ کے مسائل کو حل کرنا۔
جو صاحب اس قصہ کو مطالعہ کرینگے وہ اس میں علاوہ تفریح کے
بہت سے علمی واقعات کا بیان پائینگے جس سے اُن کو غور و فکر
کے لئے بہت سے قیمتی سبق حاصل ہونگے۔ چھوٹی تقطیع پر چھپا ہے
لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلےٰ درجہ کا۔ قیمت ۔۔ عا

درخواستیں تمام

مینیجر فیض بخش سٹیم پریس فیروزپور شہر

آنی چاہئیں

(مفصل فہرست کتب طلب کرنے پر ارسال کیجاتی ہے)